UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226141

UNIVERSAL
LIBRARY

اعلان - جس طلب [illegible] وہ مال مسروقہ تصور کرنا چاہیے۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

بطرز شایستہ بالفاظ آیۃ کتابی بتیسیر رب ابناء حق بعد حضرت اثنا عشری

انوار البدر

از تصنیف جدید مولوی شیخ احمد صاحب سابق اہل سنت والجماعت

زیر مطبع باہتمام ابا فرحسین رئیس آگرہ طبع شد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ۔ خاکسار فرزند بیقدار شیخ احمد ابن جناب مولانا مولوی محمد وجیہ الدین صاحب عثمانی ساکن دیوبند ضلع سہارنپور مضاف صوبہ دار الخلافہ شاہجہان آباد خدمت ارباب تحقیق مین عرض کرتا ہے کہ سن شعور سے اردو عقیدہ آبائی یہ عاجز متمسک طریقہ اہلسنت والجماعت کا تہا۔ اور اس بحث کے حق ہونے پر نہایت درجہ غلو رکہتا تہا۔ اور فرقہ شیعہ سے بالخصوص ایک قسم کی نفرت تہی۔ مگر خارج از مذہب ایک یہ عقیدہ تہا کہ جناب علی مرتضی جمیع صحابہ سے افضل ہین در حقیقت ورثہ پدری مین پہونچا تہا اگرچہ متمسکان طریقہ امامیہ سے ایک کاوش تہی لیکن اس عقیدہ پر نہایت مستقل طور سے قایم تہا۔ ۱۲۸۶ھ مین کہ یہہ خاکسار ضلع بجنور مین نائب شرشتہ دار فوجداری تہا یہ اتفاق ہوا کہ اکثر اوقات ولیل یہ خیال آیا کہ کیا وجہ ہے کہ باوجودیکہ جناب علی مرتضی کے اصحاب ثلثہ کو خلافت ہوئی اور مرتبہ چہارم مین بہی بڑی دقت نوبت خلافت پہونچی۔ یہ تصور کرکے خاموش ہوجاتا کہ شاید یہہ عملدرآمد کسی حکم خدا یا حکم رسول

پابندیسے ہوا ہوگا لیکن جب کبھی زیادہ غور کرتا تو اس جانب سے اطمینان تھوڑا رفتہ رفتہ طبیعت پر اسکا خلش رہنے لگا۔ اور جو بات اصلیت ہوا جسوقت یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت صرف امت کے اجماع یعنی پنچایت سے ہوئی اور کوئی حکم انکی خلافت کے بارہ مین صادر نہین ہوا۔ اور خلافت حضرت عمر کی بذریعۂ استخلاف و ولی عہدی کے حضرت ابوبکر نے قایم کی اور حضرت عمر نے اپنی وفات کیوقت پانچ شخصون مین سے ایک کو خلیفہ کرنے کی راے دی کہ بالآخر حضرت عثمان از روے شوریٰ خلیفہ مقرر ہوے تو وہ خلش بڑہتے بڑہتے اچھا خاصہ زخم بلکہ ناصور ہوگیا کہ جسکا اندمال کسی طرح نہو سکا تب اس اندمال کی التجا درگاہ خداوندی مین کی اور سرا ور دہوگیا کہ ہر وقت بحضوری قلب خداوند کریم سے یہ دعا کرنا کہ الٰہی مجھکو راہ راست اور صراط المستقیم کی ہدایت کر اور مذہب حق مجھپر ظاہر فرما چنانچہ اس التجا کے کرنے سے معاً دلمین یہ بات آئی کہ یہہ معاملہ کچھہ مشکل نہین ہے مگر ہمارے علمانے کسی مصلحت سے ان امورات کا اظہار نا مناسب سمجھا ہے اور طالب حق کو بھی اس معاملہ مین زیادہ گفتگو نہین کرنے دیتے محض سکوت اختیار کر رکھا ہے تم کتب مذہبی کا خود مطالعہ کرو۔ خداوند تعالےٰ ضرور رہبری کریگا چنانچہ اوسیوقت سے کتب بینی اپنا شعار کیا اور خدا کے فضل سے ہر قسم کی کتابین گھر مین موجود تہین کچھہ وقت بھی اونکے جمع کرنیمین نہ ہوئی دو تین برس تک خوب سیر کی۔ ممکن تہا کہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ کے کتب سے مین اس معاملہ مین استعانت کرتا لیکن اوس زمانہ مین مجھکو ہرگز اونکی کتب اور اقوال کے صحیح ہونے کا گمان نتہا اور نہایت متحکم طور پر اونکے اقوال معروفہ مشہورہ کو غیر صحیح جانتا تہا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس رسالہ کی تالیف کے ختم ہونے تک مذہب شیعہ کی کسی کتاب کو مطالعہ نہین کیا اور ایک لفظ بھی اونکی کتب سے اسمین اخذ نہین کیا گیا۔ الغرض جبکہ بلا رو و رعایت کسی مذہب کے مطالعہ کتب کر چکا تو یہہ معاملہ بالکل منکشف ہوگیا اور پردۂ اختفا درمیان سے اوٹھگیا اور بہت سے امورات ایسے متیقن ہوگئے کہ اس سے پیشتر کوئی قرآن کا حامی بھی پہنکر مجھسے بیان کرتا تو ہرگز یقین نہ آتا۔ اب مذہب اہل تسنن کی نسبت میرے بہت سے شکوک واقع ہوئے اور شیعون کے تمام اقوال کی تائید اپنے مذہب کی کتب سے پائے گمان قوی ہوا کہ شاید مذہب شیعہ برحق ہے

مگر بعد اسقدر کارروائی کے مین مستعفی ہوکر وطن مین آیا اور یہان ایک بہت بڑا مجمع اہلسنت کے
علما و فضلا کا دیکھا تو خیال آیا کہ شاید تیرا گمان غلطی پر ہو اور دلائل حقیت مذہب تسنن تیرے
سمجھ مین نہ آئے ہون علما سے اس معاملہ مین رجوع کرنا چاہیے شاید اپنے ہی ذہن کی غلطی
ہو یہ سمجھکر علمائے موصوف کی طرف اس معاملہ کو رجوع کیا اور جو جو شبہات اور شکوک نسبت
مذہب اہل تسنن واقع ہوئے تھے اُنمین سے صرف چند شکوک لکھکے استفسار حال کیا گیا
اسپر جو کچھ برتاؤ اُن حضرات کی طرف سے ہوا وہ ناگفتہ بہ ہے علم و فضل کے برخلاف جاہلانہ برتاؤ
ہوا اور وجہ اوسکی ظاہراً یہی معلوم ہوئی کہ اُن شُبہات کے جواب سے وہ قطعی عاجز تھے مولوی
محمد قاسم صاحب نانوتوی کے علم و فضل کا اوس زمانہ مین غایت درجہ شہرہ تھا اونکے حواشی بلکہ
عوام کا یہ قول تھا کہ علم و فضل مین اب آپکا ثانی مملکت ہند مین نہین ہے۔ اُنہون نے شبہات
مذکورۂ بالا کا جواب لکھا لیکن باوجودیکہ اونکے جوابات کا مخاطب یہ حقیر تھا مگر نہین معلوم کہ میرے
پاس جوابات کیون مرسل نہ فرمائے اور بالا بالا شایع ہوئے مین نے بھی ایک آدمی سے نقل
اوسکی حاصل کی جسوقت مولانا صاحب کے جوابات پر نظر پڑی جسقدر شکوک تھے مبدل بہ
یقین ہوگئے اُسکا رد جواب بہت آسانی سے مین نے لکھدیا بلکہ جواب الجواب کی کوئی حاجت
اہل انصاف کے نزدیک نہین ہے۔ اب بالکل یقین اسبات کا ہوگیا کہ مذہب اہل سنت
والجماعت کسیطرح حق نہین ہے بلکہ مذہب امامیۂ اثنا عشریہ برحق ہے اور معلوم ہوا کہ میان
جعفر ژٹلی کا یہ مقولہ صحیح ہے کہ السنی متمسک مذہب ناحق بزور و مجادلہ۔
لیکن مین نے اسپر ہی اکتفا نہین کیا بلکہ نہایت عمدہ طریقون اور رسائل سے مذہب حق کو
تلاش کیا اور اُن رسائل کو مین وقتاً فوقتاً ضبط تحریر مین لاتا رہا تاکہ دیگر طالبان ضابطہ حق
کو بھی کسیقدر امداد ملے چنانچہ یہ مجموعہ بحیثیت ایک رسالہ کے ہوگیا کہ اسکو جمع کرکے ایک مقدمہ
اور چند مقالات پر ترتیب دیا اور نام اس رسالہ کا انوار الہدیٰ رکھا۔ خداوند کریم
طالبان حق کو اس سے مستفید کرے بالنبی و کرمہ

مقدمہ

یہ امر مشہور عوام ہے کہ اسلام مین بہتّر فرقے ہین اور اُنمین سے صرف ایک فرقہ ناجی ہے اور سب ناری ہین. پس ظاہر ہے کہ اکہتّر فرقے کا اصول یکسان ہے اور بہتر ہوین فرقے سے مختلف و برعکس ہے اسلئے کہ فروعی مسایل کا اختلاف ایسا تضاد پیدا نہین کرسکتا۔ وحدانیت خدا اور رسالت مصطفے کے تو جملہ فرقہائے اسلام قایل ہین پس اگر اختلاف اصولی ہی تو اسیقدر ہے کہ کوئی فرقہ متمسک بہ اہلبیت نبوی ہے اور بعض فرقات نہین ہین۔ دیگر فرقات سے قطع نظر کرکے دو مشہوری فرقات پر جو نظر کی گئی ہے تو ایک فرقہ اہلسنت والجماعت ہے اور دوسرا فرقہ شیعہ ہی بموجب عقاید اہلسنت کے مسلمان وہ شخص ہے کہ جو وحدانیت خدا اور نبوت انبیا اور کتب ربانی و ملایکہ و مبدء و معاد کا قایل ہو اور چونکہ شیعہ ان سب باتون کے قایل ہین اسلیئے بحسب عقیدہ اہلسنت اُنکے ایمان مین کچھہ فرق نہین ہے۔ اور بحسب عقیدہ شیعہ متمسک باہلبیت ہونا اور امامت کو داخل رکن ایمان تصور کرنا علاوہ امورات متذکرہ بالا کے اصل اصول ایمان ہے۔ لیکن باوجودیکہ اہل تسنن قایل ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر وقت مین یہ بھی وصیت کی ہے کہ میرے بعد تم لوگ قرآن و اہلبیت سے متمسک رہنا لیکن پھر بھی داخل رکن ایمان نہین سمجھتے نہ اُنکے سلف اس حکم کی تعمیل کی نہ خلف نا انصاف اسکے پیرو ہین ثبوت اس امر کا خاص اُنکے کتب سے حاصل ہے یعنی حدیث ثقلین کی صحت مین تو اونکو کلام نہین تعمیل اُسکی سو ظاہر ہے کہ صحابہ نے اہلبیت سے تمسک نہین کیا اور قول حضرت عمر حسبنا کتاب اللہ بروایت بخاری دلالت عدم تعمیل ارشاد نبوی پر کرتا ہے۔ آیندہ کتب احادیث اور فقہ اہل تسنن کو دیکھا جاوے کہ کوئی مسئلہ بھی حضرات اہلبیت نبوی سے اخذ نہین کیا گیا کہ موقع پر ہم اسکا کامل ثبوت دینگے اور اجلہ علما کا اعتراف پیش کرینگے اور ثابت کردینگے کہ آیمہ اربعہ اہل تسنن نے صرف اجتہاد فاروقی کو تدوین کیا ہے اور اجتہاد مرتضوی کو قصداً ترک کیا ہے۔ اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا

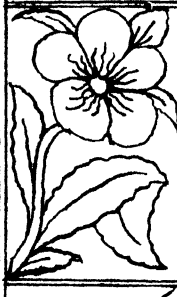
نجے ومن تخلف عنہا غرق محیط ناپیدا کنار ضلالت وظلمت مین ڈوب گئے۔

اس اعتبار سے کل مسلمانونکا انقسام دو فرقون پر ہوتا ہے۔ ایک بعد عقیدہ خدا اور رسول وکتب وملائکہ کے متمسک باہلبیت ہوتے ہین اور دوسرے متمسک اہلبیت نہین ہین۔ فرقات حنفی شافعی مالکی حنبلی معتزلہ ناصبی خارجی جبریہ قدریہ وغیرہ اکثر فرقہ متمسک باہلبیت نہین ہین صرف ایک فرقہ شیعہ متمسک باہلبیت ہے۔

اب متمسکان اہلبیت کا یہ عقیدہ ہی کہ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت علی مرتضی بلافصل خلیفہ اور امام برحق ہین اور اونکے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام اسی طرح تا بامام دوازدہم امام برحق ہین اور اپنے قول کی تائید مین دلائل عقلی ونقلی واکثر نصوص صریحہ پیش کرتے ہین اور حدیث ثقلین وحدیث سفینہ وغیرہ سے مؤید اسی امر کے ہین۔ اور اہل تسنن بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ برحق اور اونکے بعد حضرت عمر فاروق کو اور اونکے بعد حضرت عثمان کو پھر حضرت علی مرتضی کو خلیفہ رسول مانتے ہین اور ان چارون خلفا کو راشدہ کہتے ہین اور ضرورت خلافت اور اوسکے تعین مین بھی دونون فرقے مختلف ہین۔ شیعون کا قول ہے کہ دوازدہ امام منجانب خدا اور رسول مقرر ہین اسلئے اونپر عقیدہ رکھنا داخل رکن ایمان ہے اور سنی اسکے برخلاف ہوکر کہتے ہین کہ دینیات مین کچھ تعلق خلیفہ کا نہین بلکہ انتظام سلطنت کیلئے امت کو اختیار ہے کہ کسیکو اپنا حاکم مقرر کرلے۔

اب ہمکو تحقیق کرنا دو امور کا لازم ہے۔ اوّل یہ کہ خلافت وامامت کیا شے ہے اور تعین اسکا منجانب خدا یا رسول خدا ہونا ضروری ہی یا منجانب امت دوم یہ کہ بروے تحقیقات بعد رسول خدا کے خلیفہ وامام برحق اصحاب ثلثہ ہین یا بلافصل حضرت علی مرتضی ہین۔ اور ہم چاہتے ہین کہ مقدمہ صرف کتب اہلسنت سے تصدیق کیا جاوے اور تحقیق ہوجاتا اس امر کا دشوار نہین ہے اول خلیفہ وامام کے صفات قایم کرلئے جاوین اسکے بعد کتب سے دیکھلیا جاوے کہ کس شخص مین وہ صفات موجود ہین۔ جبکہ کوئی امام یا خلیفہ متصف بصفات مذکورہ شخص ہوجاوے اوسوقت نصوص واحکام

بھی غور کیا جاوے اور زمانہ جناب رسول خدا اور اوسکے بعد کے عمل درآمد پر بھی لحاظ کیا جاوے تو پھر کوئی خرخشہ باقی نہ رہیگا۔



مقالۂ اول دربیان ضروریات امامت وخلافت واختیار تعین امام وخلیفہ



واضح ہو کہ جمیع علماے اہل تسنن کا یہ مقولہ ہے کہ خلیفۂ رسول کو دینیات سے کچھ تعلق نہین ہے صرف امورات دنیاوی کے لئے امت کو اختیار ہے کہ اپنی طرف سے جس شخص کو چاہین خلیفہ رسول مقرر کرلین اور یہ ہی وجہ ہے کہ دربارۂ تعین خلفاء کوئی حکم صاف خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین دیا چنانچہ انہ اطفاء عن خلافۃ الخلفاء مین شاہ ولی اللہ صاحب تعین خلافت کے پانچ طریقے جائز قرار دیئے ہین۔ ایک بروے اجماع اہل حل وعقد کہ جسطرح حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے دوسرے استخلاف کہ ایک خلیفہ دوسرے شخص کو اپنے بعد خلیفہ ہونیکے لئے مقرر کرے جیسے حضرت عمر کا تقرر ہوا۔ تیسرے بروے شوری جیسا کہ حضرت عثمان کی خلافت پر ہوا۔ چوتھے خلیفہ امت کو خوشی سے خواہ جبر سے اپنی طرف رجوع کرے اور اوصاف خلافت اوسمین ہون اور متنازعین کو صلح کرکے دور کرے جیسے امیر معاویہ پانچوین خلیفہ امت کو اپنی طرف رجوع کرے خواہ اوسمین اوصاف خلافت ہون یا نہون جیسے مروان اور اوسکی اولاد کو خلافت ہوئی۔ مگر حضرت علی مرتضی کی خلافت کو شاہ صاحب نے کسی قسم مین داخل نہین کیا شاید اُنکے نزدیک خلفا مین وہ حضرت داخل نہین ہین۔ اور واقعی اگر غور کیا جاوے تو وہ حضرت خلفاء منصوص مین داخل ہین یعنے خدا اور رسول کے مقرر کئے ہوے خلفاء مین ہین۔ نہ کہ انسان کے مقرر کئے ہوے

خلفامین۔ یہ پانچ اقسام خلافت کے جو بیان کئے گئے ہین سب کے سب انسان کے اختیاری ہین خدا اور رسول کی اُنمین مطلق مداخلت نہین ہے اگر اس معاملہ مین بغور فکر کیجاوے تو ظاہر ہے کہ سلطنت یا امامت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت سے مراد ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ سلطنت دنیاوی صرف ہمارے حضرت کی رسالت کا ضمیمہ تہا اصلی عہدہ حضرت کا رسالت تہا اصلی نایب حضرت کا وہی ہے کہ جو رسالت مین نایب ہے جیسا حضرت کی رسالت کے ساتہہ انتظام سلطنت بہی ایک امر زاید تہا اسیطرح نایب کے ساتہہ بہی ایک امر زاید ہے مثلاً اگر امتی کسی مرسل کی اطاعت نکرین تو رسالت مین کچہہ فرق نہ آئیگا گو سلطنت دنیاوی بوجہ عدم اطاعت امت قایم نہ رہے اسیطرح نایب حقیقی کی بہی متابعت اگر امت نکرے تو ہرگز اوسکی نیابت مین فرق نہ آئیگا جبکہ یہ حال ہے تو صاف بات ہے کہ جن صفات علامات سے کسی شخص کو رسول اللہ مانا جاتا ہے جب تک کہ تہوڑا بہت حصہ اون صفات مین سے نایب مرسل کو نہ ملیگا تو کسیطرح پر اُسکو نایب رسول اللہ نہین کہسکینگے اور یہ بات بہت بڑی عام فہم ہے کہ نایب اپنے منیب کا ایسا قایم مقام ہوتا ہے کہ منیب کی غیبت مین تمام اختیارات عمل مین لاتا ہے تو لازمی امر ہے کہ وہ جملہ صفات منیب کی کہ جنپر انصرام کام عہدہ کا منحصر ہے نایب مین بہی پائے جاوین ورنہ وہ قابل انصرام ہے۔ پس اب جتنا فرق رسالت اور بادشاہت مین ہے اُتنا ہی فرق دونون صیغون کی نیابت مین بہی ضرور ہے۔ انسان کا اجماع ضرور ایک شخص کو بادشاہ بنا سکتا ہے اور ایسا ہی ہمیشہ ظہور مین آتا ہے لیکن انسانون کا کوئی گروہ یا مجمع کسی شخص کو رسول اللہ یا نبی نہین بنا سکتا۔ پس لامحالہ صیغہ سلطنت مین نایب مقرر کرنے کا امت کو اختیار ہے اور صیغہ رسالت مین امت کا مطلق اختیار نہین یا تو خداوند کریم کہ جو اپنی طرف سے رسول مقرر کرتا ہے نایب رسول مقرر کریگا یا خود رسول بہی ایسا اختیار رکہہ سکتا ہے لیکن بالضرور منظوری لینے کی رسول اللہ کو بہی حاجت پڑیگی معاملات دنیا مین بہی اسکے نظایر موجود ہین یعنے اللہ تعالے کیطرف سے مرسلین جو مبعوث ہوتے ہین ہمیشہ ایسے

ہین کہ جسطرح بادشاہون کی طرف سے رعایا کے اوپر عامل و حاکم ذی اختیار مقرر ہوتا ہے
رعایا کے اختیار مین اوس حاکم یا اوسکے نایب کی موقوفی و بحالی نہین ہوتی۔ بس نایب
رسول مین ضرور ایسے اوصاف ہین کہ وہ عام اشخاص مین نہین ہوسکتے اور ایسے اختیارات
اونکو عطا کئے جاتے ہین جو حیطہ اختیار انسانی سے باہر ہین اور جب وہ اس کام
پر مقرر ہوتے ہین تو ضرور موافق قاعدہ اونکو سند بھی عطا ہوتی ہے کہ جس سے
امت کے لوگ یقین لاوین جیسا کہ عہدۂ رسالت و نبوت کے لئے سند معجزہ و
خوارق عادات و عصمت وغیرہ ہین ویسے ہی نیابت کے لئے بھی ضرور ہین اب
اہل تسنن اگرچہ بظاہر بیان کرتے ہین کہ خلافت کا تقرر خدا ے تعالےٰ کی طرف
سے نہین ہے نہ رسول اللہ کیطرف سے بلکہ امت کا اختیاری امر ہے لیکن یہ امر صریح
خلاف عقل اور خلاف عمل درآمد قدیم کے ہے۔ اول تو اگر امت کا ہے اختیاری
امر تہا تو خلیفۂ رسول اللہ اس عہدہ کا نام نہ رکہنا چاہئے تہا بادشاہ امیر وغیرہ کہنا
لازم تہا دوسرے جبکہ یہ امر ثابت ہے کہ ہمارے حضرت رسول اللہ تھے اور امر
سلطنت سے بھی تعلق رکہتے تہے تو یہ کب ممکن ہے کہ ایک صیغہ سلطنت مین تو
نایب مقرر کیا جائے اور دوسرے صیغہ رسالت مین جو اہم تر اور ضروری تر سلطنت
سے ہے نایب مقرر نہ کیا جاوے۔ رسالت کا نایب وارث علوم انبیا ہے کلام ربانی
کی تقسیم و تعلیم بعد رسول اوسی کے متعلق ہوتی ہے۔ اگر بعد مرسل کے نایب باقی نہ رہے
تو دین و ایمان کا مطلق ٹہکانا نہین ہے چنانچہ یہہ امر بروے نص قطعی ثابت ہے کہ اگر
امت بعد مرسل کے کتاب اللہ اور نایب مرسل سے جو اوسکا تعلیم دینے والا ہے متمسک
نہو تو وہ امت قطعی گمراہ ہوجاوے۔ چنانچہ فرمایا ہے جناب سید المرسلین نے حجۃ الوداع
کے دن ایک بہت بڑے مجمع اہل امت سے کہ اَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ
کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ یعنے اے آدمیو مین

تم مین دو شے جلیل القدر چھوڑتا ہون ایک قران دوسری اپنی عترت اگر تم انسے متمسک رہوگے تو گمراہی مین نہ پڑوگے۔ یہ حدیث صحیح و متواتر اور مسلمہ اہل تسنن ہے اور بحث اسکی اپنے موقع پر بہت تشریح کے ساتھہ کیجائیگی۔ اب غور کرنا چاہیے کہ اگر بقول اہل تسنن دینیات کے بشہادت آیہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ایسی تکمیل ہوچکی تھی کہ آیندہ دینیات مین ضرورت نایب رسول کی باقی نرہی تھی تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی تاکید سے تمسک عترت کیون فرماتے علاوہ اسکے جو طریقے شعر بعثت انبیاء و مرسلین ابتدائے آفرینش سے اللہ جلشانہ نے مقرر کیے ہین وہ بجنسہ اونہین اطوار و اوضاع سے آخر تک جاری رہے ہین کسی مین اختلاف واقع نہین ہوا چنانچہ ماہران تفسیر و تواریخ پر مخفی نہین ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے تا ایندم طریقہ بعثت انبیاء و مرسلین یہ جاری ہے کہ عیسی سب سے اول حضرت آدم نبی مرسل صاحب شریعت ہوئے اور سلسلہ نزول وحی و کتاب ہوا بعد اونکے تا زمانہ حضرت نوح علیہ السلام بہت سے نبی ایسے مبعوث ہوئے کہ انپر کتاب نازل نہین ہوئی بلکہ صحف آدم کی متابعت کرتے آئے پھر بعد اسکے یہ قاعدہ رہا کہ بسبب غلبہ اہل عالم ضلالت و گمراہی مین پہنکر صراط المستقیم سے منحرف ہوے اور دنیا مین جہالت کی تاریکی پھیلگئی تو خداوند عالم نے اپنے نہایت فضل و کرم سے ایک نبی مرسل صاحب شریعت و کتاب کو مبعوث کیا اور بعد اونکے پھر جب کہ وہی کیفیت جہالت و ضلالت کی دنیا مین ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی مرسل مبعوث ہوئے اور پھر اوسی طرح ضرورت شدید کے اوقات مین حضرت موسی اور اونکے بعد حضرت عیسی علیہ السلام اور اونکے بعد جناب ختم المرسلین صاحب شرع اور کتاب مبعوث کیے گئے۔ لیکن جو انبیا کہ درمیان مین حضرت نوح و ابراہیم علیہما السلام کے یا درمیان حضرت ابراہیم و حضرت موسی کے اور درمیان حضرت موسی و حضرت عیسی کے و درمیان حضرت عیسی و جناب رسول خدا کے علی التواتر اور مسلسل بغیر شریعت اور کتاب کے فقط نبی غیر مرسل مبعوث ہوے انکی کیا حاجت اور ضرورت تھی

ہزارہا انبیا ایسے گذرے ہین کہ اونپر وحی بھی نازل نہین ہوئی صرف خواب والہام اور اپنے سے مقدم نبی کی تعلیم سے تعلیم نبوت کرتے تھے اور ایک ایک وقت اور ایک ایک شہر مین متعدد انبیا موجود ہوتے تھے خداوند عالم کا کوئی فعل فضول اور بے ضرورت نہین ہے خصوصًا بعثت انبیا تو کیونکر ایک امر فضول ہوسکتا ہے اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ ہر نبی مرسل اپنی شریعت کی تکمیل اپنی حیات مین کرچکا کسی نبی غیر مرسل نے بعد مین کسی کتاب یا شریعت کی تکمیل نہین کی بلکہ اپنے اپنے مرسل کی شریعت کی متابعت کی ہے اور اہالیان امت کو اسکی تعلیم کی ہے اور وجہ اسکی صرف یہ ہے کہ کلام ربانی کی تاویلات اور تعلیمات اور اشارات وتمثیلات عوام الناس کی فہم کے قابل نہین ہوتی ہین اونکو وہی لوگ سمجھ سکتے ہین کہ جنکو علوم انبیا یعنی لدنی سے ورثہ ملا ہے اسلئے اللہ تعالے نے ہر نبی مرسل کے بعد کسی قدر انبیاے غیر مرسل کے واسطے تعلیم کلام ربانی کے ضرور پیدا کئے کہ بارہ سے کم مقدار اونکی کسی مرسل کے زمانہ مین نہین ہوئی غور کا مقام ہے کہ حضرت ابراہیم نبی مرسل پیدا ہوے اور شریعت اونپر نازل ہوئی اونکے بعد حضرت اسمٰعیل و اسحٰق دونون صاحبزادے نبی بغیر شریعت کے ہوے اور حضرت اسحاق کے بعد حضرت یعقوب اور اسباط اونکے بعد حضرت موسیٰ ونزول توریت کے صدہا انبیا مبعوث ہوے بجز تعلیم توریت اور وراثت علوم انبیا انکا کیا کام تھا حتی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد بھی انجیل کی تعلیم کے لئے بارہ نبی پیدا ہوئے کہ جو حواری کہلاتے ہین۔ پس مین بڑا متعجب ہون کہ جو امر ہر کتاب الٰہی کے لئے مسلسل ومتواتر ہوتا رہا وہ کیون ایک تحت قران شریف کے لئے مسدود ہوگیا۔ ہان اگر کوئی فرقہ قران مجید کو کلام ربانی نہ سمجھتا ہو تو وہ البتہ قایل اسبات کا ہوسکتا ہے کہ مثل دیگر کتب ربانی کے قرآن مجید کی تعلیمات کے لئے کچھ ضرورت ایسے لوگون کی نہین ہے۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ پہلے مرسلون کے بعد نبوت ختم نہ ہوئی تھی اور ہمارے حضرت پر نبوت کا اختتام ہوچکا اسلئے قرآن شریف کی تعلیم وتفہیم کے لئے جو لوگ کہ خداوند کریم نے پیدا کئے

انکو بلفظ نبی نہ پکارا جاوے جیسا کہ حضرت مسیح کے بعد انبیا کوئی صاف طور سے بہ لفظ نبی مستعمل نہین ہوا اور حواری کہلائے اسیطرح انبیا تابع قرآن مجید کو بھی لفظ امام بولا گیا حالانکہ ہم اسی رسالہ مین اچھی طرح ثابت کر دینگے کہ پیشتر کے زمانہ کے انبیا غیر مرسلین سے حضرت کی رسالت کے نایب جو امام کہلاتے ہین کسی صفت مین بجز نام نبی کے کم نہین ہین بلکہ جیسا کہ جناب سید المرسلین کو دیگر مرسلین پر فضیلت اور فخر ہے ویسے ہی ہمارے حضرت کے اوصیا بھی سید الاوصیا ہین اور دیگر رسولون کے تابعین انبیا سے بدرجہا اونچے اور فخر ہے۔

اس بارہ مین جو یہ خاکسار گفتگو کر رہا ہے یہی سمجھنا چاہیے کہ صرف عقلی دلایل سے ہی اثبات امامت و خلافت منجانب اللہ کیا جاتا ہے اور ثبوت نصی موجود نہین ہے۔ نہین یہ دلایل عقلی تو صرف اس غرض سے بیان کئے گئے ہین کہ پہلا حال بھی لوگون پر ظاہر ہو جاوے اب ہم ثبوت نصی یا دولاتے ہین۔

اللہ جل شانہ قرآن شریف مین فرماتا ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت رسول اور رسانے والیان امر کی۔ لفظ اطیعوا اللہ اللہ تعالے کے لئے جدا آیا ہے اور رسول و اولی الامر کے لئے جدا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ جو قسم اطاعت خدا کے لئے واجب ہے جیسے مثل عبادت اور سجدہ اُس قسم کی اطاعت نبی کے لئے واجب نہین اور لفظ اطاعت رسول و اولی الامر ایک ہی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ اولی الامر وہی ہین کہ جنکے اختیارات مثل نبی کے ہین اگر عوام ہوتے تو تیسرا لفظ اطیعوا کا ضرور آتا۔ اور جیسے اطاعت خدا اور اطاعت رسول یکسان نہین ہے ویسے ہی اطاعت بادشاہ اور نبی یکسان نہین ہے ہان اطاعت نبی و نایب نبی یکسان ہے دوسرے آیہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ بھی شاہد مدعا ہے یہ تفسیر آیات قرانی احادیث سے ہوتی ہے چنانچہ اس بارہ مین حدیث صحیح منقول ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ

واله وسلم ان هذا الامر لا ینقضی حتی یمضی فیهم اثنی عشر خلیفة کلهم من قریش
اور بروایت دیگر لا یزال هذا الامر عزیزا الی اثنی عشر خلیفة کلهم من قریش
اور بروایت دیگر لا یزال هذا الامر ظاهرا الی اثنی عشر خلیفة کلهم من قریش
اور بروایت دیگر لا یزال هذا الامر قائما حتی تقوم الساعة ویکون
فیه اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش - اور بہت سی احادیث مخصوصہ من کہ اپنے موقع
پر مذکور ہونگے اس امر پر کہ نائب رسول کے اختیارات مثل رسول کے ہوتے ہین قصۂ تبلیغ
سورہ برات یاد آتا ہے کہ دیکھو جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سورہ برات
کے اوایل آیات دیگر مکہ کو واسطے سنانے کفار کے بھیجا اور حضرت جبریل علیہ السلام نازل
ہوئے اور فرمایا کہ تبلیغ رسالت تمہارا کام ہے یا تم خود جاؤ یا ایسے شخص کو بھیجو کہ جو تم
مین سے ہو چنانچہ بموجب حکم خدائے تعالے کے حضرت علی مرتضی کو واسطے تبلیغ سورہ برات
کے عقب حضرت ابوبکر سے روانہ فرمایا - اگر نیابت کوئی شے ہوتی اور عوام لوگ اسکے حق
ہو جایا کرتے تو حضرت ابوبکر اس کام سے معزول نہ کئے جاتے -
طریقہ تقرر رسالت و نبوت مین جانب اللہ قدیم سے دو طرح پر ہوتا آیا ہے رسالت
کی بعثت ہمیشہ بروے وحی الہی و نزول جبریل ہوئی ہے نبی ما تقدم کا ذریعہ
اسمین ضروری نہین ہے کیونکہ اکثر مرسلین کی بعثت ایسے اوقات مین ہوئی ہے کہ
باب ہدایت قطعی مسدود تھا اور بعثت نبوت ہمیشہ بذریعہ وصیت مرسل یا نبی ما تقدم کے
ہوتی رہی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم نے حضرت اسمعیل و اسحق علیہما السلام کو اور حضرت
اسحق نے یعقوب علیہ السلام کو بذریعہ وصیت و عطاے برکت و تعلیم علوم لدنیہ کے نبی کیا
اور طریقہ اسکا قدیم سے یہ رہا ہے کہ اول یا نبی نے اپنی رحلت کے وقت تعلیم علم لدنی
کے بذریعہ لعاب دہن و ملانے سینہ بسینہ کے کرکے اور وصیت فرمائی اور دعا اور
برکت دی ایسے بعثت کے قصص اکثر کتب تواریخ انبیا و توریت شریف و دیگر صحایف
مین موجود ہین - پس ضرور ہے کہ انبیا رسالت محمدی یعنے ایمہ و خلفاے اثنا عشر
کا تقرر بھی اسی طرح پر ہوا ہو کہ جناب رسالت مآب نے خلیفہ یا امام اول کو

بذریعۂ لعاب دہن و دیگر طریق مقررہ کے تعلیم علم لدنی کے ہوا اور وصایائے مقررہ فرمائے
ہون اور دعا اور برکت دی ہوا اور اسی طرح امام اول نے دوم کو دوم نے سوم کو اور
سوم نے چہارم کو علی الترتیب وصیت و تعلیم فرمائی ہو۔ مفصل تذکرہ اس امر کا یہ طریقہ
خلفائے ثلثہ کے لئے مرعی نہین رہا اور ایمہ اثنا عشریہ کے لئے اول سے آخر تک علی الترتیب
جاری رہا خلیفہ کی صفت پنجم کے ثبوت مین بیان ہوا ہے۔ اور یہکو سخت تعجب اسبات
کا ہے کہ اگر ائمہ اثنا عشر منجانب اللہ و منجانب رسول مقرر نہین ہوتے تھے تو کیا
وجہ ہے کہ بجنسہ اسی طریقہ سے جو سلف سے انبیا کے لئے جاری ہے یہ آیمہ مقرر کئے گئے
حتی کہ اگر اتفاق سے بوقت وفات امام جانشین پاس موجود نہین ہے تو فوراً قدرت
خدا سے اوسیوقت پاس آگئے جیسا کہ قصۂ شہادت جناب امام موسی رضا علیہ السلام
اور وصیت امام محمد تقی علیہ السلام سے ظاہر ہوگا۔ اور اس بات کا بھی بڑا تعجب ہے
کہ بوقت وفات جناب سید المرسلین حضرت ابوبکر یا اونکے پاس آئے نہ کوئی وصیت کی اونسے
نہ علوم لدنیہ کی اونکو تعلیم دی پھر کسطرح پر سمجھا جاوے کہ وہ نائب برحق حضرت کے تھے
اور اگر کوئی ہٹ دھرمی سے یہ کہے کہ شاید کسی وقت مین نوبت تعلیم وصیت ہوگئی ہو اور
خبر نہوئی ہو تو خلیفۂ دوم کے بعد سلسلہ منقطع ہوچکا کیونکہ اس تعلیم اور وصیت کا سلسلہ تو درجہ
بدرجہ پہونچنا چاہیے اور خلیفہ دوم کی وفات کے وقت خلیفۂ سوم کوئی شخص نامزد نہین ہوا
تھا۔ یہہ بحث اس مقام کے قابل نہین ہے اپنے موقع پر لطف دیگی اس مقام پر صرف اسقدر بتا
کر دینا مقصود ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نایب رسول مقرر ہونا ضروری
امر ہے اور تقرر ایسے نایب کا کہ جو جمیع صفات موصوف ہو امت کا اختیاری امر نہین ہے بلکہ
خداوند کریم اور اوسکے رسول کی طرف سے ہے اور بحمد اللہ کہ ہمنے بروے احکام و عملدرآمد
سلف اسبات کو ثابت کر دیا اور جبکہ یہ امر ثابت ہوگیا کہ نایب نبی کا تعین منجانب اللہ ہے
تو اس امر کا یقین کرنا ضرور داخل رکن ایمان ہے اور جو شخص یہ عقیدہ نرکھے گا وہ ضرور

ناقص الایمان ہے اسلئے اب ہمپر فرض ہوگیا تشخیص کرنا امام اور خلیفہ برحق کا۔ اگرچہ اہل تسنن خود قائل ہین کہ خلفاء راشدین منجانب اللہ مقرر نہین ہین اور نہ دینیات مین انکی کچھ مداخلت ہے نہ حضرت نے اُن لوگون کو نامزد کیا ہے مگر بعضے ہٹ دہرم لوگ کسی دباؤ پر اسبات کا دعوی کر بیٹھتے ہین مگر خلیفہ سوم کے تقرر کے وقت جو شوری ہوا اور خلیفہ دوم نے پانچ مخصوص کے لئے راے دی اس سے دندان شکنی اونکی ہوجاتی ہے مگر تاہم بروے کتب اہل تسنن تشخیص کرنا خلیفہ منجانب اللہ کا نہایت مناسب ہے۔

مقالہ دوم در بیان تشخیص اس امر کے کہ نایب برحق رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کون ہے

واضح ہو کہ حدیث خلفاء اثنا عشر صحیح احادیث مین داخل ہے۔ مگر بارہ خلیفون کے نامزد کرنے مین پھر فریقین مختلف ہین اکثر علماے اہل تسنن نے بارہ امام کا تعین اس طرح کیا ہے۔ ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان غنی۔ علی مرتضی۔ معاویہ بن ابی سفیان عبدالملک سے تا بہ عمر بن عبدالعزیز سات امام خلفاے امیہ سے۔ اور شیعہ لوگ بارہ امام انکو بیان کرتے ہین اول علی بن ابیطالب۔ امام حسن۔ امام حسین۔ امام زین العابدین امام محمد باقر۔ امام جعفر صادق۔ امام موسی کاظم۔ امام علی رضا۔ امام محمد تقی۔ امام علی نقی امام حسن عسکری۔ امام محمد مہدی صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ اہل تسنن کے بارہ امام مین صرف یہ اختلاف ہے کہ بعضون نے یزید کو ترک کیا ہے اور آل مروان سے اچھے اچھے خلیفون کو چھانٹ لیا ہے کیونکہ حساب کی رو سے اونکی تعداد بارہ سے بھی زیادہ ہے

اور جن لوگون نے یزید کو بھی شامل کیا ہے اونھون نے اوس شخص پر ختم کر دیا ہے
جہان تعداد بارہ کی ختم ہو جاوے اور مابقی خلفاے مروانیہ کو ترک کر دیا ہے اور خلفاے
عباسیہ کو کسی نے شامل نہین کیا۔

علماے اہل تسنن ظاہری معنی حدیث پر گئے ہین اور جو جو شخص یکے بعد دیگرے بادشاہ
ہوا اوسکو خلیفہ قرار دے دیا ہے اور کچھ خیال اس امر کا نہین کیا کہ وہ خلفا جو اس
حدیث مین مذکور ہوے ہین متعلق بدینیات ہین اور لا ینزال امر الاسلام مذکور ہے نہین
ایسے فساق و فجار کسی طرح شامل نہین ہو سکتے۔

اب یہہ امر فیما بین فریقین متنازع ہو گیا اور جو شخص طالب امر حق ہے اوسکو لازم ہے
کہ کما حقہ تحقیقات اس امر کی کرے کہ آیا فریقین مین سے کسکا قول راست ہے اور کسکا
دروغگو ہے۔ اور یہہ بات بھی یاد رہے کہ اگر شیعہ اپنے قول کو صرف اپنے کتب سے ثابت
کراوین تو ہم ہرگز یقین نہ کرینگے اپنی حقیت کے دلایل تو اپنی کتب مین ہوتے ہی ہین
ہم یقین اوسوقت کرینگے کہ جب کتب اہل تسنن سے حقیت اہل تشیع ثابت ہو جاوے اگرچہ
مقتضاے انصاف یہ ہے کہ اہل تسنن کے لئے بھی یہی قاعدہ مرعی کیا جاوے اور
اونکے اقوال فریق ثانی کے کتب سے تصدیق کئے جاوین لیکن ہم اسلئے مناسب نہین
سمجھتے کہ کتب اہل تشیع مین اہل تسنن کے اسلاف کی صاف طور سے تشنیع موجود ہے
اسلئے وہ کسی قسم کا ثبوت اپنے فریق ثانی کے کتب سے نہین دے سکتے اسلئے دونون گروہ
کے اقوال کی تصدیق کا مدار کتب اہل تسنن پر رکھا گیا اب ہم کہتے ہین کہ طالب حق کے
لئے بڑی دشواری ہے کہ وہ نایب حق کس ذریعہ سے تصدیق کرے علماے فریقین
تو اپنے اپنے اقوال کی تایید کرتے ہین اسلئے مناسب ہے کہ ہم اول نایب نبی کے
صفات و علامات مقرر کر لین تاکہ شناخت مقیاس نبی برحق کی ہمارے ہاتھہ مین آجاوے
اوسوقت کتابون سے ہر مدعی نیابت کے علامات کے انصافانہ تصدیق و تطبیق

کیجاوے اور تشخیص کر لیا جاوے کہ وہ جملہ صفات نیابت برحق کسی شخص مین موجود ہین اور کچھ خیال نہ کیا جاوے کہ امت اوسکی طرف رجوع ہوئی ہے یا نہین کیونکہ صفات نیابت رسالت بالکل ہم پلہ صفات نبوت کی ہونگی اور یہ ممکن ہوگا کہ صفات مذکورہ عوام الناس مین نہ پائے جاوین بلکہ جس شخص کو قصداً صفات مذکورہ منجانب اللہ عطا ہوئی ہونگی اُسی مین پائی جاوینگی نہ تو ایسی صفات اتفاقیہ کسی شخص مین پیدا ہو سکتی ہین نہ خود کوئی شخص بروے تصنع ان صفات سے متصف ہو سکتا ہے پس یہہ طریقہ تشخیص ایسا لاثانی اور بیمثل ہے کہ طالب حق فوراً منزل مقصود پر پہونچ جاویگا۔

تشریح و تفصیل اُن صفات اور علامات کی جو برحق نائب رسول اللہ مین ہونی لازم اور ضروری ہین:

صفت اول۔ نائب رسول اللہ کی یہ ہے کہ جسطرح مرسلین کی رسالت اور انبیا کی نبوت تصدیق کے لئے صدور معجزات و خوارق عادات دلیل کافی اور شہادت مین سمجھے جاتے ہین ویسے ہی نیابت رسول اللہ اور امامت کی تصدیق کے لئے اعجاز و خوارق عادات کا ظاہر ہونا ضروری ہے کیونکہ انبیا تابعین رسالت سلف سے بھی اصدار معجزات ہوا ہے پس جس شخص مین یہ صفت پائی جاوے گی وہ نائب برحق سمجھا جاویگا اور جس مین یہ صفت نہوگی اُسکو مدعی باطل تصور کیا جاویگا۔

صفت دوم۔ نائب رسول اللہ کی یہہ ہے کہ جسطرح انبیاو مرسلین معصوم ہین ویسے ہی نائب رسول اللہ بھی معصوم ہونا چاہیے کیونکہ کام نائب و منیب دونون کا یکسان ہے گنہگار کی ہدایت موثر نہین ہوا کرتی۔ اور صفت ضرور محتاج بہ نص ہے کیونکہ معجزہ اور

خرق عادت تو ہر شخص بچشم معاینہ کر سکتا ہے اور یہ صفت بغیر شہادت خدا اور رسول کے ثابت نہین ہو سکتی۔

صفت سوم نائب برحق کی یہ ہے کہ جسطرح انبیا و مرسلین روز پیدایش سے شرک و کفر سے مبرا ہین ویسے ہی اونکا نایب بھی الایش شرک و کفر سے پاک ہووے کبھی سجدۂ اصنام کو سر نہ جھکایا ہووے بلکہ اونکے نایب کا بھی ایسا ہی حال ہونا چاہیئے کیونکہ علماے شیعہ تو اس صفت کو ضروری صفات انبیا مین داخل کرتے ہین۔

صفت چہارم نایب برحق کی یہ ہے کہ۔ باتفاق علما و مجتہدین اہل سنت یہ امر ثابت ہے کہ رسالت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص بطبقہ انسان ہی نہین ہے بلکہ آپ جمیع طبقات موجودات و مخلوقات پر مبعوث ہوے ہین جنمین ملایک سبی جان۔ حیوانات۔ نباتات جمادات۔ زمین آسمان۔ ستارے۔ عناصر وغیرہ سب شامل ہین پس جسطرح پر کہ ان جملہ طبقات موجودات نے جناب رسول خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہے ویسے ہی اونکے نایب کی کرنا ثابت ہووے اگر کسی مدعی خلافت کے صرف طبقہ انسان نے اطاعت کی ہو اور دیگر طبقات ملایکہ اور جن اور حیوانات وغیرہ نے مطلق تعلق اور سروکار نہ رکھا ہو تو ہم اوسکو ہرگز نایب برحق نہ کہین گے کیونکہ یہ امر ممکن نہین ہے کہ جس طبقے نے اطاعت رسول اللہ کی ہو اور سینے اونکے نایب کی نہ کی ہو۔ پس ہمکو تحقیق کرنا چاہیئے کہ سوائے انسان کے اور طبقات نے کس کس دعویدار نیابت و امامت کی اطاعت کی ہے۔

صفت پنجم یہ ہے کہ علم لدنی جیسا کہ انبیا و مرسلین کو حاصل ہوتا ہے ویسا ہی مرسل نایب کو حاصل ہونا چاہیئے۔ اور جن جن طریقون سے پہلے انبیاے تابعین رسالت کو یہ علم حاصل ہوا ہے اُنہین طریقون سے اس رسالت کے نایبان کو حاصل ہوا ہو۔

صفت ششم۔ یہ ہے کہ علم قرآن وسعت اور حل مسایل و قضایا مین بدرجۂ اتم کمال

رکھتا ہو کبھی کسی سوال کے جواب مین قاصر نہو۔

صفت ہفتم۔ یہ ہے کہ نایب رسول وہ شخص ہے کہ جو خداوند کریم اور رسول خدا کے نزدیک جمیع امت سے برگزیدہ اور افضل ہو اور سب سے زیادہ محبوب خدا و رسول ہووے اور سب سے زیادہ وہ خدا و رسول کو دوست رکھتا ہو اور بنظر ضمیمہ سلطنت وہ شخص اشجع الناس اور اعدل الناس ہو اور قرابت قریبہ بھی نبی سے بہ نسبت اورون کے زیادہ رکھتا ہو۔

صفت ہشتم۔ یہ ہے کہ کوئی حکم خدا اور رسول کا نسبت امامت و خلافت اوسکے صادر ہوا ہو یا بحین حیات نبی کوئی معاملہ اوسکی خلافت کا وقوع مین آیا ہو یا بعض اختیارات رسالت مین مشارکت ہو یا نبی نے اوسکے بارہ مین شعر اطاعت وغیرہ امت کو حکم دیا ہو۔

اوصاف ثانیہ متذکرہ بالا مین سے پانچ علامات اول الذکر ایسے ہین کہ جو انبیاء و مرسلین کے لیے مخصوص ہین اور بنظر توحد کار تبلیغ رسالت یہ اوصاف نایب نبی سے بھی متعلق ہین اور باقی مین صفات خاص نایب نبی کے متعلق ہین اب ان صفات کی نسبت اگر وہ بھی فرقہ جو بظاہر اپنے خلفا و ائمہ مین ان صفات کا ہونا تعجب سمجھے اور اسوجہ سے معترض ہو کہ انبیاء و مرسلین کی صفات خلیفہ و امام مین نہین ہو سکتے ہین تو وہ صرف اس خوف سے معترض ہے کہ پیغمبر نایب نبی ہونے کا اونکو اعتقاد ہے اُنمین وہ صفات نہین ہین ورنہ غور کا مقام ہے کہ جب ایسے صفات کے لوگون کا وجود ثابت ہو جاوے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ نایب برحق رسول اللہ کے ہین کیونکہ خدائے تعالےٰ نے یہ اوصاف انکو بوجہ اور فضول عطا نہین فرمائے ہان بعد رسول خدا کوئی شخص ان صفات سے متصف ثابت نہو تو بیشک کہہ سکتے ہین کہ یہہ صفات نبی کے نایب کی نہین ہین اور جبکہ ایک شخص مین انبیا کی صفات پائی جاوین اور پھر نایب نبی تک بھی اسکو نہ کہا جاوے تو بڑے ظلم کی

بات ہے ہم اس بات کے تو قایل نہین کہ جس شخص پر ہمارا گمان نایب نبی ہونے کا ہو اور اسمین یہ اوصاف موجود نہین ہین تو ہم یہ کہنے لگین کہ ان صفات کا ہونا نایب نبی کے لیے لازمی نہین اور جو صفت اُنمین ہمکو پائی جاوے اوسیکو صفت نایب قرار دیدین جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے جس جس طریق سے خلفا کو خلافت پہونچی اُسیکو اُصول اور طریقہ جایز تعین خلافت کا قرار دیدیا اور کچھہ خیال نہ کیا کہ ملوک امیہ و مروانیہ کو خلفا راشدین سے ہمسری ہوتی ہے انصاف شرط ہے ہر شخص اپنے دل مین خیال کرے کہ اوصاف متذکرہ بالا شخص نایب کے لیے بہت بڑی مقیاس ہین اور جس شخص مین یہ صفات ثابت ہو جاوین اور پھر بمقابلہ اسکے کوئی شخص ایسے لوگون کو نایب رسول مانے کہ جنمین یہ اوصاف نہین ہین تو صاف پایا جاویگا کہ بجائے خداوند تعالے کے شیطان کی پرستش کرتا ہے اور صاف طور پر بے دین ہے۔

اب ہم ہر صفت نایب رسول کی بابت جدا جدا صرف کتب اہل تسنن سے تحقیقات کرتے ہین اور ہر مدعی خلافت کے حال کو نظر تعمق تطبیق کرتے ہین اور دیکھتے ہین کہ کس شخص مین یہ صفات موجود ہین اور کس مین نہین ہین۔

صفت اول نایب رسول تحقیقات

بہت تفصیل سے ہم اس کو اوپر مذکور کر چکے ہین کہ جیسا انبیا مرسلین کے دعوی نبوت کے لیے صدور معجزات و خرق عادات شہادت بین ہے ویسے ہی نیابت رسالت کے دعوی کے لیے بھی صدور کرامات و خوارق عادات شہادت کافی اور علامت روشن ہے جبکہ دعوے امامت کی اس شہادت سے تایید ہو جاوے تو پھر اوسکے قبول کرنیمین کسی شخص کو جا گفتگو نہین ہے اب ہم جمیع مدعیان خلافت کی نسبت کو ملحوظ تحقیقات کرتے ہین کہ آیا انمین سے کسی شخص مین یہ صفت موجود ہی یا نہین

حضرت ابوبکر صدیق کی نسبت یا خلفائے ثلثہ کی نسبت اہل تسنن کو یہ دعوی نہین ہے کہ اونسے کرامات یا خوارق عادات ظہور مین آئے ہین۔ اور اگر وہ شیعہ کو حضرت علی مرتضی بلکہ جمیع آئمہ اہل بیت کی نسبت بڑے شد و مد سے صدور معجزات و کرامات کا دعوی ہے اور اونکے کتب ایسے حالات سے بھرے ہوے ہین مگر ہم اس تحقیقات مین صرف کتب اہل سنت و جماعت سے اقتباس کرینگے۔

دلائل النبوۃ و شواہد النبوۃ وغیرہ کتب مین حضرت ابوبکر کی نسبت دو چار امور مفصلہ ذیل بطور کرامات بیان کئے ہین مگر دراصل وہ داخل کرامات یا اعجاز حضرت ابوبکر کے نہین ہین ازانجملہ ایک یہ قصہ ہے کہ قبل از بعثت جناب سرور کائنات کے ایک درخت نے حضرت ابوبکر کو بشارت بعثت جناب سید المرسلین کی دی اور اونہون نے اُس سے عہد لیا تھا کہ جب حضرت مبعوث ہون تو تو مجھکو اطلاع کرنا چنانچہ جس روز حضرت مبعوث ہوے اوس درخت نے اطلاع دے دی اور بیہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین اوسیوقت آئے اور حضرت نے دعوت اسلام کی اونہون نے ثبوت نبوت کا طلب کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری نبوت کا وہی درخت ہے۔ مگر اول تو یہ قصہ داخل کرامات نہین ہے کیونکہ اوسوقت تک حضرت ابوبکر مسلمان بھی نہ ہوے تھے اور قبل از اسلام معجزہ و کرامات کیسی علاوہ اسکے آثار بعثت جناب رسول خدا علی العموم ظاہر ہوئی اور علاوہ اسکے اس قصہ سے زیادہ معتبر یہ قصہ ہے کہ بزمانہ بعثت جناب رسول خدا حضرت ابوبکر ملک شام مین تھے اور اوسی ملک مین ایک شیخ نے اونکو حضرت کی بعثت کی خبر دی تھی اور جبکہ حضرت ابوبکر مکہ معظمہ مین سفر سے باز آئے تو حضرت مبعوث ہو چکے تھے اور جبکہ مکہ مین پہونچکر لوگون سے پوچھا کہ کوئی نئی خبر ہے تو اوسوقت لوگون نے حضرت کے دعوی نبوت کرنیکا حال بیان کیا اور تمام محدث و مفسر اس قصہ کی تصدیق کرتے ہین اور یہی اس قصہ مین مذکور ہے کہ بوقت دعوت اسلام جب حضرت ابوبکر صدیق نے ثبوت

دعوی نبوت کا حضرت سے طلب کیا تو فرمایا کہ وہی راہب میرا ثبوت ہے پس صاف ثابت ہے کہ وہ قصہ بالکل مصنوعی ہے کیونکہ بزور بعثت باتفاق عدم موجودگی حضرت ابوبکر کے مکہ معظمہ مین ثابت ہے پھر درخت کا بزور بعثت اطلاع دینا اور اوسی وقت حاضر ہونا کیسے ممکن ہے۔ یہ دونون قصے حضرت ابوبکر کی ہی زبانی روایت کئے گئے ہین۔ اگر یہ نظیر دعوے شہادت فدک ہم علماے اہل تسنن کی تقلید کرین تو مدعی کی شہادت ہے کسی طرح قابل اعتبار نہین ہے جبکہ صاحبان تطہیر کی شہادت پر اعتراض کیا گیا ہے تو ایسی شہادت کو تو بدرجۂ اولی نامعتبر خیال کیا جائیگا۔ علاوہ اسکے دو روایت کرامات کی اور کتب اہل تسنن مین نظر پڑتی ہین مگر خوبی تقدیر سے اُن روایات کی راویہ حضرت عائشہ ہین اور یہ سنکر اہل تسنن کو بڑی ندامت ہوگی کہ جناب معصومہ کی شہادت بمقدمہ فدک قبول نہین کی گئی تو اونکی شہادت کس منہ سے قبول کرینگے اور فقہا صاف فتوی دیچکے ہین کہ ماں باپ کی گواہی اولاد کے حق مین اور اولاد کی گواہی ماں باپ کے حق مین مقبول نہین ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اپنے نفع کے لئے دروغ گواہی دیوین۔ مگر جنکے بارہ مین آیت تطہیر نازل ہوئی ہے اونپر گمان دروغ گوئی کرنا تو قریب کفر ہے۔ اور حضرت عائشہ اگرام المومنین ہین لیکن آیت تطہیر مین امہات المومنین داخل نہین ہین اور ثبوت اسکا اپنے موقع پر لکھا جائیگا۔ پھر ہم اہل تسنن سے خلاف اونکے شرع کے ایسی روایت پر اعتبار کرنے کو باصرار نہین کہہ سکتے۔ مگر ہم اسے بھی قطع نظر کرکے اون روایات کو بیان کرتے ہین اور اہل انصاف سے داد چاہتے ہین اول یہ قصہ ہے کہ حضرت ابوبکر نے قریب رحلت اپنی اولاد کو جب حضرت عائشہ کے سپرد کیا تو یہہ بیان کیا کہ دو ہمشیرہ تمہاری تمکو سپرد کرتا ہون حالانکہ اوسوقت ایک ہمشیرہ آپکی اسماء موجود تہین۔ کون اسماء زبیر کی زوجہ اور عبداللہ بن زبیر کی والدہ جو حضرت عائشہ سے عمر مین بزرگ ہین۔ بی بی عائشہ نے فرمایا کہ میری تو صرف ایک

بہن ہے۔ اوسوقت کہا کہ زوجہ میری حاملہ ہے اور ظن غالب میرا یہ ہے کہ اوسکے بطن سے دختر پیدا ہو۔ اول تو حضرت ابو بکر کی پسری اولاد موجود تھی اور ازانجملہ عبدالرحمن بن ابی بکر سب سے بڑے بعمر جوان قریب چالیس سال کے موجود تھے اگر وہ اپنی اولاد کے حق مین کچھ وصیت کرتے تو اونسے کرتے اور اگر کوئی معاملہ متعلق بہ نسوان ہی فرض کیا جاوے تو زوجہ زبیر اسما بنت ابی بکر انسے بڑی موجود تھین اُنسے وصیت کرتے اور بفرض محال اگر مان بھی لیا جاوے کہ شاید بوجہ اُمّ المومنین ہونے کے اون کے ہی سپرد کیا ہو تو یہ کوئی کرامات اور معجزہ نہین ہے اتفاقات سے اکثر ظن و گمان صحیح بھی ہو جاتے ہین اور خصوصاً معاملات حمل مین تو اکثر تجربہ کار طبیب قابلہ وغیرہ رائے زنی کیا کرتے ہین اور اطبا نے تو عام طور پر حمل و دختر و پسر کی علامات جدا جدا تحریر کی ہین بہت لوگ ایسے صاحب تجربہ ہوتے ہین اور اندازہ اونکا بہت کم غلط ہوتا ہے تو اسکو کرامات اور معجزہ سے کیا علاقہ ہے۔

خوب یاد آیا یہ لڑکی محمد بن ابی بکر کی مانجائی ہے اسما بنت عمیس سے پیدا ہوئی ہے نام اسکا ام کلثوم ہے جسکا عقد حضرت عمر فاروق سے ہوا اور بعض ناواقف مورخان نے ام کلثوم بنت فاطمہ علیہا السلام سمجھ لیا۔

غرض کہ اس قصہ کی تو یہ کیفیت ہے۔ اب دوسری داستان سنئے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ جب رحلت فرمائی حضرت ابو بکر صدیق نے تو اونکے دفن کرنے کے مقام مین اختلاف ہوا مین یہ کہتی تھی کہ اپنے حبیب کے پاس اپنے حجرہ مین دفن کرونگی اور بعضے لوگ کہتے تھے کہ بقیع مین دفن کرین کہ اسی حالت مین مجھپر غلبہ نوم کا ہوا اور خواب مین مجھ سے کسنے یہ الفاظ کہے ضموا الحبیب الی الحبیب فقط اور بعض روایات مین یہ ہے کہ یہ آواز مسجد نبی مین سنی گئی۔ اگرچہ نور اُبے محل غلبہ نوم ہوتا اور خواب کی بات کا مسجد مین سنا جانا دل مین شک پیدا کرتا ہے اور اعتراض تحفہ جو اوپر مذکور ہو چکا ہے اسکے قبول کرنیکو

روکتا ہے لیکن ان سب سے قطع نظر کرکے جو غور کیا جاتا ہے تو الہام حضرت عایشہ داخل معجزات ابوبکر نہین ہوسکتا اس مقام پر جو ہمارا مقصود ہے وہ حاصل نہین ہوسکتا پھر ہمکو اوسکے صدق وکذب پر بحث کرنا فضول ہے۔ اور اگر بالفرض مرنے کے بعد کوئی معجزہ دستیاب بھی ہوجاتا تو ہمارے کس کام کا تھا۔ تلاش علمائے اہل تسنن انکی کرامات کے بارے مین صرف اسیقدر ہے۔

حضرت عمر فاروق۔ کی نسبت بھی اعجاز وکرامات کا دعوی نہین کیا گیا بہت بڑی تلاش سے معلوم ہوا ہے کہ امور مفصلہ ذیل داخل کرامات حضرت عمر کئے جاتے ہین۔

اوّل یہ کہ ایک روز حضرت عمر خطبہ پڑہتے تھے اور مسجد مین بہت لوگ جمع تھے کہ خطبہ پڑہتے پڑہتے دفعتاً اپنے آواز دی الجبل یا ساریۃ یعنے اے ساریہ پہاڑ پہاڑ (جیسے کوئی کسیکو ہدایت کرتا ہے) لوگون کو اسبات کا نہایت تعجب ہوا اور گمان اونکے بدیان وغیرہ کیطرف رجوع ہوئے۔ جو لوگ مشمین گستاخ تھے اونہون نے باعث اسکا دریافت فرمایا اسوقت فلان ملک مین مسلمان کافرون سے لڑ رہے تھے اور غلبہ کفار کو تھا کہ بینے اُنکو یہہ آواز اس غرض سے دی کہ پہاڑ کی آڑ لے چنانچہ میرے کہنے سے اونہون نے پہاڑ کی آڑ لے لی اور غلبہ کفار کا کافر ہوگیا بعض راویون نے اس روایت کو زیادہ صحیح بتانے کے لئے یہ اضافہ بھی کیا کہ بعد الفراغ نماز جمعہ لوگون نے اس بات کا ذکر حضرت علی سے جاکر کہا اونہون نے فرمایا کہ عمر کا کہنا بدیان ست سمجھو بلکہ ضرور اسمین کچھ بات ہے۔ پھر راوی نے لشکر اسلام سے تصدیق ہونا بھی بیان کیا ہمکو اس روایت کے صداقت مین بچند وجوہ اشتباہ ہے۔

اوّل یہ کہ حضرت علی کا حوالہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس وجہ سے دیا گیا ہے کہ لوگونکو یقین زیادہ ہووے۔ اور اوسوقت لوگون کا متحیر ہونا اور بعد سننے اصلی کیفیت کے حضرت عمر نے بیان کی لوگونکو یقین نہ آیا اور بعد اسکے حضرت علی کے روبرو اسی تحیر کے ساتھہ مذکور ہونا صاف

صاف دلیل تصنع ہے اور اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو پیشتر کبھی ایسے الفاظ کہنے کا اتفاق نہوا تھا ورنہ اس درجہ لوگونکو حیرت نہوتی اور اگر اس معاملہ مین غور کیا جاوے تو ایک قسم کا کشف ہے نہ معجزہ و کرامت اور کشف بھی ہوتا ہے کہ تمام عمر مین ایک ہی مرتبہ واقع ہوا اور یہ امر ظاہر ہے کہ جنکو کشف ہوتا ہے تو ہمیشہ ہوتا ہے عمر مین ایک مرتبہ اگر ایسا اتفاق پیش بھی آجاوے اور اوسکو صحیح بھی مان لیا جاوے تو اتفاقی بات سمجھی جائیگی ایسے واقعات حاضرات کرنے والے پیرزادے اور مسمریزم والے انگریز روزمرہ دکھلاتے ہین مگر نہ معلوم کہ لوگونکو حضرت کے کہنے پر کیون حیرت ہوئی۔ جن لوگونکو اصلی و مصنوعی واقعات مین تمیز کرنے کا ملکہ حاصل ہے وہ راویون کے ایسے ہی قسم کے اصرار و تاکیدات سے صاف بناوٹ پہچان جاتے ہین دوم یہ کرامت بیان کی گئی ہے کہ ہرقل بادشاہ روم کو مرض صداع لاحق تھا حضرت عمر نے ایک ٹوپی بنا کر اوس مین بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھکر بھیجی اوسکے اوڑھنے سے درد سر جاتا رہا۔ مجھکو بڑا افسوس اُس شخص کی عقل پر آتا ہے کہ جسنے ایسے معاملات کو داخل کرامات کیا ہے کیونکہ روز مرہ ہم ملاؤن پیرزادون کو تعویذ گنڈہ کرتے ہوے دیکھتے ہین بلکہ سفلی اعمال کے جنتر منتر ایسے تاثیرات پیدا کرتے ہین اسمین کوئی بات فخر کی نہین۔ اور حضرت عمر نے تو خالص تعویذ سے بھی کام نہین نکالا بلکہ ٹوپی کی آڑ لی ممکن ہے کہ وہ ٹوپی کسی ایسی شے کی بنی ہوئی ہو کہ بالخاصہ مزیل صداع ہو جیسا کہ اطبا نے لکھا ہے کہ قلنسوہ کی کمال کی ٹوپی بالخاصہ صداع کو دور کرتی ہے لو فرضا اگر ٹوپی کی بھی آڑ نہوتی اور صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم کا تعویذ ہی دیا جاتا تو ضرور اثر کرتا مگر یہ بات داخل معجزات و کرامات نہین ہے۔

کیا ہم اُن لوگونکو بھی صاحب معجزہ سمجھ لین کہ جو ایک کیل گاڑکر ہر قسم کا درد فوراً زایل کردیتے ہین یا جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے والون اور جنتر منتر سفلی والونکو صاحب کرامات سمجھ لین سوم ایک یہ عجیب واقعہ بیان کیا گیا ہے اور راوی عمرو بن العاص اموی حاکم مصر بیان کیا گیا ہے جو

حضرت علی مرتضی سے باغی ہوکر شریک معاویہ ہوا۔ قصہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ دریائے
نیل مصر کے نیچے ہر سال خشک ہوجایا کرتا تھا اور اوس ملک کے آدمی ایک عورت حسین صاحب
جمال زیور و پوشاک سے آراستہ کرکے نذر کرتے تھے۔ یعنے دریا کے اندر ڈالدیتے تھے جب دریا
جاری ہوتا تھا۔ جب حضرت عمر کو یہ حال عمرو بن العاص نے لکھا تو اپنے ایک خط دریائے نیل
کے نام لکھا کہ تعمیل اسکے دریائے نیل نے یہ عادت ترک کی واضح ہو دریائے نیل دنیا کے
مشہور انہارمین سے ہے اور مورخین اور حکمائے اسکی طولانی اور عمیق اور کلان دریا ہونا
مشرح لکھا ہے لیکن یہ عادت اوسکی کسی مورخ نے نہین لکھی اور اگر اس بات کو مان بھی لیا جاوے
کہ دریائے نیل کسی وقت یا موسم مین خشک ہوجایا کرتا تھا اور یہ بھی ثابت ہوجاوے کہ وہانکے
باشندے براہ جہالت عورت کو بھینٹ چڑہاتے تھے تو جسوقت اہل اسلام کا دخل ہوا تو رسم جہالت
کی بات تھی کہ بھینٹ لیکر دریا جاری ہوتا ہے بلکہ کسی اور سبب سے ایسا اتفاق ہوگیا ہو کہ دریا
خشک ہوگیا اور قوم نے جہالت سے بھینٹ چڑہائی اور وہ دریا اوس سبب کے رفع ہوجانے سے
پھر جاری ہوگیا۔ لیکن ہمکو تعجب اسبات کا ہے کہ واضع قصہ نے دریائے نیل کو کوئی نالا سا
یا چاہ سمجھ لیا ہے اور منبع بھی اوسکا شہر مصر مین ہے خیال کیا گیا ہے ورنہ ظاہر بات یہ ہے
کہ دریا کا جریان و خشکی منبع سے متعلق ہے اور منبع نیل کا شہر مصر اور مملکت مصر سے بہت
فاصلہ پر ہے۔ یہ مقولہ بہت سچ ہے کہ دروغگو را حافظہ نباشد اسی روایت سے سعدی کی
قلعی کھل گئی اوسنے لکھا ہے کہ دریا نیل خشک ہوجایا کرتا تھا اور روہان کا بادشاہ عورت
بکر حسینہ کو دریا مین ڈالدیتا تھا پس جبکہ دریا خشک تھا تو عورت کیا کسی چاہ مین ڈالدیتے تھے
افسوس بات بنانی نہ آئی اگر قربانی کرنا بیان کردیتا تو بناوٹ اوسکی دفعتاً ظاہر نہ ہوتی
ناظرین اہل انصاف ایسے قصون کے تصنع کا تعجب نہ سمجھین صدہا سال تک حکام و سلاطین
کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ شیخین کے فضائل کی روایت بیان کرنے والون کو انعام اور خلعت عطا ہوتے
تھے اور اہل بیت کے فضائل بیان کرنے والونکی زبان نکالی جاتی تھی اور یہ سب کچھ موضوعات

انہین معصومین کی ضد مین ہوے ہین مگر یہہ بھی کلمہ حق نہین چھپ سکتا اور جھوٹ پیرون
نہین چل سکتا باوجود اس جبر و تشدد کے خاص اہلبیت کے فضایل سے کتب اہل تسنن بالا
مال ہین اور انعام و خلعت کے روایات خواہ مخواہ معتبر کتب سے نکالدی گیین اور کچھہ باقی ہین
وہ مخفی نہین رہ سکتین یہ موقع زیادہ بحث کے قابل نہین ہے ورنہ مین بہت نظایر پیش کرتا
تاہم دو نظیرین بیان کرتا ہون کہ یہ صحیح حدیث صرف اسقدر ہے کہ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ
وَعَلِیٌّ بَابُھَا یہ سنکر دشمن جلگئے کہ کیون صرف حضرت علی کی نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تب اسمین الحاق کرکے یون درست کیا کہ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَاَبُوْبَکْرٍ
اَسَاسُھَا وَعُمَرُ حِیْطَانُھَا وَعُثْمَانُ سَقْفُھَا وَعَلِیٌّ بَابُھَا مطلب رسول خدا کا یہ تھا کہ جو
شخص میرا علم حاصل کرنا چاہے وہ علی مرتضیٰ کی معرفت حاصل کرے دشمن نے اسکو بھی
خلافت سمجھا مگر سبحان اللہ یہ معجزہ جناب رسالت مآب کا ہے کسکو مجال ہی کہ تحریف کرسکے اور
ظاہر نہو دشمن کی جو کمبختی آئی اوسنے مدینہ یعنی شہر کو ایک کوٹھا سمجھا۔ (جیسا نیل کو چاہ سمجھکر قصہ
بنایا) جب عقل آرائی کرکے بنیاد دیوارین اور سقف یعنی چھت تعمیر کی اور شیطان نے ایسا اندھا
کیا کہ ایسے بڑے شہر پر تو سقف بنائی مگر میزاب یعنی پرنالہ بنانا بھول گیا کہ دو چار ہی برسات
مین دیوار بنیاد تک جاتی رہین چنانچہ کسی ظریف کا قول ہے کہ راوی پرنالہ لگانا بھول گیا اسلئے
یہ فقرہ اور بڑہانا واجب تھا اَلْمُعَاوِیَۃُ مِیْزَابُھَا ایسا ہی حدیث سد ابواب اہل الجنۃ مین شیوخ الجنۃ
وکہول الجنۃ بڑہایا اور اطفال الجنۃ بھول گیا اور ایسا مبہوت ہوا کہ یہ بھی نجانا کہ بہشت مین شیخین یعنی بوڑہے
لوگ نہونگے بلکہ جمیع اہل جنۃ نوجوان عمر کے ہونگے خواہ اطفال شیر خوار ہون یا مشایخ صد سالہ ہون
معتقدان فاروقیہ کی رگ غیرت اُسوقت بہت جوش مین آئی کہ جب متواتر نوحہ جنات کے امام حسین علیہ السلام کی
شہادت کے زمانہ مین سنے گئے۔ اور کمال ندامت ہوئی کہ تسویت کو درکنار کرکے ہم دعویدار افضلیت ہین مگر
حضرت عمر کی وفات پر کسی دیوین وغیرہ کا رونا بیان نہین کیا گیا۔ اسلئے ایک روایت وضع کی گئی کہ نوحہ
جنات کی آواز بوقت وفات حضرت عمر کے سنی گئی۔ جاے غور ہے کہ زندگی مین کوئی معاملہ دار ہی

انکی جنات سے ثابت نہین جیسا کہ حضرت علی سے بیر العلم وغیرہ مقامات پر یا امام حسین علیہ السلام سے معرکہ کربلا مین زعفر وغیرہ کا اتفاق پڑا نہ کوئی جن انکے ماتھہ پر مسلمان ہوا پھر کیا وجہ جنات کے نوحہ کی تھی۔ اور یہ بھی معلوم نہین کہ وہ نوحہ کرنے والے مسلمان جن تھے یا اخوان الشیاطین اور یہ بات بڑے تعجب کی ہے کہ شیاطین کو تو انکی وفات سے خوش ہونا لازم تھا اونکا ہمدردی سے نوحہ کرنا سنیون کے عقیدے کے بالکل مخالف ہے۔ مگر ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ روایت محض مصنوعی ہے مگر کیا کرین کوئی صحیح روایت اگر اسکے خلاف ملجاوے تو ہمکو ہمارے کہنے کا یقین آجاوے لیکن اہل انصاف بڑی فکر مین ہونگے کہ کسی شخص نے خواہ جھوٹ خواہ سچ ایک بات یا واقعہ ثابت کیا لیکن معتبر انکا ر اسکا بڑی تلاش و تجسس سے ملتا ہے مگر شکر ہے خداوند کریم کا اس واقعہ کے بطلان کے لئے ہمکو شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی صاحب تحفہ کی تحریر ہے جو سر الشہادتین مین اونہون نے روایت نقل کی ہے وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ مِنْ طَرِیْقِ حَبِیْبِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ مَا سَمِعْتُ نَوْحَ الْجِنِّ مُنْذُ قُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلَّا لَیْلَۃَ وَمَا دَرٰی اَبِیْ اِلَّا قَدْ قُتِلَ وَاِذَا الْجِنَّۃُ تَنُوْحُ الخ یعنے روایت کی ابو نعیم نے بطریق حبیب بن ثابت حضرت ام سلمہ زوجہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا اونہون نے کہ نہین سنا مین نے رونا جنون کا جب سے کہ انتقال ہوا پیغمبر خدا کا مگر آج رات کو سنا تو جانا مین نے کہ بیٹا میرا حسین شہید ہوا اور جن یہہ نوحہ کہتے تھے الی آخرہ۔ راوی نے یہ روایت حضرت ام سلمہ ام المومنین سے بیان کی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ بی بی بسبب وصیت جناب سرور کائنات کے کبھی مدینہ منورہ سے باہر تشریف نہین لے گئین اگر بوقت انتقال حضرت عمر کے جنات نوحہ کرتے تو کیا اونکو خبر نہوتی ایسا کبھی نہ فرماتین کہ انتقال رسول خدا کے بعد پھر کبھی نوحہ جنات کا آج کی رات کے سوا نہین سنا۔ اہل انصاف کو معجزہ مابعد الموت کی قلعی سب کھل گئی۔

حضرت عثمان غنی کی نسبت افسوس ہے کہ کوئی کرامت بڑی تلاش سے بھی دستیاب نہوئی دیکھتے دیکھتے ایک امر معجزات سرور کائنات مین ایسا پایا گیا کہ جناب رسول خدا نے سات

کنکری ہاتھہ مین اوسہائین اور وہ تسبیح کرتی تہین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ہاتھہ مین دین اور ایسے ہی تسبیح کرتی ہین۔ یہ بات اگر سچ ہے تو معجزہ جناب رسول خدا کا ہے نہ کہ اصحاب ثلثہ ایک قصہ اونکی وفات کے بعد کا بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب بلوائیون نے اونکو قتل کیا اور شہر مدینہ پُر آشوب ہوگیا تو تین روز تک نعش اونکی کسی ویران جگہ پڑی رہی اور کسینے دفن نہ کیا تیسرے دن مروان کچھہ اپنے آدمی لیکر آیا اور رات کو بقیع مین دفن کیا۔ کہتے ہین کہ اوسوقت ندا ہوئی کہ تم لوگ اسکی نماز نہ پڑہنا کیونکہ خود جناب باری نے انکی نماز پڑہی ہے۔ اس فقرہ سے ہمکو کمال تعجب آتا ہے کہ خدائے تعالے نے نماز پڑہی۔ مگر اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز بات ہے کہ آدمیونکو نماز پڑہنے سے منع کیا۔ شاید رسول خدا کی نماز کی نسبت بھی بیان ہی کہ خداوند تعالے نے پڑہی مگر آدمیون کو ممانعت ہوتے سنی نہین گئی اور شاید بعض صحابے حضرت کے جنازہ کی نماز اسیوجہ سے نہ پڑہی ہو۔ مگر یہ قول محض لغو ہے راوی مروان ہے کسیطرح قابل اعتبار نہین نہ اوسکے قول کو سنی مانتے ہین نہ شیعہ اور اگر بفرض محال یہ قول سچ بھی ہو تو حضرت عثمان کا معجزہ نہین ہے بلکہ حضرت مروان کو معراج مین رتبہ حکیم اللہی ملنا ثابت ہے۔ بر این عقل و دانش بباید گریست فقط

اعجاز و کرامات حضرت مظہر العجائب و الغرائب اسد اللہ الغالب علے ابن ابیطالب

جسقدر معجزات و خوارق عادات حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ہم لکھتے ہین وہ سب کتب معتبرہ اہل سنت و جماعت سے لکھتے ہین تاکہ کسی شخص کو موقع حرف گیری کا نہ ملے اور یہ بات بخوبی واضح ہو

کہ استقصا تمام معجزات کا قطعی محال ہے اور خصوصاً اس عجالہ مین اسقدر گنجایش نہین لہذا بعض معجزات مشہورہ پر اکتفا کیا گیا بلکہ استقصا اسکا بھی محال نظر آیا۔

اول ملا عبد الرحمن جامی نے کتاب شواہد النبوت مین یہہ معجزہ نقل کیا ہے کہ حضرت علی جبوقت سوار ہوتے کور کاب مین پیر دیتے تھے تو تلاوت قرآن شروع کرتے تھے جبکہ دوسرا پیر دوسری رکاب مین پہونچتا تھا یا بقولہ پشت فرس پر راست ہوکر بیٹھتے تھے تو قرآن شریف ختم کر دیتے تھے اگرچہ یہ امر متعلق بکمال علم ہے اور قابل تذکرہ بصفت ششم کے ہے اور قابل لحاظ اس امر کے ہے کہ ایک مدعی خلافت ایسے ہین کہ بارہ برس تک سورہ بقر کو یاد کیا اور حفظ نہوئی اور ایک ایسے ہین کہ اوپر مذکور ہوا لیکن اس موقع پر جو اسکا ذکر کیا گیا ہے فقط اسلئے ہے کہ یہ بات بروے اعجاز حاصل ورنہ کوئی شخص اسقدر عرصہ مین ایک سورہ فاتحہ پر بھی پوری طرح عبور نہین کر سکتا جسکو شک ہو آزما کر دیکھہ لے۔

دوم فرمایا جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا السلام نے کہ جب علی سے میری شادی ہوئی تو مین نے دیکھا کہ زمین اُنسے باتین کرتی تھی مین اس مشاہدے سے ڈری اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا تو اپنے شکر ادا کیا اور فرمایا کہ اے فاطمہ بشارت ہو تجھکو پاکیزگی نسل سے کہ اللہ تعالے نے تمام مخلوقات مین سے برگزیدہ کیا تیرے شوہر کو۔ کذا فی الشواہد۔ اور بعض روایات مین فاختار رجلین احدھما ابوک والاخر بعلک یعنے اللہ تعالے نے اختیار کیا جمیع مخلوقات سے دو شخصون کو کہ ایک باپ تیرا ہے اور ایک شوہر تیرا ہے۔

سوم محدثین اور مورخین اہل سنت کو اس امر پر اتفاق ہے کہ حضرت مرتضی علیہ السلام کیلئے خاص انکی دعا سے دو بار رد شمس ہوا یعنی سورج چھپکر پھر لوٹا روایت کی اس حدیث کی طحاوی نے اپنی کتاب شرح مشکل الآثار مین اسما بنت عمیس سے اور تصحیح کی حافظ جلال الدین سیوطی نے کتاب کشف اللبس فی حدیث رد الشمس مین اور محدث ابو عبد اللہ محمد بن یوسف

دمشقی صالحی نے کتاب منہل اللبس عن حدیث ردالشمس مین اور نقل کی اسکی قاضی عیاض نے شفا مین اور حافظ ابن سید الناس نے بشری اللبیب اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب زہر الباسم مین اور تصحیح کی اسکی ابو الفتح ازدی نے اور حسن لکہا اسکو ابو زرعہ بن العراقی نے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے در المنثور فی الاحادیث المشتہرہ مین بہی لکہا ہی اور راوی اسکے سب ثقہ ہین اور صحیح لکہا اس حدیث کو شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا مین اور شیخ عبد الحق محدث محقق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین اور پورا قصہ لکہا دونون مرتبہ کا ملا عبد الرحمن جامی نے شواہد النبوۃ مین اور نیز تاریخ گزیدہ وغیرہ کتب تواریخ مین تشریح سے دونون قصہ مذکور ہین۔ پوری نقل حدیث کی مع ثبوت کے باب فضائل مین مذکور ہوگی۔ قصہ اول بروایت اسماء بنت عمیس یہ ہے کہ ایک روز بوقت نزول وحی رسول خدا سر اپنا جناب علی مرتضی کے زانو پر رکہے ہوئے تہے کہ سورج چھپ گیا تب رسول خدا نے دریافت کیا کہ اے علی نماز عصر فوت ہوئی آپنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اشارون سے ادا کی ہے فرمایا کہ تم دعا کرو کہ اللہ تعالے پہیرے ہوئے سورج کو لوٹا دے چنانچہ حضرت مرتضی نے دعا کی اور سورج لوٹ آیا۔ اور نماز عصر وقت پر ادا کی۔ دوسرے مرتبہ بعہد خلافت جناب امیر المومنین علیہ السلام جنگ صفین پر جبکہ دریا اوترتے ہوے دیر ہوگئی اور لوگون کی نماز عصر قضا ہوگئی تو آپنے دعا کی اور آفتاب بعد غروب کے طالع ہوا اور تمام لشکر نے وقت پر نماز عصر ادا کی۔ مختصر عبارت جامی اس طرح پر ہے۔ (خدائے تعالے برائے دو بار رد شمس کردیے بعہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دیگے بعہد خاص او)۔

چہارم روایت ہے ابن عباس سے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز حدیبیہ متوجہ مکہ کے ہوے اور صحفہ پر پہنچے تو کہین پانی نہ ملا اور کئی مرتبہ بہت سے اصحاب کو ہمراہ کر وہ سقایان پانی لینے چاہ پر بہیجا مگر بسبب خوف جنات کے کوئی شخص وہانتک نہ جا سکا وہ چاہ گنجان درختون مین تہا وہان سے آوازین ہولناک اور سر بے تن اور تن بے سر

نظر آتے تھے شعلے آگ کے دکھائی دیتے تھے جب اصحاب قریب درختان پہونچتے تھے خوف سے
لوٹ آتے تھے ہر چند حضرتؑ نے صلہ آب اور ہی مین وعدہ بہشت فرمایا مگر افسوس کہ کسیکی
قسمت نہ جاگی تب حضرت علی کو روانہ فرمایا - راویان کہتے ہین کہ ہم اپنے دل مین سمجھے تھے
کہ حضرت علی بہی شاید اور کی طرح واپس آجاوین مگر وہ ہمارے آگے آگے ہولئے
اور بولے کہہ مت ڈرو اور پیچھے پیچھے چلے آو جب اون درختون مین پہونچے تو طرح طرح کی
شکلین مہیب اور سر بے تن اور عجیب الخلقت صورتین نظر آئین اور ہر چند اونہون نے ڈرایا
مگر وہ حضرت برابر چاہ پر پہونچ گئے اور ہم لوگون نے چاہ مین ڈول ڈالے مگر جنات نے
رسی ہمارے ڈول کی کاٹ ڈالی تب حضرت نے فرمایا کہ جاو لشکر سے اور ڈول لاو
مگر ہم لوگ بوجہ خوف کے نہ جاسکے کہ حضرت علی ذوالفقار لیکر چاہ مین کود پڑے کچہہ
عرصہ تک چاہ سے ایسی آوازین آئین کہ جیسے کسیکو خناق ہوتا ہے بعد تہوڑی دیر کے
حضرت علی نے نعرہ اللہ اکبر کیا اور چاہ اور درختان مین امن ہوگیا اور پانی اچھی طرح بہرلیا
اس معرکہ مین بہت جنات قتل ہوئے اور بہت مسلمان ہوئے اور ایک جن نے منقبت جناب
امیر مین شعر پڑہا کہ سب نے سنا چنانچہ جب پیغمبر خدا کے پاس پانی لیکر آئے تو آپنے سب حال
بیان فرمایا اور پہر اوس چاہ پر کوئی صورت نظر آئی نہ آوازین آئین -

پنجم - بروز خیبر پہر مین اسطرح نیزہ گارنا کہ جیسے کوئی مئی مین گاڑتا ہے - مرحب طویل القامت
کے سر سے بوقت جنگ آپکا دست مبارک ایک گز اونچا نظر آتا - مع گہوڑے اوسکو چار ٹکڑے ایک
ضرب مین کرنا قلعہ کو ایسا ہلانا کہ جسکے صدمے سے لوگ اندر اوسکے منہ کے بل زمین پر گرے جسمین
حضرت صفیہ کے دانت گرے پہر کواڑ قلعہ کا جسکو چالیس آدمی نہ اوٹہا سکے ہاتہہ مین بطور سپر لیکر
جنگ کرنا اور پہر لشکر اسلام کو اوسی کواڑ کے اوپر سے اسطرح اوتارنا کہ ایک سرا اوسکا دوش مبارک
پر اور دوسرا سرا خندق کے کنارے پر بوجہ عمیق ہونے خندق کے پیر زمین پر نہ رکہنا بلکہ ہوا مین
معلق کہڑے رہنا اور اسیطرح لشکر کو پار اوتارنا مفصل طور پر شواہد النبوۃ جامی اور دلایل النبوۃ

امام متعفری مین درج ہے۔ افسوس کہ ہم ایسے لوگون کے حالات کے مطابقت کر رہے ہین
کہ جو تین روز پیشتر اسی جنگ مین فرار ہوکر واپس آئے۔
ششم شواہد مین لکھا ہے اور دیگر کتب تواریخ مین بھی اسکا مذکور ہے کہ بہنگام جنگ
صفین جبکہ حضرت علی مرتضیٰ مقام کربلا مین پہونچے تو قصہ جناب امام حسین علیہ السلام یاد
فرماکر بہت روئے اور اونکو وصیت صبر کرنے کی فرمائی اور لوگون سے مفصل قصہ بیان کیا
بلکہ ایک ایک شہید کا نام لے لے کر مفصل نام اور خیمہ ہائے اہل حرم کے نصب ہونیکی
جگہ کا نشان دیا اور بیس پچیس برس کے بعد اسی طرح معرکہ پیش آیا۔
ہفتم شواہد مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے آپکے شیعون مین سے نکاح کیا شب زفاف مین
باہم اُنکے نزاع ہوگیا اور نوبت خلوت نہ پہونچی صبح تک لڑائی رہی کسیکو اس حال سے
آگاہی نہ تھی بعد نماز صبح جناب امیر علیہ السلام نے مرد اور عورت کو اپنے روبرو طلب فرمایا
لڑائی کا حال پوچھکر غیر آدمیون کو الگ کر دیا اور عورت سے فرمایا کہ تو اس مرد کو جس سے
نکاح کیا ہے شناخت کرتی ہے بولی کہ نہین آپنے فرمایا کہ جو مین تجھسے سوال کرون اوسکا جواب
راست راست دیگی اُسنے قبول کیا تب اپنے فرمایا کہ تو فلانی ہے اور فلان کی دختر کہا کہ ہان فرمایا
کہ کوئی تیرا ابن عم تھا کہ وہ تجھپر عاشق تھا عرض کیا کہ ہان تھا فرمایا کہ وہ تجھسے خواہش نکاح رکھتا تھا
اور والدین تیرے راضی تھے عورت نے اقرار کیا پھر فرمایا کہ ایک شب تو واسطے قضاء حاجت
کے نکلی اور اُسنے تجھسے مجامعت کی اور تجھکو حمل رہا اور یہ ذکر تو نے اپنی ماں سے کیا عرض کیا کہ
سچ ہے یا حضرت پھر فرمایا کہ جب ایام وضع حمل کے قریب پہونچے تو تو اور تیری ماں بستی سے باہر
جہان لوگ قضائے حاجت کے لئے جاتے تھے گئی اور وہان تو نے لڑکا جنا اوسنے قبول
کیا پھر فرمایا کہ اوس لڑکے کو تمنے کپڑے مین لپیٹ کر اوس مقام مین رکھا اور تم وہان سے چلدین
کہ ایک کتا آیا اور اوس بچہ کو سونگھنے لگا تیری ماں نے ایک اینٹ ماری اور وہ اینٹ اوس بچہ
کے سر مین لگی کہ خون جاری ہوا کہ تیری ماں نے اپنی ازار سے کپڑا پھاڑ کر بچہ کے سر مین پٹی باندھی

عورت بولی کہ یا امیر المومنین یہ بات سچ ہے اور اسیطرح ہوئی ہے لیکن اسکی خبر سوائے میرے اور میری مانکے اور کسی شخص کو نہین ہے پھر آپنے اوس مرد کو حکم دیا کہ عمامہ سر سے اوتار چنانچہ نشان اُس زخم کا سر پر موجود تھا عورت سے فرمایا کہ یہ شخص وہی تیرا لڑکا ہے اللہ جلشانہ نے تمکو حرام سے بچایا اور تمہارے درمیان خلاف اور نزاع ڈالا یہوہی لڑکا ہے کہ اُسکو فلان شخص قبیلہ کا اُٹھا کر لیگیا تھا اور پرورش کیا چاہتے اپنے کو لیجا

ہشتم جس زمانہ مین جناب امیر کوفہ مین تشریف رکھتے تھے تو ایک سال فرات مین طغیانی ہوئی اور اہل کوفہ نے شکایت حضرت سے کی تو آپ لباس جناب رسول خدا کا پہنکر اور عمامہ سر پر رکھکر عصا ہاتھہ مین لیکر حضرات حسنین علیہما السلام کو ہمراہ لیکر لب فرات پہونچے اور عصا سے پانی کی طرف اشارہ کیا اور ساتھہ ہی اشارہ کے ایک گز پانی کم ہوگیا لوگون نے اور کمی کی درخواست کی پھر اشارہ کیا کہ ایک گز پانی اور کم ہوگیا اسی طرح تین مرتبہ اشارہ کرنے سے تین گز پانی کم ہوگیا کذا فی شواہد النبوۃ۔

نہم جندب بن عبداللہ الازدی کہتا ہے کہ مین جنگ جمل اور صفین مین حضرت علی کے ساتھہ تھا اور مجکو کچھہ شک نہ تھا کہ حق اونکی طرف ہے جب نہروان مین پہونچے تو میرے دل مین وسوسہ پیدا ہوا کہ طرفین مین مسلمان اور قرآن خوان ہین انکا قتل کرنا کار عظیم ہے۔ اسی خیال مین تھا کہ ایک سوار آیا اور حضرت سے عرض کیا کہ دشمن آپکے نہروان سے پار ہوگئے حضرت نے فرمایا کہ نہین سوار نے اصرار بھی کیا مگر پھر بھی آپنے فرمایا کہ پار نہین ہوئے اتنے مین دوسرا سوار آیا اور موافق بیان پہلے سوار کے بیان کیا اپنے پھر فرمایا غلط ہے پھر تیسرا سوار آیا اور اوسنے بھی اسیطرح بیان کیا اپنے مگر کہا کہ ہرگز نہین وہ پار نہین گئے کیونکہ اونکے خون کرنے کی یہی جگہ ہے۔ اسوقت مین نے اپنے دلمین کہا کہ الحمد للہ یہی موقع امتحان کا ہاتھہ آیا اگر مقولہ حضرت کا سچ ہے تو بیشک یہ حق پر ہین اور اگر یہ سوار سچے نکلے تو سب سے اول وہ شخص حضرت علی سے لڑیگا یہ منصوبہ خوب دلمین قرار دے لیا بعد اسکے جو تحقیقات اس امر کی کی گئی تو واقعی سوار غلط کہتے تھے دشمن نہروان سے نہ گذرے تھے اُسوقت جناب امیر المومنین نے اپنے

دونون ہاتھہ میرے شانونپر رکھدئے اور فرمایا کہ اے جندب اب بھی تیرا شک رفع ہوا جندب کہتا ہے کہ اوسوقت مین نے بہت معذرت کی۔ کذا فی الشواہد۔

دہم اُسی روز جب لڑائی کو چلے تو اپنے فرمایا دشمن کے لشکر سے دس سے کم آدمی زندہ بچینگے اور ہمارے لشکر مین کل ۱۹۔ آدمی زندہ بچے اور اپنے لشکر کے صرف نو آدمی شہید ہوئے۔ شواہد۔

یازدہم ایک شخص کو آپنے خبر دی کہ تجھکو فلان موضع مین فلان درخت خرما پر صلیب دیجاویگی اور جیسا کہ آپنے فرمایا بعینہ اسی طرح واقع ہوا۔ شواہد۔

دوازدہم کمیل بن زیاد کو آپنے خبر دی تھی کہ تجھکو حجاج سقفی ظلم سے قتل کریگا اور بالآخر ویسا ہی ہوا۔ شواہد۔

سیزدہم۔ حضرت کو اپنے خبر دی تھی کہ حجاج سقفی تمکو ظلم سے قتل کریگا چنانچہ ویسا ہی ہوا۔

چہاردہم۔ براہ ابن عاذب کو آپنے فرمایا کہ میرے فرزند حسین کو شہید کرینگے اور تو زندہ ہوگا اور اوسکی مدد نہ کریگا چنانچہ براہ ابن عاذب ہمیشہ اسبات پر حسرت و افسوس کرتے تھے۔ منہ

پانزدہم بوقت جانے صفین کے آپکے لشکر اور ہمراہیان کو ضرورت پانی کی ہوئی اور پانی کسی جگہ نہ ملا دریافت کیا تو اوس مقام سے پانی کئی فرسخ تھا حضرت امیر اپنے ہمراہیان کو لیکر ایک طرف کو چلے تھوڑی دور پر ایک دیر نظر آیا کہ لوگ اوس دیر مین گئے اور راہب دیر سے پانی دریافت کیا اوسکے پاس بھی پانی نتھا اور معلوم ہوا کہ پانی یہان سے تین فرسخ ہے اُسوقت لوگ بہت نا امید ہوے مگر جناب امیر نے رو بقبلہ ہوکر اپنے مرکب کو چند قدم چلایا اور سواری سے اور تیر سے اور ایک جگہ کو نشان دے کر کھودنے کا حکم دیا تھوڑا سا کھودا تھا کہ ایک سل پتھر کی نمودار ہوئی آپنے حکم اوسکے اکھاڑنے کا دیا مگر بہت آدمی جمع ہوئے اور کسی سے وہ پتھر نہ ہلا نہ کوئی اوزار اوسپر کارگر ہوا تب آپ سواری سے اُترے اور آستین چڑھاکر اوس پتھر کو اکھاڑ دیا اور بہت دور پھینکدیا اُسکے نیچے سے ایک چشمہ ظاہر ہوا نہایت صاف اور سرد اور شیرین پانی ایسا کبھی کسیفے نہ پیا تھا برآمد ہوا سب سیراب ہوگئے اور پھر اُس چشمہ کو پوشیدہ کردیا یہ حال راہب دیکھکر

فوراً حاضر ہوا اور دریافت کیا جناب امیر سے کہ تم پیغمبر ہو یا فرشتہ ہو کیونکہ ہمارے کتب مین لکھا ہے کہ
اس چشمہ کو سوائے پیغمبر یا وصی پیغمبر یا فرشتہ کے اور کوئی نہین نکال سکتا۔ آپنے فرمایا کہ مین وصی ہون
محمد پیغمبر آخر الزمان کا چنانچہ وہ راہب ایمان لایا اور اسطرح کلمہ شریف پڑہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ پھر وہ راہب دیر پھر کر آپکے
ہمراہ ہو گیا۔ کتب اہل سنت مین اسیطرح راہب کا کلمہ پڑہنا لکھا ہے مگر نہ معلوم کہ اب شیعون پر
کیون اعتراض ہے۔ اس چشمہ کا کتب مین مذکور ہونے سے ہمکو یاد آیا کہ کچھ پہلے ہی کتب مین یہ امر دعوی
نہا بلکہ قرآن شریف مین بھی اسکا مذکور ہے دیکھو تفاسیر آیہ یَفْجُرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا سورہ ہل اتی مین صاف لکھتے
ہین کہ یہ چشمہ بہشت جسکا نام کافور ہے متعلق باہلبیت محمد ہے جہان چاہتے ہین اوسکو نکالتے ہین
چنانچہ اس موقع پر جناب امیر نے غالبًا اسی چشمہ کو نکالا اور بوقت شہادت جناب امام حسین علیہ
السلام نے بھی یہ چشمہ درویش کو دکھلایا۔ تفسیر مواہب علیہ مین ذکر چشمہ صاف درج ہے
جسکو اعتبار نہو دیکھہ لے اور یہ سارا قصہ شواہد النبوۃ جامی مین درج ہے۔

شانزدہم ایک شخص جناب امیر کے لشکر کی خبر ین معاویہ کو پہونچایا کرتا تہا آپنے اوس سے
دریافت کیا وہ انکاری ہوا اور قسم کہائی آپنے فرمایا کہ اگر قسم تیری دروغ ہو تو اندہا ہو جائیگا
چنانچہ ایک ہفتہ نہ گذرا تہا کہ بالکل اندہا ہو گیا۔ منہ۔

ہفتدہم بعد وفات جناب رسولخدا بوقت نزاع آپنے صحابہ سے فرمایا کہ تم گواہی دو کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق مین مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ فرمایا ہے چنانچہ منجملہ صحابہ کے
صرف بارہ شخصون نے انصارین سے گواہی دی کہ بیشک ہمارے سامنے فرمایا ہے اور لوگ خاموش
ہو گئے اور منجملہ اسکے ایک شخص تہا کہ نام اوسکا جامی نے نہین لکھا مگر اور کتابون سے انس بن مالک صحابی
پایا جاتا ہے اوس سے آپنے فرمایا کہ تو نے کیون گواہی نہین دی حالانکہ تو اوسوقت موجود تہا اوسنے کہا کہ مین
بوڑہا ہو گیا ہون اسلئے مجھکو یاد نہین رہا اسپر حضرت امیر نے دعا کی کہ الٰہی اگر یہ جہوٹا ہے تو اسکے چہرہ پر سفیدی
ظاہر کر کہ عمامہ اوسکو پوشیدہ نکر سکے اوسیوقت وہ مبروص ہو گیا اور چہرہ مابین دو چشم کے برص ظاہر ہوا

ہا سیجد ہم زید بن ارقم نے کہ صحابی معتبر اہل تسنن کے نزدیک ہی روایت کی ہے کہ مین بہی اونہین
آدمیون مین سے تہا کہ جنہون نے باوجود گواہی طلبکہ کے حضرت علی کے حق مین شہادت چہپائی
چنانچہ حضرت امیر کی بددعا سے اللہ تعالے نے میری بینائی چشم لے لی اور اندہا کردیا۔ زید بن ارقم
ہمیشہ اس اخفاء شہادت سے ندامت کرتے اور اللہ تعالے سے طلب مغفرت کیا کرتے تہے۔
نوزدہم ایک روز جناب امیر خطبہ پڑہتے تہے ممبر کے اوپر کہ آپنے فرمایا۔ عبارت مضمون خطبہ مندرجہ
شواہد یہ ہے۔ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وارث نبی الرحمۃ منم۔ ناکح سیدۃ النساء اہل الجنۃ منم
سید اوصیاء و خاتم ایشان منم۔ ہرکہ غیر از من این دعوی کند خدائے تعالے او را بہ بدی گرفتار
گرداند۔ ایک شخص اوس مجلس مین سے بولا کہ وہ کون ہے کہ جسکو یہ کہنا خوش معلوم نہو۔
کہ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ اس طنز کے کرتے ہی ایسے سخت مرض جنون مین مبتلا ہوا کہ لوگون
نے اوسکو مجلس سے کہینچکر باہر ڈالدیا۔
بستم ایک مرتبہ منجملہ جنگ ہائے صفین کے آپنے فرمایا یا سلمان محمد حنیفہ نے عرض کیا کہ
وہ آخری صف مین ہین آپنے فرمایا کہ مراد میری ابو مسلم خولانی سے نہین ہے بلکہ مقصود میرا
صاحب جیش ہمارے سے کہ مشرق کی طرف سے رایات سیاہ لیکر ظاہر ہوئے اور اللہ تعالے
اُسکے ذریعہ سے حق کو اپنے مرکز پر قرار دے خوشا وقت اُن لوگون کا کہ جو اوسکے ساتہہ موافقت
کرین ابیشین گوئی امام مہدی علیہ السلام کی ہے۔ شواہد۔
بست و یکم اہل کوفہ کو واسطے فریاد رسی محمد بن ابی بکر کے حضرت مرتضی علیہ التحیۃ والثنا نے
بہت کچہ تحریص کی مگر اون لوگون نے نہ مانا اوسپر آپنے دعا کی کہ الہی ان لوگون پر ایسے
ظالم کو متسلط کر کہ وہ اونپر رحم نکرے ایک غلام ثقیف سے اپنر مامور فرمایا۔ روایت ہے کہ
اُسی شب طایف مین حجاج پیدا ہوا اور اہل کوفہ پر جو ظلم اُسنے کئے ظاہر ہین۔ منہ۔
بست و دوم ایکروز معاویہ نے اپنے یارون سے پوچہا کہ کوئی وجہ ایسی ہے کہ جس سے
مجہے اپنی عاقبت کا حال معلوم ہوجاوے لوگون نے کہا یہ معاملہ مشکل ہے ہم نہین جان سکتے

اسیر معاویہ بولا کہ یہ حال بیشک علی ابن ابی طالب سے معلوم ہوسکتا ہی کیونکہ مین یقین کرتا ہون
کہ جو کچھ اُنکی زبان سے نکلیگا وہ حق ہوگا۔ چنانچہ اس حال کے دریافت کرنے کے لیے تین
آدمی معتبر مقرر کیے اور یہ منصوبہ ٹھہرایا کہ تینون شخص پے در پے یکے بعد دیگرے کوفہ مین جاوین
اور امیر شام یعنے معاویہ کا مرجانا ظاہر کرین اور مرض اور معالجہ اور یوم وفات اور دفن و نماز
وغیرہ کے کیفیت یکسان بیان کرین اُسوقت ضرور حضرت مرتضی کی زبان سے نسبت انجام وعاقبت
اُس شخص کے نکلیگا چنانچہ اونکو روانہ کیا۔ اول ایک شخص کوفہ مین پہونچا اور اوسنے بیان کیا کہ معاویہ
فوت ہوگیا اور حقیقت مرض اور اوقات دفن وغیرہ مفصل بیان کی۔ لوگ یہ سنکر خوش ہوے اور جناب
امیر سے حال عرض کیا آپ خاموش ہورہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ دوسرے دن دوسرا آدمی پہونچا
اور وہی حال بلا اختلاف ہو بہو بیان کیا لوگ اور زیادہ خوش ہوے اور جناب امیر سے عرض کیا آپ
اوس روز بھی خاموش ہورہے تیسرے دن تیسرا شخص پہونچا اور سب ماجرا مفصل اُسنے بھی بیان کیا تب تو
لوگون سے نہ رہا گیا اور حضرت امیر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اب کچھ شک موت معاویہ مین نہین رہا تین شخصون
سے متواتر خبر آئی ہی تب آپنے فرمایا کہ ہرگز نہین یہ لوگ کاذب ہین معاویہ نہین مرا اور وہ جب تک
نہین مرسکتا کہ (ریش مبارک پر ہاتھہ رکھکر فرمایا) اسکے (سر مبارک کا اشارہ کرکے فرمایا) خون سے
رنگین نہو جاوے۔ یعنی جبتک کہ مین شہید نہو جاؤن معاویہ نہین مرسکتا بجملہ یہ خبر معاویہ کو پہونچی
بست و سوم ایک روز جناب علی مرتضی علیہ السلام نے خطبہ مین ایک خلیفہ بنی عباس کے حال سے
خبر دی لوگون کو تعجب ہوا تو فرمایا کہ اگر تم کہو تو مین اُن سب کے نام اور لقب اور کنیت بتلادون
بست و چہارم ایکروز عبدالرحمن بن ملجم لعین سے کہ قاتل جناب امیر ہے خود فرمایا کہ اے ابن ملجم
زمانہ جاہلیت یا طفولیت مین کوئی لقب بھی تیرا تھا۔ ہان اس دریافت کرنے سے پیشتر اسکو دیکھکر
آپنے چند اشعار اپنے نفس سے مخاطب ہوکر پڑہے جنکا مطلب قریب موت سے تھا بعد اُسکے اُس سے
لقب کی نسبت دریافت فرمایا تو اُسنے عرض کی کہ مجھکو یاد نہین۔ تب آپنے فرمایا کہ کوئی بھی یہ
عورت تیری دایہ تھی اور وہ تجھکو بلفظ شقی اور عاقر ناقہ صالح کہکر پکارتی تھی اُسنے عرض کیا کہ ہان بیشک

وہ اسیطرح پکارتی تھی۔ چنانچہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ اے علی تمہارے قاتل کا لقب عاقر ناقۂ صالح ہے۔ منہ۔

بست و پنجم جبوقت کہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام امت سے بہت تنگ اور دق ہوئے تو آپنے دعا کی کہ الٰہی مجھکو ان سے بہتر عوض دے اور مجھ سے بدتر انپر مقرر فرما۔

بست و ششم جس روز آپ شہید ہوئے اُس روز اُس سے پیشتر آپ اپنی رحلت کی خبر دیچکے تھے۔

بست و ہفتم۔ روایت ہے امیر المومنین امام حسین علیہ السلام سے کہ جب جناب امیر نے وفات پائی تو غیب سے ایک آواز آئی کہ سب لوگ باہر چلے جاؤ اور اس بندۂ خدا کو ہمارے ساتھ چھوڑ دو ہم باہر چلے آئے۔ تھوڑی دیر بعد یہ آواز ہمنے سنی۔ (عبارت جامی) کہ محمد علیہ السلام در گذشت و وصی او شہید شد نگہبانی امت کہ تواند کرد دیگرے گفت ہر آنکہ سیرت ایشان و پیروی ایشان کند چون آواز ساکن شد در آمدیم و یرا غسل کردہ و در کفن پیچیدہ یافتیم۔

بست و ہشتم جناب امیر علیہ السلام نے اپنے موضع قبر سے خبر دی اور فرمایا کہ فلان جگہ لیجانا کہ ایک تختی سفید نکلیگی وہان دفن کرنا۔ منہ۔ آگے کی طرف سے خود بخود جنازہ چلنا اور بصورت سوار بر قع پوش آپکا ظاہر ہونا روایت کیا گیا ہے۔

بست و نہم موضع قبر جناب امیر علیہ السلام عرصۂ دراز تک ظاہر نہین ہوا ہارون رشید ایکروز اسمقام پر شکار کیلئے گیا اور جانوران شکاری کو شکار پر چھوڑا ہرن وغیرہ شکار جسقدر اُس جنگل مین تھا ایک مقام پر جمع ہوگئے اور کسی شکاری جانور کی تاب نہوئی کہ اونکے پاس جائے سامنے کھڑے ہو رہے یہ حال دیکھکر ہارون رشید کو سخت تعجب ہوا اور گرد و نواح کے باشندون کو طلب کیا اُسوقت معلوم ہوا کہ اس جگہ مزار پر انوار جناب مرتضیٰ علیہ السلام کا ہے۔

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ کہانتک اعجاز و خوارق عادات جناب امیر علیہ السلام کی لکھون مطلب اصلی جو اس رسالہ سے ہے وہ فوت ہوتا ہے یہ اکیلا باب ایک دفتر کا دفتر ہو جاوے۔ آپکے معجزات بیشمار اور بلا انتہا ہین سب سے مشہور ی معجزات بھی نہین لکھے ہین جیسے حضرت سلمان

فارسی کو آپنے پیدائش سے سوڈیڑسو برس پیشتر وشت ارژدن مین شیر سے چھوڑایا ازدر کا چیرنا بضیری
کو مارنا جلانا شتر مرتبہ قیس بن مرہ کو قبر سے دوانگشت نکال کر دوٹکڑے کرنا معجزہ سخاوت تخت سلیمانی
اپنے اصحاب کو دکھلانا اصحاب کہف سے ملانا وغیرہ وغیرہ ہزارون معجزات ہین کہانتک
لکھون صرف کتاب شواہد النبوۃ سے مختصر مختصر معجزات لکھدیے ہین طالبان حق کو اگر اسکا شوق
ہے کتاب دلائل النبوۃ وحبیب السیر وغیرہ کتب سیر سے اخذ فرماوین اگرچہ امر معجوزہ عنہ اسیقدر
ہے کہ نایب برحق بعد نبی کے ابوبکر صدیق ہین یا علی مرتضی ہین مگر چونکہ امام اثنا عشر بروایات
اہل تسنن اصحاب ثلثہ ومعاویہ ویزید وعبدالملک وغیرہ ہین اور بقول اہل تشیع خلفاے اثنا عشر
ایمہ اہل بیت پیغمبر ہین اسلئے ہمنے حضرت ابوبکر کے علاوہ دوم وسوم خلیفہ کے معجزات کی تلاش کی
تو واجب ہوا کہ ایمہ اہل بیت مین سے جو گیارہ امام باقی رہے اور اہل تشیع انکو بعد حضرت علی علیہ السلام
کے یکے بعد دیگرے نایب رسول قرار دیتے ہین اُنکے معجزات وخوارق عادات بھی کتب اہل تسنن سے
تلاش کیے جاوین تاکہ مقابلہ کیوقت معلوم ہوجاوے کہ کون فرقہ حق پر ہے اور کون باطل پر
نہ اصحاب ثلثہ کے معجزات جو کچھ ہمکو ملے جھوٹے خواہ سچے لکھہی چکے ہین اور باقی تو خلیفون کے حالات
عیان راچہ بیان کا مضمون ہے معاویہ سے لیکر تا بہ خلیفہ نہم امیوی بجاے معجزہ وکرامت کے
ارتداد وبغاوت منافقت فسق وفجور وظلم وستم مکر وفریب صفت نہگانہ ہر ہر اشخاص مین ملین گے
اسلئے اونکے حالات ناگفتہ بہ سمجھ کر اس پاک رسالہ کو اونکی نجاست ذکر سے بچایا۔

معجزات جناب خلیفہ برحق امام حسن مجتبی امام دوم از ایمہ اثنا عشر علیہم السلام

واضح ہو کہ فرقہ اہل تسنن نے بوجہ عدم تعلق حالات سبطین بلکہ جمیع آیمہ اہلبیت علیہم السلام بہت
کم اپنے کتب مین لکھے ہین مگر تاہم ان حضرات کے اعجاز وخوارق عادات اسقدر مشہور خلایق
ہین کہ کتابین انکے حالات سے پُر ہوجاوین۔

اول۔ ملا جامی نے شواہد النبوۃ مین لکھا ہے کہ ایک شب جناب حسن مجتبی رسول خدا صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم پاس تھے اور بہت کم عمر تھے جب گھر مین والدۂ شریفہ کے پاس جانے لگے تو رات اندھیری تھی مگر قدرت خدا سے ایک روشنی نمودار ہوئی اور ساتھہ ساتھہ آپکے گھر تک پہونچی جسوقت آپ مکان مین پہونچگئی روشنی غایب ہوگئی۔

دوم۔ ایک مرتبہ جناب امام حسن علیہ السلام مکہ شریف کا سفر پاپیادہ کرتے تھے کہ پیر آپکا زخمی ہوگیا راستہ مین خادم سے فرمایا کہ منزل کے اوپر ایک غلام حبشی ملیگا اور اوسکے پاس ایک تیل ہے کہ اُسکے لگانے سے یہ زخم اچھا ہوجائیگا اوس سے مول لے لینا چنانچہ جب منزل پر پہونچے تو حبشی غلام ملا اور خادم نے اُس سے تیل خریدا مگر جبکہ حبشی کو معلوم ہوا کہ امام حسن کیلئے خریدتا ہے تو اُسنے قیمت نلی بلکہ خواستگار دعا کا اپنی زوجہ کیلئے ہوا کہ وہ سختی درد زہ مین مبتلا تھی آپنے فرمایا کہ گھر کو جا خدا تعالے نے تجھکو فرزند عطا فرمایا ہے اور وہ ہمارے شیعونمین ہوگا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔

سوم۔ جناب امام حسن علیہ السلام ایک مرتبہ سفر مین تھے اور ساتھہ آپکے ایک شخص اولاد زبیر مین سے تھا۔ اتفاقاً ایک مقام پر ٹھہرے کہ چند درخت خرما کے خشک ہوگئے تھے۔ ایک درخت کے نیچے حضرت کا بستر لگا اور ایک درخت کے نیچے جو قریب تھا ابن زبیر کا بستر لگا بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن زبیر نے کہا کہ کیا اچھا ہوتا کہ یہ درخت خرما تر و تازہ ہوتے اور پھل اسی مین لگا ہوتا آپنے فرمایا کہ تیرا جی خرما کھانے کو چاہتا ہے اوسنے عرض کی ہان۔ آپنے کیلئے ہاتھہ اوٹھائے اور زیر لب آہستہ کچھہ کہا کہ کوئی نہ سمجھا فوراً ایک درخت سرسبز ہوگیا اور خرما تازہ لگ گئے کہ درخت پر چڑھکر توڑے گئے اور سب نے کھائے ایک شتربان جو یہ حال دیکھہ رہا تھا بولا یہ بڑا جادو ہے ابن زبیر نے کہا کہ یہ جادو نہین ہے دعاے مستجاب ابن رسول ہے۔

چہارم۔ کتاب اعلام الوری مین ابو علی الفضل بن حسن الطبرسی نے ابن عباس سے نقل کی ہے کہ ایک روز جناب بتول راضیہ فاطمۃ الزہرا علیہا و علی ابیہا و ابنہا السلام گویان رسول خدا کے پاس تشریف لائین حضرت نے سبب دریافت کیا عرض کی حسنین علیہ السلام بہت دیر ہوئی کہ گھر سے باہر گئے ہین اور واپس نہین آئے حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ خدا تعالے کہ جسنے

اُنکو پیدا کیا ہے اور پر بہت مہربان ہے تم کچھ فکر مت کرو بعد ازان حضرت نے دعا کی کہ الٰہی اُنکی محافظت کر کہ اتنے مین جبریل امین نازل ہوئے اور کہا کہ یا احمد کچھ غم نہ کرو کہ دونون صاحبزادے آپکے دنیا مین فاضل اور آخرت مین بزرگ ہین اور باپ انکا انسے بہتر ہے اور وے دونون اس وقت خطیرہ بنی نجار مین ہین اور اللہ جلشانہ نے اوپر دو فرشتے موکل کر رکھے ہین کہ حفاظت اُنکی کرین۔ ابن عباس کہتے ہین کہ یہ سنکر رسول خدا اوٹھے اور مین بھی ساتھ ہو اخطیرہ بنی نجار مین پہونچکر دیکھا کہ دونون بھائی باہم گردن مین ہاتھ ڈالے ہوئے سوتے ہین اور فرشتے نے ایک بازو اپنا بجائے بستر نیچے بچھا رکھا ہے اور ایک اوپر کر رکھا ہے چنانچہ حضرت نے تو امام حسن علیہ السلام کو گود مین لیا اور فرشتے نے امام حسین علیہ السلام کو گود مین لیا اور گھر مین لائے اور خطبہ بلیغ حضرت نے اُنکی شان مین پڑہا۔

پنجم پوشاک بہشتی اور میوہ جنت آپکے لئے آنا بروایات صحیحہ ثابت ہے۔ بعض اعجاز و فضایل آپکے جو مشترک ہین ہمراہ جناب امام حسین علیہ السلام وہ بذکر جناب سید الشہداء کو رہونگے فضائل آپکے حد سے زیادہ افزون ہین اس رسالہ مین اسقدر گنجایش نہین ہے لہذا اختصار پر اکتفا کیا گیا۔

اعجاز جناب خامس آل عبا سید الشہداء امام سوم یعنی حسین ابن علی علیہما السلام

اعجاز اور خوارق عادات آپ سے حیات مین اور بعد ممات لاتعد و لاتحصیٰ ظاہر ہوئے ہین تفصیل اُنکی محال و غیر ممکن ہے ہان مختصراً کچھ بیان کیا جاتا ہے۔

اول جبکہ جناب امام حسین علیہ السلام متولد ہوئے اور جبریل علیہ السلام تہنیت کیلئے جناب باری کیطرف سے آتے تھے تو قطرس فرشتہ کو کہ سردار فرشتگان آسمان سوم کا ہے غضب الٰہی مین پر و بال سوختہ نالان و فریادکنان پایا حال ولادت شاہزادہ جبریل امین سے سنکر مصر اسبات پر ہوا کہ مجھکو خدمت رسول خدا مین لیچلے چنانچہ جبریل علیہ السلام اوسکو لائے اور بموجب حکم رسول خدا کے قطرس نے جسم اطہر جناب سید الشہداء کا اپنے بدن سے مس کیا اور پر و بال

جو غضب الٰہی سے جل گئے تھے از سر نو حاصل ہوئے اور آسمان پر گیا۔ اور اب وہ فرشتہ مع ستر ہزار ملائکہ کے مزار شریف امام حسین علیہ السلام پر متعین ہے۔ روضۃ الشہدا ملا کاشفی واعظ۔

دوم شیخ کمال الدین ابن الخشاب اور ملا عبد الرحمن جامی و دیگر علما لکھتے ہیں کہ ایک روز روبرو جناب رسول خدا اور حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے حضرات حسنین بزبانہ طفولیت باہم کشتی کر رہے تھے کہ حضرت نے دفعتاً امام حسن علیہ السلام سے فرمایا پکڑو حسین کو اسپر خاتون نے عرض کی واہ بابا آپ بھی بڑے سے کہتے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑو یعنی بڑے لڑکے کی حمایت کرتے ہیں تب فرمایا جناب سرور کائنات نے اے فاطمہ جبریل حسین سے کہتے ہیں کہ حسن کو پکڑ یعنی وہ حمایت امام حسین کی کرے گا۔

سوم ملا حسین واعظ کاشفی نے کنز الغرائب سے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی بچہ آہو زندہ پکڑ کے خدمت جناب رسول خدا میں لایا اور اُسوقت حضرت کے پاس بڑے شاہزادے تشریف رکھتے تھے کہ اونکو وہ بچہ عطا فرما دیا چنانچہ جناب امام حسن علیہ السلام بہت خوش ہو کر اُس بچہ آہو کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ امام حسین علیہ السلام نے دیکھا اور بھائی سے پوچھا کہ یہ بچہ آہو تمہارے پاس کہاں سے آیا بولے کہ ہمارے نانا جان نے ہمکو دیا ہے یہ سنکر مسجد میں دوڑے ہوئے گئے اور بولے یا جداہ بھائی کو تو آپنے بچہ آہو دیا اور مجھکو نہ دیا اور بار بار یہ فقرہ فرماتے تھے اور دل میں بسبب رنج کے ملول تھے جناب رسول خدا ہر چند بہلاتے اور تسلی دیتے تھے مگر تسلی نہوئی اور قریب رو دینے کے نوبت پہونچی اور چاہا امام حسین علیہ السلام نے کہ گریہ کریں کہ ناگاہ مسجد سے ایک شور و غوغا کی آواز بلند ہوئی بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مادہ آہو کی مع بچہ کے دوڑی ہوئی آتی ہے اور بچہ کو بھی اشارہ پہلو سے ہمراہ بھگاتی ہے اور راوی نے کہ خوف آدمیوں کے مجمع کا نہ کیا اور بزبان فصیح بیان کیا یا رسول اللہ دو بچہ میرے تھے ایک صیاد نے پکڑا اور دوسرا میرے پاس رہا میں اوسکو دودھ پلاتی تھی کہ ندا ہوئی کہ فوراً روبرو رسول خدا کے حاضر ہو کہ حسین اُنکے روبرو کھڑا ہوا ہرن کا بچہ طلب کرتا ہے اور قریب ہے کہ اُسکی آنکھوں سے آنسو نکلیں پس قبل روان ہونے اشک کے وہاں پہونچ ایسا نہو کہ آنسو نکلے بحمد اللہ کہ میں اچھے وقت پہونچی۔ امام

حسین علیہ السلام آہو برہ کو لیکر خوش ہو گئے۔

چہارم۔ ابن شہر آشوب نے حسن بصری اور حضرت اُم سلمہ سے روایت کی ہے کہ اکثر حضرت جبریل بشکل دحیہ کلبی پاس رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لاتے ایکدن حسنین علیہما السلام رسولخدا کے پاس تھے اور حضرت جبریل دحیہ کلبی کی صورت میں تھے اور دحیہ کلبی کی عادت تھی کہ جب سفر سے آتے تھے تو کچھ تحفہ شاہزادوں کے لئے ضرور لاتے تھے حضرت حسنین دحیہ سمجھکر حضرت جبریل کو لپٹگئے اور جیب و آستین تلاش کرنے لگے حضرت جبریل کا پاس و لحاظ کرکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ گودی سے انکی علیحدہ کریں تب جبریل بولے کہ یا حضرت آپ میرے گود میں صاحبزادوں کا علیحدہ کرنا گران خیال فرماتے ہیں اور اکثر راتوں کو جب والدہ شریفہ اونکی طاعت و عبادت سے فرصت پاکر سو جاتے ہیں اور صاحبزادے چونک پڑتے ہیں تو مجھکو حکم باری ہوتا ہے کہ فوراً زمین پر پہونچکر گہوارہ جنبانی صاحبزادوں کی کرسو اسکا آپ کچھ خیال نفرماویں لیکن یہ فرمائے کہ میری جیب و دامن میں تلاش کرتے ہیں تب آپنے کلبی کا حال بیان کیا کہ وہ اکثر میوہ وغیرہ لایا کرتے ہیں اور تمکو یہ دحیہ سمجھ رہے ہیں تب حضرت جبریل نے ہاتھ اپنا آسمان کیطرف بلند کیا اور ایک سیب اور ایک بہی اور ایک انار شاہزادوں کو دیا۔

پنجم روایت کی ہے ابو خالد کابلی نے یحییٰ بن ام الطویل سے کہ ایک روز ایک جوان روتا ہوا خدمت میں جناب امام حسین علیہ السلام کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ ماں اوس شخص کی مالدار تھی اور بلا وصیت مرگئی یہ سنکر حضرت مع اصحاب اوس شخص کے مکان پر پہونچے اور خداوند تعالےٰ سے دعا کی پھر روح اُس عورت میں واپس آگئی اور زندہ ہوگئی اور مدبارہ مال وصیت کی اور فراغ وصیت عرض معروض کی پھر فوت ہوگئی۔

ششم۔ یہ روایت صحیحہ ثابت ہے اور ابو عبداللہ فشاپوری سے کتاب امالی میں منقول ہے کہ ایک سال عید قریب آئی اور بوجہ بے بضاعتی ماں و پدر کے حضرات حسنین کے پاس کوئی لباس قابل عید کے نتھا اور ظاہر ہے کہ بچوں کو اعیاد میں لباس کی بہت خوشی ہوتی ہے آپنے والدہ شریف سے

عرض کیا کہ مدینہ کے سب اطفال کے ماں باپ نے عمدہ عمدہ لباس اپنے بچوں کیلئے بنوائے ہین
اور وہ سب لباس پہنکر عید کرینگے ہمکو بھی لباس بنوا دو جناب فاطمہ اپنی ناداری اور بچوں کے چاو
پر خیال کرکے بہت روئین اور یہ ذکر رات کے وقت کا ہے کہ جسکی صبح کو عید ہونے والی ہے دونون
شاہزادے ضد کر رہے ہین ہر چند آپ تسلی فرماتی ہین اور کہتی ہین کہ درزی تمہارے کپڑے
لائیگا تو پہنا دونگی غرض کہ شاہزادے تو ضد کرکے سو گئے کہ اتنے مین کسینے دروازہ کھٹکھٹایا اور
پکارا کہ مین خیاط ہون اور آپکے صاحبزادون کے کپڑے سیکر لایا ہون دیکھا تو واقعی ایک
بقچہ کپڑون کا اور سنے دیا جس مین دو جوڑے مع موزے سیاہ بندھے ہوے ہین جناب
سیدہ نے خیال کیا کہ شاید میرے پدر بزرگوار نے درزی کو سینے کے لئے دئے ہونگے آپنے
حضرت کی امت مین سب حال بیان کیا آپنے فرمایا کہ اے فاطمہ وہ خیاط نہ تھا رضوان تھا
بہفتم معجزات کثیرہ و خرق عادات متعددہ آپسے در معرکہ کربلا اور بعد شہادت واقع ہوے ہین اور
ابتک برابر معجزات صادر ہوتے ہین چنانچہ فی الحال بمقام جادرہ تین سال سے برابر
معجزات صادر ہوتے ہین اور رسالہ متعدد تالیف ہوے ہین اگرچہ آپ کے معجزات کا
ذکر کرنا تحصیل ثواب مین داخل ہے لیکن مختصر بعض بعض حالات بیان کئے جاتے ہین۔
معرکہ کربلا مین جیدہ عزنی بوجہ دعائے حضرت کی تشنگی سے ہلاک ہوا اور ابن اشعث کہ جسنے قرب
رسولخدا و امام حسین سے انکار کیا آپکی دعاے بد سے فوراً نہایت سختی سے ہلاک ہوا نوحہ جنیان و
ملایک و گریہ آسمان و خون برسنا بوقت شہادت کہ مذکور مفصل اسکا اپنے موقع پر ہوگا کتب معتبرہ
سے ثابت ہے سر امام حسین کا تلاوت آیہ ـــــــــ وسیعلم الذین ظلموا کرتا پرندونکا
نقش کو سایہ کرنا چوپایون کا حفاظت کرنا طلاے مغفرہ جو شمر نے زرگر کو دیا گم ہو جانا اور
خاک مین ملجانا۔ آمد جنیان و ملایکہ برائے امداد۔ غرضکہ کہانتک قلم فرسائی کرون ممکن نہین
ہے کہ حیطۂ تحریر و تقریر مین سماوے اب تک تیرہ سو برس کے بعد روز مرہ تازہ
معجزات ظاہر ہوتے ہین۔

معجزات حضرت امام زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام

اول۔ بوقت مقیدی واسیری اہل حرم بہت معجزات آپ سے ظاہر ہوئے ویران مکان دمشق کے سانپ بچھوؤن کا پیرون پر گرنا وغیرہ وغیرہ۔

دوم سلاسل وطوق وغیرہ سے خود بخود رہا ہو جانا اور براہ معجزات بوقت شب ابن زیاد پر ظاہر ہونا اور اُسکا دُر جانا اور پھر ویسے اسیری نہونا۔ شواہد جامی۔

سوم۔ روایت ہے کہ حضرت محمد بن حنیفہ صاحبزادے جناب علی مرتضیٰ نے بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے حضرت امام زین العابدین سے کہا کہ امامت کے لئے مین زیادہ مستحق ہون کہ عمر اور رشتہ مین تمسے بڑا ہون اسپر جناب امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عم خدا سے ڈرو اور یہ حق تمہارا نہین ہے بلکہ بنی فاطمہ سے متعلق ہے غرض کہ نوبت دونون صاحبون مین یہانتک پہونچی کہ مکہ شریف مین حجر اسود کو حکم قرار دیا اور دونون بزرگوار سوے حجر اسود کے گئے جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے محمد بن حنیفہ سے فرمایا کہ اول تم اپنا دعویٰ بیان کرو اور حجر اسود سے شہادت طلب کرو محمد بن حنیفہ نے اپنا مدعا حجر اسود سے بیان کیا اور ہر چند شہادت طلب کی لیکن کچھ جواب نہ آیا بعد اسکے جناب امام زمان نے وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور حجر اسود سے اپنا دعویٰ بیان کیا اور شہادت طلب کی۔ شواہد مین لکھا ہے کہ حجر اسود بجنبید و بزبان عربی گفت اے محمد سلم دار امامت و وصایت بعد از حسین ابن علی حق علی ابن الحسین است علیہم السلام۔

چہارم طواف کعبہ مین ایک عورت اور مرد کے ہاتھ حجر اسود پر چسپان ہو گئے اور کسیطرح نہ چھوٹے لوگ امادہ ہاتھ کاٹنے کے ہوئے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنا دست مبارک مس کیا دونون کے ہاتھ چھوٹ گئے۔ شواہد

پنجم عبد الملک بن مروان نے ایک خط خفیہ حجاج کے پاس بھیجا کہ قتل اولاد ابو طالب [illegible]

کرکہ آل ابوسفیان نے اسمین بہت مبالغہ کیا اور مدت حکومت اونکی جلد منقطع ہوگئی ہنوز وہ خط حجاج کے پاس نہ پہونچا تہا کہ آپنے عبدالملک کو شکریہ لکہا اور اطلاع دی کہ رسو لخدا نے مجہ کو آگاہ فرمایا اور یہ فعل تیرا خدائے تعالے کو پسند آیا اور تیری بادشاہت کا قیام ہوگا۔

ششم منہال بن عمر کہتا ہے کہ مین حج کو گیا تہا امام زین العابدین سے ملنے کو گیا مجہسے حال جریمہ بن کاہل اسدی کا پوچہا مین نے عرض کی کہ کوفہ مین زندہ ہے آپنے بددعا کی کہ اللّٰہم اَذِقْہُ حَرَّ الْحَدِیْدِ اَللّٰہُمَّ اَذِقْہُ حَرَّ النَّارِ جب مین واپس کوفہ مین پہونچا تو مختار نے خروج کیا تہا اتفاقاً مین اُس سے ملنے کو گیا دیکہا مین نے کہ وہی جریمہ گرفتار ہوکر روبرو اوسکے آیا اور مختار نے جلاد کو بلوا کر اول دونون ہاتہہ اوسکے قلم کردئے اور پہر ہیزم منگوا کر زندہ کو جلوایا اُسوقت میری زبان سے نکلا سبحان اللہ مختار نے سبب پوچہا مین نے حضرت علی بن حسین کی دعا قبول ہونے کا ذکر کیا مختار بہت خوش ہوا۔

ہفتم جنگل مین ہرن کا آنا اور اپنے بچے کی اسیری کی نسبت ایک قریشی کی شکایت کرنا شواہد مین درج ہے تفصیل اُسکی اپنے موقع پر جہان تعلقات دیگر موجودات بیان کئے جاوینگے لکہی جاویگی۔ ایسا ہی دوسرا قصہ ہرن کا دسترخوان پر آنا درج ہے۔ منہ۔

ہشتم حکم ماننا ناقہ کا اور مزار شریف پر بعد وفات تین روز تک ناقہ کا رہنا اور مرجانا۔ منہ۔

نہم جس روز آپکی وفات ہوئی اُسکی شب کو آپنے امام محمد باقر سے پانی وضو کے لئے فرمایا آپ پانی لائے مگر آپنے فرمایا کہ اور پانی لاؤ اسمین جانور مردہ ہے شب تاریک تہی حضرت محمد باقر علیہ السلام نے چراغ سے دیکہا تو درحقیقت چوہا مرا ہوا تہا۔ منہ

دہم خضر کا تسلی دینا عصا فیر کا ہجوم کرنا۔ زہری کی روایت قید و بند سے از خود علیحدہ ہوجانا اور اوسیوقت ابن زیاد پر ظاہر ہونا۔ ندائے غیبی اَنْتَ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ اور دوسری ندا اَیْنَ الزَّاہِدُوْنَ فِی الدُّنْیَا وَالرَّاغِبُوْنَ فِی الْاٰخِرَۃِ اور جواب اسکا غیب سے یہ آنا کہ وہ علی بن الحسین علیہم السلام ہین بشواہد مین مفصل درج ہین اور علاوہ اسکے بہت سے اعجاز مشہور و معروف ہین

معجزات جناب امام محمد بن علی الباقر علیہ الصلوٰۃ والسلام

اوّل۔ یہ کہ مکان ہشام بن عبدالملک کا تعمیر ہوتا تھا آپنے فرمایا کہ واللہ یہ مکان گرایا جاویگا اور بنیاد تک پھینکی جاویگی لوگوں کو تعجب ہوا کہ اس مکان کو کون گرا سکتا ہے مگر جبکہ ولید بادشاہ ہوا تو اوسنے فوراً اُسی مکان کو بیخ و بنیاد سے گرادیا۔

دوم اپنے بھائی زید بن علی کی نسبت پیشین گوئی فرمائی کہ یہ کوفہ مین خروج کریگا اور قتل کیا جائیگا اور سر اسکا مدینہ مین تشہیر کیا جاویگا اور قصب پر رکھا جائیگا چنانچہ فی الواقع ویسا ہی ہوا اور قصب مدینہ مین نہین ہوتا مگر سر کے ساتھ لائے تھے۔

سوم آپنے اپنے صاحبزادے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بوقت وفات وصیت کی کہ تمہارا بھائی دعوی امامت کریگا لیکن تم صبر کرنا کہ عمر اوسکی کوتاہ ہے اور غسل میت تم مجھکو دینا کہ امام کو سوائے امام کے اور شخص غسل نہین دیسکتا چنانچہ ایسا ہی قصہ پیش آیا۔ یہ جملہ بھی قابل غور ہے کہ جامی نے قول امام محمد باقر علیہ السلام لکھا ہے کہ۔ امام را جز امام نشوید۔ گویا یہی شرایط امامت مین ہے اور جبکہ امام کے لئے یہ بات ہے تو نبی کو بھی غیر شخص غسل نہین دے سکتا ضروری بات ہے کہ نبی کو بھی اُسکا قایم مقام غسل دے مگر روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ جناب رسول خدا کو حضرت علی نے غسل دیا بلکہ یہ بھی ثابت ہے کہ فرمایا آپنے کہ اگر سوائے میرے کوئی اور شخص حضرت کو برہنا دیکھتا تو اندھا ہوجاتا۔ اور حضرت رسول خدا نے بھی یہی فرمایا ہے اور خلفا ثلثہ مین سے کسیکا اُس موقع پر حاضر ہونا ثابت نہین۔ مفصل بحث اسکی انشاء اللہ تعالےٰ اپنے موقع پر آئیگی۔

چہارم فیض بن مطہر بیان کرتا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس اس مسئلہ کے دریافت کرنے کے لئے گیا کہ رات کو سفر مین راحلہ کے اوپر چلتے ہوئے کسطرف کو نماز پڑہنی چاہیے حالانکہ مین نے ہنوز زبان نہ ہلائی تھی اور کچھ نہ بولا تھا کہ آپنے خود بخود فرمایا کہ

رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ حَیْثُ تَوَجَّھَتْ بِہٖ
شواہد النبوت۔

پنجم گروہ نبی جان بنا بر دریافت مسئلات وحصول ہدایت خدمت امام محمد باقرؑ مین جانا تحقیقات صفت چہارم مین درج ہے۔

ششم۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ میری عمر مین پانچ برس باقی ہین۔ بروے حساب صحیح نکلے۔

ہفتم۔ امام محمد باقر علیہ السلام ایک روز سوار ہوئے جاتے تھے کہ پہاڑ سے ایک بہیڑیا اُترا اور آپکے پاس آیا اور طالب دعا ہوا مفصل تذکرہ اسکا بھی تحقیقات قسم چہارم مین درج ہوگا۔ شواہد۔

ہشتم۔ راوی کہتا ہے کہ مجھکو کمال اشتیاق قدمبوسی امام محمد باقر کا ہوا اور مین مدینہ کو اسی غرض کے لئے روانہ ہوا اور جب مین پہونچا رات کا وقت تہا سردی اور بارش سے مجھکو سخت تکلیف ہوئی جب مین دروازہ پر پہونچا تو متردد تہا کہ آواز دون یا ندون کہ حضرت نے جاریہ کو آواز دی کہ دروازہ کہولدے کہ فلان شخص آتا ہے اور اوسکو سردی اور بارش سے بہت تکلیف پہونچی ہے شواہد۔

نہم راوی کہتا ہے کہ مین درمیان مکہ اور مدینہ کے سفر مین تہا کہ دور سے مجھکو ایک سیاہی نظر آئی کہ کبھی ظاہر ہوتی تہی اور کبھی پوشیدہ ہوجاتی تہی جب قریب آیا تو معلوم ہوا کہ ایک طفل ہفت سالہ ہے کہ اُسنے سلام علیک کی مین نے پوچھا من اَیْنَ قَالَ مِنَ اللّٰہِ فَقُلْتُ الیٰ اَیْنَ فَقَالَ اِلَی اللّٰہِ الخ یعنی مین نے کہ کہان سے آتے ہو بولا کہ مین اللہ کے یہان سے مین نے کہا کہ کہان کو جاتے ہو بولے کہ اللہ کی طرف پہر مین نے پوچھا کہ زاد راہ تمہارا کیا ہے بولا کہ تقویٰ پہر مین نے پوچھا کہ تم کون ہو بولے کہ عرب کا آدمی ہون پہر پوچھا تو کہا قریشی ہون پہر ہاشمی پہر بیان کیا کہ علوی ہون پہر زیادہ جب

تفتیش مین نے کی تو کہا کہ مین محمد بن علی بن حسین ابن علی ابن ابیطالب ہون علیہ السلام پھر آنکھہ اوٹھا کر جو دیکھتا ہون کہ غایب ہین خدا جانے کہ آسمان پر چلے گئے کہ زمین مین۔

دہم۔ راوی کہتا ہے کہ مین نے امام محمد باقر سے سوال کیا کہ ماحق المومن علی اللہ بکر سوال پر آپنے فرمایا کہ مومن کا حق اللہ جل شانہ پر یہ ہے کہ اگر اس درخت سے اشارہ درخت کیطرف کرکے فرمایا) کہ یہان آ تو وہ یہان چلا آوے۔ آشارہ کرتے ہی درخت حرکت مین آیا اور اپنی جگہ سے چلا کہ حضرت نے روکا اور منع کیا تب درخت اپنی جگہ پر قایم ہوا

یازدہم راوی بیان کرتا ہے کہ مین نے امام محمد باقر کے دروازہ پر دستک دی اور ایک چھوکری قریب بلوغ پہونچی ہوئی آئی مین نے اسکے سینہ پر ہاتھہ مارا اندر سے امام نے عتاب کیا اور فرمایا کہ یہ دیوارین ہماری نظر و نمین بھی حایل ہون تو ہم مین اور تم مین کیا فرق ہے شواہ

دوازدہم۔ ایک شخص نے بال سفید ہوجانیکی شکایت کی آپنے ہاتھہ اپنا پاؤن سے مس کردیا بال بالکل سیاہ ہوگئے۔

سیزدہم منصور دوانقی مورث سلاطین عباسیہ کو خبر دی کہ تو بادشاہ ہوگا۔ اسنے سوال کیا کہ آپکی بادشاہی سے پہلے یا بعد فرمایا کہ پہلے پھر پوچھا کہ بعد میرے میری اولاد بھی بادشاہ ہوگی فرمایا ہوگی۔ پھر پوچھا کہ بنی امیہ کی سلطنت سے زیادہ رہیگی یا کم فرمایا زیادہ شواہ

چہاردہم۔ ابوبصیر نے امام محمد باقر سے سوال کیا کہ تم ذریت رسول خدا ہو فرمایا ہان پوچھا آپکے علوم سے میراث پائی ہے۔ فرمایا کہ ہان پھر پوچھا کہ آپنے بھی علم پیغمبر کی میراث پائی ہے فرمایا کہ ہان پھر پوچھا کہ آپکو یہ قدرت ہے کہ مردہ کو زندہ کردو اور کور مادرزاد کو بینا اور ابرص وغیرہ کو اچھا اور لوگون کے ذخیرہ وغیرہ آپکو معلوم ہین فرمایا کہ ہان حکم خدا سے ہم سب کرسکتے ہین یہ کہکر مجھکو فرمایا کہ آگے آؤ اور ہاتھہ میری آنکھون مین پھیرا کہ ہاتھہ کے پھیرتے ہی بالکل بینا ہوگیا اور سب شے نظر آنے لگی پھر جب ہاتھہ ہٹایا تو اصلی حالت پر نابینا ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ دو باب

مین سے ایک کونسی پسند کرتا ہے ایک یہ کہ بینا ہو جاوے اور حساب محشر تیرے ذمہ رہے
دوسرے یہ کہ نابینا رہے اور بلا حساب بہشت مین جاوے مین نے اپنی حالت سابق پسند کی
پانزدہم فرشتہ خبر دیتا ہے کہ کون مومن ہے اور کون کافر ہے اور کون دوست ہے
اور کون دشمن ہے۔ صفت چہارم مین یہ تفصیل ذکر ہے۔
شانزدہم چورون کو مع مال مسروقہ گرفتار کرلائے اور بے گناہون کو رہا کیا۔
ہفدہم اہل مدینہ کو پیشین گوئی سے خبر دی کہ قتل عام ہوگا جسکو جان بچانی ہے وہ چلا جاوے
کسیسے آپکی بات کا خیال نہ فرمایا جو لوگ آپکے معتقد تھے وہ چلے گئے کہ نافع بن الازرق
نے آکر قتل عام اہل مدینہ کا کیا۔ شواہد

معجزات حضرت امام جعفر صادق امام ششم از آئمہ اہلبیت علیہ السلام

اول یہ کہ خلیفہ منصور عباسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو طلب کیا اور حکم قتل
کا اس قصور مین دیا کہ تم مسلمانون کی خونریزی چاہتے ہو کہ فلان شخص نے یہ حال مجھسے بیان
کیا ہے آپنے فرمایا کہ اسکو میرے روبرو بلا چنانچہ وہ شخص بلایا گیا اور قسمیہ اسنے بیان
کیا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھسے فلان بات کہی تھی آپنے فرمایا کہ اسطرح نہین
بلکہ جسطرح مین کہتا ہون قسم کہا اول تو اسنے انکار کیا پھر قسم کہائی کہ اسیوقت اسی
مجلس مین زمین پر گرا اور مر گیا منصور نے کہیو اکر باہر پھینکدیا۔
دوم ربیع بیان کرتا ہے کہ منصور کیسا ہی غضبناک ہوتا اور امام جعفر صادق علیہ السلام
زیر لب کچھ پڑھتے فوراً غضب اسکا دور ہو جاتا۔
سوم ایک روز منصور نے حاجب سے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو میرے پاس آنے
سے پہلے قتل کر ڈال مگر امام جعفر صادق علیہ السلام آکر منصور کے پاس بیٹھ گئے منصور نے حاجب کو
طلب کیا تو اسنے امام کو بیٹھے ہوئے دیکھا پھر وہان سے تشریف لے گئے تو حاجب کو بلایا

اور پوچھا کہ مین نے تجھکو کیا حکم دیا تھا اُسنے قسم کہائی کہ مین نے اُنکو آتے دیکھا نہ جاتے ہوئے۔

چہارم۔ مقربان منصور مین سے ایک شخص بیان کرتا ہے کہ ایک روز منصور نہایت متفکر بیٹھا ہوا تھا مین نے سبب دریافت کیا تو بولا کہ مین نے علویون کی ایک جماعت کثیر کو فانی کیا اور اُنکے پیشوا کو ابتک چھوڑ رکھا ہے مین نے پوچھا وہ کون ہے بولا کہ جعفر صادقؑ مین نے کہا کہ وہ عبادت خدا مین مشغول ہین دنیا پر بھروسہ نہین رکھتے بولا کہ جاستا ہون کہ تو اُنکی امامت کا اعتقاد رکھتا ہے مین نے قسم کہائی ہے کہ جبتک اُنکی طرف سے خاطر جمع نہ کرلون آرام نہ کرون یہ کہکر جلاد کو بلایا اور کہا کہ جسوقت جعفر بن محمد آوین اور مین اپنے سر پر ہاتھ رکھکر اشارہ کرون تو اُنکو فور قتل کر دینا چنانچہ یہ منصوبہ مقرر کرکے حضرت کو بلایا جب وہ تشریف لائے تو مین اُنسے قریب تہا دیکھا مین نے کہ حضرت نے لب ہلائے اور قصر منصور کا جنبش مین آیا جیسے کہ کشتی تلاطم امواج سے جنبش کرتی ہے پہر منصور کو دیکھا مین نے کہ سراسیمہ کانپتا ہوا استقبال کو آیا اور بازو اُنکے پکڑکے اپنی مسند پر بٹہایا اور پوچھا کہ یابن رسول اللہ کیا جہا آپکی تشریف آوری کی ہوئی فرمایا کہ تو نے بلایا مین آیا منصور بولا کہ جو حاجت آپکی ہو وہ فرمائے فرمایا کہ میری یہ حاجت ہے کہ تو مجھکو طلب نکرے جسوقت مین چاہون حاضر ہون یہ کہکر تشریف لے گئے منصور بستر خواب پر گیا اور نصف شب تک بستر خواب پر رہا نماز مین سب قضا ہوئین جب ہوش آیا نماز قضا پڑہین اور مجھہ سے بیان کیا کہ جسوقت حضرت جعفر صادق علیہ السلام تشریف لائے تہے تو مین نے ایک اژدہا دیکھا کہ ایک لب اُسکا زمین پر اور دوسرا بالائے قصر تہا اور بزبان فصیح اُس اژدہا نے کہا کہ مجھکو خدائے تعالےٰ نے بھیجا ہے کہ اگر جعفر صادق کو کچھہ بہی گزند پہونچی تو مین تجھکو مع تیرے قصر کے نگل جاؤن یہ سنکر وہ شخص بولا کہ یہ سحر ہے منصور نے کہا خبردار یہ خاصیت اسم اعظم کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے آیا تہا۔ شواہد۔

پنجم۔ ابن جوزی نے کتاب صفوۃ الصفوۃ مین باسناد خود لیث بن سعد سے روایت کی ہے کہ وہ ملوسم حج مین مکہ مین تھے کوہ ابوقبیس مین ایک شخص کو دیکھا کہ اوسنے یارب یارب ایک سانس اور پھر یارباہ ایک سانس مین یاحیّ یاحیّ ایک سانس اسیطرح یارحیم ویاارحم الراحمین ایک ایک سانس مین کہکر خدائے تعالےٰ سے عنب اور رطباس کی خواستگاری کی کہ ایک خوان پر انگور روبرو موجود ہوگئین حالانکہ انگور اُسوقت روے زمین پر موجود نتھا۔ راوی کہتا ہے کہ مین نے کہا کہ مین بھی شریک ہون حضرت نے فرمایا کہ کسوجہ سے بولا جب آپ دعا کرتے تھے تو مین آمین کہتا تھا آپنے انگور مجھکو دئے اور فرمایا کہ ذخیرہ مت کرین نے شکم سیر ہوکر کھائے مگر وہ کم نہوئے ایک چادر بھی مجھکو دینے لگے مین نے کہا کہ اسکی مجھکو حاجت نہین ہے آپنے ایک کی ازار کی اور ایک ردا اور چلے راستہ مین ایک شخص ایک شخص ملا اور یا ابن رسول اللہ کہکر سائل ہوا پرانے کپڑے اسکو دیدئے مین اوس شخص کے پیچھے چلا اور دریافت کیا کہ یہ حضرت کون ہین وہ بولا کہ یہ جعفر صادق علیہ السلام بن محمد بن علی بن حسین السلام ہین پھر مین نے انکو ہر چند تلاش کیا کہ استماع حدیث آپ سے کرون مگر مجھکو نہ ملے۔

ششم۔ داؤد بن علی عبداللہ بن عباس نے آپکے موالیان مین سے سیکو مار کر مال اسکا لے لیا تھا حضرت نے فرمایا کہ مین تجھپر دعائے بد کرون گا اُسنے استہزا کیا کہ مجھکو دعائے بد سے ڈراتے ہو رات کو آپ قیام و قعود مین بیدار رہے صبح ہوتے ہی بددعا کی اُسیوقت داؤد قتل کیا گیا۔

ہفتم۔ ابوبصیر بیان کرتا ہے کہ مین آیا کنیز میرے ہمراہ تھے شب کو مجامعت کی صبح کو بارادۂ غسل حمام مین جاتا تھا کہ جماعت اصحاب مجھکو ملی کہ واسطے زیارت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے جاتے تھے مین بھی اُنکے ساتھ ہولیا جسوقت مکان پر حضرت کے پہونچا اور مجھکو دیکھا تو فرمایا کہ اے ابوبصیر کیا تو نہین جانتا کہ پیغمبران اور فرزندان پیغمبر کے گھر مین

بحالت جنب نہین آیا کرتے مین نے توبہ کی اور معذرت چاہی۔

ہاشتم۔ راوی کہتا ہے کہ میرے ایک دوست کو منصور نے قید کر رکھا تہا مین نے حج کے روز عرفات مین امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا اُنہون نے میرے دوست کا حال دریافت فرمایا مین نے عرض کیا کہ بدستور قید منصور مین ہے عصر کا وقت تہا کہ اپنے دعا کی تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ وہ قید سے چھوٹ گیا چنانچہ جب گہر واپس آیا اور دوست سے وقت رہائی دریافت کیا تو کہا عرفہ کے دن عصر کیوقت رہا ہوا۔

نہم راوی کہتا ہے کہ مکہ معظمہ مین مین نے ایک بردا اسلئے خریدی تہی کہ اسکا کفن بناؤنگا جب عرفات سے مزدلفہ مین پہونچا تو وہ غایب ہوگئے نہایت مغموم ہوا اور مزدلفہ سے مین آیا اور مسجد خیف مین بیٹہا تہا ناگاہ آدمی امام جعفر صادق علیہ السلام کا پہونچا کہ تجہکو طلب فرماتے ہین چنانچہ خدمت امام مین حاضر ہوا تو فرمایا کہ ہم تجہکو ایک برد دیتے ہین اُسکا کفن بنانا غلام سے بردمنگائی تو وہ ہی تہی جو غایب ہوگئی تہی فرمایا کہ لے اور شکر خدا کر

دہم راوی کہتا ہے کہ مکہ مین مین ہمراہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پہر رہا تہا کہ ایک عورت ضعیفہ کی مادہ گاؤ مرگئی اور وہ عورت اور اوسکے بچے رو رہے تہے کہ ہمارا اُسیکے شیر پر گذر تہا حضرت امام نے فرمایا کہ اے ضعیفہ کیا تو چاہتی ہے کہ یہ گائے تیری زندہ ہوجاوے وہ بولی میان کیون ایسی مصیبت کیوقت ہنسی کرتے ہو۔ آپنے دعا کی کہ وہ گائے زندہ ہوکر کہڑی ہوگئی۔

یازدہم راوی کہتا ہے کہ مین ہمراہ حضرت امام جعفر صادق کے حج کو جاتا تہا خرما خشک کے نیچے اُترے اپنے کچہہ زیر اب پڑا اور درخت خشک جڑ کیطرف اشارہ کیا ایک بہت بڑا خوشہ خرمائے تر کا پیدا ہوگیا مین نے بہی کہائے نہایت شیرین تہے۔ ایک اعرابی جو یہ حال دیکہہ رہا تہا بولا کہ ایسا جادو آج ہی دیکہا ہے حضرت نے فرمایا کہ ہم وارث پیغمبران ہین ہم سحر نہین کرتے خداوند تعالے سے دعا کرتے ہین اور وہ مستجاب کرتا ہے

اگر تو کہے تو دعا کروں کہ تو مسخ ہو جاوے اگر کتا بنجاوے اعرابی کہ جاہل سخت تھا بولا کہ اچھا دعا کرو آپنے دعا کی وہ فوراً کتا بن گیا اور اپنے گھر کیطرف راہی ہوا۔ راوی کہتا ہے کہ مین بھی اسکے پیچھے چلا جب وہ اپنے گھر مین پہونچا تو اسکی جورو اور لڑکون نے اسکو مار کر نکال دیا۔ پھر وہ اعرابی لوٹ کر حضرت کے پاس آیا حضرت کو رحم آیا اور دعا کی کہ وہ پھر اصلی صورت پر ہو گیا۔

دوازدہم۔ راوی کہتا ہے کہ ہم بہت آدمی خدمت مین امام جعفر صادق علیہ السلام کے حاضر تھے کہ کسیلئے سوال کیا کہ جب خدائے تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا تھا خذ اربعة من الطیر فصرھن الیك تو وہ چار ون طایر ایک ہی جنس سے تھے یا مختلف آپنے فرمایا کہ کیا یہ چاہتے ہو کہ ویسا ہی تمکو کرکے دکھلاؤن لوگون نے عرض کیا کہ ہان ہم بھی چاہتے ہین تب آپنے آواز دی کہ اے طاؤس پس ایک طاؤس حاضر ہوا پھر آواز دی کہ اے غراب تو ایک غراب حاضر ہوا پھر آواز دی کہ اے باز۔ باز بھی حاضر ہوا۔ پھر کبوتر کو آواز دی وہ بھی حاضر ہوا۔ پس سب کو مار ڈالا اور گوشت و پوست و بال و پر سب ریزہ ریزہ کر ڈالے اور سبکو ایک جگہ ملا دیا مگر سب کے سر علیحدہ رکھ لئے پھر آپنے طاؤس کا سر اُٹھا کر آواز دی کہ اے طاوس۔ دیکھا ہمنے کہ گوشت پوست اُسکا سب سے جدا ہو کر سر سے چسپان ہوا اور جسم طاؤس درست ہو گیا اور زندہ ہو کر اُڑ گیا اسیطرح تینون پرندونکا حال ہوا۔

سیزدہم۔ ایک شخص نے ہزار درہم مکان خریدنے کیلئے حضرت کو دئے آپنے اُس سے فرمایا کہ مین نے تیرے لئے بہشت مین عمدہ مکان خرید دیا ہے اور سند اوسکی قبر مین دفن کی گئی اگلے دن اس سند کو قبر کے اوپر دیکھا اور پشت پر اسکے لکھا ہوا تھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے وعدہ پورا کیا۔

چہاردہم جبکہ زید شہید رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور دار پر کھینچا تو حکم بن عباس کلبی نے

بہ دو بیت تصنیف کئے۔

صلبنا لکم زیداً علی جذع نخلۃ	ولم ارمھدیاً علی الجذع یصلب
وقدم بعثمان علیاً سفاھۃ	وعثمان خیر من علی واطیب

جبکہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ اشعار اُس ملعون کے سنے تو اپنے دعا کی اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ عَبْدُکَ کَاذِبًا فَسَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبَکَ چنانچہ نبی امیہ نے اوسکو کوفہ مین بھیجا اور راستہ مین شیر نے چیر ڈالا لعنت اللہ علیہ جب یہ خبر حضرت کو پہونچی سجدۂ شکر ادا کیا۔

معجزات حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام

اول۔ یہ کہ مہدی نے مدینہ سے بلا کر آپکو بغداد مین اول مرتبہ قید کیا تو جناب علی مرتضیٰ نے مہدی پر یہ آیت پڑہی فھل عسیتم ان تولیتم تفسدوا فی الارض الخ۔ اُسیوقت مہدی نے رہائی دی اور مدینہ بھیجدیا۔

دوم۔ یحییٰ بن خالد برمکی نے بحکم ہارون رشید کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زہر دیا آپ نے فرمایا کہ آج مجھکو زہر دیا گیا کل میرا بدن زرد ہوگا پھر سرخ پھر سیاہ ہوگا اُسکے بعد میرے وفات ہوگی۔ ویسا ہی ہوا۔

سوم۔ شقیق بلخی سے روایت ہے کہ سفر حج مین مین قادسیہ پہونچا ایک جوان خوبرو گندم گون کو دیکھا کپڑونکے اوپر پشمینہ پہنے ہوئے اور شملہ کتف پر ڈالے ہوئے آدمیون سے علیحدہ تنہا بیٹھا ہوا ہے مجھکو خیال ہوا کہ کوئی صوفی ہے آدمیون کو ننگے کو بیٹھا ہے چلکر اُسکی سرزنش کرون جب مین قریب گیا تو اُس جوان نے فرمایا یا شقیق اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم جب مین نے یہ سنا تو تعجب ہوا اور خیال آیا کہ یہ کوئی مرد بزرگ ہے معافی چاہون مگر وہ اُسوقت چلے گئے تھے دوسری منزل پر مین نے اُنکو نماز پڑہتے ہوئے

دیکھا کہ تمام اعضا مین لرزہ اور آنکھون سے اشک جاری تھے مین نے صبر کیا اس قدر کہ نماز سے فارغ ہون تو معافی چاہون تو آپنے بعد نماز پیشتر ہی فرمایا کہ اے شفیق یہہ آیت پڑہ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی یہہ کہکر چلے گئے مجہہ کو خیال ہوا کہ یہہ جوان ابدال ہین کہ سر باطن پر آگاہ ہین اگلی منزل پر مین نے دیکھا کہ کوزہ لیے چاہ پر کھڑے ہین اور پانی لینے کا ارادہ ہے ہاتھہ سے کوزہ چھوٹ کر چاہ مین گر پڑا آسمان کیطرف دیکھکر فرمایا اَنْتَ رَبِّیْ وَاِلٰهِیْ مین نے دیکھا کہ پانی چاہ کا بلند ہوا اور کوزہ اوپر آگیا۔ پھر کوزہ مین پانی لیکر وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑہی پھر ایک ریگ کے ٹیلہ پر گئے اور وہان سے ریگ اپنے ہاتھہ سے کوزہ مین بھرا اور اُسکو نوش فرمانے لگے مین قریب گیا اور آپ سے طعام مذکور طلب کیا تو دیکھا کہ سویق اور شکر ہے مین نے کہا یا نہایت لذیذ کہ ایسا طعام کبھی نہ نوش کیا تھا چند روز اوسکی تاثیر سے محتاج آب و خورش نہوا۔ پھر بھی مجھے ظن فاسد کرنیسے ممانعت فرمائی پھر مکہ تک اونکو مین نے نہ دیکھا مکہ مین دیکھا بڑے حشم و خدم کے ساتھہ کہ جس جگہہ کو نکلتے تھے لوگ سلام کرتے تھے تب مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہہ کون ہین بولے ہذا موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام تب مین نے کہا کہ ایسے عجایب و غرایب ایسے سید بزرگ سے کیا بعید ہین۔

چہارم ہارون رشید نے علی بن یقطین کو ایک خلعت گران بہا اور کچھہ روپیہ عطا فرمایا علی بن یقطین حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کمال عقیدت رکھتا تھا وہ خلعت گرانبہا اور روپیہ خدمت مین حضرت کے بھیجدیا آپنے روپیہ تو رکھہ لیا مگر وہ خلعت واپس کیا اور کہا کہ اسکو بہت احتیاط سے رکھہ کہ تیرے کام آوے گا تھوڑے عرصہ کے بعد مدینے بادشاہ کی مخبری کی کہ آپنے جو خلعت علی بن یقطین کو عطا کیا تھا اوسنے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیا کہ وہ یقیناً امامت کا قایل ہے ہارون رشید نے اسی وقت طلب کیا اور خلعت کا حال دریافت

کیا اُسنے گھر پر آدمی بھیجکر وہ خلعت منگا دیا بادشاہ نے مخبر کو سیاست کی

پنجم۔ جسوقت خلیفہ مہدی نے حضرت کاظم علیہ السلام کو طلب کیا تو آپکے متعلقین مین سے ایک شخص کو نہایت صدمہ ہوا آپ نے فرمایا کہ تم مت گھبراؤ مین فلان ماہ کی تاریخ فلان روز فلان وقت آجاؤن گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ششم ایک شخص کہتا ہے کہ مین مدینہ مین وارد تھا اور روزمرہ حضرت کاظم علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا ایک روز بارش ہو رہی تھی مین خدمت امام مین حاضر ہوا مگر امام علیہ السلام نے مجھ کو بیٹھنے نہ دیا اور کہا کہ واپس جاکہ تیرا گھر گر گیا اور اسباب دب گیا مین واپس آیا تو دیکھا کہ گھر گرپڑا ہے اسباب نکلوایا مگر وضو کا ظرف نہ ملا جب خدمت امام مین حاضر ہوا پوچھا کہ اسباب سب ملگیا مین نے عرض کی کہ سب ملگیا مگر ظرف وضو نہین ملا فرمایا کہ تو اوسکو اور جگہ بھول گیا ہے اور مالک خانہ کی کنیز نے اُٹھایا ہے اُس سے جاکر لے چنانچہ مین آیا اور ظرف وضو اوس سے لے لیا۔

ہفتم کشتی سوار ایک عروس کا زیور دریا مین گر پڑا امام موسی کاظم علیہ السلام بھی دوسری کشتی مین تھے جبکہ اونکو بصرے لئے جاتے تھے آپکے فرمانے سے پانی کے اندر صاف نظر آنے لگا اور ملاح کو بھیجکر نکلوا دیا اوس موقع پر پانی بہت تھوڑا رہگیا تھا۔ مفصل قصہ شواہد مین ہے۔

ہشتم ایک شخص کہتا ہے کہ مین خدمت مین امام موسی علیہ السلام کے حاضر ہوتا تھا دوسرے نے صُرہ دینار یکصد عدد نذر امام کے لئے دیا جب مدینہ مین پہونچا تو آپنے نذر کو بھی اور اسکو بھی پانی مین سے خوب صاف کرکے خوشبو دی بعد ازان دوسرے شخص کے صرہ کے دینارون کو شمار کیا تو ۹۹ نکلے گمان ہوا کہ مجھ سے گر گیا اپنے پاس سے ایک دینار اور ملا دیا اور خدمت امام مین اپنے اور دوسرے شخص کے پیش کش حاضر کئے امام علیہ السلام نے صُرہ کو زمین پر ڈلوا دیا اور دیکھکر وہ دینار جو مین نے اپنے پاس ملا دیا تھا نکالکر علیحدہ کر دیا اور فرمایا کہ اُسنے وزن پر اعتماد کیا ہے شمار پر اعتماد نہین کیا اسلئے اوسکے صُرہ کے ۹۹ دینار ہین۔

نہم راوی کہتا ہو کہ علی بن یقطین نے مجھ کو کوفہ مین بھیجا اور کہا کہ دو راحلہ وہان سے خرید اور بہہ مال لے اور خدمت امام موسی کاظم علیہ السلام کی پہونچا اور چند خطوط بھی دیئے چنانچہ کوفہ سے دو راحلہ خرید کر مدینہ کو راہی ہوئے جب قریب مدینہ پہونچے ایک مقام پر ٹھہر کر کچھ کھانا کھاتے تھے کہ امام موسی کاظم فیلہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ وہ سب شے جو لائے ہو دو مین نے وہ سب اسباب اور راحلہ حاضر کر دئے اور خطوط بھی دیدئے آپنے جیب مین ہاتھہ ڈالکر جواب خطوط کے نکالکر مجھکو دئے اور فرمایا کہ لوٹ جاؤ مین نے عرض کی کہ زاد راہ ہمارے پاس نہین رہا اگر اجازت ہو تو مدینہ مین قیام کرین اور زیارت رسول خدا سے بھی مشرف ہون فرمایا کہ کچھ زاد راہ تمھارے پاس باقی ہو اُسکو لاؤ آپنے اوسپر دعا پڑہی کہ فنتک وہ کافی ہوگئی۔

معجزات حضرت امام علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثنا

اول جبکہ مامون خلیفہ عباسی نے امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تو حاجب وغیرہ حضرت سے عداوت رکھنے لگے اور آپسمین مشورہ کیا کہ نہ انکا استقبال کرو نہ پردہ اوٹھاؤ مگر روزمرہ جسوقت امام تشریف لاتے تو وہ بھول جاتے اور استقبال کرتے ایک باہم عہد شدید کرکے بیٹھے اور امام تشریف لائے تو یاختہ وہ لوگ استقبال کو اُٹھے اور سلام کیا مگر پردہ نہ اوٹھایا جبکہ امام پردہ کے قریب پہنچے قدرت سے ایک ہوا آئی اور اُسنے پردہ کو اُسیطرح اُٹھا دیا کہ جیسے حاجب لوگ اوٹھاتے ہین اُسوقت وہ لوگ نادم ہوئے

دوم۔ ایک شخص کوفہ سے خراسان مین آیا اور اُسکو بہت مسایل امام رضا علیہ السلام سے دریافت کرنے تھے مگر چند بار درد ولت پر حاضر ہوا مگر بسبب انبوہ نوبت عرض کرنیکی نہ پہونچی ایکروز اندر سے غلام آیا اور ایک کاغذ اسکو دیا اُسمین تمام اُسکے سوالات کے جوابات مشروحا درج تھے۔

سوم ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ جناب رسولخدا مسجد مین تشریف لائے اور ایکشت خرما مجھے عنایت فرمائے انکو جو شمار کیا تو ستر نکلے۔ بیس روز بعد امام رضا علیہ السلام اُسی مسجد مین تشریف لائے اور بطبق خرما اوسکے روبرو آیا اونہون نے ایکشت بھر کر اوسکو دئے اوسنے جو شمار کئے تو وہی ستر نکلے تب اوسنے عرض کی یا ابن رسول اللہ اور عنایت فرمائے آپنے فرمایا کہ تو شمار کر لے جتنے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھکو دئے تجھے استقصا ہی مین نے دئے۔

چہارم ایک سوداگر کے مُنہ مین چوروں نے برف بھر دی تھی زبان اسکی بیکار ہوگئی ہرچند علاج کیا سود مند نہوا اسنے ارادہ کیا کہ نیشاپور مین امام رضا علیہ السلام تشریف رکھتے ہین وہان چل اونہین سے علاج ہوگا چنانچہ بعزم نیشاپور روانہ ہوا ایک روز خواب مین امام کو دیکھا اور آپنے یہ تبلائی کہ کسوتی دستور ملح پانی مین کرکے زبان پر لگا مگر اسکو خواب کا اعتبار نہوا خدمت امام مین حاضر ہوا حضرت نے فرمایا کہ تیری دوا ہی ہے جو خواب مین تبلائی ہے۔

پنجم ابو اسمعیل سندھی عربی نہ جانتا تھا آپنے دعا کی اور انگشت اپنی لب نامبردہ سے مس کی فوراً عربی زبان جاتی رہی

ششم ایک شخص نے کوئی مسئلہ دریافت کرنیکو خط اور چند ورق سربمہر ہاتھ مین دئے امام رضا علیہ السلام مین روانہ فرمایا مگر خط مین اور رسال تو لکھا اور مسئلہ لکھنا بھول گیا بعد مین یاد آیا مگر آپنے جواب خط مین جواب مسئلہ درج فرمایا۔

ہفتم ایک چڑیا سر بر و حضرت کے آئی اور زمین پر لوٹنے لگی حضرت امام معصوم رضا علیہ السلام نے ایک شخص سے ارشاد کیا کہ یہ کہتی ہے کہ میرے گھر مین سانپ آگیا ہے تو جاکر اوسکو مار دے چنانچہ اوسنے جاکر گھونسلہ سے سانپ کو مارا۔

ہشتم ایک شخص آیا اور اپنی زوجہ کے دردزہ کا حال بیان کرکے طالب تولد فرزند ہوا آپنے فرمایا کہ تیری زوجہ دو فرزند سے حاملہ ہے وہ شخص یہ خیال کرتا ہوا چلا کہ ایک کا محمد اور ایک کا نام علی رکھونگا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک کا نام علی اور دوسرے کا نام ام عمرو رکھنا گھر دیکھا تو وہی ایک پسر اور ایک دختر تولد ہوئی۔ ام عمر نام رکھنے پر اپنی والدہ سے اس شخص نے گفتگو کی کہ کیا وجہ ہے کہ حضرت نے یہہ نام رکھا اسپر اسکی مان نے کہا کہ عمرو میری والد کا نام تھا۔

نہم امام رضا علیہ السلام کو جبکہ مدینہ سے طلب کیا تو آپنے سب اہل و عیال کو جمع کیا اور فرمایا کہ خوب سنو اے دوستو میرے اور مین پھر تمہارے پاس لوٹ کر نہ آونگا۔

دہم جبکہ مامون عباسی نے امام رضا علیہ السلام کو ولیعہد اپنا مقرر کیا تو آپنے انکار کیا اور ادہر سے اصرار ہوا اور نوبت تہدید کی پہنچی تو آپنے مجبوری قبول کیا لیکن فرمایا کہ یہ بات ہمارے کتب جفر اور جامع کے برخلاف ہے۔

یازدہم۔ ابوصلیت ہروی روایت کرتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے مجھکو حکم دیا کہ ہارون رشید کے مقبرہ سے چاروں طرف کی خاک لاؤ چنانچہ مین لایا آپ نے سونگھکر ایک طرف کی نسبت اشارہ کیا کہ یہان میری قبر کھودنا اور بوقت کھودنے کے سر کی طرف ایک تری پیدا ہوگی جو کلام مین تجھکو بتلاؤن اسکو پڑھنا کہ پانی جوش مین آوے گا اور لحد بھر جاوے گی اور مچھلیان چھوٹی چھوٹی پیدا ہونگی اور روٹی جو مین تجھکو دیتا ہون توڑکر اسمین ڈالنا کہ مچھلیان کھا جاوین گی پھر یہہ کلمہ پڑھنا کہ پانی خشک ہوجاوے گا اور یہہ سب امور مامون کے روبرو کرنا۔ اور مین کل مامون کے روبرو بلایا جاؤن گا جب وہان سے واپس آؤن اگر میرے سر پر کپڑا ہو تو مجھ سے بات نکرنا۔ دوسرے دن صبح ہی غسل کرکے کپڑے بدلکر امام علیہ السلام منتظر بیٹھے کہ آدمی مامون کا آیا آپ ہمراہ اسکے چلے گئے جب وہان پہونچے مامون نے استقبال کیا بغلگیر ہوئے پیشانی پر بوسہ دیا پاس بٹھلایا انگور زہر آلود سامنے رکھے ہوئے تھے تواضع کی اور تعریف کی کہ ایسے انگور آپ نے نہین دیکھے ہونگے آپنے فرمایا کہ بہشت مین اس سے بہتر ہوتے ہین مامون نے انگور کھلانیمین اصرار کیا اور کہا کہ آپ اسلئے تناول نہین فرماتے کہ مجھکو متہم رکھتے ہین اس کہنے پر آپ کھانے لگے کہ گرایک خوشہ مامون نے اوٹھاکر دیا اور آپنے اوسمین سے دو انگور کھائے اور اوٹھکر تشریف لے چلے مامون بولا کہ کہان جاتے ہو فرمایا کہ جہان تو نے بھیجا۔ اسوقت سر پر کپڑا ڈال کر چلے مکان مین تشریف لائے دروازہ مکان کا بند کرادیا اور بستر پر تشریف لے گئے مین نہایت غمگین مکان مین کھڑا تھا کہ دیکھا مین نے ایک نوجوان حسین کہ نہایت شبیہ امام رضا علیہ السلام سے ہے باہر سے چلا آتا ہے مین اوسکے آگے گیا اور پوچھا کہ تم کیسے آئے ہو دروازہ

مکان بند ہے فرمایا کہ اوسنے پہونچایا جو ایک ساعت مین مدینہ منورہ سے یہانتک
لایا پھر مین نے عرض کی کہ آپ کون ہین فرمایا حجت اللہ محمد بن علی الرضا
ہون۔ پھر اپنے والد کے پاس تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ آو۔ امام رضا علیہ السلام
انکو دیکھکر اُٹھے اور معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور بستر پر لے گئے۔ صاحبزادہ
نے اپنا مُنہ اپنے باپ کے مُنہ پر رکھدیا اور کچھ باتین مخفی ہوئین کہ مین اونکو نہین سمجھا
بعد ازان ہر دو لب امام رضا علیہ السلام پر کف دیکھا نہایت سفید کہ امام محمد بن علی
اُسکو چاٹتے تھے پھر ہاتھ اپنے والد کے جامہ مین بجانب سینہ ڈالا اور ایک شے مثل
کنجشک دہان سے نکال کر مُنہ مین ڈال لی اور نگل گئے۔ بعد امام رضا نے
وفات پائی صاحبزادے نے مجھکو حکم دیا کہ خزانہ سے پانی اور تختہ لاؤ غرض کہ
عرض کی کہ خزانہ مین نہ پانی ہے نہ تختہ ہے آپ نے فرمایا کہ میرے حکم کی تعمیل کرو
اور جاکر دیکھو مین خزانہ مین گیا تو پانی اور تختہ موجود پایا کہ لے آیا اور مین نے غسل مین
مدد دینا چاہا لیکن صاحبزادے نے فرمایا کہ غسل کی مدد کے لئے میرے پاس اور آدمی
ہے تم جاکر خزانہ سے حامدانی جسمین کفن اور حنوط ہے لے آو۔ مین نے پیشتر خزانہ
مین حامدانی نہ دیکھی تھی عذر کیا پھر یہی فرمایا کہ حکم کی تعمیل کرو دیکھتا ہون کہ خزانہ
مین حامدانی موجود ہے لے آیا اوسمین سے کفن اور حنوط نکالا اور غسل دیکر کفن پہنا کر
خزانہ سے تابوت طلب کیا حالانکہ پہلے وہان نہ تھا لیکن اوسوقت جاکر دیکھا تابوت
موجود تھا۔ اُٹھا لایا۔ تابوت طیار کرکے نماز پڑھنے لگے۔ ہنوز نماز ختم نہوئی تھی
کہ تابوت اپنی جگہہ سے ہلا اور چھت مکان کی کھل گئی اور تابوت اوپر چلا گیا۔ اتنے
مین مامون آیا اور دروازہ کھلوانا چاہا مین نے اطلاع کی فرمایا ذرا ٹھہرو ابھی تابوت
آیا چاہتا ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ اگر نبی مشرق مین اور وصی اوس کا مغرب مین
فوت ہو تو بعد وفات جسم سے جسم اور روح سے روح ملائی جاتی ہے اسی نظر سے

تابوت گیا ہے۔ یہہ بات ختم ہونے پائی پہر جیسے شق ہوئی اور تابوت واپس آگیا۔ تابوت سے امام کو نکال کر پہر بستر پر لٹا دیا۔ تب مامون آیا اور بہت گریہ وزاری کی اور حکم قبر کھودنے کا دیا مین نے وہ جملہ امور جو امام نے تعلیم کئے تھے روبرو مامون کے کہے اور مچھلیون کا قصہ دیکھکر مامون متعجب ہوا اور بعد تجہیز و تکفین مجھکو بلایا اور مصر ہوا کہ وہ کلمات جو اوسوقت پڑہے تھے مجھکو سکھلا دے مگر مین اوسیوقت بھول گیا تہا۔ مگر مامون کو یقین میرے بھول جانے کا یقین نہ آیا اور مجھکو قید کر دیا۔ برس روز تک قید مین رہا ایک روز نہایت ملول ہوا اور خدائے تعالے سے دعا مانگی دیکھتا ہون کہ امام محمد تقی علیہ السلام میرے پاس زندان مین تشریف لائے اور فرمایا کہ ابو صلیب تو بہت دل تنگ ہوا مین نے عرض کی کہ ہان یا ابن رسول اللہ مجھ کو بہت اذیت ہوئی آپنے فرمایا کہ اٹھہ صلیب تو میرے ساتھہ چل آپنے اپنا ہاتھہ میرے قید و زنجیر پر مس کیا سب ٹوٹ کر الگ ہو گئے اور مین ہمراہ حضرت کے چلا آیا۔ شواہد النبوت جامی۔

معجزات امام محمد تقی بن علی الرضا علیہ التحیۃ والثنا

اول جبکہ امام رضا علیہ السلام نے وفات پائی تو عمر امام محمد علیہ السلام کی گیارہ سال کی تہی مامون رشید شکار مین گیا باز کو چہوڑا وہ دیر مین واپس آیا اور چونچ مین ایک مچھلی لایا۔ مامون جب واپس آیا اور امام محمد تقی علیہ السلام کو لڑکون مین کھیلتے ہوئے دیکھا امتحاناً پوچھا کہ اے محمد یہہ کیا شے ہے فرمایا کہ یہہ مچھلی ہے جسکو اللہ تعالے دریا مین پیدا کرتا ہے اور بادشاہون کے باز شکار کر کے لاتے ہین اور ذریت ذریت پیغمبر خدا کی خبر دیتے ہین اوسوقت سے مامون بہت الفت کرنے لگا اور اپنی دختر کی شادی آپ سے کر دی۔

دوم جبکہ امام محمد تقی علیہ السلام دختر مامون سے شادی کر کے مدینہ کو چلے راستہ مین

بمقام کوفہ ٹھہرے مسجد مین ایک درخت تہا کہ ہنوز بار ور نہوا تہا آپنے اوسپر وضو کیا اور فوراً بار ور ہو گیا لوگون نے تبرکاً اسکو کہایا۔

سوم راوی کہتا ہے کہ یہہ بات مشہور ہوئی کہ ایک شخص کوفہ مین دعوی نبوت کرتا ہے اور وہ حاکم کی قید مین ہے اُسکے دیکہنے کو گیا اور اوس سے حال پوچہا تو کہا کہ مین نے دعوی نبوت تو نہین کیا مگر اصلیت یہہ ہے کہ ملک شام مین اس مسجد مین مین موجود تہا کہ جہان سرامام حسین علیہ السلام کا رکہا گیا تہا کہ ایک شخص آیا اور اسنے مجہسے کہا کہ اُٹہہ مین اور تُہا اور اپنے آپکو مسجد کوفہ مین پایا اور پہر وہان سے مدینہ مین لائے اور پہر مکہ لے گئے اور وہان سے وہ تشریف لے گئے تو مین نے آپ کو اسی مسجد مین پایا۔ اگلے سال پہر ایسا ہی اتفاق ہوا کہ مسجد کوفہ اور مدینہ اور مکہ مین آناً فاناً مین لے گئے تب مین نے اوسنے دریافت کیا کہ تم کون ہو تو فرمایا محمد بن علی الرضا ہون یہہ حال مین نے لوگون سے کہا لوگ مجہسے عداوت رکہنے لگے اور حاکم سے دروغ تہمت یہہ لگائی کہ یہہ شخص دعوی تہمت کرتا ہے اوسنے مجہکو بلا دریافت قید کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ مجہکو جب یہہ حال معلوم ہوا تو حاکم کو اس حال کا رقعہ لکہا اُسنے جواب دیا کہ اگر جو شخص اسکو طرفۃ العین مین شام سے کوفہ اور کوفہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ اور مکہ سے پہر شام مین لے گیا ہے تو وہ ہماری قید سے بہی چہوڑا سکتا ہے یہہ جواب مجہکو نہایت گران معلوم ہوا مگر دوسرے روز سن لیا کہ وہ شخص زندان سے غایب ہے۔

چہارم۔ بعد وفات مامون کے آپ نے فرمایا کہ میری زندگی ۳۰ ماہ اور ہے چنانچہ بروے حساب یہہ بات صحیح نکلی۔

پنجم۔ ایک عورت صالحہ نے کسی شہر سے امام کے پاس قاصد بہیجا کہ آپ اپنے کپڑون مین سے کوئی کپڑا کفن کے لیے دین جبکہ قاصد نے یہہ پیغام دیا تو آپنے فرمایا کہ اب اوسکو اسکی حاجت نہین ہے قاصد جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ جو وہ روز مرتے کہ وہ عورت مر گئی۔

معجزات امام علی النقی علیہ السلام الملقب بہ ہادی و عسکری

اول - متوکل عباسی بیمار ہوا ہر چند معالجات ہوئے سود مند نہوا حضرت ہادی علیہ السلام سے عرض کی گئی اور کچھ چیز لگانے کو فرمایا کہ اُسکے لگاتے ہی اچھا ہوگیا۔ مادر متوکل نے دس ہزار دینار آپکے نذر کئے۔

دوم - دوسرے روز کسی نے متوکل سے مخبری کی کہ امام علی نقی علیہ السلام کے گھر مین بہت روپیہ و ہتھیار ہے اوسنے ایک شخص کو حکم دیا کہ رات کے وقت امام کے مکان مین جاکر سب مال لے آ چنانچہ رات کیوقت زینہ لگاکر مکان مین داخل ہوا مگر ہیبت کی وجہ سے اُسکو کچھ معلوم نہوتا تھا آپ نے اوس شخص کا نام لیکر فرمایا کہ اے سعید ابھی ٹھہر مشعل آنے دے کہ اتنے مین مشعل آئی سعید داخل مکان مین ہوا دیکھا کہ ایک لباس پشمی اوڑھے ہوئے چٹائی کے مصلے پر تشریف رکھتے ہین اور وہ تھیلی جو مادر متوکل نے بھیجی تھی رکھی ہوئی ہے آپ نے وہ تھیلی اور مصلے کے نیچے سے ایک تلوار اوٹھاکر سعید کو دی کہ یہہ لیجا۔ سعید بادشاہ کے روبرو لایا وہ بہت نادم ہوا اور معذرت کی۔

سوم جبکہ حضرت ہادی علیہ السلام کو متوکل عباسی نے مدینہ منورہ سے عراق مین طلب کیا تو جو لوگ لائے تھے اونھون نے بوجہ عداوت ایک نہایت ویران جگہ مین ٹھہرادیا راوی کہتا ہے کہ مین نے مکان کو دیکھکر ان لوگون کی دشمنی کی شکایت کی مگر حضرت کی برکت سے اس مکان مین طرح طرح کے ایوان اور باغیچہ ظاہر ہوئے۔

چہارم ایک شخص نے عرض کی کہ میری بی بی حاملہ ہے دعا کیجئے کہ لڑکا ہو آپ نے فرمایا کہ ہان لڑکا ہوگا اور محمد نام رکھنا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پنجم - ایک شخص نے عرض کی میرے لڑکا ہو آپ نے فرمایا کہ نہین لڑکی ہوگی۔ چنانچہ لڑکی پیدا ہوئی۔

اس قصہ کو قصۂ ابوبکر صدیق سے نسبت نہین ہے کیونکہ وہ اپنے گھر کا معاملہ تھا ہر طرح اُنکو حمل معلوم تھے اور یہہ معاملہ غیر شخص کا تھا اسلئے نہین معلوم ہوسکتا تھا کہ کیا کیا

آثار کس کس قسم کے حمل سے ظاہر ہین اسلئے اس قصہ کو داخل کشف قرار دینگے۔

ششم۔ ایک شخص نے قاضی کوفہ کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ دو ماہ اور صبر کر چنانچہ بعد دو ماہ کے وہ شخص یعنی قاضی معزول ہوگیا۔

ہفتم۔ متوکل کے مکان مین بہت جانور تھے اور ایسا شور وغل کرتے تھے کہ کسی کی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ لیکن جبکہ امام تشریف لیجاتے تو وہ سب خاموش ہوجاتے اور جبکہ واپس آجاتے تو پھر وہی شور غل ہوتا۔

ہشتم ایک شعبدہ باز جادوگر ہندوستان سے متوکل کے پاس گیا اور بادشاہ کو بہت سے شعبدہ اور سحر دکھلائے بادشاہ نے اُسکو کہا کہ مین ایکہزار دینار تجھکو دونگا تو کسیطرح سے امام نقی علیہ السلام کو خجل کر اُسنے اقرار کیا اور امام کو کھانا کھانے کے لئے بلوایا اور روٹیان بہت نازک پکوائین جبکہ کھانا کھانے بیٹھے اور امام علیہ السلام نے چپاتی ہاتھ ہاتھ مین اُٹھائی تو نالایق نے ایسا عمل کیا کہ روٹی ہاتھ سے نکل گئی آپ نے دوبارہ روٹی اوٹھانی چاہی اُسنے پھر وہی عمل کیا یہانتک کہ تین مرتبہ یہ نالایقی اوس شخص نے کی اور حاضرین نے قہقہہ لگایا یہ بات حضرت کو بہت ناگوار معلوم ہوئی ادہر ادہر آپنے دیکھا کسی جگہہ دیوار پر ایک شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی آپنے اُسکی طرف اشارہ کیا وہ تصویر معاً جسم وار شیر بنکر حاضر ہوئی اور اوس شعبدہ باز کو کھا گئی۔ ہرچند متوکل نے سفارش اوس نالایق کی کرنی نگہ آپنے نہ مانا۔

نہم۔ ایک شخص ولیمہ مین کھانا کھانے گیا حضرت بھی وہان موجود تھے وہ شخص نہایت بے ادب اور گستاخ تھا بیہودہ بکتا تھا آپنے منع فرمایا اُسوقت وہ باز آیا مگر حضرت ناراض رہے تیسرے روز معلوم ہوا کہ وہ نالائق جہنم کو گیا۔

دہم اسیطرح ادا ایسے ہی تقریب مین ایک اور بیہودہ بے ادب ترک ادب حضرت کا کر رہا تھا کہ آپنے فرمایا کہ اُسکو کھانا کھانے کی بھی نوبت نہ پہونچے گی اور زندگی اوسکی تلخ ہوجائیگی

چنانچہ اُسیوقت گھر سے اُسکا غلام آیا اور کہا کہ تیری ماں کوٹھے سے گر کر مر گئی۔ کہ اوسیوقت وہان سے چلا گیا۔ شواہد۔

معجزات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

اول۔ محمد بن علی بن ابراہیم بن موسی بن جعفر رضی اللہ عنہم وعلیہ السلام روایت کرتے ہین کہ ہم بہت مفلس ہو گئے اور ارادہ حاضری خدمت امام حسن عسکری کا کیا اور آپسمین ہمنے صلاح کی کہ اگر امام اسقدر روپیہ دین تو اسقدر کی فلان شے اور اسقدر کی فلان شے اور سو روپیہ کا دراز گوش خرید کرین۔ چنانچہ جب حضرت کے پاس پہونچے تو اسیقدر روپیہ دئے جو خیال کر کے گئے تھے۔

دوم خلیفہ مستعین عباسی کے یہان ایک گھوڑا نہایت شریر اور بدطینت تھا کہ کسی کی مجال نہ تھی کہ اُسکو لگام دے یا زین کسے ایک وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ امام حسن عسکری کو اسپر چڑہاؤ یا وہ اسکو رام کرینگے یا یہہ اونکو ہلاک کریگا اُسنے پیغام کر کے امام کو بلایا اور سوار ہونے کی تکلیف دی آپ نے لگام اُسکو دی اور زین کسا اور سوار ہو کر خوب پھرایا مطلق شوخی بھی نہ کی۔

سوم راوی کہتا ہے کہ مین نے امام سے شکایت مفلسی کی ہاتھہ مین اونکے چابک تھا اوس سے کسیقدر زمین کو دی اور پانچ سو دینار مجھہ کو عطا فرمائے۔

چہارم ایک شخص محبوس تھا اوسنے امام کو شکایت لکھی اور چاہتا تھا کہ مفلسی کی شکایت لکھے مگر شرم سے نہ لکھہ سکا آپ نے جواب مین لکھا کہ آج ظہر کے وقت انشاء اللہ تعالے تو رہا ہو جائیگا۔ چنانچہ اُسیوقت رہا ہو گیا اور جبکہ وہ رہا ہو گیا تو اوسیوقت قاصد امام کا سو دینار لیکر آیا اور رقعہ امام کا دیا اوسمین لکھا تھا کہ تمکو جو کچھہ حاجت ہو اُسمین شرم کبھی مت کرو۔

پنجم۔ راوی کہتا ہے کہ مجھکو مسئلہ دریافت کرنیکی امام سے ضرورت ہوئی اور تپ لرزہ کی بھی شکایت لکھنی چاہیے مگر خط مین مسئلہ تو تحریر کردیا اور تپ ولرزہ کا ذکر بھول گیا۔ امام نے مسئلہ کا جواب لکھکر آخر خط مین یہہ بھی تحریر فرمایا کہ تپ لرزہ کے لئے آیہ کریمہ یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَیٰ اِبْرَاهِیمَ لکھکر باندہ شفا ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ششم۔ راوی کہتا ہے کہ ام غانم کے پاس ایک سنگ پارہ تہا کہ جمیع اہلبیت علیہ السلام کی مواہیر اُسپر ثبت تہی ایک روز ایک شخص ایک روز ایک شخص اُس سنگ پارہ کو مہر کرانے لایا مین امام کے پاس بیٹہا ہوا تہا مین نے اپنے دلمین خیال کیا کہ یہہ شخص کس لئے حضرت نے میری طرف دیکہکر فرمایا کہ یہہ ام غانم کا لڑکا ہے پہر آپنے اپنی مہر کردی کہ اوس پتہر پہ اُلٹی آئی اور صاف پڑہا جاتا تہا۔ حسن بن علے۔ شواہد النبوت۔

معجزات حضرت امام محمد بن حسن عسکری ملقب بامام مہدی علیہ السلام

بروایات صحیحہ ثابت ہے کہ آپکے حمل کے آثار آپکی والدہ شریفہ پر مثل ام موسی علیہ السلام کے نمایان نتے۔ یہانتک کہ مخدرات عصمت مین بھی کسیکو اطلاع نتہی۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے جبکہ ذکر پیدایش آپکا اپنی عمہ شریفہ سے کیا اوسوقت اونکو حال معلوم ہوا۔

حضرت حکیمہ رضی اللہ تعالے عنہا عمہ شریفہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہین کہ مجھسے زکی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عمہ آج یہان ہی رہو کہ اللہ تعالے آج میرے گہر مین فرزند عطا فرمائیگا مین نے کہا کہ کس سے پیدا ہوگا نرجس مین کوئی علامت حمل کی مجھکو معلوم نہین ہوتین آپنے فرمایا کہ ہان نرجس بہی مثل ام موسی ہے کہ سوائے وقت تولد کے آثار حمل مطلق ظاہر نہونگے پہر بعد نماز ادائے تہجد آپ نرجس کے مکان مین تشریف لے گئے مین دیکہا نرجس کے بدن کو لرزہ ہے آپنے قل ہو اللہ اور سورہ انا انزلنا اور آیۃ الکرسی پڑہ کر دم کیں چنانچہ جناب حکیمہ فرماتی ہین کہ جو سورتین مذکورہ بالا پڑہتے تھے وہی سورتین

نرجس کے شکم مین بچہ پرستا تہا حضرت حکیمہ فرماتی ہین کہ بعد اسکے دیکہا مین نے کہ تمام مکان روشن ہوگیا اور لڑکا پیدا ہوا اور لڑکے نے تولد ہوتے ہی سجدہ کیا۔ اُسیوقت دوسرے مکان سے ابو محمدؑ کی علیہ السلام نے آواز دی کہ عمہ میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ مین اُنکے پاس لے گئی اُنہون نے گود مین لیا اور زبان اپنے بچہ کے منہ مین دی اور فرمایا کہ اے فرزند اللہ تعالےٰ کے حکم سے بولو چنانچہ لڑکے نے کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ پہر دیکہا مین نے کہ مرغان سبز نے مجہکو گہیر لیا۔ پہر ابو محمد علیہ السلام نے اُنمین سے ایک سبز مرغ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا یا حنانۃ فاحفظہ حتی یاذن اللہ فیہ فان اللہ بالغ امرہ فرماتے ہین کہ مین نے ابو محمدؑ سے پوچہا کہ یہ سبز مرغ کون ہین فرمایا کہ جبریل علیہ السلام اور دیگر ملائکہ رحمت ہین۔ پہر مین اونکو اونکی والدۂ شریفہ کے پاس لیگئی۔ اور بیان فرمایا کہ یہ صاحبزادہ ناف بریدہ و ختنہ کردہ پیدا ہوا ہے اور ذراع ایمن یعنے بازوے راست پر آپکے لکہا تہا کہ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا یہ روایت ہے کہ جب وہ پیدا ہوئے تو دو زانو بیٹہے اور انگشت سبابہ بجانب آسمان اوٹہائی اور چھینک لی اور الحمد للہ رب العالمین فرمایا۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپکے بعد کون آپکا خلیفہ و جانشین اور امام است ہوگا آپنے پردہ مکان کا اوٹہایا اور اُسمین سے ایک لڑکا بہت خوبصورت تین چار سال کی عمر کا نکلا پہر آپنے پردہ اوٹہا کر اندر مکان یعنی حجرہ کے بھیجدیا۔ راوی کہتا ہے کہ پہر مین نے پردہ اوٹہا کر تمام حجرہ کو دیکہا تو اُسمین صاحبزادہ نہ پایا۔

روایت ہے کہ جب امام ابو محمدؑ کی شہید ہوئے تو صاحبزادے آپکے امام محمد بن حسن سرداب مین غایب ہوگئے اور جبکہ مکان کو لوٹا تو ان حضرت کو دجلہ کے اندر پانی پر مصلے بچہائے ہوئے

بیٹھے دیکھا لوگ دریا مین گھسے تو غرق ہو گئے۔

بعقیدۂ علمائے شیعہ بھی حضرت صاحب الامر مہدی آخرالزمان ہین۔ آخر وقت ظہور آپ کا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

راقم الحروف کی گذارش

ارباب تحقیق کی خدمت مین کاتب رسالہ ہذا کی یہہ التماس ہے کہ حضرات اصحاب ثلثہ کے معجزات و کرامات کی تلاش مین نہایت درجہ جد و جہد کی گئی ہے اور ائمہ اہلبیت کے معجزات بیان کرنے مین بخوف تطویل بہت اختصار کیا گیا ہے کتب فریقین ان حضرات کی اعجاز و کرامات سے مملو ہین استقصا اُنکا محال ہے۔ کوئی روایت کتب اہل تشیع سے نہین لکھی گئی اور اگرچہ مطلب اصحاب ثلثہ کے مقابلہ مین صرف حضرت علی مرتضی کے اعجاز و کرامات لکھنے سے تھا مگر مین نے بنظر احتیاط دیگر دعویداران نیابت رسالت کے حالات بھی تفتیش کی ہے جملہ ناظرین تعصب کو ایک طرف رکھکر بنظر انصاف غور فرماوین کہ کسکا دعوی ثابت ہوتا ہے اہل انصاف کے روبرو مجھے اپنی رائے ظاہر کرنے کی کوئی حاجت نہین ہے ہان البتہ جسوقت جمیع مراتب تفتیش و تحقیقات ختم ہو جاوینگی اُسوقت رائے دینا ضروری امر ہوگا۔

اسوقت صرف اسیقدر لکھدینا کافی ہے کہ حضرات آیمہ اہلبیت کے اعجاز بالکل ہم پلہ اعجاز انبیاء علیہم السلام ہین پس جس شخص مین اس قسم کے اعجاز پائے جائین گے لامحالہ اُسکو نائب رسول ماننا پڑیگا۔ یہ امر غور طلب ہے کہ اگر یہ حضرات بزعم اہل تسنن نائب رسول نہین ہین تو خدا تعالےٰ نے انکو ایسی عظمت و جلالت قدر کیون بخشی اور خوارق عادات کیون انسے ظاہر ہوے اور اپنی اپنی امامت کا دعوی جملہ حضرات نے کیا ہے اور یہہ امر باحسن الوجوہ ثابت ہے اگر یہہ حضرات دعویدار امامت نہوتے اور پھر انسے اعجاز صادر ہوتے تو خیال کیا جاتا کہ جیسا بحسب عقیدہ اہل تسنن دیگر اولیاء اللہ سے کرامات صادر ہوئی ہین ویسی ہی صادر

ہوئی ہونگی لیکن ایسے صاحب کرامات لوگ دروغ نہین کر سکتے نہ یہ بات عقل مین آسکتی ہے کہ اسطرح سلسلہ وار یکے بعد دیگرے نسلاً بعد نسلاً ایک ہی قسم کے جلیل القدر صاحب عظمت اہل معجزہ بارہ شخص حسن اتفاق سے ہو گئے ہون بڑے سے بڑا اتفاق یہہ ہو سکتا ہو کہ دو تین پشت تک یکسان ایکدرجہ کے لوگ پیدا ہو جاوین یہہ بات ہرگز اتفاقی نہین ہے کہ بارہ امام بطناً بعد بطناً ایک ہی طرح کے معجز نما معصوم عالم عابد زاہد متقی وارثان علم پیغمبر پیدا ہوئے ہون دیکھو اصحاب ثلثہ کو تینون کا رنگ ڈھنگ جدا جدا ہے ایک دوسرے سے نہ صفات مین الحاق ہے نہ طریقہ تعین خلافت مین حضرت ابوبکر صدیق کی رقیق القلبی بیان کیجاتی ہے تو حضرت عمر کی عدالت بیان کیجاتی ہے اور حضرت عثمان کی قبیل پروری مشہور ہے۔ یہہ بارہ بزرگوار ہر صفت مین متشابہ ہین یکسان طریقہ سے ایک نے دوسرے کو اپنا وصی اور جانشین کیا ہے حتی کہ اتفاق سے جانشین بوقت وفات پاس نہین ہے تو صدہا کوس سے بروئے اعجاز وقت پر پہونچا اور وصیت کی جو طریق معینہ ہین اُسیکے بموجب عمل ہوا پھر جسکے دل مین ذرا سا مادہ بھی انصاف کا ہوگا اور تعصب اور عداوت خاندان نبوی سے بری ہوگا بلا تامل بول اوٹھیگا کہ حق کسکی طرف ہے۔ لیکن ابھی ایک رائے قایم کر دینا احتیاط سے بعید ہے منجملہ آٹھہ شرائط کے ابھی ایک ہی شرط کا بیان ہوا ہے اور احکام و نصوص کا بیان بالکل ہے باقی ہے اسلئے ابھی موقع رائے زنی کا نہین ہے۔

صفت دوم نائب برحق کی تحقیقات موسوم بہ عصمت و طہارت

ہم صمد کتاب مین اس امر کو قرار دیچکے ہین کہ جسطرح مرسلین علیہم الصلوٰۃ معصوم اور طاہر ہوتے ہین ویسے ہی انبیا غیر مرسلین جو درحقیقت مرسلین کے نایب ہین معصوم ثابت ہوئے ہین اور یہہ امر بھی ہم ثابت کر چکے ہین کہ ابتدائے آفرینش سے تا اینندم ہر مرسل صاحب شریعت کے ماتحت اور نیابت مین بحسب ضرورت کسی قدر انبیا غیر مرسل ضرور

بالضرور مبعوث ہوئے ہین پھر کیا وجہ ہے کہ ایسے نایب اور ماتحت جناب سید المرسلین کے
بعد مبعوث نہ کئے جاوین جمیع لوازم دعوت و ہدایت ابتدا سے یکسان طریقہ پر جاری
ہین تو خاص اس معاملہ مین کوئی وجہ اختلاف کی نہین ہے۔ ہان اگر ختم نبوت کو دلیل گردانا جاوے
تو ممکن ہے کہ وہ نایبان برحق کسی دوسرے نام سے موسوم کئے جاوین جیسے خلیفہ رسول امام
امیر المومنین وغیرہ لیکن چونکہ کام مین اُن انبیا سلف اور اُن آئمہ حال کے کچھ فرق نہین
ہے اسلئے صفات دونون کی یکسان ہونی چاہیئے اسلئے ہمنے نایب برحق کی صفات مین
دوسری صفت عصمت وطہارت قایم کی ہے اور وجہ اسکی ظاہر ہے کہ نیابت رسالت
بغرض دعوت و ہدایت کے ہے۔ اور جبکہ ہادی خود گنہگار اور گمراہ ہوگا تو اوسکی ہدایت
مین کیا تاثیر ہوگی اسلئے بغرض تحقیقات نیابت رسالت کے ہم پر واجب ہے کہ دعویدار
امامت وخلافت مین سے ایسے شخص کو تلاش کرین کہ جسکی طہارت و عصمت ثابت ہو سکے
اگر دعویداران امامت مین کوئی بھی معصوم نہ پایا جاوے تو شاید کہہ سکتے ہین کہ نیابت رسالت
کے لئے عصمت وطہارت کا ثابت ہونا ضروری نہین ہے لیکن اگر کوئی معصوم وطاہر ثابت ہو گیا
تو اوسکے علاوہ جسقدر دعویدار امامت اوسکی موجودگی مین ظاہر ہونگے اُنکے بطلان کی
بڑی قوی دلیل ہاتھ آجاویگی اور منصف مزاج آدمی کو پھر کسی دوسری دلیل کی حاجت
ہی نہ ہوگی۔ واضح ہو کہ عصمت وطہارت کوئی ایسی شے نہین ہے کہ جو کسب یا ریاضت حاصل
ہو جاوے کہ جسکی نسبت یہ کہنے کا موقع کسیکو ملے کہ امر مکسوبہ تھا اتفاق سے کسیکو حاصل ہو گیا بلکہ
محض بعنایت ایزدی عطا فرمائی جاتی ہے۔ انسان کا اسمین کچھ اختیار نہین ہے محض حکمی
بات ہے۔ پس جس شخص کی عصمت وطہارت ثابت ہوگی وہ صاف طور پر برحق نایب رسول
سمجھا جاویگا۔ اور چونکہ عصمت وطہارت صرف خدائے تعالے کے فضل وکرم سے عطا ہو سکتی
ہے اسلئے بغیر نص صریح کسی شخص کی طہارت وعصمت ثابت قرار نہین پا سکتے۔
واضح ہو کہ دعویداران خلافت وامامت کے دو گروہ ہین خلفائے اہل سنن یعنی جنکی

نسبت خلیفہ رسول اللہ ہونے کا عقیدہ اہلسنت وجماعت کو ہے۔ یہہ ہین حضرت ابوبکرؓ صدیق حضرت عمرؓ ابن الخطاب حضرت عثمانؓ بن عفان معاویہؓ بن ابی سفیان یزید بن معاویہ مروان بن الحکم عبد الملک بن مروان ولید وہشام وغیرہ مراد ہین جہانتک کہ بارہ شخصون کی تعداد ختم ہو۔ یہہ لوگ اُسوقت شامل آیمہ کئے جاتے ہین جب کہ حدیث آیمہ اثنا عشر کا بیان کرتے ہین اور اگر وہ کسی طرح نظر انداز ہوجاوے تو خلفا کے اربعہ کو قایم رکھتے ہین۔ شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین اپنے آیمہ عشر اُنہین لوگونکو قایم کیا ہے **خلفائے اہل تشیع** آیمہ اہلبیت ہین جو حضرت علی سے شروع ہوکر امام مہدی پر ختم ہوتے ہین اب ہمکو یہہ تحقیقات کرنا واجب ہی کہ ہر دو گروہ دعویداران خلافت مین سے کونسا گروہ معصوم اور طاہر اور گناہ سے پاک قرار دیا گیا ہے خصوصاً گروہ صحابہ مین سے خلفا ثلثہ اور گروہ اہلبیت مین سے حضرت مرتضیٰؓ بمقابلہ باہم دیگر تحقیقات ضروری ہے کیونکہ ہر سہ خلفائے اول الذکر بموجودگی حضرت مرتضیٰ خلیفہ قرار دئے گئے ہین۔

واضح ہو کہ یہہ امر ہم اوپر لکھہ چکے ہین کہ عصمت وطہارت کوئی شے قابل کسب نہین نہ کسی کے کہدینے اور روایت کرنے سے کوئی معصوم ہوسکتا ہے بلکہ یہہ حکمی بات ہی اسمین کسیکی پیروی نہین چل سکتی قرآن مجید موجود ہی اور تشریح اور تفصیل اوسکی احادیث نبوی سے ہوسکتی ہے۔

اب ہم جانتک غور کرتے ہین اور سعی وکوشش بجالاتے ہین ہمکو کوئی حکم قرآن شریف مین ایسا نہین ملتا جس سے طہارت وعصمت حضرت ابوبکرؓ صدیق یا حضرت عمرؓ فاروق یا حضرت عثمان غنیؓ یا معاویہؓ ویزید وغیرہ کی پائی جاوے۔

نہ اہل سنن کو اس بات کا دعویٰ ہے کہ یہہ لوگ گناہ سے پاک تھے بلکہ جیسے عام انسان ہوتے ہین اُسی قسم کے یہہ لوگ بھی تھے ہان برخلاف اسکے ایک آیت قرآن شریف مین ایسی دیکھتے ہین کہ جس سے تمام اہلبیت نبی طاہر ومعصوم ثابت ہوتی ہی ہم فقط حضرت

علی مرتضی کے لئے تلاش کرتے تھے مگر جملہ آئمہ اہلبیت یعنی دوازدہ امام علیہم السلام
کے لئے نص قطعی عصمت وطہارت کی موجود ہے چنانچہ خداوند عزوعلا فرماتا ہی اِنَّمَا یُرِیْدُ
اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا یعنی اللہ یہی چاہتا ہے
کہ دور کرے تم سے تمہارے گناہون کو اے اہلبیت نبوت اور پاک کرے تمکو جیسا کہ پاک
کرنے کا حق ہے۔ یہہ امر ظاہر ہے کہ یہہ خطاب صرف اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے ہے اور صاف عبارت اور صاف الفاظ مین ہے کوئی غیر شخص صحابی وغیرہ شامل
نہین ہی اور اہلبیت مین بدرجۂ اولے تمام ذریت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل
ہی بعض ناانصاف متعصب لوگ یون کہتے ہین کہ اہل بیت کے معنی ازواج کے ہین اور
غالبًا اونہون نے اپنے نزدیک گھر والے کا ٹھیک ترجمہ کیا ہی مگر یہہ خیال نہین کیا کہ جورو
کو اہل نہین کہتے بلکہ اہلیہ بصیغہ مونث کہتے ہین۔ اول تو خود لفظ اہلبیت مذکر ہے اور ازواج
مذکر ہو نہین سکتی علاوہ اسکے اس آیت مین تمام ضمائر مذکر کی ہین مونث کی کوئی ضمیر نہین
ہی جو آیات اس سے ماقبل و مابعد ازواج کے لئے نازل ہوئی ہین اونمین صاف ضمائر مین رکن
بصیغہ تانیث موجود ہین پس اگر یہہ آیت سے شامل اون آیات کے ازواج کے لئے نازل ہوتین تو ربط
کلام کیون تبدیل ہوتا یہہ محض براہ عداوت اہلبیت توجیہات نکالی گئی ہین ورنہ جو لوگ ایسا
گذرتے ہین تو خود ہی نادم ہوجاتے ہین بعض مفسر بھی اس مرض تعصب مین گرفتار ہوئے ہین
اور صاف لکھدیا ہی کہ اہلبیت کے معنی ازواج کے ہین مگر یہہ قول انکا نہایت حماقت پر دلالت
کرتا ہی تمام قرآن شریف مین بہت مقامات پر ازواج نبی کا ذکر ہی مگر تمکو کوئی دوسرا مقام
ایسا دکھلادے کہ اہلبیت بمعنی زوجہ آیا ہی۔ عرب کے عرف مین بھی کبھی زوجہ کو اہلبیت نہین
بولا جاتا خود پیغمبر نے کبھی اپنی ازواج کو اہلبیت نہین کہا تمام کتب سیر و احادیث موجود ہین کہین
اس لفظ کا استعمال زوجات کے لئے نہین ہوا ہم بذریعہ نصوص و احادیث و عملدرآمد بخوبی
ثابت کرینگے کہ یہہ آیات حضرت علی اور اولاد رسول اللہ کے لئے نازل ہوئی ہی اور رسولؐ نے

کوئی اور رشتہ دار یا زوجات شامل نہین ہین اور ثبوت ان مراتب کا ہم فقط کتب اہل تسنن سے دینگے انشاء اللہ تعالےٰ ۔

تفسیر کشاف اور وسیط مین معنی اہلبیت زوجات لکھے ہین دلیل خطاب گذشتہ اور یطہرکم کی ضمیر مذکر بوجہ تغلیب خیال کی ہے سبحان اللہ زوجات مین اسقدر مرد کیسے شامل ہوئے کہ مونثون سے بڑھگئے اور اگر پیغمبر خدا کو بھی بفرض محال شامل اس خطاب مین خیال کیا جاوے تو وہ اکیلے اور عورتین دس بارہ سے زیادہ پھر تغلیب مذکر کیسی - ہان تغلیب تعصب مفسر ضرور ہی تفسیر زاد المسیر مین ازواج و اولاد ہر دو شامل لکھے ہین - اور صاحب احقاق نے بھی امام ابو منصور ماتریدی سے یہی نقل کیا ہی کہ ظاہر دلالت اس بات پر کرتی ہی کہ اہلبیت ازواج ہون مگر عائشہؓ اور ام سلمہ زوجات النبی اور ابو سعید خدریؓ اور انسؓ بن مالک سے روایت ہی کہ اہلبیت فاطمہؓ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ہین - اسباب نزول آیہ مین لکھا ہی کہ ام سلمہ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکے گھر مین کملی کے اوپر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت فاطمہؑ سنبوسہ گوشت حضرت کیلئے لائین حضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ و علی اور حسنینؑ کو بھی بلالو کہ ایک ساتھہ تناول کرینگے - غرضکہ پنج تن پاک نے ایکساتھہ طعام تناول فرمایا اور بعد تناول طعام آپنے وہ گلیم چارون کو اوڑہائی اور فرمایا کہ اے پروردگار یہہ میری اہلبیت ہین گناہونکو انسے دور کر اور انکو پاکیزہ کر اُسوقت یہہ آیت نازل ہوئی - ام سلمہ فرماتی ہین کہ مین نے بھی عرض کیا کہ یا حضرت مین تو آپکی اہلبیت سے ہون فرمایا انک علی خیر اسلئے اطلاق اہلبیت کا صرف ان چارتن پر اور آل عبا کا پنجتن پر کیا جاتا ہے شعر

ال عبا رسول اللہ وابنیہ والمرتضےٰ ثم سبطاہ اذا جمعوا

ہکذا فی عین المعانی و نقلہ صاحب مواہب علیہ تفسیر و دیگر تفاسیر مین انس بن مالک سے نقل کرتے ہین کہ جب رسول خدا نماز کیوقت جناب فاطمہؑ کے دروازہ پر پہونچتے تو فرماتے اَلصَّلٰوۃُ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

علاوہ تفاسیر کے صحاح ستہ مین اکثر احادیث متواترہ اس بارہ مین درج ہین کہ یہہ آیت صرف حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ اور حسنین علیہم السلام کی شانمین نازل ہوئی ہے اور یہ کہ اہلبیت کا اطلاق صرف چارون معصومون کیلئے ہوا ہے چنانچہ یہ حدیث متواترات سے ہے اور روایت کی ہے اسکے بعد ام سلمہ اور واثلہ اور عبد اللہ بن جعفر اور انس بن مالک نے کہ۔ لَمَّا نزلت یُرِیدُ اللہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیرًا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے باوجود اپنے تعصب کے اس حدیث کو متواترات مین لکھا ہے اور صحیح مسلم مین حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایت ہے۔ وعن عائشة قالت خرج النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم غداة وعلیه مرط مرجل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فادخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا اب ہم اس امر کیطرف رجوع ہوتے ہین کہ جہان کہین لفظ اہلبیت مستعمل ہوا ہے وہان صرف انہین چارتن سے مراد ہے زوجات و دیگر رشتہ شامل نہین ہین۔ چنانچہ جب انصار نجران سے مباہلہ قرار پایا اور رسول خدا مع چارون معصومین کے مستعد ہوئے تو آپنے اونہین کو اہلبیت بیان فرمایا چنانچہ صحیح مسلم مین سعد بن وقاص سے روایت ہے وعن سعد بن وقاص قال لما نزلت هذه الایة۔ قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم فنبتهل فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین دعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم علیا وفاطمة والحسن والحسین فقال اللهم هؤلاء اهلبیتی باتفاق جمہور مفسرین سورہ دہر یعنی ہل اتی شان مین اہلبیت نبوی کے نازل ہوئی ہے اور تفسیر سواہب علیہ و انوار التنزیل اور اسرار التاویل وغیرہ تفاسیر مین قصہ بیماری حسنین اور ایفاء نذر سہ روزہ صوم اور دیدینے طعام ہر روزہ مسکین و یتیم و اسیر کا اور نازل ہونا جبریل کا سبع آیات سورہ دہر مفصل مرقوم ہے یہہ پیغام لانا جبریل کا منجانب

خدا یتعالے خذ ہایا محمد تبارک اللہ لی اہل بیتک مروی ہی۔ امام حاکم نے وہ خطبہ امام حسن علیہ السلام کا بروایت متعدد بیان کیا ہی جو وفات جناب علی مرتضی کے بیان کیا اور نقل اوسکی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا مین لکھی ہے۔ وَاَنَا مِنْ اَھْلِ بَیْتِ الَّذِیْ اَفْتَرَضَ اللّٰہُ مَوَدَّتَھُمْ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ خطبۂ حجۃ الوداع جسکو حدیث کہتے ہین متواتر سے ہی اور اہلبیت اُسمین مراد انہین چار تن سے ہی۔ اشعۃ اللمعات مین بہ تفسیر آیہ تطہیر یہہ روایت ام سلمہ سے درج کی ہے۔ کہ مسجد مین جانا ہر مرد جنب اور ہر عورت حایض کو حرام ہے مگر محمد اور اونکی اہلبیت کہ علی و فاطمہ و حسنین ہین خاص حج مین بی بی عایشہ بوجہ حایض ہونے کے مسجد الحرام سے روکی گیئن صحاح اہلسنت مین یہ روایت درج ہے۔ یہہ وصیت حضرت کی تہی کہ مجھے میری اہلبیت غسل دین پہر کہیے زوجات غسل مین کہان تہین جبکہ اہلسنت والجماعت کو اور کچہہ چارہ نہین رہا تو یہ بیان کرتے ہین کہ یہہ آیت ازواج کے لئے نازل ہوئی ہی مگر حضرت نے علی و فاطمہ و حسنین کو شامل کردیا ہی۔ مگر یہہ توجیہ بہی محض لغو و باطل ہے بدلایل عقلی و نقلی آیت ہذا کی عدم تعلق ازواج سے ثابت ہی یعنی یہہ امر تو ہم ثابت کرچکے کہ یہہ آیت حضرت علی اور فاطمہ اور حسنین کی شان مین نازل ہوئی اور عمل درآمد بہی اس آیت کا بروے احادیث صحیحہ انہین معصومون کی نسبت ثابت ہوا ہی۔ اب یہہ امر باقی ہے کہ بدلایل و براہین ساطعہ یہہ امر ثابت ہے کہ ازواج نبی اس آیت مین قطعی شامل نہین ہین۔

اہل تسنن کے نزدیک سردفتر ازواج النبی عایشہ و حفصہ ہین اور غالبا جو کچہہ خصومت اہلبیت نبوی سے سنی لوگ کرتے ہین وہ انہین کی رعایت کی وجہ سے ہی ورنہ دیگر امہات المومنین کے لئے تو اونکو ضرورت نہین کہ خواہ مخواہ اور روئکے فضایل اِن سے منسوب کردین لہذا ہم اسوقت بالتخصیص انہین دونون امہات المومنین کی نسبت گفتگو کرتے ہین اور طالبان حق کو سورۂ تحریم کے اوایل آیات کیطرف توجہ دلاتے ہین فقال اللہ تعالے یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ اے نبی کیون حرام

کرتا ہے اُس چیز کو جو اللہ تعالے نے تیرے لئے حلال کی ہے عورتون کی رضامندی طلب کرتا ہے۔ جمہور مفسران اہلسنت اسباب نزول اس سورہ کے اسطرح پر لکھتے ہین کہ حضرت زینب زوجۂ رسول خدا کے پاس کسقدر عسل تہا اور حضرت کو عسل کیطرف زیادہ رغبت تہی اکثر حضرت زینب شربت طیار کرکے حضرت کو پلاتی تہین عایشہؓ اور حفظہ کو یہ بات ناگوار گذری اور آپسمین منوبہ باندہا کہ ہم مین سے جسکے پاس رسول خدا تشریف لاوین وہ یہ کہی کہ آپکے منہ مین سے مغافیر کی بدبو آتی ہے۔ مغافیر ایک نہایت بدبو گوند ہے جو درخت عرفط پر لگتا ہے حضرت بوئے بد سے نہایت متنفر تھے۔ ایک روز جب آپ شربت پیکر آئے تو تو اوسی منوبہ کے موجب کہا کہ آپکے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے آپ نے فرمایا کہ مین نے عسل کا شربت پیا ہے یہہ بولین کہ شاید شہد کی مکہیون نے شگوفۂ عرفط چوسا ہے۔ مکرر سہ کرر یہی کیفیت گذری اور روزمرہ ایک نے دوسرے کے قول کی تائید کی تب آپنے شہد کہانے کی قسم کہائی چونکہ اللہ تعالے علام الغیوب ہے اُسنے اپنے نبی سے یہ خطاب فرمایا۔ اب اہل انصاف غور فرماوین کہ دروغ گوئی کذب بہتان کیسے کبیرہ گناہ مین داخل ہے اگر آیہ تطہیر انکی شان مین نازل ہوتی تو کب ممکن تہا کہ ایسے گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوتین دوسری تعریف ان زوجات شریفہ کی یہ ہے کہ نبی سا شوہر ملے اور اوسکے احکام کی نافرمانی کرین۔ اول تو نبی کے حکم کی تعمیل سب امت پر واجب ہے پھر دوسرے نبی شوہر بھی ہے تو بدرجۂ اولے فرمانبرداری واجب ہوئی مگر یہہ دونون بیان قطعی فرمادیا تہین چنانچہ اسی سورہ مین اللہ تعالے خبر دیتا ہے وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ اور جسوقت نبی نے کوئی راز کی بات اپنی کسی بی بی سے کہی اور اوسکے اخفا کی تاکید کی اور اوس بی بی نے برملا اوس راز کو فاش کیا اور اللہ تعالے نے اپنے نبی پر اُسکو ظاہر کردیا تو نبی نے بعض باتونکی نسبت تو اوسکو جتلایا اور بعضی باتون سے منہ پہیر لیا پس اگر یہ گناہون سے

پاک ہوتین تو کب ممکن تہا کہ نبی کے راز کو فاش کرتین ایام مرض مین ایک بات رسولخدا نے حضرت فاطمہؑ سے کہی تہی اور بی بی عایشہؓ نے بہت ہی پوچہا لیکن صاف جواب دیا کہ نبی کا اسرار ہے مین نہین بتلا سکتی عصمت اسکا نام ہے۔ پھر خداوند تعالےٰ نے بی بی عایشہؓ کی اور حفصہ کی شانمین فرمایا ہے فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا یعنی تحقیق دل تم دونون کے راہ ثواب اور سعادت سے پھر گئے ہین۔ پھر بہی طہارت کا نام لیتے ہوئے شرم نہ آئی تو بڑی بے انصافی ہے۔ مین نے چاہا تہا کہ اگر آیت تطہیر کی تائید مین ازواج کی نسبت کوئی آیت قرآنی ملجاوے تو شمولیت اونکی کسیقدر ثابت ہو جاوے مگر افسوس ہے کہ قرآن شریف مین ایسی ایسی تعریفات درج ہین اب مین مجبور ہون کیسے کہون کہ آیہ تطہیر مین ایسے گناہ کبیرہ کے مرتکب بہی شامل ہین پہر اس سے اگلی آیت کو دیکہکر اور بہی وحشت پیدا ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ خدا یتعالےٰ کو انکے اسلام اور ایمان مین بہی کلام ہے۔

قولہ تعالےٰ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا شاید پروردگار اوسکا اگر وہ تمکو طلاق دیدے تو تم سے بہتر بیبیان اُسکو بدل دے کیسی بیبیان مسلمان مومن خدا اور رسول سے ڈرنے والے عبادت کرنیوالیان روزہ رکہنے والیان شوہر دیدہ اور بے شوہر دیدہ۔ لفظ مسلمات اور مومنات بعد خیر منکن دل پر بہت کہٹکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ صفات باحسن الوجوہ انمین موجود نہ تہین۔

مین ایک روز محدث دہلوی کی مدارج النبوت دیکہہ رہا تہا اوسمین ایک عجیب ہی قصہ نظر پڑا مین سخت حیران ہوا کہ الہی زوجات نبی مین اسقدر دغا و فریب نے کیسے دخل پایا اگر آیہ تطہیر اُنکی شان مین ہوتی تو ایسے دغا و فریب کبہی اونسے سرزد نہوتے قصہ یہ ہے کہ ایک عورت جویریہ کا نکاح حضرت سے ہوا اور بی بی عایشہؓ و حفصہؓ نے اُسکو بہاہ

دغا ایک کلمہ تعلیم کیا کہ جس سے رسول خدا نے اوسکو فوراً رخصت کردیا۔ مدارج النبوت
مین باین عبارت یہہ قصہ لکھا ہے۔ وروایتے آنکہ چون ویرا یعنے جویریہ را نزد آنحضرت آوردند
زنان بروے بسیار رشک بردند و در صورت آنحضرت شفقت و مہربانی خود را آوردہ
باوے اختلاط کردند عایشہ باحفصہ گفت کہ تو اورا خانہ بندی و من موئے سرش
شانہ میسکنم انگاہ بوے آن حرف گفتند کہ چون آنحضرت خلوت کند با او بگوید۔
اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ وچون آن سرور با او در خانہ آمد و پردہ فرو گذاشتند و خواست
کہ با او مباشرت کند گفت اعوذ باللہ منک حضرت از نزد وے برجست و فرمود معاذی
عظیم پناہ جستی برخیز ما اہل خویش ملحق شود و ابو اسید را گفت کہ او را بقبیلہ اش برد و بعد ازان
آنحضرت را خبردار کردند کہ زنان اینچنین مکر و رنج وے برانگیختہ بودند فرمود انھن
صواحب یوسف وان کیدکن عظیم۔

ہمکو سورہ تحریم اور ان روایات کے دیکھنے سے ایک شبہہ ہوتا تھا کہ شاید ان دونون
نے ایسے افعال سے توبہ کرلی ہو اور خصوصاً معاملہ جو بیہ پر یہہ خیال ہوتا تھا کہ عورات کو
بوجہ محبت مرد کے دوسری عورت سے حسد ہو جانے سے شاید یہہ معاملہ فرط غیرت و محبت
مین ہو گیا اور بعد نزول سورہ تحریم تایب ہو گئے ہین مگر حضرت کے مرض الموت مین بھی
اسی قسم کے افعال اُنکے ظاہر ہوے کہ بلا اجازت و اطلاع رسولخدا کے دونون نے اپنی
اپنے باپ کی نسبت نماز پڑہانے کے لئے بلال سے کہدیا اور جب رسول خدا کو
خبر ہوئی تو آپ نے عایشہؓ اور حفصہؓ سے فرمایا (عبارت مدارج النبوت) فرمود پیغمبر
خدا۔ شما اے زنان صواحب یوسف اید و دل چیزے سیدارید و ظاہر چیزے میکنید
دروغگوئی اور مکر جو کبیرہ گناہ ہین ان دونون کی نسبت تا زمان وفات رسولخدا ثابت ہین
علاوہ برین آیت تطہیر مین لفظ لیذہب عنکم الرجس سے پایا جاتا ہے کہ رجس ہر قسم کی
ناپاکی ظاہری و باطنی کو کہتے ہین اوسمین گناہ بھی داخل ہین اور الایش ظاہری بھی

داخل ہین۔ ازواج نبی قطع نظر بحث گناہ کے الایش ظاہری حیض ونفاس سے بری تہین اور اونکے لئے ایسی حالتونمین مسجد کے اندر جانا قطعی حرام تہا۔ زنان اہلبیت مین فاطمہؑ زہرا ہین کہ علاوہ پاک ہونے گناہون سے ہر طرح کی آلایش ظاہری سے مبرا تہین زہرا اوسی عورت کا لقب ہوتا ہے جو تمام آلایش ظاہری سے ونجاسات سے پاک ہو علمائے اہل تسنن قایل ہین اسبات کے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا آلایش حیض ونفاس سے تہین چنانچہ قول محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین بذکر ولادت امام حسین علیہ السلام سند کافی موجود ہے ایسا ہی حال حضرت علیؑ اور حسنینؑ کا تہا کہ مثل رسول خداؐ بحالت جنب مسجد مین جانا اُنکو جایز تہا اور سوائے اونکے جملہ صحابہ پر ایسی حالت مین قدم رکہنا حرام تہا۔ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین تصحیح اس حدیث کی کی ہے اور اس رسالہ مین بہی اپنے موقع پر وہ حدیث نقل کیجائے گی۔

سوائے بڑی دلیل اس امر کی کہ آیت تطہیر مین ازواج شامل نہین ہین یہ ہے کہ قصہ افک عایشہ بعد نزول آیات حجاب کے ہے۔ بعد افک کے ایک ماہ تک پیغمبر خدا کو عایشہ کی نسبت اشتباہ رہا اور جب کہ کلام ربانی اُنکی برات ذمہ مین نازل ہوا اُسوقت شک رفع ہوا اور آیت تطہیر بہرحال اس قصہ سے بہت پیشتر نازل ہو چکی تہی اگر یہہ آیت ازواج کی شان مین ہوتی تو حضرت کو اسقدر تردد کیون کرنا پڑتا فوراً قاذف کو حد قذف دیجاتی۔ علاوہ اسکے شناخت مومن ومنافق محبت اور بغض علیؑ ابن ابیطالب سے کیجاتی ہے اور بی بی عایشہ کا بغض تا ہے واہ واہ ہمنے اس بحث کو ناحق طول دیا علماء اہل تسنن کو اس بات کا تو انکار ہی نہین ہے کہ حضرت علیؑ اور حسنینؑ جناب فاطمہؑ اس آیت مین شامل نہین ہین بلکہ وہ کہتے ہین کہ یہہ چاروں تن اور ازواج نبی سب شامل ہین لیکن یہ کسی فرقہ یا شخص کا مقولہ نہین ہے کہ اصحاب ثلثہ اس شرف مین داخل ہین اور ہمکو بحث صرف انہین حضرات کی نسبت ہے اگر قول اہل تسنن بفرض محال مان بہی لیا جاوے کہ ازواج نبی آیہ تطہیر مین شامل ہین تو حضرات اصحاب ثلثہ کو تب بہی

کوئی فایدہ نہین پہونچتا۔

اب ہمکو بہت تعجب کی نظر سے دیکہنا پڑا کہ طہارت نایب رسول کے لئے بہت ضروری امر تہا سو خلفاء ثلثہ مین کیون نہین اور حضرت مرتضی اور اونکی اولاد امجاد کے لئے کیون عطا کر گئے۔ خداوند کریم کا کوئی فعل حکمت اور فایدہ سے خالی نہین ہوتا اس مقام پر سخت تعجب ہوتا ہے کہ اگر اصحاب ثلثہ کو نایب برحق رسول کا مانا جائے تو یہہ بات کہنی لازم آئی کہ خداوند تعالے نے جنکے لئے سخت ضرورت تہی اُنکو طہارت و عصمت نہین بخشی اور بجائے اسکے ایسے لوگونکو عطا فرمائی کہ جنکے لئے کچہہ ضرورت نتہی۔ کیا سنیون کو بہی ایسا عقیدہ رکہنا پڑے گا کہ خدا یتعالے نے بہولکر بجائے اصحاب و خلفائے ثلثہ کے عصمت و طہارت اہلبیت نبوی کو عطا کردی۔ جبتک ہمنے آیت تطہیر کو نظر سے نہ دیکہا تہا تو یہہ اعتراض کر سکتے تہے کہ نایب رسول کے لئے طہارت ضروری صفت نہین ہے اور جبکہ یہہ معلوم ہو گیا ہے کہ نبی کے بعد بہی کچہہ لوگ طاہر بنائے گئے ہین تو اب کس منہ سے کہین کہ یہہ صفت نایب رسول کیلئے ضرور نہین۔ ہان اگر ان طاہر لوگونکو نایب رسول سے بڑہکر کسی اعلی درجہ پر پہنچایا جاوے تو گنجایش ملتی ہے مگر اہل تسنن تو ان معصومون کو اس عہدہ پر بہی بیت تمیز خیال کرتے ہین پہر وہ شخص بڑا احمق اور عقل کا دشمن ہے بہوجودگی ظاہر کے غیر ظاہر کی طرف رغبت کرے نایب برحق رسول کا وہی متصور ہوگا کہ جسمین یہہ صفات نہین ہین ہرگز حقدار نیابت متصور نہونگے گو فرقہ انسانی اُنکے ساتہہ مجتمع ہو گیا ہو مگر یہہ بہی پایا جاویگا کہ کسی وجہ خاص سے جو ہمارے ابنائے جنس ہین ودیعت رکہی گئی ہین طمع حسد عداوت و باور رعب وغیرہ اسباب سے ایسا اجتماع مردم ہو گیا جو کسیطرح عقلا کے التفات کے قابل نہین۔

تیسری صفت نایب رسول اللہ کی

صفت سوم رسول اللہ یہہ ہے کہ جسطرح انبیا و مرسلین روز پیدایش سے شرک و کفر سے

مبراہین ویسے ہی اونکا نائب بہی الایش شرک و کفر سے پاک ہووے کبہی سجدہ اصنام پر سر نہ جہکایا ہووے۔

بحث طلب یہ بات ہے کہ اس صفت کو کیون داخل صفات نایب برحق کیا جاوے اب غور کرنا چاہیئے کہ ہمنے پیشتر اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ امت محمدی کے امام ہر حال مین مثل دوسرے رسالتون کے انبیا کے ہین اور یہہ صفت انبیا کے لیے ضروری ہین سوائے نزول وحی مرسلین کے جملہ صفات اُنکے ماتحت انبیا اور نایبان مین ہونی چاہیئن اور جبکہ یہہ صفت داخل صفات انبیا ہی اور منجملہ دعویداران نیابت رسالت کے کچہہ لوگ ایسے ثابت ہو جاوین اُنمین یہہ صفت مع دیگر صفات انبیا موجود ہین تو لامحالہ بمقابلہ ایسے دعویداران کے کہ جنمین یہ صفت نہین ہے حق اوسکا مرجح ہوگا یہ جو صفات ہم بیان کر رہے ہین فرداً فرداً قابل استدلال نہین ہین بلکہ بہیئت مجموعی اُن صفات پر لحاظ کیا جاتا ہے اور جس شخص مین جملہ صفات مجتمع ہونگی لامحالہ اوسکو مثل انبیا کے سمجہا جاویگا اسلیئے یہہ صفت جو ایک جزو صفات انبیا ہے ضرور استدلال کے قابل ہے اور بغیر اس صفت کے قایم کرنے کے صفات ناتمام رہتی ہین۔

چنانچہ قرآن شریف مین مذکور ہے کہ خدا تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ۔ اس سے ثابت ہوا کہ امت شخص ظالم کی جایز نہین ہے اور مشرک و کافر سے بڑہکر کوئی ظالم نہین جو شخص خدا کا شریک کرتا ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور یہہ امر قرآن شریف سے ثابت ہے اسلیئے یہہ صفت منجملہ اوصاف نبوت و امامت کے نہایت ضروری ہے۔

ہمنے جہانتک کتب سیر و تواریخ کو دیکہا ہے تو پایا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی ۳۵ اور للہ سال کی عمر کے درمیان اور علی ہذا حضرت عمر بہی تیس سال کی عمر کے بعد اور یا اس

چالیس برس کی عمر مین حضرت عثمانؓ مسلمان ہوئے اور مسلمان ہونے سے پیشتر یہ تینون بت پرست اور مشرک تھے اسمین کسیکو بھی جائے سخن نہین ہے اسلئے صفات انبیا کا انکی ذات مین مجتمع ہونا قطعی محال ہے۔

حضرت علیؑ مرتضی کی نسبت ثابت ہی کہ وہ سن تمیز سے پیشتر مسلمان ہوئے اور باتفاق جمہور مورخین بوقت مشرف باسلام ہونے کے عمر آپکی آٹھ سال سے کم تھی۔ اس عمر تک کافر کا بچہ بھی مسلمان رہتا ہے بشہادت حدیث نبوی کل مولود یولد علی الفطرۃ الخ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اسلام لانے سے کئی برس پہلے حضرت علیؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پرورش پاتے تھے قریب چار سال کے انکی عمر تھی کہ جب قحط سالی ہوئی اور اولاد حضرت ابو طالب کو بھائی بھتیجون نے کفالت پرورش کے لئے باہم تقسیم کیا اور قرعہ حضرت علیؑ کا رسول خدا کے نام نکلا اور آپ کفیل پرورش اُنکے ہوئے تو ظاہر ہی کہ بعثت سے پیشتر جیسا حال رسول خداؐ کا تھا ویسا ہی انکا ہوگا۔ سوائے اسکے احادیث متواترہ سے ثابت ہی کہ باہم رسول خداؐ اور علیؑ مرتضی کے بہت بڑا توحد تھا جیسا کہ فرمایا رسول خدا نے اَنَا وَعَلِیٌّ مِن نُورٍ وَاحِدٍ دوسری حدیث علی منی وانا منہ وقال جبریل علیہ السلام انا منکما پھر حضرت مرتضی کی شان مین فرمایا اُنسے مخاطب ہوکر لحمک لحمی ودمک دمی۔ توحد ظاہری و باطنی ثابت ہے نور مین بھی توحد ہے اور جسم ظاہری گوشت پوست خون مین بھی توحد ہے اس حساب سے وہ تو درکنار اُنکے باپ حضرت ابوطالب بھی موحد اور خداپرست ثابت ہوگئے۔ حاملان نور محمدی و مرتضوی کبھی مشرف نہین ہوسکتے۔ اُنکے حالات سے بھی ایسا ثابت ہوتا ہی دیکھو کتب تواریخ مین حضرت ابوطالب کا بیان کیا ہوا وہ خطبہ درج ہے جو بوقت نکاح رسول خدا ہمراہ خدیجۃ الکبری آپنے بیان فرمایا کہ جسمین نہایت بلاغت سے خدا تعالے کی تعریف بیان کی ہے۔ دوسرا قصہ حضرت جعفرؓ بن ابیطالب کا مشہور ہی کہ فرمایا جعفر سے اُس جگہہ کہ جہان رسول خداؐ اور علیؑ مرتضی پہاڑ مین نماز پڑہ رہے تھے

کہ اے بیٹا دیکھہ تو تیرے بھائی محمدؐ کے ایک بازو پر تو تیرا بھائی علیؑ کھڑا ہوا ہے دوسرے بازو کیطرف تو جا کر کھڑا ہو کہ اوسکے دونون بازو قوی ہو جاوین علمائے اہل تسنن بھی اسلام حضرت ابو طالب کے قائل ہین ازالۃ الخفا مین ہے کہ ابو طالب بزعم اہلبیت مسلمان تھے محبت رسول خدا دلیل اسلام ہے۔

صفت چہارم نایب رسول اللہ کی

رسول اللہ کے برحق اور سچے نایب کی چوتھی صفت یہ ہی۔ کہ باتفاق علما و مجتہدین اہلسنت والجماعت یہ امر ثابت ہے کہ رسالت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص بطبقۂ بنی آدم ہی نہین ہے بلکہ آپ جمیع طبقات موجودات و مخلوقات پر مبعوث ہوئے ہین جنمین ملایکہ بنی جان حیوانات نباتات جمادات زمین و آسمان ستارے عناصر وغیرہ سب داخل ہین پس جسطرح پر ان جملہ طبقات نے جناب رسول خدا کو اپنا نبی سمجھکر اطاعت و فرمانبرداری کی ہے اُسیطرح ان سب طبقات نے نایب نبی کی بھی فرمانبرداری کی ہو کیونکہ جیسا انسان اپنے نبی کی نایب کی عظمت و فرمانبرداری کرتا ہے جنات وغیرہ کیون اپنے نبی کے نایب کی فرمانبرداری نہ کرینگے اگر رسول کی رسالت سوائے انسان کے اور طبقات پر ہے تو نیابت رسالت بھی اُنپر ضرور ہی۔

یہہ صفت ہمکو بہت اچھی ہاتھہ آئی ہے جملہ دعویداران خلافت کا حال منکشف ہو جائیگا فرقہ انسانی نے اگر اس بارہ مین کچھہ خیانت کی ہوگی تو وہ ہرگز مخفی نرہے گی کیونکہ جس دعویدار خلافت کی نسبت یہ پایا جاویگا کہ اوسکا تعلق فقط انسان ہی سے رہا ہے اور ملایکہ اور جنات وغیرہ سے کچھہ سرور کار نہین رہا تو ہر ذی عقل سمجھہ لیگا کہ دعوی اوسکا برحق نہین ہے۔

اول ہمکو ثابت کرنا اس بات کا ضروری ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جمیع کافۂ مخلوقات پر مبعوث ہوئے یا فقط بنی آدم پر کیونکہ جس شخص کے معتقد الیہ خلیفہ ہین یہ بات ثابت ہوگی تو وہ معترض ہوگا کہ کس دلیل سے کہتے ہو کہ رسالت جناب رسولخدا کی کافۂ موجودات کے لیے ہے۔ اُسکے لئے اول ثابت کرنا ضرور ہوا۔

واضح ہو کہ قرآن شریف مین حضرت کی نسبت رحمۃً للعٰلمین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جس سے دونون جہان کی مخلوقات پر آپکی بعثت ثابت ہے۔ ماسوا اسکے محققین علماء اہلسنت اس بات کے قایل ہین چنانچہ شیخ المحدثین وراس المحققین شیخ عبدالحق محدث دہلوی کتاب جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب مین یہہ لکھتے ہین۔ و محققین علما بر آنند کہ آنحضرت مبعوث است بکافۂ مخلوقات وسایر موجودات نہ مخصوص جن وانس وملایکہ بلکہ وے رسول کل عالم است۔

ہمکو یقین واثق ہے کہ اس امر سے کوئی عالم خواہ اہل تسنن ہو یا اہل تشیع مخالف ومنحرف نہوگا اسلیئے ہمکو زیادہ ثبوت پیش کرنے کی حاجت نہین رہی ورنہ بہت سے فضلا کے اقوال اور اسناد پیش کرتے۔

اب ہم تحقیقات اس امر کی کتب معتبرۂ اہل تسنن سے کرتے ہین کہ منجملہ دعویداران خلافت کے وہ کون شخص ہے کہ جسکے سوائے طبقہ بنی آدم کے ملایکہ جن زمین آسمان حیوانات نباتات وجمادات وغیرہ نے خلافت قبول کرکے اطاعت کی ہے اور ایسے کون کون شخص ہین کہ جنکو کبھی کوئی تعلق طبقۂ انسانی کے سوا اور طبقات سے نہین پڑا اونہون نے امام مانا نہ اونکی اطاعت کی نہ کوئی تعلق کسی قسم کا رکھا۔

حضرت ابوبکرؓ کی نسبت کسی عالم اہل تسنن کا یہہ قول نہین ہے کہ آدمیون کے سوائے وہ جنات کے بھی امام ہین دیگر طبقات تو علیحدہ رہے پھر اس بارہ مین بحث فضول ہے مگر تاہم بمزید احتیاط پھر ہم اونکی سوانح عمری پر بغور نظر ڈالتے ہین تو ہمکو سوائے اوس درخت کے قصہ کے جسکا بطلان ہم باب معجزات مین کر چکے ہین اور کوئی قصہ نظر نہین آتا۔

وہ قصہ راہب کے قصہ سے باطل ہوتا ہے علاوہ اسکے قبل از اسلام کے معاملہ بیان کیا گیا ہے۔ امامت کے زمانہ سے کچھ علاقہ نہین۔

حضرت عمرؓ کے دو قصے اس قسم کے بیان کئے گئے ہین ایک نیل مصر کو رقعہ لکھنا اور راوی کی عادت معہودہ بہینٹ لینے عورت کے ترک ہونا۔ مفصل طور پر تردید اس قصہ کی ہوئی ہے راوی اس قصہ کا عمرو بن حاص ہے۔ منجملہ منافقین بنی امیہ کے یہہ بھی ہے یہہ وہ شخص ہے جسکو شکایت اہل مصر پر حضرت عثمانؓ نے اول روبرو حضرت مرتضی کے موقوف کیا اور محمدؐ بن ابی بکرؓ رضی اللہ عنہ کو بجائے اوسکے مقرر کرکے اہل مصر کے ساتھہ روانہ کیا تھا۔ بعد ازان جب حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو اوس شخص کو موقوف کیا مگر حضرت مرتضی علیؓ سے باغی ہوکر شامل معاویہ ہوگیا فسق و فجور اسکا عوام مین مشہور ہے۔ دوسرا قصہ انکا یہہ ہے کہ بعد وفات کے نوحہ جنات کا سنا گیا۔ بطلان اسکا عبارت شاہ عبدالعزیز صاحب مندرجہ سر الشہادتین سے ہم باب معجزات مین کرچکے ہین۔ اور یہ تعجب بھی ظاہر کرچکے ہین کہ کبھی ایام زندگی مین تعلق انکا جنات سے ثابت نہین ہوا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جنات انکے مرنے سے روتے۔

حضرت عثمانؓ انکی نسبت کوئی معاملہ اس قسم کا سننے مین نہین آیا۔ ہان وفات کے بعد سنا گیا ہے کہ حضرت مروان طرید رسول کو الہام یا ندائے غیب ہوئی کہ میان انکے جنازے کی نماز نہ پڑہنا کیونکہ خدا تعالے نے خود انکے جنازے کی نماز پڑہی ہے۔ ہم اپنی رائے اس بارے مین ظاہر نہین کرتے فقط طالبان حق کی رائے پر چھوڑتے ہین وہ خود اسکو سمجھہ لین گے کہ ایسی روایت کے بیان کرنے کا سبب ہے اور راوی صاحب پر بھی نظر کرلین گے ہمکو بیان کی کچھہ ضرورت نہین ہے دوسرا قصہ یہہ ہے کہ بعد وفات حضرت عثمانؓ کے ایک شخص عدی بن حاتم نے یہ ندا سنی ابشر ابن عفان بروح و ریحان و جنۃ غیر غضبان ابشر ابن عفان بغفران رضوان

مگر ہم تعجب کرتے ہین کہ جب حضرت عثمانؓ کی روح اعلےٰ علیین یا کسی دوسرے مقام مناسب پر پرواز کر چکی تہی تو یہہ بشارت دینا مین اونکو کیون دیگئی اس بشارت دنیا مین مخاطب وہ ہین اور موجودگی اونکی ثابت نہین اس سے صاف ظاہر طور پر بناوٹ اس روایت کی ثابت ہوتی ہی۔ اور واضع روایت کو کچہہ خیال نرہا کہ وہ یون وضع کرتا کہ ایہا الناس حضرت عثمانؓ کی مغفرت ہوگئی اور وہ بہشت کو تشریف لے گئے مگر سچ ہی دروغ روایات مین کچہہ کچہہ فرق ضرور رہجاتا ہے۔ سوائے اسکے اگر یہہ دونون روایات بفرض محال صحیح بہی مان لیجاوین تو بہی اس صفت مین داخل ہونے کے قابل نہین ہین کیونکہ دوسرے شخصون کا الہام و ندا ہے گو اونکے حال مین ہے۔ مگر اونسے علاقہ نہین ہے۔

تعلق دیگر طبقات کا آئمہ اہلبیتؑ سے

واضح ہو کہ ہمکو بمقابلہ اصحاب ثلثہ کے صرف حضرت مرتضی علیہ السلام کے تعلقات ثابت کرنے ضروری ہین اور مقصود ہمارا یہ ہے کہ بعد نبی کے برحق جانشین اونکا کون ہے۔ بعد کے آئمہ کے لئے ایک دوسرے کی نص یا وہ نصب امامت موجود ہے اور ظاہر بات ہی کہ جب ایسا شخص کہ جسمین اسقدر کثیر اوصاف مثل انبیا علیہ السلام کے پائے جاوین اپنے جانشینون کے لئے نص کرے تو لامحالہ وہ جانشین واجب الاتباع ہوگا ہمنے بمزید احتیاط دیگر آئمہ علیہم السلام کے حالات کی بہی تفتیش کی ہے اور بشرح وبسط اوصاف متذکرۂ بالا کو ہر ایک کی نسبت ثابت کیا ہے تو ہم اس مقام پر بہی دیگر ائمہ علیہم السلام کے حالات پر نظر کرینگے۔ اب ہم انسان کے سوا دیگر طبقات عالم کے تعلقات کو نسبت ائمہ اہلبیت تلاش کرتے ہیں اور یہ تشریح تمام کرتے ہین

تعلقات از ملائکہ

بروایات صحیحہ ثابت ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بلا کر

فرمایا کہ دروازہ کی نگہبانی کرو کہ کوئی شخص نہ آنے پائے کہ آج فرشتوں کے آنے کا دن اور وہ مسائل شریعت کی تعلیم پاوینگے۔ چنانچہ حضرت علی دروازے پر بیٹھ گئے اور کسی کو آنے نہ دیا چنانچہ فرشتے آئے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے گفتگو کی اور چلے گئے بعد میں حضرت علیؑ نے رسول خدا سے استفسار کیا کہ کیا تعداد فرشتوں کی تین سو تیس تھی آپ نے اقرار کیا اور فرمایا کہ تمکو بیرون در سے تعداد کیسے معلوم ہوگئی عرض کی آواز سے پہچانا۔ شواہد النبوت۔ اور کتب احادیث میں یہہ روایت درج ہے اسطرح یا علی خذ بالباب فان الملیکۃ عند دے و یاخذون منی۔ شیخ المحققین شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوت میں لکھتے ہیں کہ بروز جنگ احد سولہ زخم حضرت علیؑ مرتضےٰ کے بہت شدید آئے اور منجملہ انکے چار زخم ایسے سخت اور شدید تھے کہ آپ چار دان مرتبہ زمین پر گرے مگر ہر دفعہ جبرئیلؑ آکر آپ کو اُٹھاتے تھے اور زخم آپکے باندھتے تھے اور گھوڑے پر سوار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ لڑو کفار سے کہ خدا و رسول خدا دونوں تمسے راضی ہیں۔ خطیب امام حسنؑ میں داہنے ہاتھہ جبرئیلؑ اور بائیں ہاتھہ میکائیلؑ کا ہونا لڑائی میں لکھا ہے اسی احد کے دن حضرت جبرئیلؑ نے رسول خدا سے فرمایا کہ علیؑ بہت جانفشانی کرتے ہیں تو رسول خدا نے فرمایا وہ کیوں جانفشانی نہ کرے کہ میں اُس سے ہوں اور وہ مجھسے ہے جبرئیلؑ نے کہا کہ میں تم دونوں سے ہوں اور یہہ حدیث صحیح نقل کی ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و الہ وسلم یعلے انہ منی و انا منہ فقال جبریل انا منکما۔ مدارج النبوت۔

جنگ بدر میں فرشتے لڑے اور احد میں بھی حاضری ملائکہ ثابت ہے۔ بوقت تقسیم غنیمت حضرت جبرئیل نے مال غنیمت سے مثل دیگر مجاہدین اپنا حصہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے طلب کیا اور حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کو دے دیا۔

احد کے دن رضوان خازن بہشت نے منقبت جناب حیدر کرار مین یہ فقرہ مزید بیان کیا۔ لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار۔ مدارج النبوت اور ازالۃ الخفا مین شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اسطرح لکھا ہے لا سیف الا ذوالفقار لا فتیٰ الا علی الکرار۔ ازالۃ الخفا۔

محققین علما نزول ناد علی یہی بروز جنگ خیبر بیان کرتے ہین۔ مدارج النبوت بوقت وفات رسول خدا ملک الموت باذن الہی داخل ہوا اور داخل ہوکر ان بیت پر سلام کیا اور بروایت مدارج النبوت اسوقت حضرت کے پاس سوا حضرت مرتضےٰ اور جناب فاطمہ و حسنین کے اور کوئی نہ تھا ازواج دور و زدیکتر سے علیحدہ تھین اور سرور عایشہ و حفصہ تھوڑی دیر کے لئے بطلب وصیت آئین اور یہہ جواب سنکر واپس چلی گئین کہ کل تمکو وصیت کر دی ہے اُسپر عمل کرو۔

حضرت عباس کو یہی جناب مرتضےٰ اعلی علیہ السلام نے بعد انتقال آواز دی ہے۔ مدارج غسل اور تجہیز و تکفین رسول خدا مین ملائکہ حضرت علیؑ کے معاون تھے۔ مدارج الخ وغیرہ ملا جامی نے شواہد النبوت مین لکھا ہے کہ جب روح مقدس حضرت علی کی بہشت مین پہونچی اور انتقال ہو گیا تو منادی غیب نے ندا کی کہ انکو مکانمین تنہا چھوڑ دو اور تم باہر چلے جاؤ اور بعد اسکے وہ آواز آئی کہ محمد در گذشت و وصی او شہید شد نگہبانی امت کہ تواند کرد۔ دیگرے گفت ہر کہ سیرت ایشان ورزد و پیروی ایشان کند بعد اسکے دونون شاہزادے مکان کے اندر گئے تو آپکو غسل دیے ہوئے اور کفن کئے ہوئے پایا۔ یہہ بھی روایت ہے کہ آپ کا جنازہ شاہزادون نے پائینتی کی طرف سے پکڑ رکھا تھا اور سرہانے کیطرف سے خود بخود چلتا تھا یعنی ملائکہ اٹھائے ہوے تھے۔ شواہد النبوت۔ ادستاد روح الامین آپکے مناقب مین بولا جاتا ہے۔

خطاب اسد اللہ و ید اللہ جو آپکو دیا گیا ہے اسکی یہ وجہ کتب مین مذکور ہے کہ شب معراج

رسول خدا سیر کرتے ہوئے ایک موقع پر پہونچے آسمان پر کہ وہان ایک شیر تھا اور
بحسب کہنے جبرئیل کے آپنے انگشتری اپنی شیر کے مُنہ مین ڈالی پھر مقام قاب قوسین
پر شیر برنج کھانے مین جب ایک ہاتھہ خدا تعالی کیطرف سے ظاہر ہوا کہ شریک خورش
طعام ہوا تو اُس ہاتھہ مین حضرت نے وہ اپنی انگشتری دیکھی اور پھر سمجھ گئے کہ جو حصہ
علی سے ملے تو وہ انگشتری آپکو پہنے ہوئے دیکھا اسی روز سے اسد اللہ و ید اللہ آپکے
لقب مشہور ہوئے معلوم ہوا کہ جہان فرشتون کے پر جلتے تھے وہان پر بھی
حضرت مرتضے علیہ السلام کی رسائی تھی۔
شب معراج مین حضرت نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ
و ایّدتہ باٰلہ بعلی۔
روایت ہے کہ ایک مرتبہ بحالت تنگدستی حضرت امیر علیہ السلام چادر خاتون عالم کو
رہن کرکے آرد وغیرہ لاتے تھے کہ راہ مین سائل نے سوال کیا آپنے وہ طعام اوسکے حوالے
کیا اور نہایت متفکر اور شرمندہ ہوکر راہ پر بیٹھہ گئے کہ ایک شخص ایک شتر لیکر آیا اور
حضرت علی کے ہاتھہ فروخت کرکے چلا گیا کہ لوٹ کر قیمت لون گا پھر دوسرا شخص آیا اور
کچھہ نفع دیکر شتر خرید لے گیا۔ آپ منتظر بایع کے بیٹھے تھے کہ رسول خدا تشریف لائے
اور فرمایا کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو ناقہ مول لے گئے اور وہ میکائیل تھے جو مول
لیگئے ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ام حسن علیہ السلام رسولخدا
کے پاس تشریف رکھتے تھے جب گہر جانے لگے اندھیرا تھا مگر قدرت سے ایک روشنی
نمودار ہوئی اور گہر تک انکو پہونچا دیا۔ شواہد النبوت۔
اکثر لوگون نے جناب فاطمہ کی چکی خود بخود چلتے ہوئے دیکھی یہ روایت ازالۃ الخفا مین
جبرئیل علیہ السلام و دیگر ملایکہ صاحبزادون سے نہایت اختلاط اور محبت رکھتے تھے
قصہ کشتی امام حسن اور امام حسین اور طرفدار امام حسن رسول خدا کا ہونا اور طرفدار امام

حسین ع جبرئیل امین ع کا ہونا - باب معجزات مین بیان ہوا ہے
جبرئیل ع علیہ السلام نے خود بیان کیا کہ مین اکثر رات کے وقت گہوارہ صاحبزادون کا ہلاتا ہون
پوشاک بہشتی ملائکہ کا لانا اپنے کو - خیاط ظاہر کرنا میوہ جنت انار و سیب وبہی آنا
باب معجزات مین مذکور ہوا ہے -
خطر س فرشتہ کے بال و پر امام حسین علیہ السلام کے جسم مس کرنے سے دوبارہ
پیدا ہونا باب معجزات ثابت کیا گیا ہے -
گم ہو جانا حسنین ع کا اور نگہبانی کرنا فرشتون کا باغ مین اور سلانا حسنین ع کا پردہ مین
اور پہر فرشتہ کا گود مین اٹھا کر لانا - اور ملائکہ کا امام حسین علیہ السلام کی مدد کو کربلا
مین جانا اور پہر وہان تا قیامت عزاداری مین مشغول رہنا تحریر ہو چکا ہے -
یہ روایات تمہ مین منجملہ روایات کتب اس فرقہ کے جو ہر وقت درپے اس امر کے ہے
کہ اصحاب ثلثہ کو ان بزرگون پر فضیلت اور انکی فضیلت انپر ثابت نہوے دین -
مگر در حقیقت خون اور حق نہین چھپتا - دشمن کی زبان پر بہی حق جاری ہو جاتا ہے
مصرعہ - چھپے ہے کہین خاک ڈالے سے چاند - روایات مذہب اہل تشیع کو
ہمنے قطعی ترک کیا ہے -
امام زین العابدین علیہ السلام کی ندائے ہاتف اَنْتَ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ اور دوسری
بار ندا - اَیْنَ الزَّاہِدُوْنَ باب معجزات مین مذکور ہے -
امام محمد باقر علیہ السلام نے بجواب سوال ایک شخص کے بیان کیا ہے کہ میرے
پاس فرشتہ ربانی ہے کہ وہ مجھکو خبر کرتا ہے کہ فلان مومن ہے فلان کافر ہے
فلان دشمن ہے فلان شیعہ ہمارا ہے - شواہد معجزات مین گذرا -
ملا جامی نے ایک قصہ شواہد مین لکہا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک جاریہ
سوداگرون سے واسطے امام محمد جعفر صادق علیہ السلام کے خریدی اور

قاعدہ سوداگرون کا یہ ہے کہ کوئی جاریہ بکر نہین لاتے اس جاریہ کے پاس جب کوئی بقصد مباشرت جاتا تو ایک مرد ریش سفید موجود ہو جاتا اور اس حرکت سے مانع ہوتا جامی کہتے ہین کہ وہ فرشتہ تہا یا خضر تہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کے لئے آنا انگور بہشتی کے طباق کا اور دو برد یمانی کا غیب سے بروایت ابن جوزی جامی نے نقل کیا ہے۔

امام رضا علیہ السلام کا تابوت چہت شق ہو کر جانا اور پہر واپس آنا اور جسم سے ملحق ہونا۔ باب معجزات مین مذکور ہوا ہے۔

امام محمد بن حسن عسکری کی پیدائش کے وقت حضرت جبرئیل مین کامع دیگر ملائکہ کے بلباس سبز مرغ تشریف لانا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کا اُنسے یہ فرمانا خذہ فاحفظہ حتی باذن اللہ فیہ فان اللہ بالغ امرہ۔

تعلق از جنات نسبت آئمہ اہل بیت ع

اصحاب سیر و احادیث بروایت ابن عباس لکھتے ہین کہ جب لشکر ظفر پیکر جناب رسول خدا کا بہنگام غزوہ حدیبیہ مکہ کو جاتے ہوئے بمقام جحفہ ٹھہرا اور لشکر مین پانی نہ رہا اور رات کیوقت سخت ضرورت پانی کی ہوئی اور موقع قیام لشکر سے کچھہ دور ایک چاہ تہا بہت گنجان درختون مین گروہ سقایان جب اُسکے قریب پہونچا اور آوازین ہولناک اور صورتین مہیب اور روشنی عجیب دیکھہ دیکھہ کر واپس ہوے بہت سے اصحابون کو آپ نے اُنکے ساتھہ بہیجا مگر کسی کا حوصلہ نہوا کہ چاہ تک جاوے تب حضرت رسول خدا نے جناب علی مرتضے کو ہمراہ سقایان بہیجا اور راستہ مین طرح طرح کی مہیب صورتین اور سر بے تن اور تن بے سر اور آوازین ہولناک اور روشنی وغیرہ نظر آئین اور آپ نبکو دلاسا دیتے ہوئے چاہ تک لے گئے پہر آپ چاہ مین کودے اور بہت شور

دغل ہوا بعد اسکے آپ نے تکبیر کہی اور سب شور و غل موقوف ہو گیا وہ صورتین ہی غائب ہو گئیں
بالکل مطلع صاف ہو گیا پھر مشکین بھر بھر کر اوپر لائے چاہ مین جس قدر
جنات کفار تھے تہ تیغ ہوئے عبداللہ جنی قاتل شیطان ضخم مشعر نے آپکی منقبت مین
اشعار پڑہے ہین قصہ بیر العلم جو اس قصہ سے علیحدہ ہی یا اُسی سے مراد ہے بہت مشہور
قصہ ہی لڑائی جنات ہونا اس قصہ مین بھی ثابت ہے کہ یا تو یہہ زور شور جنات کا یہاں
یا چاہ مین جانے سے بالکل مطلع صاف ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنات مقتول ہو گئے
یا فرمانبردار ہو گئے ۔
اجلہ علماے اہل سنن قائل ہین کہ حضرت علی مرتضےٰ جیسے آدمیون کے امام ہین ویسے ہی
جنات کے بھی امام ہین چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہہ رباعی مشہور ہی ۔ رباعی
علیؑ حُبُّہٗ جُنَّۃٌ ۔ قسیم النّار والجنّۃ ۔ وصیّ مصطفےٰ حقّاً ۔ امام الانس والجنّۃ
حافظ شیراز علیہ الرحمۃ کا شعر ہے ۔

امام جنّ و انسی علی بود کہ عالی ۔ زکل خلق فزون ست از صغار و کبار

فرقہ جنات مین اسلام پہونچنا زیادہ بسبب حضرت علیہ السلام کے ہوا ۔ جیساکہ زعفر جن نے
حضرت امام حسین علیہ السلام سے بیان کیا کہ جناب امیر نے بیر العلم مین سرکش
جنات کو قتل کیا اور میرے باپ کو بادشاہت جنات کی عطا فرمائی ۔
شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی سر الشہادتین مین نوحہ اور مرثیہ تعزیت امام حسین
علیہ السلام کن جنات کا پڑہنا لکھتے ہین ۔ وتنوح الجن بالمراثی اور روایت حضرت
ام سلمہ کے لکھتے ہین کہ آج رات کو مین نے نوحہ جنات سنا تو سمجھ گئی کہ بیٹا میرا حسینؑ
شہید ہو گیا ۔ جنات کے اشعار اب تک کتب معتبرہ مین درج ہین ۔

انت یا امت قتلت حسینا ۔ شفاعت جدہ یوم الحساب

دوسرا نوحہ جنات کا یہ ہے کہ شواہد النبوت مین درج ہے ۔

مسح الرسول جبینہ فلہ یریق فی الخدود - ابواہ فی علیا قریش جدہ خیر الجدود
یہہ اشعار بہی منادی غیب کے ہین مگر گوینده ان کا ہاتف ہے اور ہاتف خواہ ملایکہ مین سے ہے یا جنات سے لکہا ہے کہ ایک بدبخت مدینہ مین خطبہ پہ کہڑا تہا جب امام حسین علیہ السلام پر خوش ہوا تو یہہ اشعار ہاتف غیب کے اس شب مین سنے گئے اشعار -

ایہا القاتلون جہلا حسینا ابشروا بالعذاب والتنکیل
کل من فی السماء قد لعنکم من نبی وملاک وقبیل
قد لعنتم علی لسان داؤد وعیسی صاحب الانجیل

زعفر جنی کا مع لشکر جنات خدمت مین جناب سید الشہدا کے حاضر ہونا اور اجازت قتال طلب کرنا کتب معتبرہ مین مندرج ہے روضۃ الشہدا -

ملا جامی شواہد النبوت مین لکہتے ہین - دیگرے گفتہ است کہ اجازت خواستم کہ بر ابو جعفر در آیم رضی اللہ عنہ گفتند تعجیل مکن کہ نزدیک وے جماعتے اند از اخوان تو چندان بران برنیامد کہ دوازدہ مرد بیرون آمدند قیامہا تنگ در بر و موزہ پا سلام کردند و بگذاشتند بعد ازان من بروے در آمدم گفتم این جماعت را کہ پیش تو بیرون آمدند نمی شناسم ایشان چہ کسانند فرمود کہ ازان شما اند از جن پرسیدم کہ ایشان بر شما ظاہر میشوند فرمود کہ آرے ہمچنان کہ شما می آیند واز حلال و حرام می پرسید ایشان نیز می آیند - اس بحث کے لیے یہی روایت کافی ہے

تعلقات ائمہ - اہل بیت از اجرام علویہ و سفلیہ

بروایات صحیحہ ثابت ہے کہ دو مرتبہ حضرت علی مرتضے ع کے لئے رد شمس ہوا یعنے آفتاب غروب ہو کر پہر طلوع ہوا - ایک بزمانہ جناب رسول خدا - اور دوبارہ خاص بزمانہ خلافت حضرت علی مرتضے جنگ صفین مین بعزات مین مفصل ذکر دونون

روایت کا مندرج ہے ۔ شواہد ۔ ازالۃ الخفا وغیرہ ۔
اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ فرمایا جناب فاطمہ نے کہ شب زفاف مجھے حضرت علی سے
ڈر معلوم ہوا کہ دیکھا میں نے زمین اُنسے باتیں کرتی ہے اور جب یہہ ذکر سنا
حضرت رسول خدا صلعم نے تو سجدہ شکر کیا اور فرمایا کہ خدائے تعالے نے اے
فاطمہ تیرے شوہر کو تمام مخلوق سے برگزیدہ کیا ہے ۔ سارا قصہ معجزات میں
مندرج ہے ۔ معجزہ ابر پر سوار ہونا اصحاب کہف کے پاس جانا مشہور ہے ۔
بروز خیبر نیزہ پتھر پر لگانا اور اُسکا مثل موم کے ہو جانا ۔ قلعہ خیبر کے خندق میں
معلق ہوا پھر ٹھہرنا قلعہ خیبر کو ہلا دینا ۔ فرات کا پانی کم کر دینا ۔ بوقت توجہ بجانب
صفین چشمہ آب برآمد کرنا کہ جسکا ذکر کتب سابقہ میں موجود تھا ۔ یمن کو جاتے ہوئے
ہر احجار و اشجار کا سلام کرنا اور بہت لوگوں کا اسلام لانا ۔
شاہ عبدالعزیز دہلوی سر الشہادتین میں لکھتے ہیں کہ بروز شہادت جناب امام حسین ع
آسمان نے خون رویا زمین کی رنگت سرخ ہو گئی در و دیوار سے نوحہ کی آواز آتی تھی
آفتاب کو کسوف لاحق ہوا حالانکہ بوقت اجتماع غیرین کے کہ ۲۷ تاریخ قمری کو بحسب
معمول واقع ہوا کرتا ہے مگر اُس روز خلاف معمول ۱۰ تاریخ کو واقع ہوا ۔
اکثر مقامات پر خون برساہیت المقدس میں جو پتھر اُٹھایا جاتا تھا خون تازہ اسکے
نیچے سے نکلتا تھا ۔ شواہد النبوت ۔
صحیح مسلم میں بہ تفسیر آیت وَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ حال شہادت امام مظلوم ع
درج ہے ۔ شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے درمیان مدینہ و مکہ کے
امام محمد باقر علیہ السلام کہ اسوقت سات یا آٹھ سال کے تھے ہوا پر جاتے ہوئے
دیکھا اور پھر غائب ہو گئے ۔
امام موسی کاظم علیہ السلام مدائن کو جاتے تھے کشتی پر سے ایک عورت کی انگشتری

دریا مین گری اور آپکے فرمانے سے دریا کا پانی کم ہو گیا اور انگشتری نظر آنے لگی کہ ملاح نے اوٹھا کر دی ۔ شواہد النبوت ۔

امام رضا علیہ السلام سے حاجیان مامون عداوت رکھتے تھے مگر ہوا نے خود پردہ اُٹھا دیا ۔ امام محمد تقی کے معجزات مین نمبر ۳ ۔ ملاحظہ کرو ۔ امام محمد بن العسکری کا دریاے دجلہ پر مصلے بچھا کر بیٹھنا درج اعجاز ہے ۔ اور امام علی نقی کا معجزہ نمبر ہشتم دیکھو ۔

تعلق از حیوات و بنات وجمادات وغیرہ

ملا جامی شواہد النبوت مین لکھتے ہین کہ ہارون رشید عباسی ایک مرتبہ شکار کھیلنے غرض مین گیا چیتے کتے باز وغیرہ شکاری جانور شکار پر چھوڑے تمام جنگل کے ہرن جمع ہو کر ایک مقام پر کھڑے ہو گئے ہر چند شکاری کوا اور دیگر جانوران شکاری کو چھوڑا مگر بوجہ ادب اُس مقام کے کوئی جانور متوجہ شکار کے نہوئے ہارون رشید بہت متعجب ہوا اور وہان کے باشندون کو جمع کیا ایک شخص ضعیف نے بیان کیا کہ مین اپنے بزرگون سے سنتا ہون کہ اس جگہہ مزار پر انوار حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کا ہے اُسی وقت ہارون نے شکار موقوف کیا اور ہر سال زیارت کو آتا روضہ منورہ تعمیر

یا امام حسن علیہ السلام کا معجزہ نمبر ۳ ۔ دیکھو ۔ باب معجزات مین ہم قصہ ہرنی کا درج کر چکے ہین کہ خود اپنا بچہ لیکر واسطے امام حسین علیہ السلام کے حاضر ہوئی ۔

امام حسین علیہ السلام کی نعش کی حفاظت چوپاؤن نے کی پرندون نے سایہ کیا اکثر پرندون نے مدینہ مین الطلوع کی خون آلودہ ہو کر روضہ منورہ رسول خدا پر آیا دیدیا فاطمہ صغرا پر بیٹھا ۔ جانوردن کا رونا بھی اس مصیبت مین بیان کیا گیا ہے قاتلون کے مخزین مین سانپ کا گھسنا بروایت معتبر جامی نے لکھا ہے ۔

امام زین العابدین علیہ السلام کی نسبت شواہد النبوت مین لکھا ہے کہ ہجوم عصافیر رہتا تھا اور گرد آپکے رہا کرتے تھے۔

کئی قصہ ہرن کے ہمراہ کہا ناکہاتے تھے اپنا نام لیکر جنگل سے آواز دیتے تھے تو ہرن چلے آتے تھے۔ ایک ہرن نے آپ سے شکایت صیاد کی کی اور آپ نے غزالہ اس کو صیاد سے دلا دیا۔

قید خانہ شام مین حشرات الارض یعنے سانپ بچھو وغیرہ حضرت امام زین العابدین کے قدمون پر سر رکھتے تھے ناقہ آپ کا مثل ذی فہم انسان کے کام دیتا تھا بعد وفات قبر شریف پر سر ٹیک ٹیک کر مر گیا۔

ایک مرتبہ ایک گنجشک روبرو امام زین العابدین علیہ السلام کے آکر لوٹنے اور فریاد کرنے لگا۔ آپنے خادم سے فرمایا کہ یہ گنجشک شکایت کرتا ہے کہ اسکے گھر مین سانپ آگیا تو جاکر اسکو مار دے چنانچہ خادم نے گھونسلے مین سانپ مارا۔

امام محمد باقر علیہ السلام ایک مرتبہ جنگل مین سوار ہوئے جاتے تھے کہ ایک بھیڑیا پہاڑ سے اترا اور آپکی سواری کی طرف آیا آپ نے اسکو دیکھکر سواری روک لی وہ دونون ہاتھ اپنے زین پر رکھکے کھڑا ہوا اور منہ اپنا امام علیہ السلام کے کان کے پاس لے گیا کچھ عرصہ تک سرگوشی کی بعد امام نے فرمایا اچھا ہمنے کر دیا وہ بھیڑیا اتر کر چلا گیا لوگون نے حال دریافت کیا تو فرمایا کہ یہہ بھیڑیا کہتا تھا کہ میری مادہ دردزہ مین مبتلا ہے دعای خلاصی فرمائے اور یہہ بھی فرمائے کہ میری نسل مین سے کوئی بھیڑیا کسی آپکے شیعہ کو آزار نہ دے۔ شواہد۔ اشارہ کرنے سے درخت کا آنا۔ بہ بحث ماحق المومن علی اللہ معجزات مین درج ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کو جبکہ منصور نے بارادہ قتل طلب کیا تو ایک اژدہائے عظیم نے باواز فصیح منصور سے کہا کہ مجھکو خدائے تعالیٰ نے بھیجا ہے اور

حکم دیا ہے کہ اگر امام جعفر صادق علیہ السلام کو کچھ بھی گزند پہونچے تو منصور کو مع
اُسکے محل کے نگلجا - باب معجزات مین مفصل مذکور ہے - شواہد -
امام جعفر صادق علیہ السلام چلے جاتے تہے کہ ایک ضعیف مع یتیم بچون کے ایک
مردہ گائے کی نعش پر روتی تہی آپ کو رحم آیا اور مادہ گاؤ سے فرمایا کہ اُٹھہ کھڑی
ہو - وہ اُوہکر چلنے پہرنے لگی - معجزات مین مذکور ہے -
امام جعفر صادق علیہ السلام نے چار طیور کا قصہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
کیا تہا دکہلایا یعنے چار جانور مختلف قسم کے ملاکر ذبح کرکے گوشت پوست کا قیمہ
کرکے پہر ہر ایک کو زندہ کرکے اوڑا دیا -
امام رضا علیہ السلام نے ابو اسمعیل سندہی کی زبان کو مس کیا وہ اچہی طرح فصاحت
سے بولنے لگے -
چڑہا اور سانپ کا قصہ جو بذکر امام زین العابدین علیہ السلام درج ہوا ہے آپ کا ہے
بوقت تدفین قبر مین مچہلیون کا پیدا ہونا اور پہر بڑی مچہلی کا ظاہر ہونا اور چہوٹی مچہلیون کا
کہا جانا معجزات مین درج ہے - امام علی نقی علیہ السلام کے حال مین
لکہا ہے کہ متوکل عباسی کے مکانین بہت جانور طیور وغیرہ پلے
ہوئے تہے اور ایسا شور و غل ہوتا تہا کہ ایک دوسرے کی آواز نہین سن
سکتا تہا مگر جب حضرت تشریف لے جاتے تہے تو تمام جانور ادب سے خاموش
ہوجاتے دلایل النبوت سے قصہ درخت ام معبد کا جامی نے اسطرح نقل کیا ہے
کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے بجانب مدینہ منورہ ہجرت کرکے چلے
تو راستہ مین ایک مقام پر ام معبد کے مکان پر مقیم ہوئے وضو کرتے ہوئے
آپ نے غرغرہ کا پانی ایک دیوار کی جڑ مین ڈالا تہا وہان ایک درخت پیدا
ہوگیا - خوب سرسبز ہوگیا پہل لگا - پہل اُسکا ہر مرض کی دوا تہا اور برگ اُس درخت کے

شتر و بکری کا شیر زادہ کرتے تھے - ایک روز صبح کو دیکھا کہ تمام پھل اُسکے گر پڑے ہین - خبر سنی کہ رسول خدا صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انتقال ہو گیا - پھر ایک روز دیکھا کہ برگ اوسکے گر گئے اور کچھہ کچھہ برگ چھوٹے چھوٹے اُسمین رہے کہ خبر سنی جناب مرتضےٰ ع کی وفات ہوئی بعد اسکے جب شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کی واقع ہوئی تو دیکھا گیا کہ وہ درخت بالکل خشک ہو گیا اور اُسکی جڑ مین خون تازہ موجود ہے شواہد البنوت -

امام حسن علیہ السلام ایک شخص زبیری کے ہمسفر تھے اور نخلستان خشک مین پہنچے آپکی دعا سے ایک درخت خرما سرسبز ہو گیا اور بار ور ہوا اور اُسیوقت خرمائے تر لگے اور پختہ ہوے اور تناول فرمائے -

امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی شخص نے سوال کیا کہ ما حقّ المومن علی اللہ آپ نے منہ پھیر لیا پھر رسوال کیا پھر بھی منہ پھیر لیا تیسری مرتبہ پھر اُسنے یہ سوال کیا تب آپ نے فرمایا کہ حق مومن کا اللہ تعالی پر یہہ ہے کہ اگر اس درخت کو کہے کہ یہان آؤ تو وہ چلا آوے - امام نے جو درخت سامنے نظر آتا تھا اُسکی طرف مثال مین اشارہ کیا تھا لیکن وہ درخت اپنی جگہہ سے چلا اور قریب امام علیہ السلام کے آیا آپ نے درخت سے کہا کہ مین نے تجھکو طلب نہین کیا بلکہ مین نے مثال دی تھی تو اپنی جگہہ پر واپس جا چنانچہ وہ درخت اپنی جگہہ واپس چلا گیا -

امام جعفر صادق علیہ السلام نے درخت خرما پر جو خشک ہو گیا تھا کچھہ پڑھا وہ سرسبز ہو کر بار ور ہوا اور خرمے کھائے اعرابی نے کہا عجیب سحر ہے آپ نے فرمایا کہ یہہ سحر نہین ہے بلکہ دعاے پیغمبران و فرزندان پیغمبران ہے اگر تو کہے تو تجھکو مسخ کر دون اعرابی سخت جاہل تھا مسخ ہونے پر راضی ہوا آپ نے اُسکو کتا بنا دیا اس حالت مین وہ اپنے گھر گیا جو رو بچون نے کتا سمجھہ کر نکالدیا واپس ہو کر سر قبر منور امام کے

رکھا اور رونے لگا آپ کو رحم آیا دعا کی پھر انسان ہو گیا۔ شواہد۔
امام محمد تقی علیہ السلام جبکہ دختر مامون سے نکاح کر کے واپس آئے اور مسجد کوفہ
مین ایک درخت خشک تہا آپ نے وہان وضو کیا وہ بار ور ہو گیا جناب علی مرتضےٰ
علیہ السلام سے زمین زمین کی باتین کرنا جنگ خیبر مین پتھر کا مثل موم ہو جانا اور
نیزہ پتھر مین گڑ جانا اوپر ہم لکھہ چکے ہین اور یمن کو جب آپ تشریف لیگئے تو تمام احجار
واشجار نے آپ سے باتین کین اور سلام کیا جو لوگ آپکی پیشوای کو آتے تہے وہ
یہ حال دیکھکر مسلمان ہوئے۔
بایام شہادت امام حسین علیہ السلام بیت المقدس مین جو پتھر اوٹھایا جاتا تہا اسکے
نیچے سے خون جاری ہوتا تہا۔
روایت ہے کہ جناب علی مرتضےٰ نے وصیت کی تہی کہ میرے انتقال کے بعد زاویہ خانہ
سے ایک لوح پیدا ہو گی بعد غسل وکفن کے اسپر رکھنا اور جب جنازہ کی اگلی طرف
خود اوٹھے پیچھے سے پکڑنا اور اوسطرف کو لیچلنا جہان اگلا سر زمین پر رکھا
جاوے وہان ٹھہر جانا زمین کھودنا تابوت ساج ملیگا اسمین دفن کرنا چنانچہ
ایسا ہی ہوا۔
امام زین العابدین علیہ السلام کی دعا سے حجر اسود بزبان فصیح گویا ہوا اور محمد
بن حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے محمد امامت وصایت بعد حسنین حق علی ابن
حسین است ہکذا عبارت جامی۔
ایک مرد اور عورت کے ہاتہہ حجر اسود پر چسپان ہو گئے کسی طرح علیحدہ نہو سکے
آپ کے ہاتہہ مس کرنے سے الگ ہو گئے امام محمد باقر علیہ السلام نے پس دیوار
کا حال بجنسہ دیکہا اور فرمایا کہ دیوار ہماری نظر کے حائل نہین ہو سکتی ہے
امام علی نقی علیہ السلام نے تصویر شیر کیطرف اشارہ کیا اور متوکل عباسی کو دریا

مین اُس تصویر نے اصلی جسم شیر کا بنکر شعبدہ باز ہندی کو بحکم امام چیر ڈالا۔
راوی کہتا ہے کہ امام خاتم ایک عورت تہی اسکے پاس ایک پتہر تہا کہ جسپر جمیع ائمہ
اہل بیت کے مواہیر ثبت تھے میرے روبرو امام حسن عسکری علیہ السلام کے
پاس پیام غائم لایا آپ نے مہر کردی پتھر مثل موم ہوگیا کہ مہر اسپر اوکھڑ آئی۔ یہہ
روایت بہی حامی نے شواہد مین لکہی ہے اور اثبات امامت کے لئے بہی یہہ روایت
موید ہے۔

اب ہر شخص عاقل اس امر مین غور کرسکتا ہے کہ امامت و خلافت کے لئے احق کون
ہے آیا نائب رسول وہ ہی شخص ہے کہ جسکی متابعت جمیع موجودات نے مثل نبی کے کی
ہے یا وہ شخص ہے کہ جسکی طرف صرف مجمع انسان مائل ہوگیا ہے
اور دیگر موجودات نے اسکی متابعت نہین کی اگرچہ بہ نسبت دیگر موجودات کے انسان
اشرف المخلوقات ہے مگر اسی قدر اسکی طبیعت مین مادہ عصیان و طغیان سے بڑہا ہوا
ہے بندہ ہائے نیک و فرمانبردار خدا و رسول بہت کم ہین عاصی و کافر بکثرت ہین
ملاحظہ کیجیے کہ خدا تعالے کی کسی مخلوق نے سوائے انسان کے خدائی کا
دعوی نہین کیا ہے حالانکہ بہ نسبت جن و ملائکہ کے انسان کی کچہہ بہی بساط نہین
ہے قوم جنات مین سب سے بڑا ذی اختیار اور دوامی زندگی والا معاملات دنیا و
طبایع انسان پر قادر شیطان لعین ہے بہ نسبت شداد فرعون کے اسکا دعوی الوہیت
بہی بہت زیادہ وقعت رکھتا تہا مگر اسنے خدائی دعوی نہین کیا اسی پر قیاس کرلو
انسان و سائر موجودات کو اسلئے ہمنے اس معاملہ مین دیگر موجودات کو انسان پر
ترجیح دی ہے اور خود اہل تسنن بہی یقیناً اس امر کو قبول کرینگے کیونکہ اصحاب ملۃ کے
بعد اجماع انسانی کے کل انکی نگاہون سے بہی گری ہوئی ہے کیا وہ اپنے دل مین
یہہ خیال نکرتے ہونگے کہ جناب علی مرتضے اور معاویہ مین کیا نسبت ہے یا جناب

سبط رسول امام حسین علیہ السلام اور یزید لعین مین کیا فرق ہے دیکھو یہی طبقہ انسانی
کربلا کے میدان مین ایک فاسق و فاجر اور منافق کے ہمراہ ہوکر امام حسین علیہ السلام
سے لڑا اور کیا کیا تکالیف اور اذیتین اس معصوم کو پہونچائین جگر گوشہ رسول کو
چھوڑکر بمقابلہ اُسکے جگر گوشہ ابوسفیان کے ہمراہی بنے اور سب جانتے تہے کہ ابوسفیان
وہ ہے جو رسول خدا سے لڑا اور دندان مبارک شہید کیا اسی کی جورو نے بوجہ عناد
قلبی حضرت امیر حمزہ عم رسول خدا کو مثلہ کیا اور جگر اُنکا نکال کر کھایا انھین سے معاویہ
پیدا ہوا جو بہتر لڑائیان حیدر کرار سے لڑا جنکے حق مین رسول خدا فرماتے ہین
اَنَا حَارِبٌ لِمَنْ حَارَبَہُمْ وَاَنَا سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَہُمْ ۔ یعنے مین لڑنے والا ہون
اُس شخص سے جو (علی و فاطمہ و حسنین) سے لڑے اور صلح کرنے والا ہون
اُس سے جو اُن سے صلح کرے اسی کی اولاد سے یزید تہا اور پشتینی عداوت و دشمنی
انکی خاندان نبوت سے سب لوگون پر ظاہر تہے اور خوب جانتے تھے کہ حسین جگر گوشہ
رسول الثقلین ہین پس انکو چھوڑکر یزید کی طرف رجوع ہونا یا اُنکے ذریت رسول
کو چھوڑکر منافقین مروانیہ و عباسیہ کی طرف رجوع ہونا فقط فرقہ انسانی ہی کا کام تہا
پس جبکہ ایسے بڑے بڑے صاف اور روشن معاملات مین کہ رات اور دن کا
فرق تہا حضرات انسان نے یہ انصاف کیا ہے تو کیا امید باقی رہی کہ بمقابلہ
حضرت علی مرتضےٰ اور اصحاب ثلثہ کے فرقہ انسانی کی راے راست پر ہی ۔ اسبات کا
یہہ جواب ہوسکتا ہے کہ سب ایک قسم کے نہین ہوتے وہ لوگ کہ جنھون نے
حسین کو ترک کرکے یزید کو قبول کیا شقی اور مردود تہے لیکن بہت آسانی سے
اسکی تردید ہوسکتی ہے کہ کیا اس زمانہ مین سواے بہتر تن کے سب شقی اور بے ایمان ہی
لوگ تہے حرمین کے شرفا اور صحابی زادے اہل شقاوت کی کارروائی سے
ناراض نہین ہوے بلکہ بخوشی خاطر یزید سے بیعت کرلی اگر وہ لوگ اہل ایمان ہوتے

تو ضرور قرابت رسول کی رعایت کرتے اُس زمانہ مین فوج و لشکر نوکر رکھنے کا دستور نہ تھا کہ یہ مجبوری ہوتی کہ یزید صاحب لشکر ہے مسلمان لوگ اسکے مطیع ہو جاتے وہ خلیفہ بنگیا اگر جملہ مسلمان کو پاس و لحاظ رسول ص کا ہوتا تو کیا یزید یہہ دو بھائی کفار کی فوج لیکر مسلمانون کے ساتھہ لڑتا۔ واے بر حال ابن عمر کہ حضرت علی ع کی بیعت سے انکار کرے اور یزید کی بیعت اختیار کرے۔

جناب امیر جیسے خلیفہ برحق کو تو مسلمان خلافت سے خلع کرین اور امام حسین علیہ السلام و جملہ ذریت رسول کی شہادت و تباہی کے بعد ہی صحابی و اصحاب زادگان یزید کی بیعت متمسک نہ کرین کیا انصاف والے لوگ ایسے عقیدہ کو مسلمانی عقیدہ تصور کرینگے اور جو لوگ درپے تحقیق ہین کیا اس بارے مین وہ کچھہ بھی خوض نہ کرینگے اور اسکی وجہ اور سبب تلاش کرنے مین ساعی نہ ہونگے۔

وجہ اسکی صاف طور پر یہہ ہے پائی جاتی ہے کہ منافق اور دشمن خاندان نبوی زیادہ تھے اور مومن پاک اعتقاد محب رسول و آل رسول بہت ہی کم تھے۔ گو یہ بات درست ہے کہ پکے مومن اور محب وہ ہی لوگ تھے کہ جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھہ شہید ہوئے یا جنہون نے بعد اسکے عوض لینا چاہا اور اپکے منافق اور دشمن خاندان نبوی وہ ہی لوگ تھے کہ جنہون نے امام حسین کو شہید کیا اور بعد مین محبان اہل بیت سے لڑے اور اونکو اذیتین پہونچائین مگر وہ لوگ بھی الزام مغائرت سے بری نہین ہین جو دونون طرف کی خیر مناتے تھے اور کسی طرف نہین بولتے تھے گویا وہ قتل و تباہی خاندان نبوت اور ترقی دولت اعدائے رسالت سے رضامند تھے اگر رضامند نہوتے تو ضرور مختار کے گروہ کی طرح اہل مدینہ وہ بھی ماتھہ پیر ملاتے۔ بس انکے نزدیک جناب محمد رسول اللہ اور ابو سفیان مین اور جناب علی مرتضےٰ اور معاویہ مین اور جناب امام حسین ع

اور یزید مین کچھہ فرق نہین ہے۔ پس جو لوگ ایسے فرق ہین مین کہ جسپر رات اور دن کی مثال صادق آتی ہے تمیز نکر سکے اور دیدہ و دانستہ اونھون نے ایمان و اسلام رعایت کو چھوڑکر صریح کفر و نفاق کی رعایت اور حمایت کی تو مین کس طرح کہہ سکتا ہون کہ اونھون نے معاملہ حضرت مرتضیٰ اور اصحاب ثلثہ مین انصاف کی کارروائی کی ہوگی۔ اُن دونون زمانون مین کچھہ بھی فرق نہ تھا بہت سے لوگ حضرت ابو بکرؓ کے بیعت کرنے والے یزید کی بیعت مین زندہ و سلامت و موجود تھے اُسوقت کے مسلمانون کا طریقہ قسم وار تیرہ سو برس گذرے اتک موجود ہے تو کیا دس بیس برس مین کچھہ تغیر آگیا تھا اگر کسیکو یقین نہ آوے دیکھہ لیوے کہ جیسا امام حسین علیہ السلام کے زمانہ مین مسلمان تین گروہ پر منقسم تھے بعینہٖ اُسی طرح اب بھی تین گروہ ہین۔ اول وہ مومن پاک اعتقاد تھے کہ جنھون نے ذریت رسول پر اپنی جان فدا کی اور بعد مین بھی دریغ نہ کیا۔ دوسرے گروہ دشمنان خاندان نبوت کہ جنھون نے قتل اولاد رسول جایز رکھا اور طرح طرح سے اونکو تنگ کیا۔ تیسرا گروہ مسلمانون کا ہے وہ کہ جسنے دونون سے کنارہ کیا اور اوسط درجہ کو خیر الامور پر قرار دیکر اپنے دل کو سمجھایا کہ تمھین کیا غرض ہے کسیطرف شامل نہو۔

حالانکہ ایمان اور کفر کا اوسط خیر الامور نہین ہے بلکہ وہ بھی مثل کفر ہے۔

اب ان ہر سہ فرقات کو مسلمان مین باوجودیکہ تیرہ سو برس کے قریب گذر گئے ہین ہم بآسانی شناخت کر سکتے ہین اور اوسی سابقہ حیثیت کے ساتھہ آپ بھی ملینگے دیکھو فرقہ اول کو محبان اہلبیت شیعان موجود ہین دشمنان و قاتلان اہلبیت سے اب لڑنا بھڑنا غیر ممکن ہے تو وہ بیچارے اپنی زبان سے امت و ملامت کرکے اپنے دل کے بخارات نکال لیتے ہین۔ دوسرا گروہ خارجی اور ناصبیون کا ہے

اب امام حسین علیہ السلام اگر موجود نہین ہین تو بجائے تیر و شمشیر کے اپنی زبان کو استعمال
مین لاتے ہین۔ چنانچہ کسیکا شعر ہے فرد

یک حسینے نیست کان گردد شہید ورنہ بسیارند در دنیا یزید

تیسرا گروہ ثالث بالخیر بیشک فرقہ سنت و جماعت ہے کہ ادہر تو اہلبیت کے مصائب
تک اونکا سننے کو دل نہین چاہتا اُدہر قاتلان اہلبیت تک کے لئے لعنت بہی گوارا
نہین کرتے دونون سے بے تعلق ہین بس جبکہ اسقدر عرصہ دراز کے بعد وہی صورت
عقائد اہل اسلام کی یکسنہ موجود ہے تو کوئی وجہ نہین ہے کہ خلفاء ثلثہ کے زمانہ
کے عقائد خلافت معاویہ و یزید بدل گئے ہون لہذا اس مین کوئی شک
نہین ہے کہ وفات رسول خدا کے بعد اونکی اہلبیت کے دوست اور محب
بہت ہی کم تہے اور باقی دو فریق بہت زیادہ تہے یزید کے مطیع تو لاکہون
اور امام کے مطیع بہتر عجب افسوس کا مقام ہے وہ درمیانی فرقہ شامل یزیدیون کے
تہا کیونکہ اونہون نے جیسے ترک نصرت امام حسین علیہ السلام کے کرتے تہے ویسے
ترک بیعت یزید کی نہین کی تابزیست جملہ صحابی و صحابی زادگان اُسکے مطیع و فرمانبردار
رہے ایسا ہی بعد اوسکے مروان اور اوسکی اولاد کے مطیع رہے اور یہانتک
اس فرقہ ثالث کو اختلاط رہا کہ اب مابین اونکے کوئی فرقہ مابہ التمیز باقی نہین ہے
اس زمانہ مین وہ سب ملے جلے ہین آپنے اپنے ذاتی عقیدہ سے شناخت
ہو سکتے ہین خوارج مسقط سلیمان آل ابوسفیان نہین ہین انکو ہر سہ
فرقات سے تعلق نہین ہے البتہ محب شیخین ہین اور بعد مین فرقہ سنت و جماعت
سے الگ ہو گئے ہین قسم دوم مین جو لفظ خوارج ہمنے استعمال کیا ہے وہ اونسے
مراد نہین ہے بلکہ نواصب سے مراد ہے جو اہل تسنن مین بوجہ اوسی وحدیث بیعت یزید
و آل مروان کے ملے جلے ہین۔ اور خوارج مسقط یزید وغیرہ سے بہی قطع تعلق

کرکے علیحدہ ہوگئے تھے اب اہل انصاف فرقہ انسان کو بہ نسبت دیگر موجودات کے
ضرور نامعتبر تصور کرینگے اور تشخیص امام برحق کے لئے اجماع امت کا ہرگز اعتبار
نکرینگے اُسوقت کے انسان معلوم ہوتا ہے کہ بہت طماع اور لالچی تھے۔ فرق
درمیان اصحاب ثلثہ اور حضرت علی مرتضیٰ کے جو کچھ تھا وہ بہ نسبت اوس فرق
کے جو درمیان امام حسین علیہ السلام اور یزید لعین کے ہے نہایت دقیق اور باریک تھا
اصحاب ثلثہ کی نسبت فرقہ شیعہ کو بھی کسی فسق و فجور ظاہری کا اعتراض نہیں ہے۔ اور
دیگر فرقات اسلام اونکی صحابیت اور اعلیٰ مدارج کے قایل ہین۔ اور یزید لعین کی
نسبت تو کسی فرقہ مسلمان کو شک نہین ہے۔ بلاشبہ سبکے نزدیک وہ بڑا فاسق
و فاجر تھا اور منافق پس جس گروہ نے بوجودگی سبطار سول اللہ یزید سے بیعت کی
اور بعد شہادت اہلبیت اوس بیعت کو قایم رکھا تو اوس فرقہ سے یہ امید رکھنا کہ
اونہون نے حق و باطل کی تمیز بمنزلہ علی مرتضیٰ علیہ السلام اور اصحاب ثلثہ کی ہوگی
بیشک بہت بڑے اجہل اور مجنون کا کام ہے جن لوگون نے دن رات مین فرق
نہین کیا وہ صبح شام مین کیا فرق کرسکتے تھے۔ جنکو طمع نے ایسا اندہا کردیا
تھا کہ امام حسینؑ جگر گوشہ رسول الثقلین کے ترک نصرت کرکے ایسے کھلے ہوئے
منافق اور فاجر و فاسق کی بیعت کا حلقہ گردن مین مثل طوق لعنت کے ڈالا وہ
کب خیال کرسکتے تھے کہ بمقابلہ اصحاب ثلثہ کے حضرت مرتضیٰ علیؑ زیادہ مستحق
خلافت ہین یا نہین اور جسوقت ہم اپنے موقع پر حالات اجماع بیان کرینگے
سبکو کیفیت اجماع بھی منکشف ہوجاویگی۔

صفت پنجم نایب رسول اللہ کی یہ ہے

کہ علم لدنی جیسا کہ انبیاء مرسلین کو حاصل ہوتا ہے ویسا ہی نایب مرسل کو حاصل

ہونا چاہیے اور جن جن طریقون سے پہلے انبیا تابعین رسالت کو یہ علم حاصل ہوا ہے
اُنہین طریقون سے اس رسالت کے نایبان کو حاصل ہوا ہو۔
واضح ہو کہ علم لدنی سے مراد وہ قدرتی علم ہے کہ بغیر تعلیم انسانی محض خدا تعالے
کی قدرت سے اوسے حاصل ہوا ہو اور باعتبار معنی لغوی کے وہ خدا کے پاس کا
علم ہے انبیا و مرسلین کے لئے ضروری بات ہے حاصل ہونا اس علم کا اور درحقیقت
ایک جزو اعظم ہے نبوت کا اور جبکہ جزو اعظم نبوت کا ہے تو نایب رسول اللہ کے لئے بھی
نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ کیونکہ نایب رسول وارث رسول ہوتا ہے اور رسالت
کی وراثت یہہ ہے علم لدنی ہے۔ یہہ صفت ایسی مقدم صفت ہے کہ خاص نفس رسالت سے
متعلق ہے بغیر اسکے نہ رسول ہو سکتا ہے نہ نبی ہو سکتا ہے نہ نایب رسول ہو سکتا ہے
اگرچہ اور صفات ماسبق بھی نہایت اہم اور ضروری ہین مگر فرق یہہ ہے کہ یہ صفت مثل
نزول وحی خاص نفس رسالت سے متعلق ہے اور معجزہ و عصمت وغیرہ داخل شہادت
رسالت ہین اور نفس شے مقدم ہے اوسکی شہادت سے اسلئے اسپر زیادہ استدلال
کی حاجت نہین ہے۔ اگر بعد پیغمبر خدا کے کوئی شخص عالم علم لدنی پایا جاوے تو
اُسیکو نایب رسول سمجھنا چاہیے اور اگر وہ دعویدار نیابت بھی ہو تو سبحان اللہ اور دیگر
اوصاف بھی اوسمین پائے جاوین تو یہہ سنکر اونکا قریب بکفر ہے اور کسی دعویدار نیابت
مین یہ صفت ثابت نہو تو اوسکا دعوائے نیابت محض باطل ہے اور جبکہ دیگر اوصاف
بھی اوسمین نہون تو اوسکا معتقد بھی بدرجۂ کفر پہونچتا ہے قرآن شریف سے بھی یہہ امر ثابت
ہے کہ خلیفہ سب سے زیادہ اعلم ہو۔ چنانچہ جب خداوند تعالے نے آدم علیہ السلام کو پیدا
کیا اور چاہا کہ اپنی تمام مخلوقات مین اوسکو برگزیدہ کرکے خلیفہ مقرر کرے تو ملایکہ
کو اس حال کی اطلاع ہوئی تو عرض کی اے بارخدایا کیا تو زمین پر اس شخص
کو خلیفہ کرتا ہے کہ جو فساد کریگا اور خون بہائیگا اور نافرمانی کریگا دیکھہ تو ہم تیری تسبیح

عبادت کرتے ہین مطلب ملائکہ کا یہہ تہا کہ ہم بہ نسبت آدم کے زیادہ تر مستحق خلافت کے
ہین تو دیکہو اوسوقت اللہ تعالےٰ نے فقط علم کے ذریعہ سے آدم کو فوقیت اور ترجیح ملائکہ
پر دیکر فرشتون کو قائل کیا۔ یعنی آدم کو تمام مخلوق کے اسما کا علم عطا کیا اور بہر بغرض
حجت تمام کرنے کے ملائکہ کا امتحان بمقابلہ آدم کے لیا ملائکہ اپنی بیعلمی پر معترف
ہوئے اور آدم بوجہ علم کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ دیکہو سورۂ بقر پارہ الم مین یہہ قصہ
درج ہی اس سے ثابت ہوا کہ علم خلیفہ کے لیئے لازمی امر ہے۔ اسلیئے تحقیقات اس صفت
کی ضروری ہے۔ اسلیئے ہم تحقیقات اسکی کتب اہل تسنن سے کرتے ہین۔
اب ہمکو اول حضرت ابوبکرؓ کی نسبت دیکہنا چاہیئے کہ کتب معتبرہ سے انکی نسبت حصول
علم لدنی یا وصی رسول اللہ ہونا ثابت ہے یا برعکس اسکے۔ ہم جہانتک تلاش کرتے
ہین کسی عالم فرقۂ سنت وجماعت کا یہہ قول نہین دیکہتے کہ جناب رسولخدا نے حضرت ابوبکرؓ
کو تعلیم علم لدنی کی فرمائی ہے اور اونہون نے حضرت عمرؓ کو سکہلایا ہے اور حضرت عمرؓ
نے اسیطرح اپنے مابعد کو بتلایا ہے نہ یہہ امر ثابت ہے کہ کبہی اون بزرگوارنے اس
امر کا دعویٰ کیا۔ نہ وہ قریب وفات رسول خدا کے پاس پہونچ سکے شاید دو یا تین روز
پیشتر سے یہ لوگ دولت قربت سے نبی کے محروم تھے۔ بروایت بخاری جب قصۂ دوات
وقلم پر آپنے خفا ہوکر ان لوگون کو فرمایا قوموا عنّی یعنی اوٹہہ جاؤ میرے پاس سے پہر انکو
تا بزیست زیارت حضرت کی میسر نہین آئی۔ اہل تسنن کی کتب معتبرہ وغیر معتبرہ سے بہی
حصول علم لدنی اور وصیت نسبت اصحاب ثلثہ ثابت نہین ہے۔
اب ہم متوجہ ہوتے ہین طرف علیؑ مرتضیٰ صلوات اللہ علیہ السلام کے۔ اسوقت اداب
مناظرہ ہمکو اس امر کا مانع نہین ہے۔ کہ کتب شیعہ سے اثبات وصیت وعلم لدنی کرین
کیونکہ کتب اہل سنت وجماعت سے جب اونکے معتقد الیہ کی نسبت اثبات نہو سکا تو
بجواب اوسکے کتب شیعہ سے اونکے معتقد الیہ کی نسبت اثبات بہم پہنچا سکتے ہین مگر ہم

۱ اعلیٰ ہذا القیاس وصیت کے لیے یہی کیفیت ہے کہ حضرت رسولخدا نے کسی امر میں خلیفہ اول کو اپنا وصی مقرر نہین کیا ہمنے اوس بزرگوار نے اس امر کا دعویٰ کیا۔

بمزید احتیاط ہرگز کتب اہل تشیع کیطرف توجہ نہین کرتے اور خیال کرتے ہین نہ جب
کتب اہل تسنن سے اصحاب ثلثہ کے علم لدنی و وصیت کی نفی اور حضرت مرتضی کے
علم اور وصیت کا اثبات ہوگا تو پھر کسیکو موقع گفتگو باقی نہ رہیگا بنزلہ اقبال خود تصور ہوگا
اسلئے ہم تحقیقات اسکی کتب اہل تسنن سے کرتے ہین۔ کتب سیر و احادیث اہل تسنن
مثل معارج النبوت و مدارج النبوت محقق دہلوی و حبیب السیر وغیرہ کتب سیر و احادیث
سے ثابت ہے کہ آخر وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت مرتضی
علی علیہ السلام کے زانو پر ہوا اور مثل طریقہ انبیا سلف تعلیم علم لدنی اور برکت و وصیت
فرمائی۔ لعاب دہن اپنا رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو چٹایا سینہ سے سینہ ملایا۔ ابتدا
اس قصہ کی یہ ہے کہ جناب سیدہ بالین رسولؐ خدا پر موجود تہین کہ اول رسولؐ خدا نے
فرمایا کہ اے فاطمہؑ حسنینؑ کو بلاؤ چنانچہ تشریف لائے اور سینہ رسولؐ خدا پر سر رکھکر
رونے لگے اور رسولؐ خدا بھی روئے بعد اسکے حضرت علیؑ مرتضی کو پاس بلایا کہ جناب
فاطمہؑ بالین سے علیحدہ ہوئین اور حضرت علی علیہ السلام وہان بیٹھے اور گود مین یا زانو پر
رسولؐ خدا کا سر رکھا اور تعلیم و وصیت اوسوقت عمل مین آئی بعضے نامحقق علما نے یہ
لکھدیا کہ حضرت کا آخری وقت عایشہؓ کے زانو پر ہوا۔ یہ قطعی موضوعی روایت ہے شیخ المحدث
محقق دہلوی نے حضرت عایشہؓ کے اس فخریہ قول کا بطلان کیا ہی بلکہ یہ صاف لکھدیا
کہ یہ قول بی بی عایشہؓ کا فخریہ ہے اور روایات معتبرہ سے اسکا بطلان ہوتا ہے
ثابت ہے کہ عایشہؓ اور حفظہؓ اور اونکے گروہ کی امہات المومنین تین روز سے علیحدہ
تہین رسولؐ خدا کے پاس نہ تہین صرف جناب سیدہ اور حضرت ام سلمہؓ کہ انکا گروہ حضرت
عایشہ سے الگ تہا حاضر خدمت تہین۔ محقق دہلوی بعد بطلان قول حضرت عایشہ
یہ لکھتے ہین کہ جب حضرت نے حسنینؑ کو طلب کیا اور اونکے بعد حضرت علیؑ کو بلایا تو بی بی
عایشہؓ از خود بغیر بلائے آئین اور طالب وصیت ہوئین اور اونکے ساتھی بی بی حفظہؓ

بھی آئین مگر رسول خدا نے یہ فرمایا کہ تمکو وہ وصیت کافی ہے جو کل کے روز کی گئی یہ فرما کر
رخصت کیا۔ بی بی عائشہؓ نے اس سے بڑھکر ایک اور فقرہ بیان فرمایا کہ بوقت نزع جب
رسولؐ خدا کو تکلیف ہوئی کہ روح آپکی جسم سے علیحدگی نہ کرتی تھی تو اللہ تعالےٰ نے
ایک حور کو بصورت عائشہؓ متمثل کرکے جنت مین دکھلایا تب روح مطہر حضرتؐ کے جسم سے
علیحدہ ہوکر عائشہؓ کے شوق مین جنت گئی نعوذ باللہ من ذالک رسولؐ خدا پر ایسی
تہمت لگائی گئی ہے کہ گویا اشتیاق لقائے الٰہی سے زیادہ شوق عائشہؓ کا تھا یہ روایت
محض افترا ہے اور راویہ اُسکی خود ام المومنینؓ ہین کوئی شخص جسمین شمہ بھر بھی ایمان
ہوگا کبھی ایسا گمان بھی حضرت کیطرف نہ کرسکیگا۔
ہمنے اکثر احادیث موضوعہ کی نسبت لکھا ہے کہ دروغگو کی مخفی نہین رہسکتی وہ ہمارا اقرار
کیا ہوا اصول اس روایت پر بھی صادق آگیا خداوند کریم دروغگو کو ہمیشہ فضیحت کرتا ہے
اور اوسکی زبان سے ایسے الفاظ نکلوادیتا ہے کہ وہ خود بخود نادم ہوجائے اور افترا
پردازی اوسکی ہرگز نہ چل سکے۔ اب اہل تحقیق غور فرماوین کہ خدا کے گھر کی باتین
فرشتہ بیان کرے یا نبی بیان کرے اس حال کی وحی کسکے پاس آئی تھی بی بی عائشہؓ نے
نبوت کا دعوی نہین کیا کہ اونکے پاس وحی آئی ہوتی اُنکے والد ماجد پاس بھی
نزول جبرئیل نہتا پھر کسطرح اونکو یہ قصہ معلوم ہوا کہ حور جنت مین بتمثل میری صورت
سے کی گئی۔ مین ایسے علما کی عقل پر سخت نفرین کرتا ہون کہ جنہون نے ایسی روایت
صریح البطلان کو یقینی تصور کیا ہے۔ دو حال سے خالی نہین کہ یا تو خود ام المومنین
نے اپنی بڑائی اور فخر مین یہ تہمت خدا اور رسول پر باندہی ہے یا بعد
کے خانہ زادان شیخین نے ازدیاد محبت مین اپنا ایمان برباد کیا ہے مگر شیخ
عبدالحق محدث دہلوی نے اس روایت کو خاص حضرت عائشہؓ سے بیان کیا ہے
یہ امر ثابت ہے کہ رسولؐ خدا نے حضرت ابوبکرؓ کو تعلیم نہین فرمائی نہ اُنہون نے

خلیفۂ ثانی کو نہ خلیفۂ ثانی نے ثالث کو جیسا کہ ہم آیندہ وصیت آیمہ اہلبیت یکے بادیگرے ثابت کرینگے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص مثل راوی روایت سابقہ بروے بہتان اس امر کا دعوی بھی کرے تو خلافت ثالث کے لئے وصیت ساقط ہوتی ہے کیونکہ بوقت وفات خلیفہ ثانی کوئی شخص خلیفہ ثالث تجویز نہین ہوا تھا۔ نیابت برحق مین یہ ہوا ہے کہ اگر بوقت وفات امام جانشین حاضر نہین ہے تو صدہا کوس سے بروئے اعجاز پہنچایا گیا ہے امام رضا علیہ السلام کی وفات کا حال دیکھو۔

صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا نے اپنی وفات کے قریب حضرت علیؑ کو وارث علوم انبیا قرار دیکر وصی مقرر کیا۔ لفظ وصی پر بہت سے نواصب یہ دلیل لاتے ہین کہ کسی اپنے معاملہ مین یا اپنی زوجات کے معاملے مین وصیت کی ہوگی مگر ہم اس امر کو بخوبی صاف طور سے ثابت کرینگے کہ وہ وصیت مشعر بعلوم لدنیہ ورموز نبوت ہے اور یکے بعد دیگرے وہ وصیت دوازدہ امام علیہم السلام تک پہونچی ہے اگر کسی خاص معاملہ کی ہوتی تو حضرت علی علیہ السلام پر ختم ہو جاتی اور حجر الاسود امامت و وصایت علی بن الحسین پر گواہی نہ دیتا۔

یہہ امر بھی ثابت ہے کہ حضرت رسولخدا نے پیشتر بھی تعلیم علم لدنی کی حضرت علیؑ کو فرمائی تھی اور دنیا مین ذریعہ حصول علم حضرت علیؑ کو قرار دیا چنانچہ فرمایا رسولخداؐ نے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا وَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِ الْبَابَ یعنی مین علم کا شہر ہون اور علیؑ اوسکا دروازہ ہے جو کوئی ارادہ علم حاصل کرنیکا کرے وہ دروازے کی طرف رجوع کرے۔

یہ امر پوشیدہ نہین ہین کہ مراد اس علم سے علم لدنی ہے کیونکہ رسول خدا اُمّی محض تھے علوم ظاہری اور لکھنے پڑھنے سے کچھہ بھی سروکار نتھا اس حدیث مین بھی لوگون نے جعل بنایا کو علماے محققین نے اوس جعل کو نکال دیا مگر غلامان تثلیث مثل محرّفین انجیل

نہ ہو کے لیکن وہ وضعی احادیث کے دریافت کا اصول اسمین بہی موجود ہی۔ خیانت کرنا
حضرت علیؑ کے حقوق مین چاہا تہا مگر وہ دست درازی مثل حملہ عقبہ ظاہر ہوگئی اور علما
نے رسولخدا کے منصب پر دست اندازی دیکہکر روایت کو مردود کیا۔ اگر صرف حضرت
علیؑ کے منصب پر دست اندازی ہوتی تو علمائے اہل تسنن اوسکی تردید نکرتے بنیاد اور
دیوارین اور سقف نے شہر کو گہیر لیا اور دروازے مین مخل نہو سکے۔ مفصل تذکرہ اسکا
ہمنے صفت اول کی تحقیق مین لکہا ہے۔

جامی نے شواہد مین یہ خطبہ جناب علی مرتضیٰ کا نقل کیا ہے۔ سلونی عما دون
العرش فان ما بین الحوایا علما جما ھذا العاب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ والہ وسلم فی فمی ھذا ما زقنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ و
سلم زقا زقا فو الذی نفسی بیدہ لو اذن للتورۃ والانجیل ان یتکلما او
ضعت وسادۃ فاخبرت بما فیھما فصدقانی علی ذالک یعنی سوال کرے اور
پوچہے مجسے جسکا جی چاہے ہر چیز کی بابت سوائے عرش کے بدرستیکہ درمیان دونون
پہلو میرے کے (یعنی درمیان سینہ کے علم کثیر ہے ببرکت لعاب دہن رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بیچ میرے کے۔ یہ وہ علم ہے کہ خورش دی مجہکو رسول خدا نے
خورش دادنی (یعنے جیسا کہ خورش دینے کا حق ہے) پس قسم ہے اوسکی جسکے قبضہ
مین میری جان ہے اگر حکم دون توریت و انجیل کو کہ وہ بولین البتہ تکلیم رکتا ہون مین
پس خبر دون اُس چیز سے کہ جو درمیان ہر دو کتاب کے ہے پس راست گو جانین
وہ دونون کتابین مجہکو اور خبر دینے میرے کے۔

معجزات جناب امیر علیہ السلام مین ہمنے اس خطبہ کو شواہد سے نقل کیا ہے۔
انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وارث نبی اللہ الرحمۃ۔ منم آنکہ سیدۃ النساء اہل الجنۃ
منم سید اوصیا خاتم ایشان۔ منم ہر کہ غیر از من این دعوی کند خدا یتعالے اورا

بہ بلائے گرفتار گردانند۔

معجزات مین قصہ نکالنے چشمہ قریب دیر اور دریافت کرنا راہب کا لکھا گیا ہے کہ اوسنے یہ پوچھا کہ حضرت امیر سے کہ تم نبی ہو یا فرشتہ آپنے فرمایا کہ مین وصی پیغمبر آخر الزمان ہون تبسوہ راہب ایمان لایا اور یہہ کلمہ پڑہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ بجملہ یہہ نقل شواہد کی ہے مگر نہ معلوم اب سنی لوگ کیون لفظ وصی سے چڑہتے ہین بعد وفات جناب امیر علیہ السلام کے ندائے غیب مکان کے اندر سے آئی کہ جامی نے لکھا ہے باین عبارت کہ محمد در گذشت و وصی او شمید شد نگہبانی امت کہ تواند کرد۔ دیگر سے گفت ہر کہ سیرت ایشان ورزد پیروی ایشان کند۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی پدر بزرگوار شاہ عبد العزیز ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا مین ایک خطبہ نقل کرتے ہین جو امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے بعد شہادت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام کے پڑہا۔ امام حاکم نے روایات شرفا و سادات عظام سے اوسکو لکھا ہے۔ وھو ھذا۔

قال خطب الحسن بن علی علی الناس حین قتل علی فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال لقد قبض فی ھذہ اللیلۃ رجل لا یسبقہ اولون بعمل ولا یدرکہ الاخرون وقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعطیہ رایتہ فیقاتل وجبریل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ فما یرجع حتی یفتح اللہ علیہ وما ترک علی الارض صفراء ولا بیضاء الا سیعمایہ ودراھم فضلت من عطایاہ اراد ان یبتاع بھا خادما لاھلہ ثم قال ایھا الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسن ابن النبی وانا ابن الوصی وانا ابن البشیر وانا ابن النذیر وانا ابن الداعی الی اللہ باذنہ وانا ابن السراج

المنیر وانا من اهلبیت الذی کان جبریل ینزل الینا ویصعد من
عندنا وانا من اهلبیت الذی اذهب الله عنهم الرجس ویطهرهم
تطهیرا وانا من اهلبیت الذی افترض الله مودتهم علی کل مسلم
فقال تبارک وتعالے ومن یقترف فزد له فیها حسنا فاقتراف
الحسنة مودتنا اهل البیت۔ امام نسائی نے اس روایت کو تاویخ خادما
لاهله لکھا ہے اور ترمذی نے بروایت صحیحہ قول ابی سعید خدری اسقدر اور زیادہ
لکھا ہے قال ان لنا لتعرف المنافقین نحن معاشر الانصار ببغضهم علی ابن
ابیطالب وعن ام سلمة تقول کان رسول الله صلی الله علیه واله
وسلم لا یحب علیا منافقا ولا یبغضه مومن۔ اس خطبہ جلیلہ سے مقصود استقام
پر ثابت کرنا لفظ وصی کا ہے۔ دیگر فضائل سے اور مقامات پر اقتباس کیا جائیگا
علی مرتضی کا وارث و وصی رسول ہونے سے اجلہ علمائے اہلسنت و الجماعت نے
اعتراف کیا ہے چنانچہ ہم ایسے شخص کا قول لکھتے ہیں کہ کسی اہل تسنن کو پھر
جائے گفتگو نہیں یعنی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفاء میں بذکر جناب
علی مرتضی علیہ التحیۃ ولثنا لکھا ہے باین عبارت۔

از انجملہ حمیت قوم خود مثلاً اہتمام در اتمام منصب او کردن و برائے نصرت او ہمت
تو یہ بکار بردن و غالباً این فضیلت در اشراف ناس مخلوق میشود و چون فیض الٰہی
داعیہ اعلائے کلمۃ اللہ در نفس او فرو ریخت از میان اخلاق جمیلہ این خلق
خدمت او شود و آن معنی عقلی را مشروح ساخت پس مقامے شگرف بہم رسید
کہ تعبیر از ان باخوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و موالاۃ او و بلفظ وصی
و وارث و امثال آن کردہ میشود۔ مثلاً۔ فقال انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ
وَاَخْرَجَ الحاکم عن ابن عباس رضی الله عنه قال کان علی یقول

افائن مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لاانقلب علی اعقابنا
بعد اذھدینا اللہ واللہ لاین اللہ مات اوقتل لاقاتلن علی ماقاتل علیہ
حتی اموت واللہ انی لاخوہ وولیہ وابن عمہ ووارث علمہ فمن احق
بہ منی اخرج الحاکم عن ابی اسحٰق قال مسئلت فثم بن عباس
کیف ورث علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم دون کم قال
لانہ کان اولنا بہ وبرا واشدنا لزوقا۔ اگرچہ وراثت سب
چیز کی وراثت ہے مگر علماے اہل سنت جب قول ہذیانی واتہام لاترث پر توجہ
کرینگے تو فقط وراثت علم کہینگے ھو المراد۔
اگرچہ بوقت وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بابت علوم لدنی بذریعہ
لعاب دہن تعلیم فرمائی اور وصیت کرکے وصی ووارث علوم انبیا علیہم السلام گردانا
لیکن اس سے پیشتر اور بعد بہی چند ہوا قع ایسے حضرت علیؑ کو حاصل ہوئے کہ درہاے
جمیع علوم اونپر کہل گئے سب سے اول بوقت پیدایش حضرت مرتضیٰ کے
رسول خدا نے اپنی زبان حضرت علیؑ کے منہ مین دی اور دیر تک حضرت زبان
سے لعاب چوستے رہے یہی وجہ ہے کہ علوم ظاہری وباطنی مین بیظیر تھے۔
آیہ ۲۹ باب ۲۷ کتاب پیدایش توریت مین قصہ وصیت وعطائے برکت حضرت
علیہ السلام کا جبکہ اُنکے باپ نے اونکو جانشین کیا اسطرح لکھا ہے کہ حضرت
اسحٰق علیہ السلام نے فرمایا اے بیٹے مجھکو چوم یعقوبؑ نے چوما۔ پہر آپنے برکت
دی اور یہہ دعا کی کہ جو شخص اوسپر لعنت کرے وہ ملعون ہے اور جو اسکو
برکت دے وہ مبارک ہو بالکل یہی طریقہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام کے لئے
عمل مین آیا ہے اور یہی دعا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت علی علیہ
السلام کے لئے بعد جانشین کرنے کے فرمائی ہے۔

اللّٰھُمَّ وَالِ مَن وَالَاہُ وَعَادِ مَن عَادَاہُ وَانصُر مَن نَصَرَہُ وَاخذُل مَن خَذَلَہُ - علاوہ جناب علی مرتضیٰ کے ثابت ہوتا ہے کہ وصیت علوم نبوت کی درجہ بدرجہ امام دوازدہم تک پہونچی ہے - یہانتک کہ مصیبت معرکہ کربلا مین بھی یہ وصیت نظر انداز نہوئی اور عین معرکہ دار و گیر مین حضرت علی بن الحسین کو وصی و وارث انبیا قایم کیا - چنانچہ شواہد النبوت مین شہادت حجر الاسود بحق امام زین العابدین علیہ السلام اسطرح نقل کی گئی ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے حجر اسود سے یہ سوال کیا - کہ مارا خبر کن کہ امامت و وصایت بعد از حسین بن علی حق کیست حجر الاسود بر خود بجنبید چنانچہ نزدیک بود کہ از جائے خود بیفتد و بزبان عربی فصیح گفت اے محمدؐ (ابن حنیفہ) مسلّم دار کہ امامت و وصایت بعد از حسین ابن علی حق علی بن الحسین ست -

بوقت وفات حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے امام محمدؐ باقر علیہ السلام کو وصیت کی - ہکذا عبارت جامی - گفت اے فرزند وعدہ من امشب رسیدہ است و ویرا وصیت کرد - امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین بعبارت جامی کہ پدر من مرا وصیت کرد و گفت کہ تو مرا غسل دہی کہ امام را جز امام نشوید -

ابو نصیر نے امام محمدؐ باقر علیہ السلام سے سوال کیا - شما ذریت رسول اید - فرمود آرے - پیغمبر خدا وارث علم پیغمبران ست فرمود آرے - گفتم علوم ایشانرا میراث گرفتہ است گفت آرے - گفتم شما نیز میراث گرفتہ اند علم پیغمبر را گفت آرے گفتم شمارا قدرت آنست کہ مردہ را زندہ گردانید و کور مادر زاد را و ابرص را ابرا گردانید از کوری و برص و خبر کنید مردم را از انچہ در خانہائے خود میخورند وغیرہ می نہند - فرمود آرے باذن اللہ تعالےٰ -

بذکر امام جعفر صادق علیہ السلام لکھا ہے کہ درخت خشک خرما پر پھل آیا اور اعرابی

نے تعجب کیا باین عبارت جامی۔ اعرابی آنجا حاضر بود گفت ہرگز این چنین سحرے کہ امروز دیدم نہ دیدہ بودم امام جعفر صادق علیہ السلام فرمود کہ وارثان پیغمبرانیم درمیان ما سحرے وکہانت نمیباشد دعا میکنیم خدائے تعالے اجابت میکند۔ جبکہ انقی نے ارادہ قتل امام جعفر صادق علیہ السلام کا کیا اور اوسکو ایک اژدہائے عظیم نظر آیا اور اپنے مصاحبون سے اوسکا ذکر کیا اور اُن لوگون نے اوسکو سحر امام خیال کیا تو منصور نے کہا خاموش کہ این خاصیت اسم اعظم است کہ بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدہ بود کہ ہر چہ میخواست چنان میشد۔

ملا جامی لکھتے ہین وقد قیل ان کتاب الجفر الذی بالمعروف یتوارثہ بنو عبد المومن ھو من کلامہ۔ پھر کہتے ہین۔ این کتاب جفر مشہور است ومشتمل ست بر علوم واسرار ایشان وذکر آن در کلام علی بن موسی الرضا رضی اللہ عنہ صریح است آنجا گفت چون مامون دیر اولیعہد خویش ساخت۔

الجفر والجامعۃ یدلان علی خلافۃ ذالک وقال الصادق رضی اللہ تعالے عنہ علمنا غابر ومزبور ونکت فی القلوب ونقر فی الاسماع وعندنا الجفر الاحمر والجفر الابیض ومصحف فاطمۃ علیہا السلام وان عندنا الجامعۃ فیہا جمیع ما یحتاج الناس الیہ فیسئل عن تفسیر ھذا الکلام فقال اما الغابر فعلم ما یکون واما المزبور فالعلم بما کان واما النکت فی القلوب فوحی الہام واما النقر فی الاسماع فحدیث الملئکۃ علیہم السلام نسمع کلامھم ولا نری اشخاصھم واما الجفر الاحمر فوعاء فیہ سلاح رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم وہن تخرج حتی یقوم قائمنا اھل البیت واما الجفر الابیض فوعاء فیہ توریت موسی وانجیل عیسے وزبور داؤد وکتب اللہ الاولے

واما مصحف فاطمة علیها السلام ففیه ما یکون من احادیث واسماء
کل ما یملك الی یوم القیمة واما الجامعة فهو کتاب طوله سبعین
ذراعا املاء رسول الله صلعم من فیه وخط علی ابن ابیطالب
بیده فیه جمیع ما یحتاج الناس الیه الی یوم القیمة حتی ان فیه ارش
الخدش وجلدة ونصف جلدة۔

اب کوئی دقیقہ علوم نبوت کا باقی نہین رہا جو حضرت صادق علیہ السلام نے بیان
فرمادیا۔ سچ نے کبھی نہین سنا نہ کسی کتاب مین دیکھا کہ اسیطرح علوم کا حال خلفاے
ثلثہ یا دیگر ائمہ اہلسنت نے بیان کیا ہو پھر علوم انبیا سے انکو ورثہ وحصہ ملنا کیسے یقین
کیا جاوے قصہ وفات امام ضائن ثامن معجزات مین بیان ہوا ہے کہ جب مامون
عباسی نے انکو زہر دیا اور مکان پر تشریف لائے اور دروازہ مکان کا بند کرادیا انکے
بعد بیان راوی جامی نے اسطرح لکھا ہے۔ ناگاہ دیدم کہ جوانے در آمد خوبروے
دلشکوہے دلیرا رشبیہہ بر رضا علیہ السلام پیش وے دویدم وگفتم از کجا در آمدی کہ دربستہ
فرمود کہ آنکس مرا آورد کہ بیک ساعت از مدینہ بخراسان آورد پرسیدم تو کیستی فرمود
کہ من حجة الله محمد بن علی وپیش پدر در آمدم مرا نیز گفت کہ در آئی کہ چون رضا علیہ السلام
ویرا بدید برخاست وویرا معانقہ کرد وبسینہ خود درکشید ومیان دو چشم وے ببوسید وویرا بر بستر
خود برد وے نیز روے بر روے پدر خود نہاد وباوے سخنان پنہانی گفت کہ من ندانستم
بعد ازان بر ہر دو لب رضا رضی الله عنہ کفے دیدم سفید تر از برف ومحمد بن علی رضی الله
عنہما آزادی لیسید از زبان خود پس دست در میان جامہ پدر وسینہ او کرد وچیزے مثل عصفور
برون آورد وفرو برد رضا رضی الله عنہ درگذشت۔ یہ طریقہ وصیت اور تعلیم علم لدنی صاف طور
پر بیان کیا گیا ہے پھر اسی قصہ مین بیان غسل وکفن ہی اور یہہ نص ہی کہ امام رضا جز امام
نشوید۔ بعد غسل وکفن تابوت آیا چھت مکان کی شق ہوکر اوپر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد

واپس آیا - امام محمد تقی علیہ السلام نے ابو صلیت سے فرمایا کہ بعینہ عبارت شواہد نقل کیجاتی ہے - پس فرمود کہ اے ابو صلیت ہیچ پیغمبر نے نیست کہ در شرق مردہ باشد و وصی وے در مغرب بمیرد مگر کہ خدا تعالے میان اجساد ایشان جمع کند اس سے ثابت ہو کہ جمیع آئمہ علیہ السلام بروایات علمائے اہل تسنن وصی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت ہین اور طریقہ تعلیم و وصیت و عطائے برکت مثل انبیاء قدیم انمین جاری رہا اور اصحاب ثلثہ کو اس صفت سے قطعی مس بھی نہین ہوا -

صفت ششم نایب برحق کی یہ ہے

کہ علم قرآن و سنت اور حل مسائل و قضایا مین بدرجہ اتم کمال رکھتا ہو کبھی کسی سوال کے جواب مین قاصر نہو -

ضرورت اس صفت کی نایب رسول مین ہونی بہت بڑی واضح بات ہے محتاج باستدلال نہین ہر شخص خوب جانتا ہے کہ مرسل و نبی اور نایب مرسل جمیع انسانون سے اعلم ہوتے نہایت ضروری ہین کیونکہ اگر کوئی امتی آدمی پیغمبر یا امام و خلیفہ سے زیادہ عالم ہوگا تو وہ پیغمبر اور نایب پیغمبر اُسکے محتاج ہونگے وہ ہرگز اونکو خاطر مین نہ لائیگا - خصوصاً کلام ربانی کی تفہیم و تعلیم مین اگر پیغمبر یا وصی پیغمبر قاصر ہون تو وہ ہرگز پیغمبر اور وصی پیغمبر نہین ہین کیا خوب بات ہے کہ جو کتاب خدا اونپر یا اونکے منصب پر نازل ہوئی ہو وہ اسیکو کما حقہ نہ سمجھ سکین - اور جبکہ کوئی امتی نبی یا نایب نبی سے کسی امر کی بابت سوال کرے اور نبی یا نایب نبی اوسکے جواب سے قاصر ہو تو بڑے شرم کی بات ہے سننے اور دیکھنے والے ضرور بد اعتقاد ہو جاوینگے - اسلئے واجب اور فرض ہے کہ امام و نایب نبی جمیع امت سے اعلم ہون - اب ہم جملہ دعویداران امامت کے علم کا باہم مقابلہ کرتے ہین اور دیکھتے ہین اعلم الناس بعد النبی کون شخص ہے خصوصاً خلفائے ثلثہ

اور جناب امیرؑ کے علم کا باہم مقابلہ کرنا بہت ضروری ہوا۔
حضرت ابوبکر صدیقؓ علم قرآن اور علم سنت وقضایا اونکو بوجہ اتم ہرگز حاصل نتھا۔
یہانتک کہ جب اونھون نے بعد وفات رسول خدا کے یہ سنا کہ حضرت علی قرآن مجید
جمع کرنے مین مشغول ہین تو شاید اس خیال سے کہ یہہ کام بھی نایب رسول کا ضروری
ہے خواہشمند ترتیب قرآن کے ہوئے اور حضرت علی کے جمع کئے ہوئے قرآن سے
اغماض کیا لیکن حضرت ابوبکر خود اس کام کو نہ کرسکے تب مجبور ہوکر زید بن ثابت اور اُبی
بن کعب وغیرہ چند شخصون کو مامور کرکے قرآن جمع کرایا معلوم ہوا کہ اُنکے زمانہ کے
امتی لوگ اُنسے زیادہ علم قرآن رکھتے تھے۔ اور باوجودیکہ ایک مجمع نے جمع ہوکر
قرآن جمع کیا تھا مگر حضرت عثمانؓ نے اونکو ناقص خیال کیا اور اپنے وقت مین دوسرے
طریق پر جمع کیا۔ اب رہا علم سنت اور فقہ اوسکی یہ کیفیت ہے کہ خود علمائے اہلسنت
وجماعت نے اونکو داخل صحابہ مجتہدین نہین کیا صحابہ مین سے صرف چھ شخص کو
علمائے مجتہد لکھا ہے۔ عمر ابن الخطاب زید بن ثابت اُبی بن کعب علی ابن ابیطالب
علیہ السلام۔ عبداللہ ابن مسعود اور ابوموسیٰ اشعری۔ ہکذا فی ازالۃ الخفاء۔
اب اہل انصاف غور کرین کہ جو شخص دعوی نیابت رسالت کا کرے اور وہ لیاقت
مجتہد ہونے کی بھی نہ رکھے اور امام کہلائے اور مامور اور امتی لوگ اوسکے روبرو مجتہد
ہوجاوین تو بڑی شرم کی بات ہے منجملہ اصحاب ثلثہ کے ایک حضرت عمرؓ کو قرار دیا بھی
مگر اسکی بحث کا یہ موقع نہین ہے اونکے بیان مین ہم بحث اسکی کرینگے شاہ ولی اللہ دہلوی
ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ خالد بن الولید نے خلیفہ کو لکھا کہ یہان اکثر لوگ
مرتکب اغلام کے ہوتے ہین اونکو کیا سزا دیجائے۔ جب یہہ خط حضرت ابوبکرؓ کے
پاس پہونچا تو نہایت تردد ہوا اور فکر ہوئی لیکن کچھ جواب نہ دے سکے اور عاجز ہوئے
مجبور ہوکر حضرت علیؑ مرتضی کو بلایا اور فتوے اونسے لیکر خالد کو جواب خط لکھا

افسوس کا مقام ہے کہ علماء اہل تسنن شرایط خلافت مین احیاء علوم دین و اقامت ارکان اسلام و امر معروف و نہی منکر بڑی شد و مد سے داخل کرتے ہین اور پہر خلیفہ کی امر و نہی سے پوری پوری ناواقفیت بہی تسلیم کرتے ہین تو یہہ خلافت کیا ہوئی بچون کا کہیل ہو گیا سوائے اجماع فرقۂ انسانی کے کوئی شرط خلافت کی خلفائے ثلثہ مین پائی نہین جاتی۔

حضرت عمر فاروق ہمکو انکے بارے مین زیادہ حاجت تحریر نہین ہے۔ علم قرآن انکو مطلق حاصل نتہا جمیع تفاسیر دیکہہ لیجئے کس کس آیت کی شان نزول آپنے بیان فرمائے اور کن کن اشارات کی تفہیم آپنے فرمائی ہے۔ یادداشت قران شریف کی یہ کیفیت ہے کہ بروز وفات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حضرت ابوبکر نے یہ آیت اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ پڑہی تو حضرت عمر نے خود فرمایا کہ گویا یہ آیت کبہی مین نے پیشتر نہین سنی تہی۔ مدارج النبوۃ مین یہہ قصہ مفصل درج ہے اور اعتراف خود کا موجود ہے یہی نقل ہے کہ بارہ برس تک سورہ بقر کو حفظ کیا مگر نہ وسکی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ ارے میان یہ کیا اولئی گنگا بہنے لگی۔ حضرات اہل تسنن کا مقولہ ہم سنا کرتے تہے کہ رافضیون کو قران حفظ نہین ہوتا۔ اگر یہ سچ ہے تو انکو اس فرقہ کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ خلیفہ ثانی کی تقلید کرتے ہین۔

بہلا یہہ معاملہ تو اور ہے کہ حفظ یاد نہوا بعضے ذہن کے غبی ہوتے ہین اور یہہ بات ہے اور ہے کہ آیت قرآن پیشتر کبہی نہ سنی تہی مگر زیادہ تر تعجب کا یہہ مقام ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی نے ایک مبہم حاملہ عورت کو بجرم زنا سنگسار کرنے کا حکم دیدیا اور ایسا ہی ایک مجنون کے رجم کا حکم صادر فرمایا۔ یہ احکام بالکل خلاف قرآن تہے۔ حضرت علی مرتضی علیہ السلام نے جب سنا تو آپ تشریف لائے اور اس حرکت سے منع کیا اور حکم خدا جو اس بارے مین صادر ہے سنایا تب حضرت خلیفہ رسول نے بہت شکر گذاری جناب امیر کی فرمائی اور بزبان

اعتذار یہ کلمہ فرمایا لولا علی لھلک العمر یعنی اگر علی نہوتے تو عمر مارا گیا تھا اہل تحقیق سمجھ گئے ہونگے کہ نائب نبی کے لئے اعلم اور مجتہد ہونا کیون ضروری امر ہے ایسا ہی ایک قصہ عورت کا بیان کیا گیا ہے کہ اوس سے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عورتون کو زیادہ مہر مقرر کرنا نہین چاہیے اسپر اس عورت نے جواب دیا کہ سبحان اللہ خدائے تعالے تو ہمکو اس امر مین مختار کرے اور تم مجبور کرو تب حضرت عمرؓ نے فرمایا کل احد افقہ منی حتی المخدرات فی البیوت یعنی گھر مین بیٹھنے والی عورتین بھی مجھ سے زیادہ فقیہ ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ منصب خلافت کے لئے مگر خدا ہی جانے معاملہ خلافت مین انصاف کہان چلا گیا

علمار اہل تسنن نے اُنکو صحابہ مجتہدین مین شمار کیا ہے مگر اجتہاد آپکا ماشاء اللہ ایک کمیٹی کے ساتھ تھا۔ ابن مسعود۔ ابو موسیٰ اشعری زید بن ثابت اس کمیٹی کے ممبر تھے ازالۃ الخفا سے یہ سارا حال بخوبی روشن ہوتا ہے۔ بجز مت مذہب سنت و الجماعت حضرت عمر وغیرہ مجتہد مستقل کہلاتے ہین اور ان ہر پنج اشخاص کے اجتہاد کا نام مذہب فاروقی رکھا گیا ہے۔ آیمہ اہلسنت و الجماعت نے اجتہاد مرتضیٰ علی کو باوجود وصیت رسول خدا ترک کرکے اجتہاد عمر فاروقی و عبداللہ ابن مسعود زید بن ثابت کو تدوین کیا۔ ازالۃ الخفا اور شرح مشکوۃ شریف مولفہ شیخ عبدالحق شاہد ہین۔ شرح مشکوۃ مین جہان مسئلہ مراعات اوس عورت کا درج ہے کہ شوہر اوسکا قبل از وطے کرنے کے فوت ہوا اضافہ لکھا ہے کہ یہ مذہب علیؑ اور اُنکے شیعون کا ہے اور یہ مذہب ابن مسعود کا ہے اور چونکہ مذہب ہمارا مذہب ابن مسعود کا ہے اسلئے ہم قول ابن مسعود پر عمل کرینگے۔ اب ہم مثال کرتے ہین کہ جن حضرات کے علم و فضل کا یہ حال ہے اجتہاد انون کا کیسا خوبصورت ہوگا۔ اگرچہ محققین علما پر مخفی نہین ہے کہ ابن مسعود وغیرہ کے

اجتہاد کا نام بطور اسم فرضی اجتہاد فاروقی رکھا گیا ہے ورنہ وہ حضرت ایک سپاہی وضع آدمی تھے اونکو ایسے جھگڑون سے کیا سروکار تھا مگر لوگون کے کہنے سننے سے برائے نام وہ بھی شامل ہوگئے۔ اور یہ وے پنچایت کے اجتہاد ہوا مگر ہم جو غور کرتے ہین تو جمیع مسایل اونکے خلاف قرآن اور خلاف عمل درآمد رسولخدا کے ہین اس سے شبہہ پڑتا ہے کہ وہ مسایل ضرور ان حضرات کی ایجاد ہین۔ اول مسئلہ آپکا وضو مین غسل قدمین ہے جو صریح خلاف قرآن ہے چنانچہ اللہ تعالے وضو کی ترکیب قرآن شریف مین اسطرح بیان فرماتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ۔ یعنے اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے اُٹھو تو دھوؤ الو مُنہ اپنا اور ہاتھہ اپنے کہنیون تک اور مسح کرو سر اپنے اور پیر اپنے ٹخنون تک صاف طور سے دو چیز یعنے سر اور پیر مسح کرنیکا حکم ہے مگر اجتہاد فاروقی مین بجائے مسح قدم غسل قدم داخل ہوا۔ علمائے اہل تسنن نے توجیہات بیان کرکے غسل قدمین پر اصرار کیا ہے مگر صریح معنی قرآن کے خلاف ہے ہمیشہ قرآن شریف کے سیدھے معنی لئے جاتے ہین علما نے جو قواعد بگھار کر غسل قدمین نکالا ہے اسطرح معنی پیدا کرنے کی سخت ممانعت ہے اگر حکم خدا مین غسل قدمین مدنظر ہوتا تو کیا ہاتھون کے پاس پیر نہ فرماتا ہاتھہ پیر ایک ساتھہ بولنا محاورے کے بھی خلاف تھا مگر علمائے اہل تسنن نے بوجہ الفت فاروقی کلام الٰہی مین نقص پیدا کیا اور اجتہاد فاروقی کو نقص سے بچایا ہے پہلے پہل کا مسئلہ تھا اگر یہی ناقص قرار دیا جاتا تو سارا مذہب ہی غارت ہوا تھا اسلئے کلام ربانی پر ہی سقم قایم رکھا۔ مگر واہ رے معجزۂ قرآنی خدا تعالے ہی دروغ گو کو دروازے تک پہونچا دیتا ہے اور علمائے اہل تسنن کو جو معتقد

غسل قدمین تھے خود خدا تعالےٰ نے جواب دندان شکن ایسا دیا ہے کہ سب کے سب مُنہ کے بل زمین پر گر پڑے اور اجتہاد وغیرہ سب خاکمین مل گیا وہ جواب جو خداوند تعالےٰ نے مقلدان اجتہاد فاروقی کو دیا ہے یہ ہے کہ آیت وضو کے بعد چند آیات کے پیچھے آیہ تیمم ہے اوسمین یہ معاملہ سارا اظاہر ہوگیا تیمم صرف اُن اعضا کے مس کرنے سے پورا ہوتا ہے جنکا دھونا وضو مین فرض ہے اور جو اعضا مین مسح کئے جاتے ہین اونکو تیمم مین قطعی ترک کردیا ہے چنانچہ تیمم مین صرف منہ اور دونون ہاتھ پر ہاتھ پھیرنا فرض کیا گیا ہے اور سر اور پیر جنکا دھونا وضو مین ضروری نہین فقط مسح فرض ہے وہ تیمم مین چھوڑ دیے گئے ہین۔ اگر بہرہی وضو مین غسل قدمین کے قایل ہون تو اوسکے صاف یہہ معنے ہوئے کہ بمقابلہ حضرت عمرؓ کے اجتہاد کے حکم خدا کی کچھہ اصلیت نہین ہے۔

معاملہ متعۃ النسا مین بہی اجتہاد فاروقی خلاف قرآن مجید اور عمل درآمد زمانہ رسول خدا کے ہے۔ حکم صریح تو اوسکا سورہ نسا مین موجود ہے۔

وَاِن تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فما استمتعتم بہ منہن فاتوا ھن اجورھن فریضۃ یعنی اگر بلاؤ تم بعوض مال اپنے کے پردہ مین کرکے اور نہ بہ نیت شہوت رانی پس جس عورتون سے تم اسطرح پر متعہ کرو پس ادا کردو جو کچھہ کہ اجورہ اُنکا قرار پایا ہے۔

یہ آیت بہت صاف ہے کوئی دوسری آیت اسکی ناسخ نہین ہے حضرت رسولخدا کے وقت مین عملدرآمد اسکا رہا کبھی آپنے منع نہین فرمایا حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت مین باختیار خود اسکو حرام کیا۔ یہی دلیل ہے اوسکی ناواقفیت قرآن اور فقہ کی ہے شاید اونکو یہ معلوم نتھا کہ اس بارے مین حکم قرآنی موجود ہے

اور اگر علم تہا اور برخلاف اسکے فتوے دیا تو صورت اولی سے زبون تر ہے احادیث صحیحہ اہلسنت مین اسکا حال اسطرح پر درج ہے اخرجه احمد بن حنبل عن جابر بن عبد الله الانصاری تمتعنا مع رسول الله صلے الله علیه وسلم ومع ابی بکر فلما ولی عمر بن خطاب خطب الناس فقال ان القران هو القران وان الرسول الله هو الرسول کانتا متعتان علے عهد رسول الله صلے الله علیه واله وسلم احدهما متعة الحج واخریهما متعة النساء امعناه لیستا بعده روایت کی ہے احمد بن حنبل نے جابر عبد اللہ انصاری سے کہ متعہ کرتے تہے ہم ہمراہی مین رسول خدا اور ابی بکر کے لیکن جبکہ عمر ابن الخطاب خلیفہ ہوے تو اونہون نے آدمیون سے خطاب کرکے کہا کہ تحقیق قرآن وہی قران ہے اور رسول وہی رسول ہین دو متعہ عہد رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ہوتے تھے ایک انمین کا متعہ حج اور دوسرا متعۃ النسا ہے اب مین انکو منع کرتا ہون وے دونون پھر نہونگے اگرچہ بعض روایت مین پایا جاتا ہے کہ خلفائے ثلثہ کے عہد مین بہی متعہ جاری رہے اور اول معاویہ نے منع کیا لیکن روایت اولی صحیح ہے پوری بحث اسکی شایان اس موقع کے نہین ہے۔

دفع نجاسات بسبب احکام الہی واحادیث حضرت رسالت پناہی پانی سے ہوتی ہین مگر حضرت عمر پیشاب کی رفع نجاست دیوار یا پتہر سے کرتے تھے اور پانی سے نہین دہوتے تھے اُسی سنت عمری پر اہلسنت چلتے ہین چنانچہ ازالۃ الخفاء مین یہ روایت درج ہے راوی ابوبکر عن یسار بن نمیر کان عمر اذا بال مسح ذکره بحائط او حجر ولم یمسه ماء

اگرچہ ایک مجمع بے انتہا کو علماے اہل سنت وجماعت نے منسوب باجتہاد فاروقی

کیا ہے لیکن حضرت عمرؓ کے حالات دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ وہ ہرگز قدرت اجتہاد نرکھتے تھے۔ شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء میں یہ روایت لکھی ہے۔

واخرج ابو عمر عن سعید بن المسیب قال کان عمر یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لہا ابو حسن قال ابو عمر وقال ای المجنونۃ اللتی امر بین حمہا ودفی اللتی وضعت اشہر فارادعمر یرجمہا فقال لہ علی ان اللہ یقول وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا الایۃ وقال ان اللہ رفع القلم عن المجنون الحدیث فکان عمر یقول لولا علی لہلک عمرؓ یہ روایت رجم زانیہ اور قصاص مجنونہ اوپر ہم لکھ چکے ہیں اہل انصاف غور فرماویں کہ جب ایسے صاف مسائل میں بھی واقفیت نہ تھی اور قرآن سے بالکل اطلاع نہ تھی تو خطاب مجتہدی دیا جانا صریح داخل ظلم ہے اور جن لوگوں نے انکو مجتہد خیال کرکے تقلید کی ہے انکا بار بڑا اوس شخص کی گردن پر رہا۔ یہ امر تو یادداشت قرآنی اور حافظہ کے متعلق تھا اب ذرا زود فہمی اور ذہانت بھی غور فرمائی جاوے صحاح اہلسنت میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسولخدا مع صحابہ چلے جاتے تھے شہر میں ایک عورت یہودیہ مرگئی اور اسکے گھر والے اوسکو رو رہی تھے یہ حال دیکھکر رسولخدا نے فرمایا کہ اوسپر تو عذاب ہو رہا ہے اور یہ رو رہی ہیں حضرت عمرؓ نے جو اس حدیث کو سنا تو اسطرح مسئلہ بیان فرمایا کہ لوگوں کے رونے سے مردہ پر عذاب ہوتا ہے مصرعہ بر این عقل و دانش بباید گریست۔

سبحان اللہ کیا سمجھ تھی کسکا فعل اور کسپر اوسکی وجہ سے عذاب اور طرہ یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت حضرت عمرؓ کے قول کے آگے قرآن وحدیث کی کچھ بھی اصلیت نہیں سمجھتے ابتک یہ مسئلہ اہل تسنن میں مشہور ہے۔ اگر یہی سمجھ ہے تو اجتہاد بھی قابل دید ہے۔

حضرت عمرؓ کے وقت میں قیصر روم نے کچھ مشکل سوالات لکھکر حضرت عمرؓ کے پاس

اس غرض سے بھیجے کہ وہ نائب رسول ہین تو اونکے جوابات لکھین مگر جب وہ قاصد
تحریر لیکر آیا اور حضرت عمرؓ نے اُسکو پڑہا تو نہایت متردد ہوئے اور اونکے جوابات لکھنے
سے عاجز ہوئے۔ اب بڑی مشکل ہوئی اگر جواب نہین دیتے ہین تو مذہب اسلام پر
بڑا حرف آتا ہی اور اقلیم باقلیم عاجزی اور معذوری خلیفہ رسول کی ثابت وظاہر
ہوتی ہے تب آپ مجبور حضرت علال مشکلات اسد اللہ الغالب کی خدمت مین
حاضر ہوے اور سوالات دکہلائے اور خواستگاری تحریر جوابات کی کی تمام کتب سیر
و تواریخ مین یہ ذکر درج ہے۔ کہ حضرت مرتضی علیہ السلام نے سوالات کو دیکھتے ہی
قلمبرداشتہ جواب لکھدیا۔ تفصیل جوابات دلائل النبوت مین درج ہی۔ اور شواہد مین
ہی یہ قصہ منقول ہے کہ ملک روم در وقت خلافت عمرؓ ابن الخطاب سوالات مشتمل
نوشت و تفصیل آن در دلائل النبوت مذکور است و نزد امیر المومنینؑ عمر فرستاد چون
امیر المومنین عمرؓ بخواند برداشت نزد امیر المومنین علی رضیؓ اللہ عنہ برد چون حضرت امیر آنرا بخواند
دوات و قلم طلبید و جواب آنرا نوشت و در پیچید و برسول قیصر داد رسول قیصر رسید کہ این
جواب را نویسندہ کیست امیر المومنین عمرؓ گفت ابن عم رسول خداست صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم و داماد وے و دوست وے۔

حضرت عثمانؓ بن عفان اگرچہ بعض اوقات حضرت عثمانؓ کتابت وحی کرتے تھے
اور اپنی خلافت مین قرآن شریف کو اونہون نے بہ تبدیل ترتیب زید بن ثابت
مرتب کیا۔ اور پچھلے قرآن جلوا دئے۔ مگر علم قرآن جس سے مقصود ہے وہ ہرگز اُنکو
حاصل نتہا۔ محض ترتیب و تحریر قرآن سے تکمیل علم ثابت نہین ہوسکتی۔
زید بن ثابت کا جمع کیا ہوا قرآن پیشتر موجود تہا اوسکو مقدم و موخر کردیا۔ اُس
زمانہ کے لوگ اس ترتیب سے رضا مند نتھے بلکہ زبان ملامت کشادہ کرتے تھے
چنانچہ خود اُمّ المومنین عایشہؓ فتوائے کفر دیتی تہین۔ اور ایک دراز ریش یہودی

نعثل نام سے اونکو ملقب کرتی تھین کہ حبیب السیر مین اسطرح لکھا ہے۔ کہ بیرون عثمان را بکفر نسبت کردہ مردم را بقتل او تحریص نمودے و امروز میگوئی کہ من طلب خون او می نمایم اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا جمع کرنا اُسوقت کے لوگون کو درست معلوم نہین ہوا بلکہ کفر وغیرہ سے منسوب کیے گئے۔

علاوہ اسکے اُنکے حالات دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ قرآن کی برخلافی اُنسے اکثر واقع ہوئے اور یہ دو حال سے خالی نہین یا تو نقص علم ہے یا دیدہ و دانستہ ارتکاب برخلافی قرآن ہے۔ اونکے دوست غالباً شق اولے اختیار کرینگے اور اس موقع پر یہی ہمارا مطلب ہی۔

قصۂ ثعلبہ بن حاطب مشہور ہی قصہ ہے کہ وہ حضرت کی دعا سے مالدار ہوا اور بروقت حکم زکوۃ کے منحرف ہوگیا اور زکوۃ ندی اور اوسکے بارے مین آیت قرآنی نازل ہوئی۔ وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ۔ الی قولہ وَمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہرچند اوسنے حضرت رسول خدا سے اصرار کیا لیکن آپنے اوس سے زکوۃ نہ لی اور ایسا ہی شیخین نے بھی کیا مگر حضرت عثمان نے اپنے وقت مین اوس سے زکوۃ لی معلومات قرآنی کی تو یہ کیفیت تھی علم سنت اور فقہ کی نسبت جمہور اہل سنت وجماعت کا قول ہے کہ وہ صحابہ مجتہدین مین داخل نہین ہین اور جبکہ وہ لیاقت اجتہاد کی نرکھتے تھے تو لامحالہ کسی دوسرے مجتہد کے مقلد تھے اور جبکہ مقلد تھے تو امام اور نائب رسول کا اطلاق اونپر کسیطرح نہین ہو سکتا۔

اب باقی رہی معلومات شرعی کہ جس سے اتمام منصب خلافت کا ہو کہ بقول ملتسنن خلیفہ کا کام احیائے علوم علم دین و امامت و ارکان اسلام و امر معروف و نہی منکر ہے اسکا حال یہ ہے کہ ایک روز ابولولو اور جبیہ نصرانی اور ہرمزان والی خراسان

باہم باتین کر رہے تھے عبدالرحمن بن ابو بکرؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ یہ تینون جو باتین کر رہے تھے تو تمہارے باپ کے قتل کا مشورہ کرتے ہونگے عبداللہ نے یہ خیال کیا کہ ہرمزان مسلمان ہوکر حمایت بنی ہاشم مین رہتا ہے تو وہ ضرور شامل مشورۂ قتل میرے باپ کا ہے اسلئے ہرمزان اور جلیبہ نصرانی کو قتل کردیا اور پھر دیگر سبایائے عجم کی تلاش مین ہوئے سعد بن وقاص نے سمجھایا تو اونسے ہاتھاپائی کو موجود ہوا۔ سب سے پہلے مقدمہ حضرت خلیفۂ ثالث کی خلافت مین یہ پیش ہوا باوجودیکہ قتل مسلم ثابت تھا اور مجتہدین نے فتوے قصاص کا بھی دیا مگر خلیفہ رسول نے قصاص نہ لیا اور بوجہ رعایت کے چھوڑ دیا اور دیت ہرمزان کی بیت المال سے دلائی گئی۔ کذا فی روضۃ الاحباب وحبیب السیر وغیرہ کتب تواریخ۔

علاوہ تفہیم قضایا اور معاملات احیائے علوم دین اور امر معروف اور نہی منکر کے طرفہ یہ ہے کہ آپکی عدالت کا پہلا انصاف یہی تھا اور ماہران فن تواریخ پر ثابت ہے کہ بعد وفات خلیفۂ ثانی تعین خلافت جبکہ عبدالرحمن بن عوف ناحق شناس کی رائے ناقص پر قرار پایا تھا تو اونسے حضرت مرتضیٰؓ سے بھی یہ سوال کیا تھا کہ اگر تمکو خلیفہ کیا جائے تو تم شیخین کی پیروی کروگے تو آپنے اس سے انکار کیا تھا کہ بقدر وسعت کرون گا کیونکہ مجتہد مجتہد کا مقلد نہین ہوتا اور حضرت عثمانؓ سے جو دریافت کیا تو اونہون نے اقرار کیا اور یہ قصہ دوسرے ہی روز پیش آیا تو یقیناً اس اقرار اور بیعت کو بھول نہ گئے ہون گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخینؓ بھی ایسا ہی انصاف کیا کرتے تھے اور حضرت عثمانؓ بیچارے خود تو مجتہد تھے نہ پیروی شیخینؓ ایسا حکم دیا ہوگا اگر شیخینؓ نے کبھی ایسا کام نہین کیا تھا اور وہ انصاف کیا کرتے تھے تو خلیفہ صاحب کی پیمان شکنی تھی اور اوس اہل شوریٰ ستمگار کو اوسوقت

بیعت کرنا واجب تہا مگر اوسوقت کے لوگ ایماندار تہے ایک مقدمہ کے لئے کون
بیعت توڑتا خون ناحق حسینؓ مظلوم کے لئے تو کسی نے یزید کی بیعت نہ توڑی
ایک نکتہ شگرف اور اس مقام سے پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مرتضیٰ علیؓ کا شیخینؓ
سے انکار اور حضرت عثمانؓ کا اقبال صاف طور پر لیاقت و عدم لیاقت امامت کو ظاہر
کر رہا ہے اور صاف بات ہے کہ جو شخص خود مجتہد ہے دوسرے کی پیروی
خواہ مخواہ اپنے پر واجب نہین سمجہتا اور جو شخص لیاقت اجتہاد نہین رکہتا
دوسرے کی تقلید کرتا ہے وہ ہرگز امام نہین ہے بلکہ وہ مامور ہے۔
حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی نسبت علم قرآن وجملہ علوم کی تکمیل بلکہ خاتمہ
آپکی ذات پر ثابت ہے اول تو ہمنے باب معجزات مین بروایت شواہد النبوت
لکہا ہے کہ جب آپ گھوڑے پر سوار ہوتے تو رکاب مین پیر دیتے تہے تو تلاوت
قرآن مجید شروع کرتے تہے اور جب دوسری رکاب مین پیر پہونچتا تہا
تو ختم کرتے تہے علم قرآن اور عبور بر قرآن اسکا نام جو دوسری حدیث صحیح
اور متواترات سے یہ ہے کہ القران مع علی وعلی مع القران دوسرے
صحیح متواتر کتب ستہ مین حدیث ثقلین ہے انی تارک فیکم الثقلین
احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ وعترتی لم یتفرقا حتی یردا علی
الحوض یہانتک معیت قرآن حضرت علی مرتضیٰ بلکہ جمیع آئمہ اہلبیت ثابت ہے
کہ حوض کوثر پر پہونچنے تک وہ باہم ایک دوسرے سے جدا نہونگے قرآن اونکے
ساتہہ ہوگا اور وہ قرآن کے ساتہہ ہونگے۔ اسکے علاوہ اگر اب بہی اہل
انصاف کو اطمینان نہووے تو ایک اور روایت لکہتا ہون کہ شاہ ولی اللہ
دہلوی محدث نے باوجود تعصب مذہب ازالۃ الخفا مین تخریج کی ہے
واخرج ابو عمر عن ابی الطفیل قال شہدت علیا یخطب وھو یقول

سلونی عن کتاب اللہ فواللہ ما من ایۃ الا انا اعلم ام بلیل نزلت ام نہار ام فی سہل ام فی جبال۔ روایت کی ابو عمر نے ابی طفیل سے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو یہ خطبہ فرماتے ہوئے دیکھا جسکا جی چاہے مجھ سے کلام اللہ کی بابت سوال کرے پس قسم ہے خدا کی کوئی آیت ایسی نہیں ہے جسکا علم مجھ کو پورا نہیں ہے کہ وہ رات کو نازل ہوئی ہے یا دن کو برابر زمین پر نازل ہوئی ہے یا اونچی زمین پر ترتیب اور جمع کرنا قرآن کا آپکی نسبت ثابت ہے اور محققین علمائے اہلسنت و جماعت کا قول ہے کہ اگر حضرت علی علیہ السلام کا جمع کیا ہوا قرآن شریف رایج ہوتا تو نہایت نافع ہوتا کتب سابقہ کی نسبت بھی آپ کا علم ایسا ہی ہے کہ خطبہ سلونی عما دون العرش میں بیشتر ہم اسکو لکھ چکے ہیں۔

دیگر علوم کی نسبت لیجئے۔ ابن طلحہ شافعی شامی نے اپنی کتاب میں بیہقی سے روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم من اراد ان ینظر الی ادم فی علمہ و الی نوح فی تقواہ و الی ابراہیم فی خلتہ و الی موسی فی ہیبتہ و الی عیسی فی عبادتہ فلینظر الی علی ابن ابیطالب فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جو کوئی شخص علم آدم اور تقوائے نوح اور خلت ابراہیم اور ہیبت موسیٰ اور عبادت عیسیٰ دیکھنا چاہے پس وہ دیکھے علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو اس موقع پر ہمارا مقصود فقط اثبات علم سے ہے دیگر فضائل جو آپ میں مثل مرسلین کے ہیں وہ اور مقامات پر حوالہ دئے جاوینگے۔

دوسری روایت یہ ہے واخرج ابو عمر عن ابن عباس قال واللہ لقد اعطی علی ابن ابیطالب تسعۃ اعشار العلم واللہ لقد شارکہم فی العشر العاشر یعنی اللہ جل شانہ نے علم کے دس حصہ کئے اوسمیں سے نو حصہ حضرت علی کو

عطا فرمائے اور ایک حصہ ساری دنیا کو عطا کیا اور بتحقیق اوس دسویں حصہ مین بھی انکو شریک کر دیا۔ اور ایسا ہی حکمت کی نسبت مروی ہے۔

امام ابونعیم محدث ہونا حضرت مرتضی علیہ السلام کا و محققین علمائے اہلسنت تسلیم کرتے ہین شیخ ولی اللہ دہلوی ازالۃ الخفاء مین شرح تحریر فرماتے ہین کتب سیر و تواریخ مین صاف طور سے درج ہے کہ جب کوئی مشکل مسئلہ خلفا کے روبرو پیش ہوتا تھا تو حضرت علیؑ سے فتوی لیا جاتا چنانچہ کسیفدر اسکا بیان پیشتر بھی مرقوم ہو چکا ہے کہ مجنون کا قصاص ساقط ہونا رجم کرنا خلیفہ ثانی کو آپنے منع فرمایا سوالات قیصر روم کے جوابات آپنے تحریر فرمائے عبداللہ بن عمر پر قصاص کا فتوی آپنے دیا خلفائے ثلثہ کی نسبت بارہا حل سوالات و مسایل سے عاجزی بیان ہوئی اور آپکی نسبت جہان ذکر ہے سلونی سلونی سوال کرو مجھسے سوال کرو مجھسے اسپر بھی اگر انصاف نہ سمجھین تو اونکو خدا سمجھے مدارج النبوت مین محقق دہلوی نے لکھا ہے قصہ حضرت علیؑ علیہ السلام کے جانیکا کہ آپنے اپنا عمامہ سر پر علیؑ کے باندھا اور اپنے ناقہ پر سوار کر کے روانہ کیا اور فرمایا یا بین عبارت مدارج۔ و فرمود کہ اے علی ترا فرستادم و بر مفارقت تو درنج میخورم۔ بعد ازان آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دست مبارک بر سینہ علی کرم اللہ وجہہ نہادہ گفت اللھم ثبت لسانہ واھد قلبہ لا جرم در علم قضا بمرتبہ رسید کہ زبان معجز بیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم باین منقبت ناطق گشت کہ اقضیکم علی و این منقبت عظیم است در باب ہدایت و حقانیت و نیز آمدہ است کہ آنحضرت با علی مرتضی رضی اللہ عنہ فرمود اگر ہدایت بخشد خدا تعالے بر دست تو یک مرد را بہتر است از ہر چہ طلوع کردہ است بر آن و آفتاب غروب کردہ از تمامہ دنیا و ہر چہ در دنیا ست و اشارت کرد بفضیل مرتبہ ہدایت و علو شان او۔

اب اہل انصاف غور فرماوین کہ امامت اور نیابت کے لئے ایسا شخص ضرور ہے

کہ جسکے لئے رسول خدا ایسی منقبت فرماوین کہ اقضاکم علی اور دوسرے یہ کہ ایک شخص اونکے ہاتھہ پر ہدایت پاوے وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ یا وہ شخص مستحق خلافت ہین کہ ہر سوال مین عاجز ہوئے ہر مسئلہ شرعی مین مخالفت قرآن و سنت ہوئی۔

شاہ ولی اللہ دہلوی ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین۔ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مرتضی علی را حاکم یمن گردانیدند و آداب قضا تعلیم فرمودند و دعا نمودند کہ قضا بروے فتح شود اخرج احمد عن علی قال بعثنی النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم فی الیمن قاضیاً فقلت بعثنی الی قوم وانا حدیث السن ولا علم لی بالقضاء فوضع یدہ علی صدری فقال ثبتک اللہ وسدد لک اذا جاءک الخصمان فلا تقض الا اول حتی تسمع من الاخر فانہ احدر ان یبین لک القضاء قال فما زلت قاضیا۔ واخرج ابو عمر عن عبد اللہ بن مسعود کنا نتحدث اقضی اھل المدینۃ علی ابن ابیطالب۔ وفی روایتہ یعنے علی ابن ابیطالب فما اعیانی قضاء بین اثنین یعنی فرمایا حضرت مرتضی علی علیہ السلام نے کہ مین کبھی عاجز نہین ہوا دو شخصون کے درمیان حکم دینے مین۔ ومن علی فی قولہ تعالی انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ قال علی رسول اللہ المنذر و انا الھادی شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین یہ فقرہ لکھکر۔ واز حضرت علی مرتضی دریں باب عجائبات بسیار نقل میکنند۔ بقدر دو صفحہ کے وہ صورتین فیصلہ قضایا کی لکھی ہین کہ عقل انسانی بالکل عاجز ہے۔ بخوف تطویل فقط اوسی پر اکتفا کیا گیا۔ یہ روایت بھی شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین درج کی ہے واخرج ابو عمر عن سعید بن المسیب قال ما کان احد من الناس یقول سلونی غیر علی ابن ابیطالب۔

اب اہل تحقیق خود انصاف کر سکتے ہین کہ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

کون شخص اعلم ہے اور کون شخص اعلم نہین ہے اور نیابت رسالت کے لئے جیسے کچھہ ضرورت علم کی ہے وہ بہی ذیشعور لوگون کو ظاہر ہے کہ منجملہ خلفائے ثلثہ کے خلیفہ اول و ثالث کو خود اہل سنت و الجماعت مجتہد قرار نہین دیتے تو پہر کمال تعجب ہے کہ جو شخص لیاقت اجتہاد نہ رکہتا ہو اوسکو درجہ نیابت نبوت کیسے حاصل ہوسکتا ہے اور لقب امیر المومنین اُسپر کب صادق آسکتا ہے۔

آج کل کے زمانہ کے لوگون کی تو وہ امارت تہی کہ نعمت اور دولت سے امیر مشہور ہوجاوین اُس زمانہ مین تو عام مسلمانون کی تنگی اور فراخی رزق اور دولت اور نعمت مین یہی کیفیت تہی اگر کسیکو کسی قسم کی بڑائی آپسمین تہی تو اسی قسم کے معاملات مین تہی کہ فلان شخص سب مسلمانون سے زیادہ اعلم ہے یا بروے شرف نسب یا قرابت رسول یا بوجہ جود و سخا و شجاعت و اتقا سب سے افضل ہے پس جس شخص مین یہ اوصاف موجود نہون تو وہ ہرگز خطاب امیر المومنین کی قابلیت نہین رکہتا علم بُری شے ہے نماز تک کی امامت مین اسکا خیال کیا جاتا ہے مجمع علما مین اعلم پیش نماز ہوگا عالم کے پیچہے اعلم کبہی نماز نہ پڑہیگا اور چہ جائے کہ نیابت رسالت مین اسکا کچہہ خیال نہ کیا جاوے اور نائب رسول امتی لوگون سے معاملات شرع دریافت کرتا پہرے اور دوسرے کے سوال کرنے پر خود عاجز ہوجائے تو سخت ندامت کی بات ہے۔

صفت ہفتم نایب رسول اللہ کی یہ ہے،

کہ نایب برحق حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ شخص ہے کہ جو خداوند کریم اور رسولخدا کے نزدیک جمیع امت سے برگزیدہ اور افضل ہو اور سب سے زیادہ محبوب خدا و رسول ہو۔ اور وہ بہی سب سے زیادہ

خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہو اور بنظر ضمیمہ سلطنت وہ شخص اشجع الناس اور اعلم اور رحیم تر اور کریم تر ہو نے اور قربت قریبہ بھی بہ نسبت اوروں کے نبی سے زیادہ رکھتا ہو۔

واضح ہو کہ اب ہم ایسے امر کی طرف مجبوراً رجوع ہوتے ہین کہ جو ہر آئینہ ایک قسم کی سوئے ادبی مین داخل ہے یعنے خاص نفس رسول کے فضائل کا مقابلہ عام امتی لوگونکے حالات سے کرنا پڑیگا۔ مگر یہ ہمارے مبادرت اختیاری نہین ہے بلکہ اضطراری ہے اسلئے اسکا گناہ بھی ہماری گردن پر نہین ہے۔

اب ہم اس بات کو جدا جدا چار فصلون مین بیان کرینگے۔ اسطرح پر کہ فصل اول مین برگزیدگی اور افضلیت سے بحث کرینگے اور دوسری فصل مین محبوبیت و دوستی خدا و رسول کا ذکر کرینگے اور تیسری فصل مین فضائل ظاہری شجاعت و سخاوت و عدل و رحم کا بیان ہوگا اور چوتھی فصل مین قربت نبوی کا مذکور ہوگا۔

فصل اول

مین یہ بحث ہے کہ منجملہ مدعیان خلافت کے کون شخص خدا اور رسول اللہ کے نزدیک برگزیدہ اور افضل ہے قبل اس تحقیقات سے ایک مقدمہ ضروری قابل بیان یہ ہے کہ اثبات افضلیت صحابہ منحصر بر احادیث نبوی ہے اور احادیث کی صحت اور سقم دریافت کرنے مین ایک بہت بڑی دقت یہ ہے کہ وے رسول خدا کی وفات کے بہت زمانے کے بعد ضبط تحریر مین آئے ہین اور بہت سی زبانون سے منتقل ہو کر کتاب مین اونکو جگہ ملی ہے اسلئے ایسے روایات کہ جنمین راویون کا نفع مذہبی یا دنیاوی مظنون ہو سکتا ہے وہ اشتباہ سے خالی نہین ہین خصوصاً جو احادیث کہ فضایل صحابہ وغیرہم مین وارد ہین اُنمین زیادہ تر مصنوعی بھی خیال کی گئی ہین

اب وہ احادیث کونسی ہوسکتی ہین کہ جنمین شبہ تصنع کا محال ہو بس لامحالہ وہ ایسی احادیث ہین کہ مثلاً فضائل شیخین کی روایات کتب اہل تشیع مین پائے جاوین۔ یا حضرت مرتضی کے اعلےٰ فضائل جو کتب اہل تسنن مین مذکور ہوین۔ کیونکہ اگر کوئی صنعت کرتا ہی تو اپنے نفع کے لئے کرتا ہی علمائے اہل تشیع برابر شیخین کی تشنیع چاہتے ہین یہہ وہ لوگ کسیطرح مرتکب ایسے فعل کے نہین ہوسکتے کہ خود اپنے آپکو اولاً ملزم کرین۔ ایسا ہی فرقہ اہل سنت وجماعت کا ابتدا و آغاز اس مذہب سے برابر یہ عقیدہ ہے کہ اصحاب ثلثہ اور خصوص شیخین کی فضیلت حضرت مرتضی پر عاید کرین پس عقل سلیم ہرگز اس امر کو باور نہین کرسکتی کہ راویان متمسک مذہب تسنن نے کوئی روایت فضائل حضرت مرتضی مین ایسی وضع کی ہو کہ وہ شیخین مین نہ پائی جائے علاوہ اسکے حالات امت محمدی وفات رسول خدا سے تا بزمانہ تحریر کتب احادیث کہ جو ہم بغور دیکھتے ہین تو صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ اُن زمامون کے لوگ حضرت علی اور جمیع آل رسول اللہ سے منحرف تھے قرون صحابہ و تابعین و تبع تابعین سب کے سب حضرات اہلبیت سے کہلم کہلا حسد اور بغض و عناد رکھتے تھے اور بہت تھوڑے لوگ تھے کہ جو محب آل رسول تھے۔ پس حاسد لوگ تو ضرور ہی ہے کہ اونکی ضد مین اُنکے مدمقابل کے لئے فضائل وضع کرینگے اور جہانتک اونکی دسترس ہوگی ان حضرات کے فضائل کو مخفی کرینگے یا اونکو اونکے غیرون سے منسوب کرینگے اگر یہہ بھی نہو سکا تو اُنکے فضائل مین اوروں کو شامل ہی کردینگے اور محب لوگ اگر فرض کرلیا جاوے کہ فضائل وضع بھی کرین تو اونکے قول پر اغیار اعتبار کرینگے اور انکی روایت اخذ کیون کرینگے اور چونکہ تعداد محبان ایسی انمل قلیل رہی ہے کہ وہ ہمیشہ سب کی نظرون مین خار رہے ہین اُن غریبون کا سوائے فضائل کے بھی کسی دوسرے معاملہ کی روایت مین حوالہ آئیگا تو اوسکو ضعیف سمجھینگے

مین تحقیق کے ساتھہ یہ امر بیان کرتا ہون کہ زمانہ خلفائے ثلثہ مین کبھی محبان اہلبیت کی تعداد
چالیس آدمیون سے زیادہ متجاوز نہین ہوئی اور محبان اصحاب ثلثہ کی تعداد
لاکھون آدمیون سے گذری ہوئی تھی - اور صاحبان دولت فہم پر یہ بات ثابت
ہی مخفی نہین ہی کہ جو شخص خدا اور رسول خدا پر دروغ روایت بناکر اتہام لگائیگا وہ
صرف بوجہ طمع دنیاوی کے ایسا کریگا حالات اہلبیت نبوی پوشیدہ نہین ہین وہ
اسقدر مقدرت نہ رکھتے تھے کہ کسیکو انعام یا خلعت و اسپ عطا کردیتے یا
کسیکو شام اور مصر اور یمن و کوفہ و بصرہ کی امارت عطا کردیتے اس امید پر
کوئی اونکے لئے حدیث وضع کرتا - اور بعد شہادت جناب امیر علیہ السلام کے وہ زمانہ
آیا کہ اعدا لوگ آپکے محبان اور شیعان کو بنظر حصول تقرب شہید کرتے تھے صحابہ
کے فضائل کے راویون کے مُنہ اشرفیون سے بھرے جاتے تھے اور راویان
فضائل اہلبیت کی زبان مُنہ سے نکلوائی جاتی تھی پھر کس غریب کی مجال تھی کہ فضائل
اہلبیت مین لب کشا ہوسکے پھر ایسا اپنی جان کا دشمن کون ہوگا کہ جسنے
صحیح مناقب کو بھی کسیکے روبرو ذکر کیا ہوگا ہان جو لوگ ایسی نازک حالت
مین بھی کلمہ حق سے اپنے منہ بند نہ کرسکے اونکو زمرۂ ابرار و صالحین و صدیقین
مین شمار کرنا چاہیے اور اونکی نسبت اشتباہ صنعت و اتہام کا کرنا داخل گناہ
ہے اگر کوئی ناواقف تاریخ یون کہے کہ حضرت علیؑ بھی تو خلیفہ ہوئے تھے اونکے
بھی خوشامدی بہت لوگ ہوگئے ہونگے یہ بات اوسکی عدم واقفیت پر دلالت
کرتی ہے - جبکہ خلافت ظاہری آپ پر قرار پائی اور صحابہ نے آپ سے بیعت
کی تو آپنے فریب و سازش کا طریقہ قطعی جو پیشتر سے جاری ہوا تھا قطعی موقوف
کیا شیخین کی خلافت مین جو امیر مقرر کئے گئے وہ کسی دینی استحقاق کی وجہ سے مقرر نہین
کئے گئے تھے بلکہ دنیاوی اغراض سے اونکا تقرر ہوا تھا اپنے اپنے رشتہ داریون

اور جانب داریون پر لحاظ کیا گیا تھا اور خلیفہ سوم کے زمانہ مین تو بالکل دین کا لحاظ اوٹھ گیا تھا مروان طرید رسول مشیر اور نائب خلیفہ ہوا خدا کی قدرت ہی باقی جسقدر منافقان بنی امیہ تھے وہ سب بڑی بڑی حکومت پر تھے اور غالباً اسی فاسد کی نیت سے ایسے لوگون کو حاکم مقرر کیا تھا کہ تمام ملک پر ہمارا قبضہ بنا رہے کسیکو مجال ہمسے تعرض کرنے کی نہ رہے چنانچہ اونہی ظالم حکام کی بدولت خلیفہ سوم نے مصیبت اوٹھائی جبکہ حضرت مرتضی علیہ السلام خلیفہ ہوئے تو عمال خاین کو موقوف کیا۔ علاوہ انکے جو صحابہ اپنی آپکو گروہ والے اور جرگے والے تصور کرتے تھے وہ خواستگار اس امر کے ہوئے کہ جب پہلی خلافتون مین ایسے اغراض دنیاوی پر لحاظ کیا گیا تھا اب بھی ایسے ہی دباؤ سے ہمکو حکومتین ملجاوین جیسے کہ طلحہؓ اور زبیرؓ نے درخواست حکومت کوفہ و بصرہ کی کی لیکن آپ ہمیشہ اغراض دنیاوی سے مبرا رہے ہین باوجودیکہ اوسوقت مین عمال بنی امیہ کا یک لخت موقوف کردینا اہل الرائے کے نزدیک کسیطرح مصلحت نتھا اور حضرت خود جانتے تھے کہ انکا معزول کرنا باعث فتنہ عظیم کا ہوگا کیونکہ وہ لوگ سخت منافق تھے پابند اغراض دنیوی تھے دین کی مطلق پابندی نتھی مگر بلا خیال پس وپیش اونکو معزول کردیا لیکن چونکہ خلافت عثمانی مثل خلافت شیخین کے بھی نتھی تمام مراتب سلطنت کے قایم ہوگئے تھے بھائی بند اونکے مصر و شام کے حاکم مثل اس زمانہ کے امراء سلاطین کے ہوگئے تھے اُنھون نے انحرافی اختیار کی اور خلیفہ برحق سے باغی ہوکر دین کو برباد کردیا۔ اور دو بزرگوار امیدوار کوفہ و بصرہ نکث بیعت کرکے دعوی دار خلافت ہوگئے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ کوفہ اور بصرہ اُس زمانہ مین مبادران عرب کی بڑی بھائی چھاؤنی تھی طلحہؓ و زبیرؓ نے یہ چاہا تھا کہ جب یہ دونون شہر ہمارے قابو مین آجاوینگے

تو پھر ہم خلیفہ ہو جاوینگے چنانچہ بعد تو رنے بیعت کے طلحہؓ و زبیرؓ نے بی بی عائشہؓ کو ہمراہ لیکر بصرہ مین پہونچے اور چالیس ہزار آدمی سے زیادہ جمع کر لئے اور کھلم کھلا اونکی سازش ظاہر ہو گئی۔

اب غور کا مقام ہے کہ مدینہ شہر مین خلیفہ ہو جانے پر بھی کسینے آپ کا ساتھہ نہ دیا اور بسوقت آپنے مدینہ سے کوچ کیا کل اڑہائی سو آدمی آپکے ہمراہ ہوا کوفہ کو بطلب امداد قاصد روانہ کئے تو ابو موسیٰ اشعری جو وہان حاکم تہا لوگون کو نصرت مرتضوی سے مانع ہوا جب امام حسن علیہ السلام تشریف لے گئے تو کسیقدر آدمی کوفہ سے ہمراہ ہوئے بصرے کی چہاونی مین حسن بصری لوگون کو ترک نصرت علیؑ مرتضی کی ترغیب دیتے تہے غرضکہ جب ناکثان بیعت دار البوار کو سدہارے تو منافقان بنی امیہ مقابلہ پر آئے آخر لڑائی خوارج نہروان کی خبر لیکر ابن ملجم ملعون کوفہ مین آیا تہا کہ ایک ہفتہ کے بعد شہادت حضرت کی واقع ہوئی پھر کون سا موقع عطائے انعام و خلعت کا ملا تہا کہ خوشامدی لوگ آپ کے فضایل بیان کرتے یہ تو درحقیقت آپکی حقیت کا معجزہ ہے کہ باوجود ایسے حادثات اور واقعات کے پھر بہی آپکے فضایل مثل آفتاب نصف النہار روشن ہو رہے ہین اور کتب موافق و مخالف آپکے فضائل سے بھرے ہوئے ہین اور خلعت و انعام کے روایات خود بخود معتبر کتابون سے نکالدیے گئے ہین۔ سچ ہے حق کبھی نہین چہپتا۔

اب ہمکو فضایل مرتضوی مندرجہ کتب شیعہ کی نسبت اعتماد کرنے مین کوئی امر مانع نہین ہوا اور جسقدر اہل تسنن کی کتابون مین فضایل صحابہ درج ہونے سے گمان صنعت و بہتان پیدا ہوتا ہے ویسا کتب شیعہ کی نسبت پیدا نہین ہو سکتا مگر ہم پھر بہی اپنے اوسی اقرار پر قایم ہین کہ اس بحث کی تحقیقات بہی ہم کتب اہلتسنن سے کرینگے اور اہل دنیا پر یہ معجزہ صاف ظاہر کرینگے کہ حق و باطل مین کیا فرق ہوتا ہے

ناواقفون کے دل مین حالات ماضیہ کے دیکھنے سے ضرور ایک یہ خلجان پیدا ہوتا ہی
کہ تمام امت کیون علیؑ سے برگشتہ رہی اور گروہ صحابہ کیون اونسے بغض وعداوت
رکھتا تہا۔ اور یہ بات کچھہ بعد وفات رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی واقع نہین
ہوئی بلکہ آپ کی حیات مین بہی یہی کیفیت بغض وعداوت کی تہی چنانچہ رسولؐ نے مومن
ومنافق کی شناخت حضرت علیؑ کی محبت اور بغض سے کر رکہی تہی وجہ اسکی کہ صحابہ
کیون آپسے بغض رکہتے تہے آپکی کثرت فضائل اور زیادتی مناقب ہے جو لوگ اپنے ذہن
مین اپنے آپکو بڑا آدمی اور معزز خیال کرتے تہے وہ ہر معاملہ مین خواہ دینی ہو یا دنیاوی
حضرت مرتضی علی علیہ السلام سے پست رہتے تہے اگر مومن صاف طینت ہوتے
تو ویسے ہی کام کرکے اپنا اعزاز بڑہاتے اور جن مناقب وفضائل کے قابل اُنکا
حوصلہ نہوتا تو صبر کرکے قانع ہوجاتے معلوم ہوتا ہے کہ آئینہ قلب اون کا زنگ
نفاق سے مبرا نتہا اسلیے ہر منقبت اور خصلت مرتضوی پر جلکر خاک ہوجاتے باقی
عوام لوگ اور عوام بہی عرب کے جنکو سوائے خورد ونوش وجنگ وجدال کے کچہہ
سروکار نتہا اُن مشیخت پناہون کی ذریات مین داخل تہے اونکو خدا نے نیک و
بد کی تمیز ہی عطا نہ فرمائی تہی۔ غضب ہے کہ جب حسین سبط رسول الثقلین اور
یزید ملعون مین کہ بلا مبالغہ رات ودن اور زمین وآسمان کا فرق تہا وہ لوگ تمیز نہ کرسکے
تو ایسے دقیق باتون کے لئے کہان سے دماغ لاتے جیسا جرگہ کے سردار نے سمجہایا
آیت وحدیث سے زیادہ ہے دیکہئے غسل قدم وضو مین مخالف کلام اللہ ہے
مگر چونکہ جرگے کے سردار کا قول ہے اسلیئے اوسکا ماننا پڑے گا۔ علاوہ اسکے
جہال کے لئے ایک بیعت کی قید ایسی سخت تہی کہ اگر ایک مرتبہ شیطان سے بیعت
کرلین تو پہر خدا بہی ظاہر ہوکر فہمایش کرے تو ایک نہ سنین اور طرہ یہ ہے کہ
بیعت حق تو توڑ بہی دین مگر بیعت باطل جان کے ساتہہ جائے۔ دیکہئے

بیعت الرضوان کیسی توڑی گئی اور بیعت کرنے والے کیسے فرار ہوئے کہ حضرت اُوس درخت کی یاد دلاتے تھے جسکے سایہ مین بیعت ہوئی تھی اور آواز مفرورون کو اسطرح دلاتے تھے یا اصحاب السمرہ۔ بیعت غدیر یک لخت توڑ دئے بیعت مرتضوی عشرۂ مبشرہ والے اصحاب نے توڑی امام حسین علی کی بیعت کو فیصلے دم بھر مین توڑی اور بیعت حضرت ابوبکر کی نسبت اہل مدینہ نے بہ عذر کہا کہ اب ہم ابوبکر سے بیعت کر چکے ہین اسلئے مجبور ہین ورنہ ہم آپ سے ضرور بیعت کرتے ایسے ناحق شناس لوگون کے لئے تو یہی زبان سے نکلتا ہے۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ؕ

اب ہمکو مختصراً اون مناقب و فضائل کا ذکر کرنا ضرور ہے کہ جسکی وجہ سے جناب علی مرتضیٰ محسود جمہور صحابہ ہوئے اور ہم اس موقع پر اُن فضائل کو بطور اختصار بیان کرینگے اور تفصیل وار بیان اُنکا اپنے موقع پر آئیگا۔

واضح ہو کہ سب سے بڑی وجہ لوگون کو حضرت مرتضیٰ علیہ السلام سے حسد کرنے اور بغض رکھنے کی یہ تھی کہ آپ شجاع اور بہادر ایسے تھے کہ زمانہ مین آپکا نظیر نہ تھا۔ عرب کی جہالت مشہور ہے اور جاہلون کا قاعدہ ہے کہ جب کسی شخص کو کسی صفت سے ممتاز دیکھتے ہین جل جاتے ہین جسقدر غزوات حیات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ہوئے سب مین حضرت مرتضیٰ سے کارنمایان ہوئے اور لوگ جو اپنے آپکو بہادر خیال کرتے تھے اونسے کوئی کارنمایان نہوا۔ بدر اولیٰ اور ثانیہ پر جو کچھ حرب و قتال حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام سے واقع ہوا اور دعویداران شجاعت سے نہین ہوا۔ احد کی لڑائی مین حضرت عمرؓ اور ابوبکرؓ ثابت قدم نہ رہسکے بلکہ جملہ صحابہ حضرت رسول خدا کو چھوڑ کر فرار ہوگئے۔ کہ شہادت اسکی قرآن شریف اور کتب معتبرۂ اہل سنت سے ہوتی ہے۔ اور

صرف حضرت علی تن تنہا رسولخدا کے پاس رہ گئے - حضرت جبرئیل کا حضرت مرتضی کے داہنے ہاتھہ اور میکائیل کا بایئن ہاتھہ جنگ مین رہنا - اور شرف انک منی وانا منہ و قال جبریل علیہ السلام انا منکما اسی جنگ مین حاصل ہوا - لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار اسی معرکہ مین رضوان نے منقبت علی مرتضی مین پڑہا - نزول نادعلیا مظہر العجایب اسی معرکہ مین بشہادت مدارج النبوت ہوا - پس جو ثابت قدم رہے اونکی تعریف ہوئی بہاگنے والون کی خدا نے بہی مذمت کی پہر ہمشہون کو کیون نہ حسد ہوا ہوگا غزوہ خندق مین جب عمرو بن عبدود کفار کی جانب سے لڑنیکو نکلا اور مبارز طلب ہوا تین مرتبہ آواز دینے پر لشکر اسلام سے کوئی نہ نکلا حضرت مرتضی ہر مرتبہ بقصد جنگ نکلتے تھے اور رسول خدا روک دیتے تھے پہر جناب رسولؐ خدا نے خاص کر حضرت عمرؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم اس سے لڑو مگر یہ حضرت اگرچہ ایسا ہی وضع تھے مگر عقلمند بہی تھے صاف انکار کرگئے تب مجبور حضرت مرتضی علی علیہ السلام کو اجازت مبارزت ہوئی اور آپ نے اس کافر شوم کو قتل کیا جسکے صلہ مین یہ منقبت رسولخدا نے فرمائی - المبارزت علی ابن ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیمۃ یعنے لڑائی علی مرتضی کی یوم خندق افضل ہے میری تمام امت کے اعمال سے جو کچہہ کہ وہ قیامت تک کرین اب غور فرمائیے کہ حضرت اصحاب ثلثہ تو درکنار ایسے ہزارہا تو صحابی تھے اور کرورون دیگر امتی تھے - اور ہین اور ہونگے اور اُن سب کی قیامت تک کے اعمال سے جنگ خندق کی لڑائی بڑہی ہوئی ہے پہر کیون اورون کو رشک نہوتا - جو لوگ پاک طینت تھے وہ بیشتر سے زیادہ حضرت علی مرتضی کو محبوب رکہنے لگے اور جو لوگ دلون کے صاف نتھے وہ ضرور بغض

رکھنے لگے اسی سے تو مومن و منافق کی شناخت رسول خدا نے مقرر کی تھی ہمنے
مولوی محمد قاسم سے اصحاب ثلثہ کا داخل امت محمدی ہونا قبول کرلیا ہے اور
یہ حدیث محقق دہلوی نے مدارج مین لکھی ہے۔ اب آگے چلیے خیبر کی لڑائی کا
حال ملاحظہ فرمائے کہ حضرت علیؑ کو آشوب چشم تھا اسلیئے مدینہ منورہ مین رہگئے
تھے دوبار حضرت عمرؓ اور ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ امیر لشکر ہوکر یہودیون سے
لڑنے کو نکلے۔ اور خدا کی قدرت تینون مرتبہ شکست کھا کر پس آئے ہوئے اور علم
کو بھی بدقت بچا کر واپس لائے۔ چوتھے روز آپنے یہ فرمایا لاعطین الرایۃ
غداً رجلا کرار غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ
لا یرجع الا یفتح اللہ علی یدیہ یعنے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہ کل کے روز مین نشان لشکر کا ایسے شخص کو عطا کرونگا جو کرار غیر فرار
ہی یعنی بڑا بہادر ہے بھاگنے والا نہین ہے۔ دوست رکھتا ہے وہ اللہ اور رسول
کو اور اللہ و رسول اوسکو دوست رکھتے ہین نہ لوٹیگا جب تک کہ اللہ تعالے اوسکے
ہاتھہ پر فتح دے ذرا ان الفاظ پر غور فرماؤ کہ صاف طور سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و
سلم فرماتے ہین کہ کل کو ایسے اور ایسے صاحب منقبت کو نشان لشکر کا دونگا
جس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جو پیشتر بھیجے گئے اونمین یہ اوصاف نہ تھے وہ کرار نتھے اور غیر
فرار بھی نہ خدا اور رسول کے محبوب تھے اور نہ خدا اور رسول کو دوست رکھتے تھے
اُن چار ون صفت مین سے تین وصف باطنی ہین اور ایک فراری صفت ظاہری
ہے جسکو سب آنکھہ سے دیکھہ سکتے ہین چنانچہ دو تین روز پیشتر سے روزمرہ شیخین
فرار ہوکر آتے تھے یقین نہو تو کتب سیر اور جامی کی شواہد النبوت دیکھہ لو ورنہ
صحاح ستہ مین بھی یہ حدیث موجود ہے۔
ہائے افسوس ایک نوجوان نے ایسے ایسے تجربہ کارونکی قلعی ایسی طرح

کہلوائے تو پھر کیون حسد نہو۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ اوصاف فرمودہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متصف حضرت علی مرتضی نکلے اور حضرت نے نشان لشکر آپکو عطا فرمایا آپنے بڑی دلیری اور بڑی بہادری اور شجاعت سے قلعہ خیبر توڑا۔

جب حنین کو جاتے ہوئے بیعت رضوان واقع ہوئی یعنے صحابہ نے جدید بیعت کی ہرگز نہ ٹلین گے مرینگے یا مارینگے۔ اور جسوقت کہ ایک جہاڑ یمین سے کچھ مشرک نکلکر حملہ اور ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم رسول خدا کو چھوڑ کر بھاگ نکلے اور بیعت جدید کا بھی کچھ خیال نفرمایا۔ اُسوقت حضرت مرتضی علیہ السلام اور حضرت عباس نے بموجب ارشاد نبوی بھاگے ہوئے لوگون کو بعد منہزم ہوجانے مشرکین کے اس آواز سے بلایا یا اصحاب السمرۃ سمرہ اوس درخت کا نام تہا جسکے تلے بیعت واقع ہوئی تہی اور یاد دلانا درخت کا اسلئے تہا کہ ان لوگونکو غیرت آوے۔ اسپر شاید بعضے ناواقف یہ نکتہ چینی کرین کہ قرآن شریف مین بیعت کنندگان سے خدائے تعالے نے رضامندی ظاہر فرمائی ہے پہر بہاگنے کا قصہ قابل التفات نہین۔ مگر درحقیقت اسمین بہی ایک یہ نکتہ ہے کلام ربانی مین قید مومنین کی موجود ہے لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ یعنی تحقیق راضی ہوا ہے خدا تعالے مومنین بیعت کنندگان زیر درخت سے۔ عام بیعت کنندگان سے رضامندی ظاہر نہین فرمائی لفظ مومنین پر توجہ اور فضول نہ سمجھنا چاہیے یعنے یہ کہہ سکتے ہین کہ مشرکین نے تو بیعت کی ہی نہو گی تو پہر مومنین کی قید کی کیا ضرورت تہی اسلئے سیاق کلام شاہد اس امر کا ہے کہ منجملہ بیعت کنندگان کی خداوند تعالے مومنین سے رضامند ہوا۔ اور فی الواقع جو لوگ بعد بیعت مفرور ہوئے وہ داخل مومنین

تصور نہین کرے گئے۔

پھر اسی سفر مین جحفہ پر جب قیام ہوا اور لشکر مین رات کو پانی کی الغیاث مچی اور باوجود وعدۂ بہشت کوئی صحابی چاہ پر بوجہ خوف جنات کے نہ گیا۔ اور حضرت مرتضی علیؑ نے چاہ مین اوترکے قتل جنات کیا اور جمیع صحابہ پر سبقت لیگئے پھر کیون حسد لوگون کے دلون مین پیدا نہوئی اور بہت سے معاملات اس قسم کے معاملات وقوع مین آئے جس سے لوگون کو عام حسد حضرت مرتضی علی علیہ السلام سے پیدا ہوگیا۔

فصل دوم علاوہ شجاعت کے دیگر فضائل اور خصوصیات و رضامندی خدا و رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مرتضی علی علیہ السلام نے ایسی حاصل کین کہ تمام صحابہ وغیرہ پر فضیلت آپکی ثابت ہوگئی اور باعث زیادتی عناد صحابہ کا ہوا۔ چنانچہ کتب معتبرۂ اہلسنت مین لکھا ہے کہ جب سورہ برات نازل ہوئی تو رسول خدا نے حضرت ابوبکرؓ کو اوائل آیات سورہ برات دے کر مکہ کو روانہ فرمایا مگر بعد اسکے جبرئیل نازل ہوئے اور حکم ربانی پہونچا کہ تبلیغ رسالت تمہارا کام ہے تم خود جاؤ یا ایسے شخص کو بھیجو جو تمسے ہو آپنے پوچھا کہ کون ہے ایسا کہ جسکو بھیجون جبرئیل نے کہا کہ علیؑ مرتضی کو بھیجو بعد روانہ ہوجانے حضرت ابوبکرؓ کے اونکو معزول کرکے حضرت علیؑ کو روانہ کیا اور تبلیغ رسالت آپنے فرمائی۔ یہ قصہ مفصل ازالۃ الخفا اور مدارج النبوت اور حبیب السیر وغیرہ کتب معتبرہ مین درج ہے پس غور کرنا چاہیے کہ جب حضرت ابوبکرؓ معزول ہوکر حضرت علیؑ مرتضی مقرر ہوئے تو کیا کچھ صدمہ ہوا ہوگا۔ بوقت روانگی تبوک کے حضرت مرتضی علیؑ علیہ السلام رسول خدا نے اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرمایا اور اسطرح منقبت حضرت علی مرتضی علیہ السلام کی بیان فرمائی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ

لا نبی بعدی یعنے اے علیؑ تو میرے نزدیک ایسا ہے کہ جیسے موسیٰ کے نزدیک ہارون ہے۔ مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہے۔ یہہ حدیث تمام مطالب رسالہ ہذا کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کی شان مین بہت آیات قرآن نازل ہوئے ہین اور اونمین بڑے بڑے فضایل حاصل ہوئے ہین جیسے آیت تطہیر کا نازل ہونا۔ آیت مباہلہ مین حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کو نفس رسول قرار دینا سورہ ہل اتی مین نعمائے بہشتی کا وعدہ ہونا آیہ انما ولیکم اللہ کا نازل ہونا۔ موجب حسد ہین حضرت مرتضیٰ علیہ السلام اور اونکی اولاد امجاد کا ہر حالت مین مسجد کے اندر جانا اور رہنا قرار پانا اور دیگر صحابہ کا بحالت جنب وغیرہ جانا حرام ہوا۔ مال غنیمت مین اختیار حضرت مرتضیٰ کا مثل اختیارات رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہونا نمازمین درود جناب رسول خدا اور اونکی اہلبیت پر بھیجنا۔ سب لوگون کے دروازہ جو مسجد کے اندر تھے بند کرادینا اور حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کا کہلا رکھنا اور رسول خدا کا یہ فرمانا کہ مسجد مین نہ ساکن ہوے کوئی شخص سوائے میرے اور علیؑ کے اور بروز جمعہ حجۃ الوداع صحابہ وغیرہ کو ہدایت تمسک اور پیروی علیؑ مرتضیٰ و اہل بیت کے کرنا غدیر خم مین خطبہ مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ بیان فرمایا غرض کہ کہانتک بیان کرون یہ جمیع فضایل موجب بغض وعناد کے ہوئے۔

فضایل تو ہمنے ایسے بیان کئے کہ جنسے ظن قوی اس امر کا ہو سکتا ہے کہ صحابہ کو حسد پیدا ہوا لیکن اگر کوئی شخص معترض ہو کہ صرف گمان کیوجہ سے کیون سمجھ لیا ہے کہ لوگ حسد رکھتے تھے اسلئے ہم اپنے بیان کی تایید مین ثبوت نقلی بھی پیش کرتے ہین اور ثابت کرتے ہین کہ بیشک صحابہ کو حضرت علی مرتضیٰ سے بغض اور عناد پیدا ہوا۔ ثبوت اس امر کا حسب ذیل ہے اول بعد بیان نے خطبہ یوم الغدیر کے

راستہ چلتے ہوئے رات کو عقبہ مین صحابہ رسول نے اپنے رسول پر حملہ کیا جنکے نام
حضرتؐ نے حذیفہ کو بتلائے اور راویان اہل تسنن نے بجائے نام صحابہ کے لفظ
فلان فلان لکھا اور نام صحابہ کو چھپایا شواہد مین بھی یہ قصہ درج ہے: مرض الموت
مین جبکہ آپکو مرض کی تخفیف ہوئی تھی اور مع علی مرتضیٰؑ کے سیر کو تشریف لے گئے
اور چند باغ راستہ مین پڑے اور حضرت علیؑ نے تعریف کی اور آپنے فرمایا کہ
بہشت مین اسسے بہتر باغات تمہارے لئے ہین اور پھر رسول خدا روئے اور
فرمایا کہ اے علیؑ مین اسلئے روتا ہون کہ اس قوم کے دل مین تیری طرف سے
بہت کینہ ہے اور میرے بعد ظاہر ہوگا۔ شواہد النبوت مین یہ روایت درج ہے
مدارج مین یہ لکھا ہے کہ بوقت حکم سد ابواب صحابہ اور کشادہ رہنے دروازۂ علی
مرتضیٰؑ کے لوگون کے دلون مین بغض اور حسد ہوا کہ اسی باب مین بمفصل تذکرہ موجود
ہے بعد وفات رسول خداؐ کے معاملہ خلافت کے لئے جناب امیر علیہ السلام نے گروہ
صحابہ سے خطبہ یوم الغدیر کی شہادت طلب کی اور یہ معاملہ ساٹھ ہزار آدمیون کے
مجمع مین ہوا تھا لیکن صرف بارہ شخصون نے انصار مین سے شہادت دی اور
عام لوگ مرتکب اخفائے شہادت ہوئے۔ قصہ طلب میراث و ہبہ فدک صحاح
مین موجود ہین۔ سوانح عمری جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کو دیکھ لیا جاوے
کہ امت محمدیؐ نے کیا سلوک کیا ہے قتل سعد بن عبادۂ انصاری جو خلافت
حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام پر سقیفہ بنی ساعدہ مین اصرار کر رہا تھا اور سیوقت
عمل مین آیا۔ مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کا خالدؓ کو بھیجکر قتل کرانا محض بغرض
دوستی علی مرتضیٰ علیہ السلام کے تھا لوگون کو سعد اور مالک دونون کی نسبت
گمان تھا کہ ساعی خلافت مرتضوی ہین۔ ابوذر غفاری کا اخراج عمار بن یاسر
تشدد آپہی کی محبت مین ہوا ہے۔ قصور اسسے یہ ہوا کہ علی مرتضیٰ کے فضائل بیان

کرتے ہین ابوذرؓ کی نسبت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو لکھا کہ کیا تمکو ملک شام کی حاجت نہین ہے ابوذرؓ لوگون سے حضرت علیؓ کے فضایل بیان کرتا ہے چنانچہ اوس غریب صحابی کو گرفتار کرکے بلوایا اور ملک بدر کردیا۔ صحیح بخاری شاہد ہے اب کوئی شک باقی نہین رہا کہ جملہ صحابہ خصوصاً جو لوگ عزت دار متمول گروہ والے تھے وہ سب حضرت مرتضی علیہ السلام سے حسد اور عناد رکھتے تھے جبکہ طبقہ اول کا یہ حال تھا تو تابعین جو لوگ انکے خلاف تھے وہ اس صفت سے کب مبرا تھے زمانہ خلافت یزید تک تو صحابہ و تابعین کا ملا جلا زمانہ تھا باقی سلاطین مروانی کے وقت مین تابعین اور تبع تابعین کا وقت تھا اُسی حسد اور عناد کی وجہ سے باوجود وصیت رسول خدا کوئی شخص متمسک بعترت نبی نہوا برخلاف اسکے کسینے ابوحنیفہؒ کو امام گردانا اور کسی نے شافعیؒ وغیرہ کو اور دیدہ دانستہ اجتہاد مرتضوی کو ترک کیا تو ظاہر ہے کہ جب راوی لوگ ایسے اعتقاد کے آدمی تھے تو ہزارہا فضایل مین سے دس بیان کئے گئے ہین اور نوسو ننانوے چھپائے گئے ہین اور اوسی حساب سے اغیار کے فضایل درج کئے گئے ہونگے مگر ہم اس بحث کو بوجہ طوالت کے ختم کرکے اپنے مدعا پر آتے ہین۔

مقصد ہمارا اب اس تحقیقات سے یہ ہے کہ منجملہ مدعیان خلافت کے خدا تعالے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک کون شخص سب سے زیادہ برگزیدہ اور مقبول اور افضل تھا۔

ہم جو غور کرتے ہین تو علمائے اہل سنت کے نزدیک اسباب فضیلت مفصلہ ذیل ہین۔ قبل از فتح مکہ ایمان لانا۔ رسول خدا کے ساتھ اول ہجرت کرنا۔ غزوۂ بدر مین رسول خدا کے ساتھ ہوکر مشرکین سے جہاد کرنا۔ بیعت رضوان مین داخل ہونا۔ مگر افسوس ہے کہ خاتمہ بالخیر ہونا جو اہم صفات افضلیت سے ہے

داخل نہین کیا گیا۔

اب ہم جو غور کرتے ہین تو شرایط فضیلت مقررہ اہل سنت نہایت درجہ ناکافی ہین بلکہ یہ جملہ شرایط اثبات فضیلت کے لیے کسی طرح متعلق ہی نہین ہین کیونکہ قبل از فتح مکہ ہزارون آدمی مسلمان ہوئے پھر کسی ایک شخص کی فضیلت کیسے ثابت ہوسکتی ہے۔ علی ہذا القیاس ہجرت کرنے والے یا ہجرت مین سبقت کرنیوالے بھی دو چار شخص نہین ہین کہ اونکو فضیلت دیجاوے اونکے شمار بھی صدہا ہے رسول خدا کے ساتھہ کفار سے جہاد کرنا یہ بھی اسی قبیل سے ہے کہ ہزارہا مسلم ایسے ہوئے کہ جنہون نے رسول خدا کے ساتھہ غزوہ کیا تخصیص غزوۂ بدر سے فضیلت شخصی ثابت نہین کرسکتے اوسکے غازیون کی تعداد بھی صدہا ہے۔

بیعت الرضوان مین بھی بہت سے لوگ شامل تھے ان شرایط سے ایک گروہ کی فضیلت دوسرے گروہ پر ثابت ہوسکتی ہے نہ کہ شخص واحد پر چونکہ علمائے اہلسنت نے صحابہ کی یہی شرایط قرار دئی ہین اسلئے ہم اول اسی پر بحث کرینگے اور فضایل و محامد شخصی سے اسکے بعد گفتگو کرینگے اور اوسکی شرایط مبسوط کرینگے۔

واضح ہو کہ قبل از فتح مکہ اسلام قبول کرنے مین خلفائے ثلثہ اور حضرت امیر اور علاوہ اونکے بہت بڑا گروہ صحابہ کا داخل ہے ہان اس شرط کے بموجب اُنلوگونکو ان لوگون پر البتہ فضیلت ہے کہ جو بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے یا اوسی اصول پر نظر کرکے سابق الایمان کو موخر الاسلام پر فضیلت ثابت ہے اب ہم غور کرتے ہین تو اس شرط مین بھی حضرت مرتضی علیہ السلام جملہ اصحاب پر سبقت لے گئے ہین چنانچہ کتب معتبرۂ اہل سنت سے ظاہر ہے کہ سب سے اول عورتون مین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور مردون مین حضرت علی مرتضی ایمان لائے اور حضرت خدیجہ بروز بعثت ایمان لائین اور حضرت علیؑ اوس سے اگلے روز ایمان لائے۔ حضرت ابوبکرؓ بایام بعثت

ملک شام مین تھے باتفاق وہ چوتھے یا پانچوین مسلمان ہین حضرت خدیجہؓ اور حضرت مرتضیٰؓ اور ایک غلام کا اسلام حضرت ابوبکرؓ سے پہلے ہی رہے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ وہ چالیسوین مسلمان ہین۔ شاہ ولی اللہ دہلوی باوجود تعصب مذہب ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین۔ وبسیارے از صحابہ وتابعین بآن رفتہ اند کہ وے (یعنی علی ابن ابیطالب اول مسلمان است بعد خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا چنانچہ صحاح اہلسنت مین روایات متعدد اس معاملہ مین موجود ہین وعن زید بن ارقم قال ان اول من اسلم مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی ابن ابیطالب وعن سلمان قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم اولکم وارد الحوض اولکم اسلاما علی ابیطالب یعنی روایت ہی سلمانؓ سے کہ کہا اونہون نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تم مین سب سے پہلے حوض کوثر پر آنے والا اور سب سے پہلے ایمان لانے والا علی ابن ابیطالب ہے علیہ السلام قال ابن عباس وکان علی اول من امن من الناس من بعد خدیجۃ اور فرمایا حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے کہ حضرت علی مرتضیٰ آدمیون مین سب سے پہلے بعد حضرت خدیجہؓ ایمان لائے۔ پس اس شق مین فضیلت حضرت مرتضیٰ کے جمیع مسلمان وصحابہ پر ثابت ہی اور محقق ہے دوسری شرط افضلیت گروہ صحابہ کی یہ ہی کہ ہجرت مع الرسول مین سبقت کی ہو۔ اگرچہ بشہادت آیہ السابقون الاولون من المہاجرین والانصار۔ نصرت کنندگان نبوی بھی داخل ہین مگر یہان گفتگو صرف مہاجرین مین ہی اور یہ امر ظاہر ہے کہ جن لوگون نے رسول کے ساتھہ گھر بار وطن چھوڑا وہ سب اس شرط مین داخل ہین۔ اور اصحاب ثلثہ اور حضرت مرتضیٰ سب مہاجرین اولین مین شامل ہین مگر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو اس ہجرت مین ایک یہ فضیلت سب سے زیادہ حاصل ہوئی کہ رسول خدا نے انکو اپنا خلیفہ کیا اور آپ

امانات و دیون وغیرہ کے لئے ایک روز مکہ مین چھوڑا اور زیادہ تر جان بازی حضرت مرتضی علی علیہ السلام کی یہ ہے کہ جب مشرکین کا ارادہ ہجرت پیغمبر خدا پر اطلاع ہوئی تو یہ مشورہ ہوا کہ رات کو گھر مین گھسکر حضرت کو شہید کردین اور حضرت کو بھی اس امر کی اطلاع ہوگئی آپ نے بستر پر اپنا کپڑا اوڑھا کر حضرت علیؑ کو سلایا اور خود تشریف لے گئے اور مشرک لوگ بارادہ قتل مکان مین گھس آئے کہ علماے منصف مزاج نے علی مرتضی کی اس جانبازی کو بہت بڑی منقبت خیال کیا ہے چنانچہ مدارج النبوت مین اس واقعہ کو ہجرت پر فوقیت دی ہے - اور حبیب السیر مین اس حال کو اسطرح تحریر کیا ہے - و نقلست کہ دران شب کہ علی مرتضی از غایت شجاعت و دلیری بر بستر آن مہر سپہر پیغمبری آرام گرفت بارگاہ حق سبحانہ تعالے بجبرئیل و میکائیل وحی فرمود کہ من در میان شما دو کس عقد مواخات بستم و عمر یکے از شما را از عمر دیگرے مفید گردانیدم بگوئید کہ کدام از یک شما حیات برادر خود را بر زندگانی خود اختیار میکند ہر یک ازان دو ملک گفتند ما حیات خود را دوست میداریم و زندگانی دیگرے بر زندگانی خود اختیار نمی کنیم باز ندا رسید کہ چرا مثل علی مرتضی نمیباشید کہ میان محمدؐ و او عقد برادری بستم و او جان گرانمایہ خود را فدائے نفس نفیس محمدؐ کردہ حیات او را بر حیات خویش ترجیح نمود اکنون ازین طارم بخط غبرا رو دید و علیؑ را از شر اعدا محافظت نمائید و ایشان بر زمین حرم نزول نمودہ جبرئیل بر بالائے سر و میکائیل در پایان پائے امیر المومنین علی رضوان اللہ قیام کردند روح الامین گفت بخ بخ لک کیست مثل تو یا علی کہ خدا بتعالے مباہات بتو بر ملایکہ مقربین میفرماید و آیہ کریمہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ دران واقعہ نازل شد اہل تسنن کہ حضرت ابو بکر کی نسبت یار غار ہونے کا بڑا ناز ہے اور بشہادت آیہ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

بڑی فضیلت ثابت کرتے ہین مگر درحقیقت اسمین کوئی فضیلت نہین ہے یہ بات ثابت
ہوتی ہے کہ ایک شخص رسول خدا کے ساتہ غار مین تھا اور اس سے کسی کو انکار
نہین ہے کہ وہ شخص جو غار مین ہمراہ رسول خدا کے تھا وہ حضرت ابوبکر تھے حاصل
مطلب ان آیات کا یہ ہے کہ خدا سے تعالے اصحاب محمدی سے مخاطب ہوکر
فرماتا ہے کہ اگر تم ہمارے رسول کی مدد نہ کروگے تو کیا ہوگا ہمنے اُسکے لیے ایسے
موقعون پر مدد کی ہے کہ جب وہ فقط تنہا صرف ایک آدمی کے ساتہ غار مین تھا
اور وہ آدمی بھی ایسا ڈرپوک تھا کہ تلاش کرنے والے شخص کو دیکہ کر رونے لگا
مگر ہمارے رسولؐ کی جرات اور بہادری کو دیکھو کہ وہ اُس ڈرپوک کے رونے سے
بدل نہوے نہ کچہ خوف کہایا بلکہ اُوس ساتھی کو سمجہایا کہ تو خوف مت کر ہمارے
ساتہ خدا ہے۔ چنانچہ ہمنے اپنے رسول پر تسکین نازل فرمائی اور فرشتون
سے اُسکی مدد کی۔

اب اہل انصاف غور فرماوین کہ اسمین کیا فضیلت نکلی بلکہ اُلٹی توہین اور مذمت
ہے مگر جہال تو اسپر مرتے ہین کہ انکا ذکر قرآن مین آیا ہے ارے نادانو یہ تو
سمجھو کہ قران شریف مین کونسا ذکر ہے جو نہین ہے ہر ایک برا بھلا نیک و
بد حال ہے انکا تو اس آیت مین نام بھی نہین ہے بہت سے اسم وار قصے مذمت
اور برائی کے درج ہین مثلاً شیطان کا حال لکہا ہے اور نمرود اور شداد و فرعون
وغیرہ کا نام بنام حال درج ہے تو کیا اُنکا نام لکھنے سے کچہ اُنکی فضیلت ثابت
ہوگی پس اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ کو دیکھ کر لوٹ پوٹ ہوگئے اور محبت کے جوش مین
ایسے اندہے ہوے کہ یہ نہ سمجہے کہ اسمین تعریف ہے یا توہین ہے بعضے اِنَّ
اللّٰہ معنا کو فضیلت حضرت ابوبکر رض خیال کرتے ہین حالانکہ اسمین اُنکی کوئی چیز
فضیلت کی نہین ہے رسول خدا نے فرمایا کہ تو مت ڈر ہمارے ساتہ خدا ہے

یہ تو عین محاورہ گفتگو کا ہے اگر ان اللہ معے و معک ہوتا تو بھی کچھ بمقام فخر کا ہے
اور یہ تو عام محاورہ ہے مثلاً دو شخص ہمسفر ہین ایک کے پاس ہتیار ہین اور دوسرا
بے ہتیار ہے اور راستہ مین کسی جگہ چورون اور درندون کا خوف ہو اور بے
ہتیار والا مارے ڈر کے رونے لگے اور صاحب ہتیار یون کہے کہ تو مت ڈر
ہمارے ساتھ ہتیار ہین تو کیا اوسکی کمر سے تلوار کھلکر اوس رونے والے بزدل
کی کمر سے بندہ گئی۔ اور حضرت رسول خدا کا تو اکثر بصیغہ متکلم مع الغیر بولنا قول
اہل تنقیح ثابت ہوتا ہے۔ التحیات مین السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین
بقول اہل تسنن یہ کلمہ حضرت نے معراج مین فرمایا جہان بقول اہلسنت کوئی بھی ساتھ
نہ تھا۔ پہلا غار مین اگر معنا بھی ابوبکر بولا تھا تو معراج مین علینا کسکے لیے بولا۔ علاوہ
اسکے تاثیر معیت خدا یہ ہے کہ قوی دل ہو ہراس پاس نہ آئے مگر یہان معاملہ
ابوبکر کا حال اسکے برخلاف تھا انپر ہراس نہایت درجہ غالب تھا اور سراقہ بن مالک
کو دیکھکر رونے لگے چنانچہ شیخ عبد الحق نے مدارج النبوت مین لکھا ہے۔ و آوردہ اند
کہ چون سراقہ بن مالک بن جعشم نزدیک رسید ابوبکر گریہ کرد و گفت یا رسول اللہ
طالب بما در رسید فرمود لا تحزن ان اللہ معنا۔ پس اسی پر سمجھ لو کہ معیت خدا کی
شناخت یہی ہے کہ جیسا فرمایا رسول خدا نے لا تحزن اور گریہ عدم معیت کی شناخت
کامل ہے۔ یہی تو فرمایا خدائے تعالے نے کہ تم ایسے لوگ ہو کہ دیکھو تم مین کا ایک
رسول اللہ کے ساتھ غار مین تھا اوسکو ہر طرح نصرت و اعانت رسول اللہ کی
واجب تھی مگر وہ سراقہ کے قریب آنے سے رونے لگا اور کچھ خیال اس امر کا نہ کیا
کہ اگر میرے رونے اور واویلا کرنے کی آواز اسکے کانمین پہونچ جاویگی تو ضرور کا فرونکو اطلاع
ہو جاویگی اور اتنی بھی دل کو تقویت نہ دی کہ سراقہ اکیلا ہے اگر اسنے ہمکو تلاش بھی کر لیا تو ہم
اسکو کافی ہونگے۔ بس ہمنے اپنے رسول کو مدد دی۔ اگر تم لوگ بھی مثل اس یار غار کے

مدد نہ دوگے تو کیا ہوگا ہم ایسے گروہ سے مدد دے سکتے ہین کہ تم انکو نہین دیکھ
سکتے آیہ موصوفہ یہ ہے۔

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما
فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ۔ الخ۔

فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا وجعل کلمۃ الذین
کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ھی العلیا ۔ ۱۲

اب طالبان حق اس شیر بیشۂ لافتی کی جانبازی اور صداقت محبت پر خیال کرین
کہ تن تنہا ایسے خوفناک مقام پر رسول خدا کے بستر پر سویا اور کسی بات کی پروا انکی نے
کسی سے خوف کیا۔ درجہ تصدیق اور رتبہ ایمان اسکا نام ہے کہ رسول خدا نے
جس بات کا حکم دیا اسکو سچ جانا اور اطمینان قلبی ہوگئی کہ اب ہمکو کسیکا خوف نہین ہے
اس مقام پر ایک دقیق نکتہ پیدا ہوا جسے ہمنے جو صفت نائب نبی مین یہ شرط بھی لکھی
ہے کہ روز پیدایش سے آلایش شرک و کفر سے پاک ہو اسکا نفع اسوقت ظاہر
ہوا کہ جو لوگ زیادہ عمر مین جوانی کے بعد ایمان لائے انکو وہ درجہ صدیقیت کا حاصل
نہین ہوا کہ جو طفلی کے زمانہ مین اسلام لایا۔ اسی معاملہ مین دیکھ لیجیے کہ حضرت علی
کس درجہ رسول خدا کے حکم دینے سے انکی غیبت مین مطمئن اور مستقل اور قوی دل
تھے کہ ایسے تہلکہ کے مقام پر مطلق ہراس نہ تھا اور حضرت ابوبکر باوجودیکہ رسولخدا
پاس موجود ہین اور جانتے ہین کہ یہ ہجرت خدا کے حکم سے کیجاتی ہے مگر سراقہ کو
دیکھکر ہیبت دل مین سما گئی اور یہانتک سمائی کہ نوبت بگریہ وزاری پہونچی پس
محققین علما سمجھ جائینگے کہ حضرت نے ان اللہ معنا مین کسکو اپنا شریک کیا ہے
اور کیون بصیغہ متکلم مع الغیر یہ لفظ کہا بیشک اس معیت خدا مین حضرت مر تصفی
مضمر ہین۔ حضرت ابوبکر و دیگر صحابہ کا ہجرت کرنا ثابت ہے لیکن جو فضائل اور مناقب

* جیسا کہ اوس شخص کو حاصل ہوا

اِس ہجرت مین حضرت علی مرتضیٰ علیہ التحیہ والثنا نے حاصل کی وہ اورون کو میسر نہوئی
اور جو نیک نیتی اِس ہجرت مین اونکی ظاہر ہے وہ اورونکی پائی نہین جاتی مدارج النبوت
مین حضرت ابوبکر کا ایک قصہ اسی ہجرت کے بارے مین ایسا لکھا ہوا نظر آیا
کہ اُوسدن سے نہایت ہی کھٹکا اُنکی طرف سے پیدا ہوا۔ اب وہ قصہ مندرج
مدارج النبوت تحریر ہوتا ہے۔ کہ قبل از ہجرت ابوبکر نے دو شتر بقیمت دو صد درہم
خرید کیے تھے جب حضرت رسول خدا کو ہجرت کرنے کے لیے سواری کی ضرورت
ہوئی تو اُنمین کا ایک شتر تو سو درہم کو حضرت کے ہاتھ فروخت کیا۔ ہمکو اس قصہ کے
دیکھنے سے کمال رنج ہوا اور سخت ملال کی وجہ یہ ہے کہ اگر بفرض محال کچھ خیال دینداری
کا انکو نہ تھا اور رعایت رسالت اونکی خاطر مین جاگزین نہ تھی تو کیا دنیا کی شرم
بھی جاتی رہی تھی ایسے موقع پر غیرون سے اسقدر نفع نہین لیا کرتے لگتے
دام پر ضرورت کے وقت جان پہچان والون کو شے دے دیا کرتے ہین مگر اُن
حضرت نے رشتہ داری کا بھی جو نہایت نازک تھا خیال نہ کیا۔

یہ کیفیت ہجرت اور مہاجرین کے خیالات اور نیت کی تھی جو مذکور ہوئی اِس سے
جو کچھ فضیلت ظاہر ہوتی ہو طالبان تحقیق اُسکو اخذ کرین اور خاص نفس ہجرت
مین بھی جو ثواب عظیم حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کو حاصل ہوا وہ اورون کو نہین
ہوا روایت ہے کہ بعد ادائے ودایع تیسرے روز علی مرتضیٰ علیہ التحیہ والثنا
پاپیادہ راہی یثرب ہوے اور حضرت کے پاس پہونچے پیرو مین آبلے پڑ گئے
تھے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت دست مبارک سے اچھے ہو گئے
خدا کی راہ مین جسقدر محنت اور مشقت زیادہ ہوتی ہے اوسی قدر ثواب زیادہ
ہوتا ہے جسقدر پاپیادہ چلکر حج کرنے کا ثواب ہوتا ہے اوسقدر سواری پر چلکر
نہین ہوتا چنانچہ اکثر اکابرین نے اسی لئے پیادہ حج کئے پس جو لوگ سواری پر عازم ہوئے

ہوے اوسکے ثواب سے بدرجہا ثواب حضرت مرتضیٰ کا خاص نفس ہجرت مین زیادہ ہوا
دوسری شرط فضیلت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اگرچہ علماے اہل سنت نے
صرف غزوۂ بدر کی قید لگائی ہے اور وجہ اوسکی صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ سب سے
پہلا غزوہ ہے اسمین موجود ہونا اور راہ خدا مین جہاد کرنا البتہ داخل فضیلت ہے
مگر دیگر غزوات کا بھی ذکر کرینگے تاکہ کسی کہنے والے کو یہ موقع باقی نہ رہے
ممکن ہے کہ ایک غزوہ مین کسی شخص سے کوئی کارنمایان نہوا اور بعد مین اور غزوات
مین کارنمایان کئی ہون۔
واضح ہو کہ ہجرت کے دوسرے سال مین ماہ مبارک رمضان کی سولھوین تاریخ
حضرت وادی بدر مین تشریف لاکر مقیم ہوے اور دوسری طرف سے لشکر
کفار مقابلے کے لیے آیا۔ صفوف لشکر آراستہ ہوئین۔ اول لشکر کفار سے تین شخص
یعنے عتبہ بن ربیعہ اور اوسکا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اوسکا پسر ولید بن عتبہ نکلکر
میدان مین مبارز طلب ہوے۔ لشکر اسلام سے تین انصاری نکلے مگر مشرکین نے
انکو واپس کیا اور کہا کہ ہمکو تم لوگون سے کچھ سروکار نہین ہے ہمارے بھائی
بندون کو یعنے قریش کی قوم سے مبارز بھیجو۔ قریش یعنی مہاجرین مین سے
سواے رشتہ داران و قرابت داران رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی
لڑنے کو نہ نکلا۔ حضرت سید الشہدا امیر حمزہ علیہ السلام چچا رسول خدا کے
مقابلے کو عتبہ کے آئے اور ولید کے سر پر صاحب ذوالفقار حیدر کرار ع
تشریف لائے اور شیبہ سے لڑنے کو ابو عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کہ
وہ بھی چچازاد بھائی رسول خدا کے تھے آئے اور امیر حمزہؓ اور علی مرتضیٰؑ
نے اپنے اپنے حریف کو ایک ایک ضرب مین واصل جہنم کیا۔ مگر ابو عبیدہ مرحوم
شیبہ ملعون کے ہاتھ سے زخمی ہوکے گرے کہ ان دونون حضرات نے شیبہ کو بھی

جہنم واصل کیا۔ پھر نائرہ حرب وقتال مشتعل ہوگیا۔ ارباب سیر نے مقتولان و اسیران کفار کی تعداد یہ لکھی ہے کہ ستر آدمی مارے گئے اور ستر اسیر ہوئے منجملہ ستر مقتولون کے چھتیس نفر خاص حضرت مرتضی علیہ السلام کے ہاتھ سے مقتول ہوئے کہ کل کی نصف سے بھی ایک زیادہ ہے۔ اور ارباب سیر نے نام بنام مقتولون کو لکھا ہے۔ اسی طرح حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے بہت سے کافر قتل کیے کتب مین ہر مقتول کا ذکر بقید اسکے قاتل کے نام کے موجود ہے مگر کسی جگہ یہ نظر سے نہ گذرا کہ شیخین کے ہاتھ سے بھی کوئی مارا گیا یا ان حضرات نے بھی کوئی حملہ کیا یا کوئی زخم سوزن تک بھی بدن نازک پر کھایا۔ حضرت عثمان کا تو صاف ذکر ہے کہ وہ اس غزوہ مین شامل ہی نہ تھے حضرت ابوبکر و عمر دونون کا ذکر کسی معرکہ مین بیان نہین کیا گیا اگر لشکر مین موجود تھے تو شائد تماشا نیرنگی قدرت کا دیکھ رہے ہونگے یہ حال حضرات اصحابہ ثلثہ کے قتال فی سبیل اللہ کا ہے بوقت معرکہ جنگ ان حضرات کی نسبت یہ بھی ثابت نہین ہے کہ کسی کافر کو گالی یا کوسنا بھی دیا تھا کہ ہم بجائے قتال سنانی کے قتال لسانی ہی نامزد کر دیتے۔ ہان بعد معرکہ جنگ کے یہ تو ہوا کہ عبد اللہ بن مسعود کشتون مین سے ابوجہل کا سر کاٹ لائے جسکو معاذ اور معوذ انصاریون نے قتل کیا تھا۔ اور حضرت عمر کی بھی ایک بہادری بعد از جنگ یاد آئی یہ مشہور ہے کہ اسیرون کے قتل کے لیے تلوار گھماتے پھرتے تھے اور وجہ یہ تھے کہ انکا کوئی بھائی اسیرون مین تھا شاید اُس سے دشمنی تھی یا کوئی معاملہ تھا کہ حضرت سے باصرار یہ کہتے تھے کہ حکم دیجیے کہ ہر شخص اپنے اپنے رشتہ دار قیدی کو ہلاک کرے حمزہؓ عباسؓ کو قتل کریں علی مرتضی عقیل کو قتل کریں مین اپنے رشتہ دار قیدی کو قتل کرون مگر تقدیر سے یہ بھی میسر نہوا اور نوبت قتل اسیران نہ پہونچی ورنہ اور کچھ نہ تھا

تو نامۂ اعمال مین ایک کافر دست و پابستہ کا قتل تو لکھا جاتا یہ کیفیت غزوۂ بدر کی ہوئی
اگرچہ بڑی شرط فضیلت اہل سنت کے نزدیک یہی ہے کہ فلان صحابی بدری ہے مگر
ہم اس غرض سے کہ مبادا طالب حق کو یہ گمان ہووے کہ آیندہ غزوات مین ان
حضرات سے کوئی کارنمایان و بہادری واقع ہوئی ہو باقی غزوات کا حال بھی
لکھتے ہین۔

جنگ احد تیسرے سال ہجرت سے چودھوین یا چھٹی شوال کو واقع ہوئی
یعنے اس روز کہ جمعہ تھا مدینۂ منورہ سے حضرت نے کوچ کیا اس جنگ مین مشرکین کا
سردار ابوسفیان تھا اسکے بہت رشتہ دار اور پسر اوسکا جناب ولایت پناہ کے ہاتہ سے
مارے گئے تھے اسلئے اس مرتبہ بڑے تزک و احتشام سے تین چار ہزار آدمیونکی
لشکر سے جسمین دو سو اسپ سوار اور بہت سے شتر سوار اور زرہ پوش تھے آیا۔
بعد آرایش صفوف لڑائی شروع ہوئی۔ صاحب لواے رسول اللہ حضرت
علی مرتضیٰ تھے کشف الغمہ مین لکھا ہے کہ مشرکین کی طرف سے تو آدمی ایک
بعد دیگرے صاحب لوا ہوے اور حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کے ہاتہ سے
دوزخ مین گئے۔ قال فی کشف الغمۃ روی عن ابی عبد اللہ جعفر بن
محمد علیہم السلام قال کان اصحاب اللوی یوم احد تسعۃ
کلھم قتلھم علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔ اس جنگ مین
مسلمانون نے ہزیمت پائی جملہ مہاجرین سواے علی مرتضیٰ علیہ التحیۃ والثنا منفرد
ہوگئے۔ مدارج النبوت مین شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہین۔ منقول ست کہ چون
مسلمانان روے بہزیمت آوردند حضرت رسول را صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
تنہا گذاشتند حضرت در غضب آمد و عرق از پیشانی ہمایونش متقاطر گشت و مثال
مروارید دویدہ در آن حالت نظر کرد علی ابن ابی طالب را بر پہلوے مبارکش لیادہ

فرمود چون است کہ تو بہ برادران خود ملحق نہ گشتی علی گفت لا کفر بعد الایمان
انی لی بالسوۃ - آیا کافر شوم بعد از ایمان بدرستیکہ مرا بتو اقتدا ست یعنی با
شما کا ا ست با یاران و برادران کہ در پے غنیمت رفتند و نہ بمیت خورند چہ کار دارم
درین حین جمعے از کافران متوجہ آنحضرت علیہ السلام شدند فرمود اے علی مر ازین
جمع نگہدار و حق خدمت و نصرت بجا آر کہ وقت نصرت ست - علی مرتضی رضی اللہ عنہ
متوجہ آن قوم شدند و مار از روزگار شان برآورد و ایشان را متفرق گردانید و جمعے
کثیر را بدوزخ فرستاد - و آمدہ است کہ دران حین جبریل و میکائیل بر یمین و یسار حضرت
ایستادہ محافظت می نمودند و میگویند کہ چون علی مرتضی این مردانگی کرد و نصرت
داد جبریل آن حضرت فرمود کہ این کمال مواسات جوانمردی ست کہ علی با تو می برد
آنحضرت انہ منی وانا منہ یعنی بدرستیکہ علی از من ست و من از و یم کنایت
است از کمال اتحاد و اخلاص و یگانگی و آمدہ است کہ چون آنحضرت این کلمہ فرمود
جبریل گفت وانا منکما من از شما ہر دو ام و گویند آوازے شنیدند و گویند
یعنی میگفت لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار
معارج النبوت اور کشف الغمہ مین اس حال کو بہت مبسوط بیان کیا ہے اوصاف
لکھا ہے کہ ابوبکر اور عمر دونون حضرات فرار ہوے اور پتہ نہ لگا - حضرت عثمان کا
تین دن تک پتہ نہ لگا کذا فی مدارج و حبیب السیر - جو لوگ مغرور کہ جلدی واپس
آگئے یہ ہین ابو دجانہ عاصم سہل طلحہ - اب منصف ذرا غور فرماوین کہ جہاد سے
بھاگنا اور الٹے بھاگنا کہ تین تین روز تک پتہ نہ لگے منجر کس امر کا ہے اور جہاد بھی
کیسا کہ رسول اللہ کے ساتھ اور مفروری بھی کیسی کہ نبی کو چھوڑ کر اپنی جان بچائی
نتیجہ مفروری میرے نزدیک جناب علی مرتضی نے اپنی زبان فیض ترجمان سے
فرمادیا ہے کہ پیشتر مذکور ہوا ہے - کہ کیا بھاگ مین بھی بعد ایمان لانے کے

کافر ہو جاؤن۔ اِس سے ثابت ہے جو کچھ نتیجہ مفرورین کے لئے برآمد ہوتا ہو اہل انصاف خود برآمد کر لینگے اور مجھے معاف فرمائین۔

مدارج النبوت مین یہ بھی لکھا ہے کہ نزول نادِ علیاً مظہر العجائب۔ اسی معرکہ مین ہوا ہے احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے کہ سوائے علی مرتضیٰ کے کوئی صحابی اُس روز صبر نہ کر سکا چنانچہ اخرج الحاکم عن ابن عباس۔ قال لعلی اربع خصال لیس لاحد من العرب ھو اول عربی واعجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر معہ یوم المہراس وھو الذی غسلہ وادخلہ قبرہ۔ یعنے روایت کی ہے حاکم نے ابن عباس سے کہ حضرت علی مرتضیٰ مین چار صفت ایسی ہین کہ کسی عرب مین نہین ہے۔ ایک تو یہ کہ سارے اہل عرب اور اہل عجم مین سے سب سے اول آپنے رسول خدا کے ساتہ نماز پڑہی دوسرے یہ کہ ہر لڑائی مین علم رسول خدا کا آپکے پاس رہا۔ تیسرے یہ ہے کہ آپنے بروز مہراس رسول خدا کے ساتہ صبر کیا (روز مہراس اسی جنگ سے مراد ہے) چوتھے یہ کہ رسول خدا کو غسل دیا اور قبر مین اُتارا۔

اب ہم حساب کرتے ہین شہدائے معرکہ اُحد اور مقتولان لشکر کفار کا۔ چنانچہ تواریخ اور کتب سیر سے ثابت ہے کہ لشکر اسلام سے باختلاف روایت ستر یا پینسٹھ[65] بزرگوار شہید ہوئے اُنمین سے بتطبیق روایت اول چھیاسٹھ[66] و بر تقدیر ثانی اکسٹھ[61] انصار مین سے شہید ہوئے اور مہاجرین مین سے تین یا چار شہید ہوئے اور وہ بھی خاندان نبوی سے ہین۔ مہاجرین اغیار مین سے کوئی شہید اور زخمی نہوا شہدائے مہاجرین اول سید الشہدا امیر حمزہ علیہ السلام دوسرے عبداللہ بن جحش برادر عمہ زاد رسول خدا

تیسرے مصعب بن عمر ہین باقی سرسٹھ آدمی انصاری ہین اسی سے خلوص اور عقیدت مہاجرین کی شناخت کر لو معلوم ہوتا ہے کہ سوائے رشتہ داران جناب رسول خدا اور انصار کے اور کوئی شخص جہاد مین کوشش نہ کرتا تھا۔ ورنہ ممکن ہے کہ ستر شہدا مین دس بیس بھی مہاجرین نہوتے۔ اب مقتولان کفار کے شمار ملاحظہ کیجئے کہ کل تیس آدمی مقتول ہوے۔

نو شخص صاحب علم کفار اول حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کی شمشیر سے جہنم واصل ہوے اور باقی بارہ شخصون کے اہل تاریخ نے اور نام لکھے ہین کہ جو حضرت مرتضےٰ علی علیہ السلام کے ہاتھ سے مارے گئے پھر چند شخصون کا سید الشہدا حضرت امیر حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے مارا جانا ثابت ہوتا ہے اور چھیاسٹھ آدمی انصاری جو شہید ہوے انھون نے بھی دس یا پانچ کو قتل کیا ہوگا۔ اصحاب ثلثہ کے ہاتھ سے کسی کافر کا قتل ہونا کسی غزوہ مین ثابت نہین مگر ہمکو کل مہاجرین کی نسبت سوائے رشتہ داران نبی اور چند خالص و مخلص لوگون کے یہی یقین ہے

مین بڑی حیرت مین ہون کہ جو لوگ ترک نصرت رسول کر کے مغفور ہو گئے انکو جانبازان کے مقابلہ پر کسطرح فضیلت دون یا بدرجہ سادات قرار دون منصف لوگ خود انصاف کر لین گے۔

غزوہ احزاب۔ جسکو غزوہ خندق بھی کہتے ہین پانچوین سال ہجری مین واقع ہوا۔ اس سے قبل یہی بعض غزوات غیر مشہورہ مثل غزوہ بنی نضیر وغیرہ اور بعض سرایا واقع ہوئی اور جناب علی مرتضےٰ نے بڑے بڑے کارنمایان کیے۔ جیسا کہ ایک شخص بنی نضیر مین بہت بڑا جری تھا اور اسنے خیمہ رسول خدا پر

تیر چلایا تھا آپ تن تنہا رات کے وقت اوسکی تلاش مین گئے اور رات ہی کو
سر اُسکا قلم کرکے لائے آپ کو یہ خیال ہوا کہ یہ شخص جری ہے مبادا رات مین
کوئی واردات لشکر پر کرے اور خیمۂ رسولؐ خدا مین چلا آوے۔ سوائے حضرت علی
مرتضےٰ کے کسی کو اسقدر دل سوزی نہ تھی کہ بغیر فرمانے کے بھی ایسی کوشش
کرتا چنانچہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا کہ وہ شخص حصار سے اسی ارادہ سے سج کچھ
آدمیون کے نکلا تھا کہ آپنے اول ہی اسکو قتل کردیا دلی محبت اسکا نام ہے
غرضکہ مابین غزوۂ احد اور احزاب کے بہت سے غیر مشہوری غزوات و سرایا
واقع ہوے اور کسی مین حضرات خلفاے ثلثہ کا نذکور تک نہین ہے۔
اب غزوہ خندق کی کیفیت سنیے کہ قریش مکہ مع چند قبیلۂ دیگر یہود وغیرہ کے
مدینہ منورہ پر بسرداری ابوسفیان چڑھ آئے مخالف کی کثرت کی وجہ سے بلحاظ
محافظت گرد شہر خندق کھدوائی گئی اسلیے غزوۂ احزاب کو غزوۂ خندق کہتے
ہین۔ یہ جنگ کئی روز تک رہی اور عرصہ تک کفار مدینہ منورہ کا محاصرہ کیے
رہے اور چند بار خندق پر چپقلش ہوئین حضرت مرتضےٰ علی نے بہت کوششین
کین اخیر مرتبہ میدان داری بھی ہوئی قریش کے سعاونین سے ایک شخص عمر
بن عبدود تھا بڑا جسیم پہلوان اور ایسا بہادر اور جری مشہور تھا کہ ہزار سوار کے
برابر سمجھا جاتا تھا وہ میدان مین نکلکر مبارز طلب ہوا لشکر اسلام سے بخوف
اُسکی شجاعت کے کوئی نہ نکلا صرف حضرت مرتضےٰ علی علیہ السلام نکلے مگر حضرت
رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکا اور خود لشکر اسلام کی طرف مخاطب
ہوکر تین مرتبہ فرمایا کہ کوئی اس کافر کے ساتھ لڑنے کو نکلے مگر کوئی نہ نکلا اوسوقت
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیطرف
خطاب کرکے فرمایا کہ تم جاؤ اور اُس کافر سے لڑو مگر انھون نے عرض کی یا رسول اللہ

مجہ کو طاقت اوسکے مقابلہ کی نہین ہے اوسوقت جناب رسول خدا نے حضرت مرتضے علی علیہ السلام کو اجازت جہاد کی عطا فرمائی اور اپنے ہاتھ سے عمامہ سر پر جناب حیدر کرار کے باندھا۔ تواریخ اور کتب احادیث سے پایا جاتا ہے کہ اسوقت تک جناب حیدر کرار علیہ السلام کی سواری مین گھوڑا نہ تھا اُس ہزار سوار کے برابر والے سوار سے پاپیادہ مقابلہ کو گئے اور بڑی بہادری سے عمرو بن عبدود لعین کو قتل کیا کہ لشکر اسلام کی پشت قوی ہوئی اور کفار کے دل ٹوٹ گئے کہ بالآخر باہم فرقات کے مخالفت پیدا ہو کر بھاگ گئے۔

یہ قصہ اسی طرح پر مدارج النبوت سے نقل کیا گیا ہے اور نیز صاحب مدارج نے کہ محدث ہے اور صاحب معارج النبوت و کشف الغمہ وغیرہ محدث وغیرہم حدیث صحیح اس موقع پر لکھی ہے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم المبارزت علے ابن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیمۃ۔ یعنے فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ علی مرتضے کی خندق کے دن کی لڑائی میری تمام امت کے اعمال سے افضل ہے جو کچھ وہ قیامت تک کرین۔

ہائے افسوس ہم ایسی بحث کر رہے ہین کہ اگر کوئی شخص غیر مذہب والا جسکو اسلام سے تعلق نہو وہ ہماری اس بحث کو جو در باب افضلیت ایک دوسرے کے درپیش ہے سنے تو بالضرور وہ بڑا تعجب کرے کہ جب باہم حضرت علی مرتضے اور خلفاے ثلثہ کے ہزار اور ایک بلکہ لاکھ اور ایک کی نسبت بھی نہین ہے پھر کیون ایسی بحث پر اُلجھا ہوا ہے۔ اہل انصاف کتنی بڑی صاف بات ہے کہ خلفاے ثلثہ جبکہ بموجب عقیدہ اہل سنن داخل امت محمدی ہین اور پھر ساری امت محمدی جو قیامت تک ہوگی اُن سب کے اعمال بہ اُنکے اعمال تمام عمر کے حضرت مرتضے علی کے

ایک غزوۂ خندق کے برابر نہین ہین تو پھر کس چیز کا مقابلہ کر رہے ہو۔ میرے
تزدیک بروے حساب اصحاب ثلثہ کے اعمال بمقابلۂ اعمال علی مرتضیٰ سلام
اللہ علیہ کے ایسے ہین کہ جیسے ایک بڑے پہاڑ کے مقابلہ مین سرسوں کا دانہ اور اگر
کسی کو اعتبار نہ آئے تو حدیث متذکرۂ بالا کی روسے حساب کر کے دیکھ
لے۔ اگرچہ بحث فضیلت صرف ایک اسی روایت پر منقطع ہوتی ہے
مگر ہم نہایت تکمیل کے ساتھ اس بحث کو تحریر کرینگے۔ یہ بھی واضح ہو کہ ہمنے علماے
دیوبند سے اس امر کا تحریری اقبال کرالیا ہے کہ اصحاب ثلثہ داخل ست محمدی
ہین اور بالفرض محال اہل تسنن اس سے انکار کرین فھو المراد پھر بحث کی ضرورت نہین
رہتی۔ بنظر اطمینان ناظرین مدارج النبوت محدث دہلوی کی عبارت لفظاً نقل
کیجاتی ہے القصہ محاربہ ومقاتلہ میان دولشکر خصوصاً از علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ در
غزا بسا رزہا ومقاتلہا واقع شد از حد قیاس وعقل بیرون چنانکہ در اخبار وارد شدہ است
المبارزات علی ابن ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی
یوم القیمۃ۔ اس غزوہ مین اگرچہ بہت بڑی فتح نمایان حاصل ہوئی مگر مشرکان مین سے
صرف تین آدمی مقتول ہوے اور لشکر اسلام سے چھ شخص انصاری شہید ہوے
مہاجرین مین سے کسی حضرت نے چرکا نہین کھایا۔

صلح حدیبیہ سال ششم مین واقع ہوئی۔ رسول خدا مع سپاہ اسلام بقصد مکہ
اور بجالانے عمرہ کے تشریف لیگئے اور بسبب شرائط صلحنامہ بغیر بجالانے
عمرے کے واپس ہوے۔ ناظرین کتاب اس بات کو حیرت کی نظر سے نہ دیکھین کہ
غزوات مین حدیبیہ کا ذکر کیون کیا گیا مطلب راقم کا اس بیان سے یہ ہے کہ بعض
اصحاب رسول خدا کا معارک جانستان اور میدان جنگ مین چپ چاپ رہنا اور
مقامات صلح وامن مین غایت درجہ جوش وخروش کرنا پایا جاتا ہے۔ اہل انصاف

اِن خصائل سے بھی آگاہ ہو جاوین۔

واضح ہو کہ جب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع لشکر قریب مکہ معظمہ پہونچے اور ارادۂ عمرہ کیا تو یہ چاہا کہ مکہ مین کوئی شخص قریش کی طمانیت کردے کہ صرف بارادۂ عمرہ رسول خدا تشریف لاتے ہین کسی کی ایذادہی مدنظر نہین ہے چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلاکر فرمایا کہ تم مکہ مین جاؤ اور قریش کا اطمینان کردو۔ مگر جناب فاروق اعظم نے قطعی انکار اور عذر کیا کہ مجھ کو کفار قریش مار ڈالینگے میرا کوئی حامی و مددگار نہین ہے تب رسول خدا نے حضرت عثمان رضی اللہ کو روانہ کیا کہ جسقدر اکابر مشرکین تھے وہ سب انکے رشتہ دار اور دوست تھے اور یہ بھی محبوب قریش تھے۔ حضرت عثمان کو وطن مالوف مین عرصہ لگ گیا دس یا پانچ اور مسلمان بھی حب الوطنی سے مکہ چلے گئے تھے وہ وہان روک لیے گئے۔

لشکر اسلام مین یہ خبر پہونچین حضرت نے صحابہ کو جمع کرکے تجدید بیعت کی کہ بیعت الرضوان اور بیعت تحت الشجرہ اسی سے مراد ہے۔ جب یہ خبر مکہ مین پہونچی کہ تجدید بیعت ہوئی ہے کفار خائف ہوے اور قاصد بعرض صلح روانہ کیے چونکہ رسول خدا مامور بحکم خدا تھے باجازت وحی انہین شرائط پر صلح کرلی کہ جو قریش نے کہلا کر بھیجے تھے کہ امسال رسول خدا بغیر عمرہ واپس ہون۔ دس سال تک باہم جنگ نہو۔ قریش جو مسلمان ہوکر مدینہ جائے اسکو واپس کرین اور جو مسلمان مرتد ہوکر مکہ مین آجائے وہ واپس نہو۔ اسرار الٰہی مین عقل انسانی مداخلت نہین رکھتی اس صلح مین جو کچھ مفاد تھے انکو خدا سے تعالےٰ اور اسکا رسول خوب جانتا تھا جب یہ صلحنامہ حضرت علی مرتضےٰ بحکم رسول خدا تحریر فرما چکے اور گواہیان وغیرہ طرفین کی ثبت ہوچکین تو حضرت فاروق اعظم کے دلمین کچھ دغدغہ اور شک نسبت نبوت رسول خدا کے آیا وہ خود فرماتے ہین کہ ایسا شک مجھ کو

نبوت مین کسی دن نہین آیا جیسا بروز صلح حدیبیہ خود ہی آپ فرماتے ہین کہ مین رسول
خدا کے پاس گیا اور عرض کیا کہ کیا تم نبی برحق نہین ہو اور کیا ہم لوگ حق پر نہین ہین
اور مخالف ہمارے باطل پر کیا ہمارے ساتھی شہید ہو کر بہشت مین نہین جاتی
اور کافر دوزخ مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب باتون سے اقرار
کیا فاروق اعظم بولے کہ کیا تمنے پیشین گوئی نہین کی تھی کہ عنقریب ہم مکہ جاوینگے
اور طواف بیت اللہ کا کرینگے پھر کیون صلح کی اور جنگ کیون ہو قوف کی رسول خدا نے
فرمایا کہ مین نے یہ کب کہا تھا کہ امسال ہی ایسا ہوگا اور مین مامور بحکم خدا ہون
جیسا وہ حکم دیتا ہے بجالاتا ہون - حضرت فاروق اعظم کا مطلق الطمنیان نہوا
اور اُسی جوش وخروش مین وہان سے اُٹھے اور شفیق دلی اور محب قلبی یعنے
حضرت ابوبکر صدیق کے پاس پہونچے اور وہی شکایت رسول خدا کی وہان بھی
بیان کی - لکھتے ہین کہ اُنھون نے بھی بہت سمجھایا خدا جانے وہ شکوک رفع ہوے
یا نہین - ہمکو ایک بہت بڑا تعجب یہ آتا ہے کہ بوقت جنگ کبھی آپ سے ایسے
اصرار دیکھنے مین نہین آئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیالات دل مین ہوے گے کہ
ہمکو تو لڑائی بھڑائی سے کام ہی نہین پڑتا پھر جو کوئی کٹے مرے زخمی ہو اپنے
بلا سے خالی زبانی جہاد سے بھی کیون دریغ کیا جاوے مرد میدان نبرد جو ہمیشہ
راہ خدا مین تن دل سے جہاد کرتے تھے اگر وہ صلح پر معترض ہوتے تو مضائقہ
بھی نہ تھا مگر وہ تو حکم کے بندے اور دل سے دوست رکھنے والے خدا اور
رسول کے تھے - ہمارے حضرت کا اخلاق بہت بڑا وسیع تھا ورنہ صاف
فرماتے کہ بھائی چندہ وزہی گندے کہ تمکو مکہ نہ بھیجتے تھے اور تم مارے ڈر کے
انکار کر گئے پھر آپ کس بھروسہ پر صلح پر اعتراض کر سکتے ہین ابھی احد کی فراری
کا دھبا نہین دھلا - عمر بن عبدود کا خوف ابتک آپکے سینہ سے نہین نکلا -

میان تم تو تماشا قدرت کا دیکھنے والے ہو لڑائی کا بھی تماشا دیکھتے ہو صلح کا بھی
تماشا دیکھو۔ دیکھو جناب علی مرتضیٰ نے بلا عذر صاحبانہ اپنے قلم سے تحریر
فرمایا اگر وہ صلح پر اعتراض بھی کرتے تو نازیبا تھا مگر کیوں معترض ہوتے وہ
جانتے تھے کہ رسولؐ خدا کا کوئی فعل بلا حکم خداوند تعالےٰ کے نہیں ہوتا
ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم منور اسرار نبوت سے محض لاعلم تھے
اور وحی وغیرہ کا شاید انکو اعتقاد نہ تھا جو ایسے جوش و خروش سے معترض
ہوے مگر محبان فاروقی شاید اس وغدغہ اور شک سے بھی کوئی فضیلت ثابت
کرین جیسا کہ چالیسوان مسلمان ہونا آپکے فضائل اور مناقب مین با تلاف
حقوق اُنتالیس شخصونکے داخل کیا گیا ہے یا کافر کو گالی دینا اور اسیرون کو
قتل کے لئے تلوار گھمانا آپکے ہیبت اور جبروت کے آثار مین داخل کیے گئے
ہین القصہ حضرت فاروق اعظم و دیگر اجلۂ اصحاب کے دل اس وغدغہ سے صاف ہوے
اور جبوقت آپنے قربانی شتران اور موتراشی کا حکم دیا کسی صحابی جلیل القدر نے
آپکے فرمان پر کان نہ دھرا یہانتک کہ حضرت کو نہایت درجہ ملال ہوا اور خیمہ کے
اندر تشریف لیگئے اور شکایت صحابہ مین لب کشائی کی۔ کذا فی المدارج النبوت
وحبیب السیر وغیرہ۔ ہان ناظرین باانصاف کو یہ بھی یاد رہے کہ اسی معاملہ سے
دو چار روز پیشتر صحابۂ کرام نے تجدید بیعت کی تھی جسکو علماے نامدار بلقب بیعت
الرضوان یاد کرتے ہین۔ اور اس بیعت سے مطلب یہ تھا کہ رسولخدا کا حکم مانینگے
ساتھ دینگے لڑائی ہوگی تو پہلے کی طرح مفرور نہونگے۔ بعد بیعت اتباع اسکا جو کچھ ہوا
وہ روشن اور ہویدا ہے اور غضب کا مقام یہ ہے کہ اس بیعت سے علماے
اہل سنت فضائل شیخین اخذ فرماتے ہین اور دلیل اس آیت قرانی کو لاتے ہین
لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الخ یعنے

راضی ہوا ہے خدائے تعالے اون مومنین سے کہ جنہون نے درخت کے نیچے تجھسے
بیعت کی۔ الخ۔ آگے اور بھی بیان ہے کہ وہ خدا سے راضی ہوے اور خدا اونسے
راضی ہوا۔ اب اہل انصاف غور کرین کہ معجزہ قرانی کسدرجہ حاوی ہے کہ کسی
اہل باطل کو موقع اور گنجایش نہین ملتی۔ آیت کریمہ مین دعوی کرنے سے
پہلے ہی قید مومنین کی موجود ہے اور یہ قید صرف علماے اہل تسنن کی دعوے
کی تردید کے لئے خداوند تعالے نے پیشگی لگادی ہے ورنہ ممکن تھا صرف
بیعت کنندگان کا ذکر ہوتا کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ کوئی مشرک تو بیعت مین داخل
ہی نہ تھا بہرحال بیعت کنندگان مسلمان ہی تھے پس محقق لوگ بخوبی سمجھ سکتے
ہین کہ مومن کسکو کہتے ہین اور اوسکی کیا تعریف ہے اور مسلمان کسکو کہتے ہین اور
اوسکے اوصاف کیا ہین مگر طالبان حق کے آگاہی کے لئے بیان کیا جاتا ہے کہ مومن
وہ شخص ہے جو تہ دلسے خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہو اقرار لسانی اور تصدیق قلبی دونون
موجود ہون اور مسلمان کا اطلاق ہر شخص پر ہو سکتا ہے کہ جو بظاہر تصدیق خدا و رسول
کے کرتا ہو عام اس سے کہ اوسکے دل مین ایمان ہے یا نفاق و کفر پس مومن تصدیق
بقلب ہوتا ہے اور مسلمان باقرار زبان ہوتا ہے۔ پس سچے دیندار اور مومن کی
شناخت یہ ہی کافی ہے کہ خدا اور رسول پر ایمان رکھے اور اونکو سچا جانے انکی نسبت
دل مین شک نہ لاوے اگر ذرا دل مین نسبت رسالت کے شک و دغدغہ ہوگا تو حیطہ
ایمان سے باہر نکل جائیگا۔ اور ذرا بھی خدا اور رسول کی نافرمانی کرے اوسیوقت ایمان
جاتا رہا پس مین بڑا متعجب ہون کہ یہ آیت ایسے لوگون سے کیطرح منسوب کیجاتی ہے کہ جنہون
نے صاف طور پر نافرمانی رسول خدا کی کرے اور رسول خدا کہتے جاتے ہین کہ مین تابع حکم خدا ہون
مگر کوئی نہین سنتا اور برابر خدائے تعالے اور رسول اللہ سے نارانض ہین اور دلونمین شکوک ہین
اس مقام پر ذکر کرنے کے قابل مجھے اپنی ایک سرگذشت یاد آئی کہ بہنگام مباحثہ جو سوال و

جواب تحریری کے ذریعہ سے ہوا بھائی بڑے نامی گرامی علماے اہل سنت نے
بجواب نافرمانی ہاے رسول خدا بتخین وغیرہ صحابہ سے مثل اسی قصہ ومنصب
وغیرہ عمل مین آئی ہین یہ جواب لکھا تھا کہ حضرت علی سے بھی تو یہ نافرمانی رسول
واقع ہوئی کہ بوقت تحریر صلحنامہ حدیبیہ حضرت علی نے یہ لکھا تھا کہ از جانب محمدؐ
رسول اللہ اور اُسپر کفار معترض ہوے تھے کہ محمدؐ رسول اللہ مت لکھو بلکہ محمد بن
عبداللہ لکھو اور حضرت رسول خدا نے اُسکو قبول کرکے لفظ رسول اللہ محو کرتے
اور بن عبداللہ لکھنے کا حکم دیا مگر حضرت علیؑ نے عذر کیا کہ لفظ رسول اللہ مین اپنے
ہاتھ سے محو نہین کرونگا چنانچہ آپ نے محو نہ کیا (اور وہی لفظ لکھا گیا) اسکو علماے شام
نے داخل نافرمانی کیا مگر مین نے اسکا انصاف روز جزا پر رکھا کیونکہ مین جانتا تھا
کہ ایسی بات کو کوئی احمق بھی داخل نافرمانی نہین کرسکتا بلکہ عین مقتضاے
محبت اور ایمان اور اطاعت خدا اور رسول کا ہے مگر انھون نے دیدہ ودانستہ
بوجہ ناصبیت اور براہ سخن پروری اور بوجہ عجز جواب کے ایسا لکھا فاعتبروا
یا اولی الابصار ؕ

غزوہ خیبر سال ہفتم ہجری مین واقع ہوا لکھا ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم درد شقیقہ سے مریض تھے اور جناب علی مرتضیٰ کو آشوب چشم اور اسوجہ
سے مدینہ مین رہگئے تھے مگر بمفارقت جناب رسول خدا گوارا نہوئی عقب سے تشریف
لے آئے حضرت رسول خدا بوجہ درد شقیقہ خیمہ گاہ مین تشریف رکھتے تھے اور
تین روز تک لشکر اسلام میدان جنگ مین نکلا ایک روز سرداری حضرت ابوبکر صدیق
اور دو روز سرداری حضرت فاروق اعظم مگر تینون روز یہ اتفاق ہوا کہ لشکر
یہود سے مرحب سردار کا بھائی حارث نام نکلتا تھا جو کوئی لشکر اسلام سے
اُسکے مقابلہ کو جاتا شہید ہوجاتا جب دو آدمی شہید ہوجاتے پھر کوئی لڑنے کو

نہ نکلتا یہودی حملہ کرتے لشکر اسلام بے نیل مرام واپس آتا۔ لکھا ہے کہ جسروز
حضرت عمر سردار لشکر تھے اور حسب قاعدہ حارث یہودی نکلا اور لشکر اسلام سے
اوسکے مقابلے کو پے در پے تین شخص نکلے اور شہید ہوے تو پھر کوئی شخص لشکر
اسلام سے نہ نکلا حضرت فاروق اعظم نے لشکر کو ملامت کی کہ کیون اس یہودی
مقابلے کو نہین نکلتے تو لشکریون نے عرض کی کہ آپ ہمارے سردار ہین اور
سردار بہ نسبت ماتحتون کے زیادہ شجاع اور بہادر ہوتا ہے اسکے مقابلہ کو خود
بدولت تشریف لیجاوین مگر آپ نے اہل لشکر کی اس گستاخی آمیز بات کو قبول نہ
فرمایا یہودیون نے حملہ کیا اور لڑائی سخت پڑی حضرت عمر اس خیال سے کہ یہودی
علم لشکر نہ چھین لین جلد جلد قدم اٹھاکر گھر کو واپس تشریف لائے۔ محبان
شیخین۔ عمر بھر مین۔ خیبر ہی مین حضرات کو اتفاق میدان داری کا ہوا تھا مگر افسوس
کہ ناکام ہوکر سخت مایوسی کی حالت مین واپس ہوئے۔

جبکہ رسول خدا نے خوب آزمایش کر لی اور سرداری اور شجاعت و بہادری
حضرات کی ظاہر ہو گئی تو شام کے وقت یہ فرمایا۔

لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ و
رسولہ و یحبہ اللہ لا یرجع حتی یفتح اللہ علی یدیہ یعنے کل صبح کو مین علم
لشکر ایسے شخص کو دونگا جو بڑا بہادر ہے کبھی نہین بھاگتا ہے اور خدا اور رسول
کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اسکو دوست رکھتے ہین نہین لوٹیگا وہ
جبتک کہ اللہ تعالے اسکے ہاتھ پر فتح دے۔

قربان یارسول اللہ حضرت خوب سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ یہ قلعہ علی مرتضی
سے فتح ہوگا تو ان حضرات کو ناحق کیون تکلیف دی گئی وجہ اسکی اہل تحقیق
کے نزدیک صرف یہی تھی کہ انکی بھی آزمایش ہو جاوے صلح حدیبیہ بہت کچھ

جوش وخروش فرمایا تھا۔ بیچارے قیدیون پر ہر دم انکی شمشیر نیام سے اوگل پڑتی
تھی زبان سے لاف جوانمردی بہت کچھ کیا کرتے تھے اسلئے خیبر مین امتحان
لیلیا تاکہ لوگون پر انکی کیفیت منکشف ہو جاے۔ افسوس کہ اس
امتحان پر بھی نہ سمجھے اور خود ہی حضرت فاروق اعظم فرماتے ہین کہ اوس
روز رات بھر مجھے نیند نہ آئی۔ لکھا ہے کہ اس امید واری مین نیند نہ آئی کہ
کیا اچھا ہو کہ وہ شخص کرار غیر فرار مین ہی ہو جاؤن لیکن یہ سمجھ مین نہین
آتا کہ خود ان ہی حضرت کے دو روز متواتر بھاگنے پر تو حضرت نے ایسا فرمایا
کہ کل کو ایسے شخص کو علم دونگا کہ کرار غیر فرار ہے پھر خود بدولت کی امیدواری
اور آرزومندی چہ معنی دارد۔ ہان اگر کچھ مزاج مین غیرت ہوگی تو شاید اس
وجہ سے رات بھر نیند نہ آئی ہو مگر دو روز کے مفروری اور ماتحتونکا وہ گستاخانہ
کلام کہ سردار ہو تم لڑنے کو نکلو اور اسکو پیٹھ جانا طبیعت کو ادھر سے پھیرتا ہے۔
ہان اگر بوجہ حسد کے رات بھر چین نہ آیا ہو تو مضایقہ نہین۔ الغرض صبح کو
جب لشکر طیار ہوا اور رسولخدا جمعہ سے باہر تشریف لائے حکم دیا کہ بلاؤ حضرت
مرتضیٰ کو لوگون نے عرض کی کہ انکو آشوب چشم ہے لیکن رسولخدا نے اوسی
حالت مین اونکو بلایا اور لب مبارک آنکھون پر لگایا کہ فوراً رمد سو قوف ہوا
بلکہ اصلی روایت یہ ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے صبح کے وقت بحکم وحی ربانی
ناد علیا مظہر العجائب پڑہا اور فوراً حضرت علی مدینہ منورہ سے واصل لشکر ہوے جناب
رسولخدا نے نشان لشکر آپکو عطا کر کے روانہ فرمایا۔ جو کچھ بمعاملہ حارث اور مرحب سے
واقع ہوا مشہور ہے کہ ایک ایک ضرب مین دونون نابکارون کو واصل جہنم کیا
اور فوراً قلعہ پر دھاوا کر کے ہاتھ سے دروازہ قلعہ کا اوکھاڑ لیا اور یہودی
جو پتھر اور تیر چلاتے تھے آپنے اوسی کیواڑ کو سپر کی جگہ لے لیا اور لکھا ہے کہ جو وقت

درخیبر اوکھاڑا تو تمام قلعہ کو زلزلہ ہوا حضرت صفیہ جو بعد مین داخل ازواج رسول خدا ہوئین وہ تخت سی ہی اوسی لرزش کی حالت مین گرین کہ جسکی صدمہ سے دانت گر پڑے اہل سیر وتواریخ نے وزن اوس کیواڑ کا آٹھ سو من بعضون نے دو ہزار من لکھا ہے محدثین ومورخین نے لکھا ہے اور صاحب کشف الغمہ نے لکھا ہے کہ ہفتاد مرد اوٹھا سکتے تھے باقی بمفصل حال اسکا معجزات مین مرقوم ہوا ہے۔

اسی ضمن مین قضیہ فدک درپیش ہوا یعنی مقام خیبر سے حضرت نے علی مرتضی علیہ السلام کو روانہ فرمایا فدک بھی ایک موضع تھا مسکن یہود یونکا مثل خیبر کے اور جیکہ اہل فدک کو حال فتح ہو جانے قلعہ خیبر کا معلوم ہوا تو بغیر محاصرہ اور جنگ کی خود صلح پر باین شرط آمادہ ہو گئے کہ نصف زمین حضرت رسول خدا لیلین اور ہمسے متعرض نہون۔ چنانچہ عبارت مقصد اقصی نقل کیجاتی ہے۔ بعضے گویند کہ حضرت برسالت بسوی فدک امیر المومنین علی را فرستاد و مصالحہ بدست امیر المومنین واقع شد بر آن منہج کہ امیر مقدر خون ایشان نکند و حوایط خاص از ان رسول باشد پس جبریل فرود آمد و گفت حق تعالے می فرماید کہ حق خویشان بدہ رسول گفت خویشان کیستند و حق ایشان چیست جبریل گفت فاطمہ است حوایط فدک بدو دہ و انچہ ازان خدا و رسول است در فدک ہم بدو دہ پیغمبر علیہ السلام فاطمہ را بخواند و از برائے او حجتے نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد وفات رسول خدا علیہ اسلام پیش ابو بکر صدیق آورد گفت این کتاب رسول است کہ برائے من و برائے فرزندان من حسن و حسین علیہما السلام نوشتہ است۔

فتح مکہ کا بڑا نتیجہ بت شکنی تھا جسوقت مکہ معظمہ فتح ہوا اور رسول خدا صلعم داخل بیت اللہ ہوے اور بتون کو توڑا تو اس کام مین کسی غیر کو مداخلت

بلکہ جناب رسول خدا اور حضرت مرتضیٰ دونون اسکام مین مشغول ہوے اور جناب
رسول خداؐ نے علی مرتضےٰ کو اپنے دوش مبارک پر سوار کیا اور بلندی پر رکھی ہوے بت
توڑے گئے۔ ورسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ یا علی خوشا وقت تو کہ کار حق
میکنی وجند احال مین کہ با حق میکشم۔ کذا فی المدارج وغیرہ بعد کار روائی بت شکنی جب
حضرت مرتضیٰ اوپر سے کودے تو ہنسے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
دریافت کیا کہ سبب خندہ کیا ہے فرمایا کہ مین ایسے بلند مقام سے کودا اور کچھ الم
نہین معلوم ہوا حضرت مقدس نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ چگونہ الم بتو
رسد کہ بردارندۂ تو سید المرسلین بود وفرودارندہ جبریل امین۔

غزوۂ حنین۔ جبکہ مکہ معظمہ فتح ہوگیا اور اطراف وجوانب مین یہ خبر پہونچی تو قبائل
عرب نے سرکشی موقوف کرکے اطاعت اسلام قبول کی مگر قبیلۂ ہوازن اور ثقیف نے
سرکشی اختیار کی اور سید ان حنین مین ہزار ہا آدمی جمع ہوگئے اور رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا حضرت یہ خبر سنکے مع لشکر اسلام عازم
ہوے اگرچہ لشکر اسلام بہت تھا مگر جبکہ دفعتاً مشرک لوگ کمینگاہ سے نکل کر حملہ آور ہوے
تو جمیع مہاجرین وانصار بھاگ گئے اور حضرت رسول خدا کو تنہا چھوڑ گئے بروایت
صاحب سرور المحزون حضرت کے بھائی بند بنی ہاشم نو آدمی ایک ایمن ام ایمن باقی
رہے۔ بھائی بندون مین علی مرتضیٰ اور عباس اور فضیل بن عیاض اور ابوسفیان بن
حارث بن عبد المطلب عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب عتبہ اور معتب پسران ابولہب
دوسرے قول کے بموجب صرف چار شخص رسول خدا کے پاس رہ گئے جناب
علی مرتضیٰ حضرت عباس ابوسفیان وعبد اللہ۔ اور سب مفرور ہوگئے حضرت نے
واسطے غیرت اور ندامت مفرورین کے یا معشر الانصار ویا اصحاب السمرہ کہکر آوازین
دلائین کہ کجا لوگ۔ بقدر سو سو آدمی انصار وغیرہ کے مفرورون مین سے جمع ہوے

اہل سیر کہتے ہین کہ یہ شکست جو لشکر اسلام کو ہوئی بوجہ نظر خجستہ اثر پیشین گوئی حضرت
ابوبکر صدیق کے ہوئی۔ چنانچہ حبیب السیر مین لکھا ہے کہ چون این جنود ظفر ورود از مکہ
بیرون رفتہ نظر خجستہ اثر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بر آن کثرت و شوکت افتاد بر زبان
مبارکش گذشت کہ ما امروز بسبب قلت سپاہ مغلوب نخواہیم شد و بواسطہ صدور این
سخن در حنین اول لشکر نبی الثقلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شکست یافتند۔ نزول سکینہ
بر رسول اللہ و مومنین جو قران مجید مین مذکور ہے اسی موقع پر ہے۔ اور نزول سکینہ
بلاشبہ ثابت قدم لوگون پر ہے نہ کہ بفرورون پر اور اطلاق لفظ مومن کا بھی آج کے
دن کھلگیا کہ کس تعداد صحابہ کے لیے مستعمل ہوا ہے۔ جبکہ انصارین سے قریب سو آدمیون کے
جمع ہوگئے اور لڑائی شروع ہوئی تو حضرت رسول خدا نے ایک مشت سنگریزہ اٹھا کر
کفار کی طرف پھینکی کہ وہ سب ہر مشرک کی آنکھ مین پہونچی اور شکست انکو ہوئی مگر اسی عرصہ
مین ایک پہلوان نہایت قوی اور بہادر ابوجرد نام لشکر کفار سے رجز پڑھتا ہوا نکلا
اور مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے کوئی شخص بخوف اُسکے قد و قامت اور بہادری کے
اُس سے لڑنے کو نہ نکلا کہ بالآخر جناب علی مرتضےٰ نے اُسکو قتل کیا۔ یہ تیسرا موقع ہے کہ
صحابہ سے فروری صادر ہوئی اول اسمین پر بعد اُسکے خیبر پر بحالت سرداری لشکر پھر
آج کے دن اور جبتک کہ جنگ قایم رہے حضرات کا تو پتہ نہین لگا معلوم ہوتا ہے
کہ بخوف کفار کو سون اُڑ گئے تھے۔ سبحان اللہ بعض جدید صحابی تو بوقت فرورون لشکر
اسلام الگ کھڑے ہوے خوب قہقہہ لگا رہے تھے جیسے خاندان بنی امیہ ابوسفیان
وغیرہ ہین تعداد شہداے لشکر اسلام کی صرف چار ہے اور کفار کے ستر آدمی قتل
ہوے جنمین سے بروایت اہل السیر چالیس مشرک خاص حضرت مرتضےٰ علی علیہ السلام
کے ہاتہ کے مقتول ہین اور تیس آدمی اور دونکے ہاتہ سے مارے گئے مگر اصحاب
ثلثہ کے ہاتہ سے کوئی قتل نہین ہوا۔ اب ناظرین خود انصاف کرین کہ قتال فی سبیل اللہ

مثل حضرت علی کے کسی صحابی سے واقع نہین ہوا پھر اس صفت مین جناب علی مرتضیٰ
سب سے سبقت لے گئے ہین اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی نسبت
کسی کتاب مین ایسا لکھا ہوا نہین دیکھا کہ فلان مشرک سے مقابلہ کیا یا کسی پر حملہ کیا
یا کبھی تن مبارک پر چرکہ کھایا پھر ہم کو تو بمقابلہ مجاہدین کے انکا ذکر بھی کرتے ہوئے
ندامت آتی ہے مگر نہ معلوم کہ شرط فضیلت ایسی کیون قائم کی گئی ہین کہ جنکا اشارہ
بھی حضرات اصحاب ثلثہ مین پایا نہین جاتا حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کے مقابلہ مین
انکا ذکر کرنا تو محض ہی ندامت کی بات ہے لیکن مہاجرین و انصار سے ادنی ادنی
صحابی ہر سہ حضرات سے اس صفت مین سبقت لیگئے ہین۔ اگر قتال فی سبیل اللہ
پر ہی حصر فضیلت کیا جاتا ہے تو ظاہر بات ہے کہ جناب علی مرتضیٰ سے افضل
ہونا تو کہان برابر ہوا بلکہ عشر عشیر ہونا بھی کسی کا ثابت نہین ہوسکتا۔

چوتھی شرط فضیلت کی بیعت الرضوان ہے

بیعت الرضوان مین داخل ہونا بھی فضیلت ہے اور یہ بھی ویسی ہی ہے کہ ایک گروہ کو دوسرے
گروہ پر فضیلت ہے نہ کہ کسی خاص شخص کی فضیلت سے اسکو علاقہ ہے۔ اس سے
تو صرف اسی قدر مقصود ہے کہ لوگون نے تحت الشجر بیعت رسول خداؐ سے کی
وہ اُن لوگون سے افضل ہین کہ جنہون نے باوجود قابلیت بیعت کے بیعت نہین
کی۔ جناب علی مرتضیٰ بھی اس بیعت مین شامل ہین اور شیخین بھی۔ گو حضرت عثمانؓ
داخل بیعت نہین ہوے لیکن انپر یہ اعتراض بھی وارد ہوسکتا کیونکہ وہ اسجگہ حاضر
نہ تھے مگر مین اس امر مین سخت متعجب ہون کہ اس بیعت سے فضیلت شیخین کو کیا علاقہ ہے بلکہ اسکا
تذکرہ صاف طور انکے مطاعن مین داخل ہے کیونکہ بیعت کے تو معنے یہی ہین کہ نبی کے
ہاتھ پر قرار واثق کیا جائے کہ ہم تمہارے فرمان برداری کرینگے جان سے دریغ

داخل ہونا بھی

نہ کرینگے جہان کہوگے کٹ مرینگے تمکو چھوڑکر مفرور ہونگے تعمیل اس اقرار وعہد کی شیخین سے
مطلق نہین ہوئی بلکہ صاف طور پر ثابت ہے کہ انھون نے اس بیعت کو توڑ دیا
اور مطلق اپنے عہد ومیثاق پر قایم نہ رہے پھر اسکی فضیلت سے انکو کیا علاقہ رہا۔
ملاحظہ فرمائے کہ بیعت کرتے ہی اول تو صلح حدیبیہ پر کسقدر حجت کی حالانکہ بیعت سے
یہ مراد تھی کہ تمہاری اطاعت ہر جنگ اور صلح پر کرینگے یہ طلب اور اقرار نہ تھا کہ جب
لڑنے کو کہوگے تو بھاگ جایا کرینگے اور جب صلح کو فرماؤگے تو اڑ جایا کرینگے اور جبکہ
ایسا ہی واقعہ ہوا کہ بہنگام جنگ رسول اللہ کو چھوڑکر بھاگ گئے اور بہنگام
صلح اڑ بیٹھے کہ صلح کیون کرتے ہو تو یہ صاف طور پر مخالفت ہوئی پھر اس بیعت کی
فضیلت کی بمصداق شیخین کسیطرح نہین ہوسکتی دیکھو جناب علی مرتضی کو کبھی جنگ سے
منھ نہ موڑا کبھی رسول خدا کو سمجھ کر کہ جنگ مین تنہا چھوڑکر مفرور نہین ہوے صلح کے
وقت جیسا نبی نے حکم دیا دوات وقلم لیکر صلحنامہ لکھنے بیٹھ گئے مطلق حجت بھی نہ کی
حالانکہ وہ حجت کرنے کا استحقاق رکھتے تھے وہ مصداق اس نص اور اسکی فضیلت کے ہین
اگر کوئی شخص ہمارے بیان پر یہ اعتراض کرے کہ مفروری جنگ احد اور خیبر پہلا قصہ ہے
بعد بیعت کے بھاگنا شیخین کا ثابت کرو تو اسکا اطمینان ہم بآسانی کرسکتے ہین اور حوالہ
جنگ کا دے سکتے ہین کہ بعد اس بیعت کے شیخین رضی اللہ عنہما جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑکر مفرور ہوے۔ مگر پھر یہ موقع بحث کا معترض کو ملتا ہی کہ
درمیان بیعت رضوان اور مفروری حنین کے عرصہ زیادہ گذرا اور شاید اتنا مدت کی
وجہ سے اثر بیعت کا باقی نہ رہا ہو اور تمادی عارض ہوگئی ہو۔ لیکن ہمکو قول مخبر صادق
علیہ الصلواۃ والسلام سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ بوقت مفروری حنین اثر بیعت
باطل نہوا تھا چنانچہ کتب سیر واحادیث سے یہ بات آشکار ہے کہ مفروران حنین
مین جو لوگ داخل بیعت تحت الشجرہ تھے انکو وہ بیعت یاد دلانے کے لیے اسطرح

اور ان الفاظ مین آواز دلائی گئی یا اصحاب السمرۃ سمرہ اسی درخت کا نام ہے جسکے نیچے بیٹھکر بیعت رضوان واقع ہوئی۔ مطلب سمرہ کے یاد دلانے سے یہی تھا کہ تم لوگ بڑے پیمان شکن عہد فراموش ہو۔ جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کے سوائے کسی نے اِس بیعت کو قائم نہ رکھا تو ظاہر ہے کہ بیعت توڑنے والے اُس شخص کی برابری نہین کرسکتے کہ جو بیعت پر قائم رہا۔ یہان تو فضیلت ثابت کرنے سے اُلٹا الزام بیعت شکنی کا ثابت ہوگیا۔ اور اسکا نتیجہ ایسا بد ہے کہ خدای تعالی ہر مومن کو اپنے حفظ و امان مین رکھے۔ آیۂ قرانی مین یہی مذکور ہے کہ خدای تعالی اُنسے راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوے یہ سنقبت اُن لوگون کی ہے کہ جو ہر حالت جنگ و صلح مین تابع حکم رسول و خدا کے رہے اور جنھون نے جنگ سے فرار اختیار کیا اور صلح پر جو بحکم خدا اور رسول تھی اعتراض کیا اور یہانتک ناراض رہے کہ حکم قربانی شتران و موتراشی ہرگز نہ مانا اور اگر قبول بھی کیا تو نہایت اکراہ اور اجبار سے کیا تو معلوم ہوا کہ وہ خدا سے راضی نہ تھے پس ظاہر ہے کہ خدا بھی اُنسے راضی نہ تھا تو اب ہم ایسے لوگون کا مقابلہ اُس شخص سے کیا سنھ لیکر کرین کہ جسکی شان مین خدای تعالےٰ کا حبیب برحق یہ فرماوے کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہین۔

واضح ہو کہ اِن چارون شرطون مین جو علماے اہل تسنن نے قائم کی ہین حضرت مرتضےٰ علی علیہ السلام کو اصحاب ثلثہ بلکہ جمیع عالم پر سبقت اور فضیلت حاصل ہے۔

مگر ہم اس پر بھی اکتفا نہین کرتے بلکہ اوصاف ذاتی سے اور حکم خدا و رسول سے اثبات افضلیت کرتے ہین تاکہ کسی کو حرف گیری کا موقع نہ ملے۔ اور اِس بحث کو ہم بوجوہ ستہ ذیل بیان کرتے ہین۔

وجہ اوّل۔ فضیلت کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربت اور توحد اس درجہ حاصل ہو کہ جمیع اقران سے سبقت لیجاے اور ظاہر ہے کہ یہ بات اشخاص ثلثہ مین بقایۂ علی مرتضیٰ موجود نہین ہے اور علی مرتضےٰ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ قرب حاصل ہے کہ سواے اُنکے اور کسی کو حاصل نہ تھی۔ اب ہم جو غور کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ قربت و توحد دو قسم کا ہو سکتا ہے۔ ایک باطنی جسکو روحانی کہتے ہین دوسرے ظاہری جسکو جسمانی کہتے ہین اسلئے ہم دونون اقسام قربت و توحد کو جدا جدا بیان کرتے ہین۔

قربت و توحد باطنی یعنی روحانی

ظاہر ہے کہ جناب علی مرتضےٰ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توحد اور قربت روحانی بدرجۂ اتم حاصل ہے ثبوت اسکا یہ ہے کہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ مین اور علی ایک نور سے پیدا ہوے ہین اور اس حدیث کو ائمہ و فضلاے اہل سنت نے بروایت متعددہ آٹھ صحابہ سے نقل کیا ہے۔ تفصیل ائمہ و فضلا کی یہ ہے۔ اوّل امام احمد حنبل کہ ائمہ اربعہ اہل سنت مین داخل ہین اس حدیث کو اپنے مسند مین لکھا ہے۔ دوم عبداللہ بن امام حنبل۔ سوم امام شمس الدین یوسف بن عبداللہ الشہر بسبط ابن الجوزی۔ چہارم ابن مردویہ اصبہانی پنجم ابوالحسن علی بن الطیب الجلالی المعروف بہ ابن المغازلی ششم دیلمی ہفتم عاصمی ہشتم نطنزی نہم شہر دار دیلمی۔ دہم اخطب خوارزم۔ یازدہم ابن عساکر۔ دوازدہم کنجی۔ سیزدہم صالحانی چہاردہم سطری۔ پانزدہم صدرالافاضل خوارزمی۔ شانزدہم محب طبری۔ ہفتدہم احمد بن محمد حاقی ہجدہم ابراہیم وصابی۔ نوزدہم محمد واعظ ہروی بستم محمد صدر عالم بقلا من ہولار الخمسہ عن۔ بست و یکم احمد۔ بست و دوم حموی۔ بست سوم محمود طالبی بست و چہارم رکزینی نقلاً عن الاخطب بست و پنجم ورزندی۔ بست و ششم سید علی ہمدانی

سبط و ہفتم جمال الدین محدث و شیخ بن علی حنفی سبط ہشتم و سبط نہم خطیب بغدادی و ابن عساکر و محمد بن یوسف گنجی وغیرہم۔

قال احمد بن حنبل فی الفضائل حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن زہری عن خالد بن معدان عن زاذان عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کنت انا و علی ابن ابی طالب نورًا بین یدی اللہ تعالی قبل ان یخلق آدم بأربعۃ آلاف عام فلما خلق آدم قسم ذلک النور جزئین فجزء انا و جزء علی۔ و فی روایۃ خلقت انا و علی من نور واحد۔ یعنے لکھا ہے امام احمد حنبل نے فضائل مین کہ حدیث کی مجھ سے عبد الرزاق نے اور اُسنے سنی معمر سے اور معمر نے زہری سے اور زہری نے خالد بن معدان سے اور اُسنے زاذان سے اور اُسنے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ مین اور علی ابن ابی طالب آدم کی پیدایش سے چار ہزار برس پیشتر اللہ تعالے کے روبرو عالم نور مین تھے بس جبکہ آدم علیہ السلام پیدا ہوے تو وہ نور دو جزو پر تقسیم ہوگیا۔ ایک جز مین ہون اور ایک جز و علی ہے۔ اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ مین اور علی ایک نور سے پیدا ہوے ہین۔

ابو الحسن علی بن محمد بن الطیب الجلالی المعروف بابن المغازلی نے کہ داخل ائمہ و اکابر فضلاے اہل سنت مین ہے تین طریق پر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اول قال اخبرنا ابو غالب محمد بن ہری اخبرنا ابو الحسن علی بن منصور الحلبی الاخباری قال حدثنا علی بن محمد عدوی السمیاطی قال حدثنا حسن بن علی بن زکریا قال حدثنا احمد بن معدان العجلی قال حدثنا الفضیل بن حیان عن ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن زاذان عن سلمان رضی اللہ تعالی عنہ

قال سمعت حبیبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول کنت انا وعلی نورًا بین یدی اللہ عزوجل یسبح اللہ ذلک النور ویقدسہ قبل ان یخلق آدم بالف عام فلما خلق اللہ آدم رکب اللہ ذلک النور فی صلبہ فلم یزل فی شیء حتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففی النبوت وفی علی للخلافت۔ دوسری روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے اسمین بعد لفظ صلب عبد المطلب کے یہ اور زیادہ ہے جزء فی الصلب عبد اللہ وجزء فی الصلب ابو طالب فاخرجنی نبیا و اخرج علیا وصیا۔ تیسری روایت اسی کے ہم مضمون ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے لکھی ہے۔

ابو شجاع شیرویہ بن شیرویہ بن قباد بن حسرو دیلمی۔ المعروف بہ دیلمی نے آخری فقرہ ففی النبوت وفی علی للخلافت زیادہ کیا ہے روایت احمد بن حنبل پر۔

امام عاصمی نے کتاب زین الفتی تفسیر سورۂ ہل آتی مین لکھا ہے قال حدثنا حسن بن اسمعیل بن ضماد بن ابی حنیفۃ عن ابیہ عن زیاد بن المنذر عن محمد بن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام عن ابیہ عن جدہ۔ پورا مضمون حدیث مندرجہ بالا لکھکر یہ الفاظ اور لکھے۔

فصیر قسمی فی صلب عبد اللہ وقسمہ علی فی صلب ابی طالب فعلی منی وانا منہ لحمہ من لحمی ودمہ من دمی فمن احبہ فبحبی احبہ ومن البغضۃ فیبغضنی البغضہ۔ مگر مدت قبل از تولد آدم علیہ السلام کے چودہ ہزار برس لکھی ہے۔

نیز امام عاصمی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے۔ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خلقت انا وعلی ابن ابی طالب من نور واحد

یسبح اللہ عزوجل فی یمینہ العرش قبل خلق الدنیا ولقد سکن آدم الجنۃ
ونحن فی صلبہ ولقد رکبہ نوح السفینۃ ونحن فی صلبہ ولقد
قذف ابراھیم فی النار ونحن فی صلبہ فلم یزل یقلبنا اللہ عزوجل
من اصلاب طاھرۃ الی ارحام طاھرۃ حتی انتھی بنا عبد المطلب فجعل ذلک
النور نصفین فجعلنی فی صلب عبد اللہ وجعل علیا فی صلب ابی طالب
وجعل فی النبوت والرسالۃ وجعل فی الفروسیۃ والفصاحۃ واشتق لنا اسمین
من اسمائہ فرب العرش محمود وانا محمد وھو الاعلی وھذا علی۔
ابو الفتح محمد بن علی بن ابراہیم تطنزی کتاب خصائص علویہ مین اس حدیث کو لکھتے
ہین ہم مضمون دیگر روایات کے اور روایت کی ہے اسی کو سلمان فارسی سے
چودہ ہزار برس پیشتر پیدایش آدم سے نور نبی و ولی کا تسبیح و تقدیس کرنا اور بعد
پیدایش آدم انتقال نور اصلاب طاہرہ و ارحام طاہرات مین ہونا اور پھر نصفا
دو جزو ہو کر ایک نصف حضرت عبد اللہ اور ایک نصف ابو طالب علیہ السلام کے
صلب مین جانا اور پیدایش نبی و علی اس نور سے ہونا لکھ کر اشتقاق اسماے
الہی سے اسماے پنج تن اسطرح ہونا لکھا۔ واشتق اللہ لنا من اسمائہ اسما
واللہ محمود وانا محمد واللہ الاعلی واخی علی واخی علی واللہ فاطر وا
بنتی فاطمۃ واللہ محسن وابنای الحسن والحسین فکان اسمی فی الرسا
والنبوت وکان اسمہ فی اخلاق واشتجاعت فانا رسول اللہ
وعلی سیف اللہ۔ دیلمی اور اخطب خوارزمی نے کتاب المناقب مین اور حموینی
نے فرائد السمطین مین حضرت سلمان فارسی سے ہم معنی ابن المغازلی کی روایت کی ہے
مگر مدت قبل پیدایش آدم سے چودہ ہزار برس لکھی ہے۔ اور اخطب نے دوسری
روایت عن محمد بن علی ابن الحسین ابن علی ابن ابی طالب علیہ السلام لکھی ہے اسمین بعد

مضمون حدیث مذکور کے یہ اور لکھا ہے فعلی منی وانا منه لحمه لحمی ودمه دمی فمن احبه فیحبنی احبه ومن ابغضه فیبغضنی ابغضه۔
محمد بن یوسف گنجی نے کتاب کفایت الطالب مین حضرت سلمان فارسی کو بمضمون متذکرۂ بالا بروایت ابن عساکر لکھا ہے اور علاوہ انکے اکثر علماے نامدار اہل تسنن نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور چونکہ یہ حدیث آٹھ صحابیون سے مروی ہے اسلئے متواترات سے ہے مگر ابن جوزی نے بسبب عادت خود اس حدیث کو بھی موضوعات مین داخل کیا ہے مگر اسکے حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دشمن آل رسول کا تھا اگرچہ اپنے آپ کو سنت جماعت کہتا تھا مگر دراصل ناصبی اور یہ بات ظاہر ہے کہ ناصبی اپنے آپ کو ناصبی نہین کہتے بلکہ سنی ہی کہتے ہین۔ اکابر علما اور ائمہ حدیث نے ابن جوزی کو سخت الزامات دیئے ہین کہ وہ شخص بوجہ توہم احادیث صحیحہ کو موضوعی قرار دیتے ہین خود سبط ابن الجوزی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ائمہ اربعہ مین سے امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو روایت کیا اور علاوہ انکے کم سے کم پچاس ساٹھ محدث و محقق علما نے جنکا مذہب اہل سنت ہے اس حدیث کی تصحیح کی ہے پھر ایک ابن جوزی کے قول واحد کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔
ابن جوزی نے تو جو کچھ ناصبیت اپنی ظاہر فرمائی تھی تو ایسی تھی کہ شاید کوئی دانت بھی منھ مین باقی نہ رہا ہو مگر طرہ یہ ہے کہ علماے نواصب نے وہی طریقہ تحریف کا جو اکثر فضائل اہلبیت مین اکثر اصحاب ثلثہ کو شامل کیا ہے اس حدیث مین بھی برتا ہے جیسا کہ حدیث انا مدینة العلم وعلی بابها اور شباب اهل الجنة۔ وغیرہ احادیث مین خلفاے ثلثہ کو برورے تحریف شامل کر دیا ہے مگر اہل بصیرت کے روبرو کسی کی صنعت چل نہین سکتی۔ بناوٹ صاف کھلجاتی ہے۔
مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ مین جناب مرتضی علیہ السلام کی ضد

اور عداوت پر اس حدیث کو بیان کیا ہے ورنہ وہ بھی خوب جانتے تھے کہ یہ حدیث
موضوعی ہے اگرچہ شافعی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے مگر محض بے سند ہے۔
وھو ما روی الشافعی باسنادھا الی النبی صلے اللہ علیہ انہ قال
کنت انا وابو بکر وعمر وعثمان وعلی بین ید اللہ تعالے قبل ان یخلق
آدم بالف عام فلما خلق اسکنا ظھرہ ولم نزل ننقل فی الاصلاب الطاھرۃ
حتی نقلنا اللہ الی صلب عبد اللہ ونقل ابا بکر الی صلب ابی قحافۃ ونقل عمر
الی صلب الخطاب ونقل عثمان الی صلب عفان ونقل علیا الی صلب ابی طالب
یہ وہ حدیث ہے کہ شافعی نے باسناد خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تھا میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور
عثمانؓ اور علیؑ اللہ تعالے کے ہاتھوں آگے آدمؑ کے پیدا ہونے سے ایکہزار برس
پیشتر۔ پس جبکہ آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو ہم اسکی پشت میں جاگزین ہوئے
اور نہیں زائل ہوا انتقل ہونا ہمارا اصلاب طاہرہ سے یعنے ہم اصلاب طاہرہ ہی
میں منتقل ہوتے رہے) یہانتک کہ منتقل کیا مجھ کو اللہ تعالے نے طرف صلب
عبد اللہ کے اور ابوبکرؓ کو طرف پشت ابی قحافہ اور بدلا عمرؓ کو طرف پشت خطاب کے اور
بدلا عثمانؓ کو طرف پشت عفان کے اور منتقل کیا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو
طرف پشت ابی طالب کے۔
اوّل تو دلیل مصنوعی ہونے حدیث کی یہ ہے کہ نام ہر چہار کا اس ترتیب سے درج
کیا گیا ہے کہ جس ترتیب سے خلافت پہونچی ہے صاف ظاہر ہے کہ بعد گذر جانے
زمانہ خلافت اربعہ کے بزمانہ بنی امیہ یا بنی عباس یہ حدیث وضع کی گئی ہے جسقدر
موضوعی احادیث ہیں آنمیں واضع نے ترتیب خلفاے اربعہ کو نہیں چھوڑا
یہ واضع کی خامی عقل ہے یا معجزہ نبی صلوات اللہ علیہ السلام کہ جو کوئی آنپر اتہام لگاوے

تو مخفی نہ رہ سکے۔ نہایت تعجب کا مقام ہے کہ ہمیشہ رسول خدا اسی ترتیب سے ہر چہار خلفاء کا نام لیا کرتے تھے۔ اصحاب رسول تو ہزار دو شخص تھے اور اکابر صحابہ مین بھی دس بیس آدمی داخل ہین مگر موضوعی احادیث مین اصحاب ثلثہ ہی رضی کو یاد رہتے تھے خلافت اور ترتیب خلافت کے بارے مین کوئی حکم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین فرمایا۔ پھر نہ معلوم کہ احادیث مین یہ ترتیب کیسے قایم ہوئی اگر ایسی احادیث جنمین ایسی ترتیب سے نام لئے گئے صحیح ہوتے یا در واقع رسول خدا ہر چہار خلفا کو ہمیشہ اسی ترتیب سے یاد فرمایا کرتے تو بوقت تعین خلافت کیون نزاع برپا ہوا کرتا تھا بقول علماے اہل تسنن انصار تو یون کیون کہتے کہ منا امیر و منکم امیر۔ اور حضرت علی رضی کیون دعویدار خلافت ہوتے اور ابوبکر سقیفۂ بنی ساعدہ مین بوقت تقرر خلافت ابوعبیدہ بن جراح اور عمر بن الخطاب سے کیون کہتے کہ یہ قابل خلافت ہین انکے بیعت کرو۔ اور حضرت عمر اپنی وفات کے وقت پانچ شخصون مین سے ایک کو خلیفہ مقرر کرنے کے لئے کیون کہتے کہ علی مرتضےٰ اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف مین سے ایک کو خلیفہ مقرر کرنا۔ اور بعد قتل عثمان کے بی بی عایشہ اپنے بھانجے کے لئے اور طلحہ و زبیر کیون ساعی خلافت ہوتے اور معاویہ غاویہ کیون خلیفہ برحق سے تخلف کرتا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جن احادیث مین بہ ترتیب خلافت نام صحابہ کا لیا گیا ہے۔ وہ محض وضعی اور موضوع احادیث ہین واضع نے بے ایمانی سے اپنی قبر کو آگ کے انگارون سے بھرا ہے۔ علاوہ اس امر کے سابق عبارت حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ واضع نے اگرچہ حدیث نور کی تحریف کی ہے مگر قدرت خدا سے یا تو واضع اسکو مثل اُس حدیث کے بنا نہ سکا اور نور کا نقطہ بھول گیا

یا واضع نے کسی دباغت کی وجہ سے اپنی جان بچانے کے لئے ایسے مہمل مضمون کی حدیث وضع کی - دل مین واضع کے خدا کا خوف آیا ہے اور بظاہر لوگون کے دباؤ سے مجبور ہوکر ایسی روایت وضع کرنی پڑی ہے کہ بظاہر اُس سے اصحاب ثلثہ کی افضلیت مثل حدیث نور کے پائی جاوے اور جب کہ اسکو بغور دیکھا جاوے تو کہان حدیث نور اور کہان یہ روایت زمین و آسمان کا فرق ہے شاہ عبدالعزیز صاحب نے جو تحفہ اثنا عشریہ مین اس حدیث نور کو جو جواب اور بمقابلہ حدیث نور کے لکھا ہے یہہ صرف دھوکہ دہی ہے یا سمجھہ کا فرق ہے ناظرین باانصاف غور فرماوین کہ حدیث نور مین توحید اور شرکت نور مرتضوی کے نور مصطفوی سے مروی ہے اور اس روایت مین قطعی مغائرت ہے - یہہ کہدینا کہ فلان اور فلان آدم کی پیدایش سے ایک لاکھ برس پیشتر خدا ے تعالے کے پیش نظر تھی کوئی فضیلت اس سے ثابت نہین ہوتی خداے تعالے قادر مطلق ہے ممکن ہے کہ آدم کی پیدایش سے لاکھون برس پیشتر ہر ادنی و اعلی آدمی اُسکے پیشنظر ہون خدا تعالے ہم لوگون کے حال سے اسی وقت واقف نہین ہوا ہے کہ جب ہم دنیا مین پیدا ہوگئے ہین بلکہ اسکا علم ایسا وسیع اور قدرت اُسکی ایسی وسیع ہے کہ ادنی سے ادنی آدمی بھی آدم کی پیدایش سے کروڑون برس پیشتر اسکی پیش نظر اور عین یدی تھا پھر کجا حدیث نور اور کجا یہ لکھے پڑھے ہوئے آدمی کی بیچدار بات - یقین کامل ہے کہ واضع نے فقط جاہلون کے بہکانے کے لئے یہ روایت بناکر اپنی جان بچائی ہے - پھر جو یہہ مذکور ہوا ہے کہ بعد پیدایش آدم ہم اُنکی پشت مین رکھے گئے یہہ سچ ہے جسقدر انسان قیامت تک پیدا ہونگے سب اُنکی پشت مین ودیعت رکھے گئے ہین اور کچھہ محال بات نہین ہے ایک درخت مثلاً آم کا بو یا گیا جو فقط ایک گٹھلی سے اُگا ہے لیکن صدہا برس تک

ہزار ہا آم ہر سال اُس درخت پر لگتے ہین گو وہ سب آم ہوکر رہا ہوتے ہین اُس
ایک گٹھلی مین خالق مطلق نے ودیعت رکھے ہین۔ اس سے بھی اثبات فضیلت اصحاب
ثلثہ مثل حدیث نور نہین ہوسکتی۔ ہان البتہ ایک فقرہ واضع نے اصلاب طاہرہ کا
بحث طلب بیان کیا ہے یا تو اتفاقاً اسکی زبان سے نکل گیا ہے یا فقط دلی مقصود
اسکا جناب رسول خدا اور حضرت مرتضےٰ علیہ السلام سے ہو۔ کیونکہ روایت
مین تصریح تو اس امر کی نہین کی گئی۔ اصحاب ثلثہ اصلاب طاہرہ مین منتقل
ہوتے رہے ایک عام طور پر مقولہ حضرت کا بصیغہ متکلم مع الغیر بیان کیا گیا
ہے اور چونکہ حضرت مرتضےٰ آپکے شامل ہین اور فی الواقع بہ لفظ چند بار رسول خدا
نے اپنے اور جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا ہے کہ ہم اصلاب طاہرہ مین
منتقل ہوتے رہے اسلئے بعید نہین ہے کہ واضع کی نظر اسی طرف ہو۔ اگر واضع نے
جاہلون کی تسلی کے لئے اس حدیث کو بغرض جانبری وضع نہین کیا اور خود ہی محبت
اصحاب ثلثہ مین مرتکب اسکا ہوا تو ہم فقط ایک ہی بات مین اسکا کذب وافترا ثابت کر
دیتے ہین۔ انتقال اصلاب طاہرہ سے یہہ مطلب ہے کہ حضرت رسول خدا کی نسبت
مین جسقدر بزرگوار ہوئے ہین وہ سب طاہر تھے یعنے نجاست شرک سے مبرا تھے
اور یہی اعتقاد جمیع انبیا علیہم السلام کے آبا و اجداد کے نسبت سے ہمیشہ طہارت
و نجاست ایمان و کفر پر منحصر کیجاتی ہے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی والد ماجد اور اجداد کی نسبت طاہر ہونے کا تو اہل تسنن کو اعتقاد ہی ہوگا
مگر حضرت ابوطالب بھی بہت بڑے موحد اور خدا پرست تھے اُنکے حالات سے
ظاہر ہے کہ وہ مشرک نہ تھے بلکہ جناب رسول خدا سے بوجہ ہونے حامل نور مرتضوی کی
ایک روحانی توحد رکھتے تھے ورنہ اور گیارہ چچا آپکے تھے نہ اُنکو اسدرجہ الفت سول
خدا سے تھی نہ رسول خدا کو اُنسے تھی۔ مگر اصحاب ثلثہ کے والد اور اجداد کی نسبت

طہارت کہان سے ثابت ہوگی جنکی وجہ سے باپ دادا کے اصلاب طاہر بتاتے ہین وہ
خود نجاست شرک سے بہرے ہوئے تہے۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر اور
حضرت عمر اور حضرت عثمان مسلمان ہونے سے قبل مشرک تہے اور برت برتی
علی الاعلان کرتے تہے۔ اور قران شریف مین صاف حکم ہے۔
انما المشرکون نجس۔ بجز اسکے نیست کہ مشرک نجس است۔ پس دران حالیکہ خود ہر سہ
حضرات چالیس چالیس برس کی عمر تک مشرک رہے اور بوجہ آلایش کفر اور شرک
کے نجس تہے تو کب ممکن ہے کہ انکی وجہ سے اباو اجداد طاہر ہوئے ہون اگر
یہہ حضرات ہی مثل جناب رسول خدا اور علی مرتضے کے نجاست کفر سے بری
رہے ہوتے تو اُنکے آباو جداد بہی اگر انکے اصلاب کا اطلاق ہوجاتا تو
کچہہ بعید نہ تہا اور جبکہ انمین ایسے لوگ بہی ہین جیسے حضرت عمر کہ بعد بعثت
رسول خدا اور اظہار ہدایت کے چہہ برس تک برابر اسی اپنے کفر اور شرک پر نہایت تعصب
اور عداوت اسلام اور ایذادہی رسول اللہ و مسلمین کے ساتہہ قایم رہی آیندہ مفصل اسکے
ہم ذکر کرتے ہین تو کیسے ممکن ہے کہ جنمین ایسا تو حد روحانی ہو کہ جیسا واضع
حدیث نے بیان کیا ہے اور پہر وہ عالم جسمانی مین ایسا پاک دشمن ہوجاوے اسلئے
ثابت ہے کہ یہہ حدیث مصنوعی اور جعلی ہے اور ایسی احادیث وضعی بزمانہ خلفائے
بنی امیہ و بنی عباس وضع کی گئی ہین کیونکہ خلافت اربعہ کے زمانہ مین تو چندان
ایسی حاجت وضع کی نہ تہی۔ اگر وضع ہوئی ہون تو لطمع ملک و مال و خلعت واسپ
جیسا ہمنے پیشتر ذکر کیا ہے وضع ہوئی ہون مگر زیادہ تر موضوعی احادیث خلفائے
امویہ و عباسیہ کے عہد مین بنائے گئے ہین اور یہہ امر ظاہر ہے کہ تا بزمانہ زوال
خلافت بنی عباس کسی شخص کی یہ مجال نہ تہی کہ علی الاعلان فضائل اہلبیت بیان کرے
چہ جائے کہ کوئی شخص موضوعی فضائل انکے لئے بیان کرکے اور جان سلامت

لیجائے ہان البتہ اُن حضرات کی ضد مین اصحاب ثلثہ کے فضائل ایسے ہی موضوعی بیان کرکے
انعام پاتے تھے یا تہمت طرفداری اہل رسول سے نجات پاتے تھے۔ جیسا خود امام
شافعی جبکہ محمد بن حسن بن حسین علیہ السلام کے ہمراہیون مین گرفتار ہوکر ہارون رشید کے
روبرو آئے اور بخوف جان علویون پر عباسیون کو ترجیح دی اور ہارون کو خلیفہ واجب الاتباع
قرار دے کر فتوی دیا کہ جو کوئی ہارون رشید سے منحرف ہے اُسکا قتل جائز ہے
بلکہ وہ واجب القتل ہے۔ اور علویون سے نہایت اکراہ اپنا اظہار کیا اور ہارون رشید
کی نہایت تعریف کی کہ رسول خدا کے مقابل کردیا۔ حلیۃ الاولیا۔ ابونعیم اور کتاب الفضائل
شافعی مولفہ فخر رازی شاہد ہین۔ پس جبکہ بخوف جان ہارون رشید کی نسبت
ایسے اوصاف بیان کئے جو زانی اور شراب خوار دشمن اولاد رسول قاتل عترت واہلبیت
رسول خدا تھا تو اصحاب ثلثہ کی نسبت اُنکو وضع کرتے ہوئے کون مانع تھا۔ ائمہ
اہلبیت کے روبرو شاید انکی سی کہتے ہون اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ انکو بعض لوگون
نے کہا کہ ہم سنتے ہین کہ تم رافضی ہو تو جواب دیا کہ ہین محب اہل بیت رسول ہون اگر اسکا
دوست کہنے والا رافضی ہے تو مین بھی رافضی ہون اور معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا
مین وہ محب اہل بیت تھے مگر جبکہ بعد خروج محمد بن حسن کے وہ گرفتار ہوئے اور قید ہوکر
ہارون کے حضور مین آئے اور توبہ کی اور ہارون کو خلفاے راشدین سے بڑھکر قرار
دیا تب ہارون نے انکی خاطرداری کی اور بغداد مین رکھا وہان خود امام ہوگئے
اور جیسا وہانکی خلقت کا رنگ دیکھا اسی رنگ مین آپ بھی رنگ گئے یہہ روایت
اُسی زمانہ کی موضوعات مین سے ہے مگر آدمی ذہین تھا ایسے الفاظ بنائے کہ جنمین
بباطن کچھہ ہرج بھی نہوا اور جہال نہایت درجہ محب اصحاب ثلثہ تصور کرین۔
اس حدیث کو صرف شافعی نے بلا سند بیان کیا ہے۔ اور جبکہ آپکی کیفیت ایمان وخوف
دامن مین مختلف ہوئی تھی تو انکی روایت کا کچھہ اعتبار نہین ہے شافعی نے علی العموم امام

مالک کی روایت پر تمسک کیا ہے مگر یہہ حدیث خود ہی تراشی ہے۔
جبکہ بوجوہات مذکورۂ بالا یہہ روایت کارآمد علماے اہلسنت نہوئی اور پورا پورا مقابلہ
حدیث نور کا نہ کر سکے تو علماے متاخرین نے اس روایت مین اور پھول پھل
لگائے اور اسکو بالکل حدیث نور کا ہم مضمون بنا دیا۔ قال النبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم۔ کنت انا وابوبکر وعمر وعثمان وعلی انوارا علی یمین العرش قبل
ان یخلق ادم بالفی عام فلما خلق اسکنا الصلب وامرنا بالنزول فکنا فی الاصلاب الطاہرۃ
الی ان تفانی اللہ الی صلب عبد اللہ ونقل ابابکر الی ابی قحافۃ ونقل عمر الی
صلب الخطاب ونقل عثمان الی عفان ونقل علی الی صلب
ابی طالب ثم اخترعنی اصفیاً فجعل ابابکر صدیقا وعمر فاروقا وعثمان
ذی النورین وعلیاً وصیاً فمن سب اصحابی فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ
ومن سب اللہ اکبہ اللہ فی النار علی منخریہ۔ خرجہ الملا فی السیرۃ
سبحان اللہ کیا معجزۂ نبوی ہے۔ اس روایت مین بھی واضع ناکام رہا اور
حدیث نور کا مقابلہ نہ کر سکا۔ بلکہ ایک قسم کی مغائرت نور محمدی سے بیان کی گئی ہے
حدیث نور کا یہہ مضمون تہا کہ مین اور علی ایک نور سے پیدا کئے گئے ہین۔
یہہ دلالت کمال توحید اور یکجہتی کی ہے اور اس روایت موضوعہ کا صاف وظاہر
مقصد یہہ ہے کہ قبل از پیدایش آدم جیسا ایک نور رسول خدا کا عین عرش پر تہا
ویسے ہی انسے علیحدہ ابوبکر وعمر وعثمان کا تہا۔ ثابت ہے کہ کوئی مشارکت نور
مصطفوی سے نہ تہی۔ اور یہہ مقولہ مسلمہ جمہور اسلام کا ہے کہ جمیع کائنات نور محمدی
سے پیدا ہوئی اور اس واضع نے انوار اصحاب ثلثہ کو جدا جدا مثل نور محمدی کے قبل از پیدایش
آدم موجود قرار دیا تو صریح قول جمہور کے برخلاف ہے۔ اسلئے یہہ روایت صریح موضوعی
ثابت ہے افسوس ہے کہ واضع نے روایت بنائی مگر بنانی نہ آئی وہ مطلب توحید

دیگا نگیت حضرت محمد مصطفےٰ و علی مرتضےٰ جو حدیث نور سے روشن ہوتا تہا وہ اس
حدیث مین اصحاب ثلثہ کے لئے پیدا نہو سکا اگر کوئی شخص ایمان فروشی سے اس روایت کو بھی
دلیل توحید روحانی و نورانی قرار دے تو ہرگز گنجایش نہین ہے کیونکہ توحید روحانی
ہرگز مخفی نہین رہسکتا حدیث نور مین جو یہہ مذکور ہوا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ مین اور
علی ایک نور سے پیدا ہوئے اور ہم دونون کا نور آدم کی پیدایش سے چودہ ہزار برس یا
چالیس ہزار برس پیشتر عرش کی داہنی طرف تسبیح و تقدیس کرتا رہا اور جب آدم پیدا ہوئے
تو ہمارا نور انکی پشت مین قایم کیا گیا اور اسی طرح ہم دونون کا نور ایک صلب
طاہر سے دوسرے صلب طاہر مین بدلتا رہا اور تا بہ عبدالمطلب کچھہ فرق نہین آیا ۔
عبدالمطلب سے میرے نور کا جزو عبداللہ کے صلب مین منتقل ہوا ۔ اور
علی کا جزو ابی طالب کے صلب مین آیا مین نبی نکلا اور علی خلیفہ و وصی نکلا اور اس
روایت موضوعی مین صاف لفظ انوار کا موجود ہے ۔ اگر لفظ نور ہوتا تو بہی گنجایش
تہی کہ وہ نور یکجائی تہا اور جبکہ لفظ انوار ہے تو جدا جدا سبکا نور ہونا ثابت ہے
اور نور کا اطلاق تہوڑا یا بہت ہر ذی روح پر ہو سکتا ہے اور روح گویا کہ نور ہے اور
اس صفت مین ہر کافر و مسلم داخل ہین کوئی فضیلت کی بات نہین ہے اور جبکہ
پشت آدم مین جدا جدا قایم رکہے گئے تو پہر عوام الناس مین اور انمین کوئی فرق
نہ رہا ۔ اور علاوہ اسکے جبکہ نسبت رسول خدا اور اصحاب ثلثہ مین دس دس
بیس بیس پشت کا فاصلہ ہے تو اس صورت مین اگر انوار اصحاب ثلثہ شمول نور محمدی
بہی ہوتا تو اس درجہ کا توحید پہر بہی حاصل نہو سکتا تہا کہ جسمین ایک پشت کا صرف
فرق ہے ۔ علاوہ اسکے توحد روحانی کا بہت بڑا اثر دنیا مین ہوتا ہے ۔ جن دو
آدمیون کی روح ایک قسم کی پاک یا ناپاک ہوتی ہے تو بوجہ جنسیت کے انمین نہایت
درجہ محبت اور میل جول ہوتا ہے ۔ خواہ باہم ایک دوسرے سے واقفیت

بہی نہ رکھتا ہو مگر جنسیت روح کی وجہ سے انمین نہایت درجہ کشش محبت ہوتی ہے
جیسے دو شخص نیک اور پاک روح والے باہم دوست ہوتے ہین ویسے ہی ناپاک
روح والے دو شخص باہم محبت رکھتے ہین اور جبکہ ایک پاک روح اور دوسرا ناپاک
روح ہے تو انمین ضرور تنفر اور عناد لاحق ہوتا ہے دیکھو کتب سیر مین لکھا ہے کہ جس
زمانہ مین فاطمہ بنت اسد مادر جناب مرتضے حاملہ نور مطہر مرتضے سے تھین اور باہر سے
رسول خدا تشریف لائے تو فاطمہ بنت اسد آپکو دیکھکر تعظیم کے لئے کھڑی ہوجاتین
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ بنت اسد کو مثل والدہ حقیقی کے خیال
کرتے تھے اور فرماتے کہ اے مادر تم کیون میری تعظیم کو اوٹھا کرتی ہو وہ فرماتین کہ
مین اپنے قصد سے تعظیم نہین کرتی بلکہ جو جنین میرے شکم مین ہے وہ مجھکو کھڑا ہونے پر مجبور
کرتا ہے اور جبکہ حضرت مرتضے کا تولد ہوا تو کسی کو آپنے پاس آنے نہ دیا حتے کہ
پستان مادر منھہ مین نہ لی جو کوئی پاس جاتا تھا اُسکو نوچ ڈالتے تھے کہ اُنکی مادر
بزرگوار نے گہوارہ مین ناتہہ باندہ دئے تھے کہ خبر تولد سنکر رسول خدا تشریف
لائے اور گہوارہ حضرت مرتضے کے پاس جانیکا قصد کیا تو فاطمہ بنت اسد
نے حضرت سے کہا کہ اے پسر تم اس طفل کے پاس بے محابا نہ جانا یہہ منھہ نوچ لیتا ہے
جناب رسول خدا صم نے فرمایا کہ میرے ساتھہ ایسا نہین کرے گا اور آپنے
گہوارہ سے اُٹھا کر گود مین لیا اور جسوقت خوشبو کیسوے منبر رسول خدا انکی
ناک مین پہونچی فوراً انکھہ کہولدی اور حضرت کیطرف دیکھکر ہنسے آپنے پیار کیا اور
زبان اپنی علی مرتضے کے منھہ مین دی کہ دیر تک مثل پستان مادر لعاب چوستے رہے
علماے عارفین کا مقولہ ہے کہ اسلئے حضرت مرتضے نہ پستان مادر منھہ مین لیتے تھے
نہ کسی کو اپنے پاس آنے دیتے تھے کہ اول رسول خدا سے ملاقات کرین اور زبان انکی
چوسین جناب رسول خدا نے غسل ولادت علی مرتضے کا اپنے ہاتھہ سے دیا اور

فرمایا کہ مین اسکو غسل و ملاوت دیتا ہون یہہ میرا آخری غسل دیگا - اور جیسے کہ اول بوقت پیدائش علی مرتضے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود مین تھے ویسے ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری وقت علی مرتضے کے زانو پر ہوا اور جیسا کہ دنیا مین آکر اول علی مرتضے کی آنکھہ پیغمبر خدا پر پڑی ویسے ہی آخر وقت رسول خدا کی نظر اخیر چہرۂ علی مرتضے پر پڑی آغاز و انجام توحد پر ہوا - پھر جب علی مرتضے قریب چار سال کے ہوئے اور مکہ مین قحط پڑا تو حضرت رسول خدا نے اپنے خاندان کو جمع کرکے یہ فرمایا کہ ابوطالب کثیر العیال ہین اور آمدنی کم رکھتے ہین بنظر امداد انکی اولاد کو باہم تقسیم کرلین چنانچہ سب اولاد حضرت ابوطالب کو بذریعہ قرعہ اندازی جمیع اعمام نے تقسیم کیا اگر قرعۂ علی مرتضے علیہ السلام کے نام کا حضرت رسول خدا کے پاس آیا اور حضرت نے متکفل انکی پرورش کے ہوئے اور جعفر طیار عباس کے پاس رہے - بروز بعثت رسول خدا ۲ سب کے اول بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا باوجود نہایت صغیر سن ایمان لائے - بعد ایمان لانے کے جو جہد وفاداری اور محبت اور جان نثاری علی مرتضے سے وقوع مین آئی وہ سب جانتے ہین کیسے کیسے معرکون مین جان نثاری کی یہہ توحد نور کا ہے باعث تھا کہ بروز ہجرت تن تنہا رسول خدا کی جگہہ انکے بستر پر رات کو سوے اور چار طرف سے کفار نے محاصرہ کر رکھا تھا جسکی صفت قرآن شریف مین من تشری نفسہ الخ نازل ہوئی اور ملائکہ پر خداوند تعالے نے علی مرتضے کو فخر دیا کہ قصہ ہجرت مین بیان ہوا ہے - یہہ توحد نور کا ہی باعث تھا - کہ اکثر معرکہ ہاے جنگ مین جمیع اصحاب فرار ہوگئے اور علی مرتضے رسول خدا سے مثل مقناطیس و آہن جدا نہو سکے اور ثابت قدم رہے - حکما کا قول ہے کہ جنسیت مین تاثیر جذب ضرور ہوتی ہے علی الخصوص روحانی اور نورانی جنسیت کا تو بہت بڑا اثر ہوتا ہے -

احد کے دن کوئی متنفس باقی نہ رہا جو ذرا نہین ہوا مگر علی مرتضے اس طرح جیسے

مقناطیس و آہن کا عالم ہوتا ہے رسول خدا سے علیحدہ نہوے علی ہذا القیاس
بروز حنین اصحاب ثلثہ و دیگر صحابہ رسول خدا کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور علی مرتضےٰ
ویسے ہی قائم رہے۔ بلکہ بروز حنین تین چار بنی ہاشم مفرور نہین ہوے۔
حالانکہ اصحاب ثلثہ اُنسے سابق الایمان تھے مگر اُنسے یعنے اصحاب ثلثہ اور
رسول خدا سے نہ جنسیت روحانی تھی نہ جسمانی اسلئے وہ رسول خدا کو چھوڑ کر چلے
گئے اور بنی ہاشم مین سے حضرت عباس وغیرہ چار شخص جو قایم رہے۔
اُسکی وجہ ضرور جنسیت جسمانی تھی۔
اب مین اصحاب ثلثہ کے حالات کی طرف متوجہ ہوتا ہون تو خود اُنکی باہم جنسیت
اور توحد نہین ہے عادات اور طبایع اُنکے ایک دوسرے سے مخالف ہین
مثلاً ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت عمر بن الخطاب حضرت رسول خدا کی بعثت سے لیکر چھ
سال تک برابر درپے قتل و آزار جناب رسول خدا کے رہے اور یہ بات
عام مشہور ہے کہ مشرکین قریش مین سے جسقدر بغض و عناد رسول خدا سے اور ابوجہل
اور حضرت عمر ابن الخطاب کو تھا ایسا کسی مشرک کو نہ تھا چنانچہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر انھین دو شخصون کے لیے دعا مانگتے تھے کہ مفصل
مذکور اسکا مدارج النبوت مین موجود ہے اور یہ قصہ بھی حضرت ابن الخطاب کا اہل
حدیث نے لکھا ہے کہ حضرت عمر تلوار باندھے ہوے بارادہ قتل جناب سید المرسلین
پھرتے تھے کہ ایک شخص بنی زہرہ سے حال مسلمان ہونے اپنی بہن اور بہنوئی کا سنکر
ادھر سے ارادہ فسخ کرکے بہن اور بہنوئی کی طرف رجوع ہوے لیکن یہ معلوم
نہین کہ انکو کیون قتل نہ کیا اور رسول خدا پر کیون تلوار گھماتے پھرتے تھے چنانچہ
ازالۃ الخفا مین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے یہ حدیث نقل کی ہے۔
عن انس قال اخرج عمر متقلدا بالسیف فلقیہ رجل من بنی زھرۃ فقال لہ

این تعمد یا عمر قال اردت ان اقتل محمد قال وکیف تامن من بنی هاشم وبنی زهرة فقال له عمر ما اراک الا قد صبوت وترکت دینک قال افلا اذلک علی العجب ان اختک وختنک قد صبوا وترکا دینک فمشی عمر الیهما حتی اتاهما وعندهما خباب فلما سمع خباب بحس عمر توادی فی البیت فدخل علیهما بالصحیفة التی سمعتها عندکم کانوا یقرئونها فقالوا ما عدا حدیثا به قال فلعلکما قد صبوتما فقال له ختنه یا عمر ان کان الحق فی غیر دینک فوثب عمر علی ختنه فوطئه وطیا شدیدا فجاءت اخته لتدفعه عن زوجها فنفحها نفحة بیده فدمی وجهها۔ روایت ہے انس بن مالک سے کہ کہا اُسنے کہ ایک روز عمر بن الخطاب ہاتہ مین تلوار لئے ہوئے نکلے کہ ایک شخص بنی زہرہ کا اُسنے ملاقی ہوا اور پوچہا کہ اے عمر کیا ارادہ ہے حضرت عمر نے کہا کہ یہ ارادہ ہے کہ محمد کو قتل کرون نعوذ باللہ من ذلک وہ شخص بولا کہ ایسا ارادہ کرکے بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کیونکر بچوگے وہ بولے کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی خدا پرست ہوگیا اور اپنا دین چہوڑدیا وہ شخص بولا میرا انکو کیون تعجب ہوا تمہاری ہمشیرہ اور تمہارے بہنوئی دونون خدا پرست ہوگئے اور تمہارا دین اُنھون نے چھوڑدیا یہ سنکر حضرت عمر اپنی ہمشیرہ کے گھر کو چلے وہان ایک شخص خباب موجود تھا کہ حضرت عمر کی آہٹ سنکر گھر مین چھپگیا اور حضرت عمر نے گھر مین ہمشیرہ کے داخل ہوکر پوچہا کہ کس چیز کی آواز تھی کہ جسکو مین تمہارے گھر سے سنتا تھا۔ اور وہ درحقیقت اُسوقت سورۂ طٰہٰ پڑہ رہے تھے وہ گھر والے بولے کہ ہم آپسمین بات چیت کررہے تھے حضرت عمر بولے کہ شاید تم خدا پرست ہوگئے ہو اسپر انکا داماد یعنے شوہر خواہر بولا کہ درحقیقت تمہارا دین حق نہین ہے بلکہ حق تمہارے دین کے غیر ہے اسپر حضرت عمر نے اپنے بہنوئی کو خوب مارپیٹ کیا جسپر انکی ہمشیرہ صاحبہ شوہر کے بچانے کے لئے درمیان مین آئی کہ اس بچاری کا منہ بھی لہولہان کردیا۔

اس موقع پر مین اہل انصاف سے داد چاہتا ہون کہ جن ازواج مین تعلق جنسیت مثل اشتراک قالو ابلے وغیرہ بھی ہوتا ہے تو اُنکے درمیان مین خود بخود ایک الفت اور کشش ایسی پیدا ہوتی ہے کہ خواہ مخواہ ایک کے دوسرے سے ملنے اور ملاقات کرنے کو طبیعت چاہتی ہے کہ حضرت کی روح پاک کے متصل یہ ارواح کسی مقام پر رہی ہوتین یا اسکا جزو تو ہرگز ہرگز ایسی عناد اور عداوت حضرت عمر کو کبھی نہوتا اس سے ثابت ہوکہ یہہ روایت بالکل مصنوعی ہے ۔ اور توحد روحانی صرف جناب علی مرتضےٰ کا ثابت ہے بلکہ جب نور مصطفوی صلب حضرت عبداللہ مین اور مرتضوی پشت حضرت ابی طالب مین آیا تو قبل از تولد حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کے اُس زمانہ کے اولیاء اللہ نے حضرت ابی طالب کے بشرہ سے نور مرتضوی کو شناخت کرلیا ۔ چنانچہ کتب سیر و تواریخ مین حال حضرت ابیطالب کے ملک یمن جانے اور شیخ راہب یمنی سے ملنے اور بشارت تولد حضرت مرتضےٰ کے دینے اور کرامات سے اثنا پیدا کرنے کا مفصل درج ہے ۔

کذا فی حبیب السیر ۔ مگر یہہ کبھی نہ سنا گیا کہ ابوقحافہ یا خطاب یا حفان کے بشرہ سے نور سالح ہوتا ہوا دیکھا ہو ۔ پس توحد روحانی جیسا کہ چاہیے جناب رسول خدا و علی مرتضےٰ کا ثابت ہوگیا اسلئے اب ہم قربت ظاہری کہ جسکو قربت نسبی یا جسمانی کہتے ہین رجوع ہوتے ہین اور ظاہر ہے کہ اسمین کسی فریق کو کلام نہین ہے کہ بہ وے نسب جناب علی مرتضےٰ نہایت قریب تر ہین رسول خدا سے اگرچہ آپ کے اور ہی چچا اور چچا زاد بھائی ہین لیکن خلفائے ثلثہ مین کسی کو جناب رسول خدا صلعم سے ایسی قربت حاصل نہین تہی ۔ اگرچہ اس موقع پر بحث قربت نسب نسبت خلفائے ثلثہ و حضرت مرتضےٰ کے ہے لیکن مین یہہ کہتا ہون کہ تمام بنی اعمام سے زیادہ قربت علی مرتضےٰ کو تہی ۔ اول تو جبکہ عبدالمطلب کا انتقال ہوا تو انہون نے جناب رسول خدا صلعم کو حضرت ابی طالب کے سپرد کیا اور حضرت ابی طالب متکفل پرورش

رسول خدا کے ہوے اور رسول خدا نے ہمیشہ ابی طالب کو باپ اور فاطمہ بنت اسد کو
اپنی مادر سمجھا پھر کیا وجہ ہے کہ اور چچا ان کی اولاد کو خصوصیت رسول خدا سے نہو اور
چچا سواے حضرت امیر حمزہ کے ایسے تھے کہ جیسے ابولہب کہ خدا اس پر لعنت کرے
کہ وہ اور اولاد اسکی جو ہمیشہ دشمن رہے آزار رسول خدا کے رہے - دوسرے حضرت
عباس بامداد الہی سترکین کے طرفدار ہوکر بدر مین حضرت سے لڑنے کو گئے جنکی
حمایت شاہ عبدالعزیز صاحب نے محض براہ عداوت جناب حیدر کرار تحفہ اثنا عشریہ
مین کی کہ شیعہ کیون حضرت عباس کو داخل اہل بیت نہین سمجھتے اور کیون بموجودگی
چچا کے چچا کے بیٹے کو اقرب کہتے ہین - حالانکہ حضرت عبداللہ اور ابی طالب حقیقی بھائی ہین
اور عباس برادر علاتی ہین برادر حقیقی زیادہ اقرب ہوتے ہین بہ نسبت علاتی
واحیافی کے علاوہ ان وجوہات مخصوصہ کے بڑی وجہ قربت کی یہہ تھی کہ علی مرتضے کو مثل فرزندان
جناب رسول خدا کے بہت چھوٹی عمر سے پرورش کیا اور یہہ زیادہ تر تخصیص کی یہہ وجہ
ہوئی کہ اپنے لخت جگر فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کی شادی اُنسے کی ابو سبطین کہلاے
خود جناب ختم المرسلین نسبت جناب مرتضے علی علیہ السلام فرماتے ہین —
انہ منی وانا منہ - یہہ لفظ حضرت نے اور کسی رشتہ دار کے لئے نہین فرمایا
دوسرا ارشاد نبوی نسبت جناب علی مرتضے یہہ ہے لحمہ من لحمی ودمہ
من دمی - اُسکا گوشت میرے گوشت سے ہے اُسکا خون میرے خون سے
ہے یہہ لفظ بھی آپ نے حضرت عباس یا اور اعمام و بنی اعمام کے لئے نہین
فرمایا -
امام عاصی نے کتاب زین الفتے شرح سورہ ہل اتی مین جناب علی مرتضے کو
دس چیزون مین حضرت آدم سے تشبیہ دے کر نسبت امر اول یعنے تشبیہ
کی کہ خلق اور طینت سے ہے یہہ فرمایا - اما الخلق والطینۃ فان ادم

علیہ السلام خلق من الطین وخلط طین بنور الیقین فکان طینا دینا وکذلک المرتضی خلق من الطینۃ الطاھرۃ والتربۃ الزکیہ الطاھرۃ ولذلک قال المصطفی خلقت من طیب الطین وخلق محبی من اسفلھا ثم خلطت العلیا بالسفلی فلولا النبوۃ والرسالۃ لکنت رجلا من امتی۔

وعن ابن سیرین مالک عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال کل مولود یولد فھو فی سرتہ من التربۃ التی خلق منھا وانا وعلی ابن ابی طالب خلقنا من تربۃ واحدۃ۔

اس سے زیادہ اور کیا قربت جسمانی ہو سکتی ہے۔ الحمد للہ کہ ہمنے قربت روحانی اور توحد جسمانی اور نبی وسیبی علی مرتضےٰ کی نسبت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نصوص قطعیہ سے ثابت کردی اگر اب بھی کسی کو شبہ رہجائے قرآن شریف مین آیہ مباہلہ کو دیکھ لے کہ علی مرتضےٰ خاص نفس رسول اللہ قرار دئے گئے ایسی قربت بلکہ وحدت جو جناب علی مرتضےٰ کو رسول خدا سے حاصل ہے اور کسی کو نہین رشتہ اخوت اگرچہ قدرتی ہے مگر جبکہ صحابہ مین باہم ایک دوسرے کے رشتہ اخوت منعقد ہوا تو جناب رسول خدا و علی مرتضےٰ مین نسبت اخوت قایم ہوئی اور پہلے اخوت نسبی تھی یہ اخوت وہی ہے جو وحدت نورانی اور جسمانی کے علاوہ ہے اسی لیے فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب علی مرتضےٰ سے انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ وعن محمد بن اسامہ بن زید عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ انما انت یا علی فختنی وابو ولدی انت منی وانا منک

الحمد للہ والمنت کہ قربت روحانی وجسمانی جناب علی مرتضےٰ کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمنے بخوبی ثابت کردی اور جبکہ اس درجہ قربت اور توحد ظاہری وباطنی

ثابت ہے تو خلافت کے لئے سوائے اُنکے اور کوئی مستحق نہین ہوسکتا۔
برگزیدۂ خدا اور رسول ہونا بھی صرف جناب مرتضےٰ علیہ السلام کی نسبت ثابت ہے
اور علاوہ اُنکے اور کسی صحابی کی نسبت برگزیدگی کا لفظ نہین دیکھا گیا چنانچہ
احادیث متواترہ سے ثابت ہے برگزیدگی علی مرتضےٰ علیہ السلام کی جمیع
مخلوقات پر بعد النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجوہات مندرجہ ذیل۔
(۱) قربت رسول اللہ جسکا مفصل بیان ہوچکا۔ (۲) توحد نور مصطفوی و مرتضوی (۳)
خلقت نبی و وصی از یک طینت طاہرہ (۴) جوف کعبہ مین پیدا ہونا (۵) صغرسنی
مین رسول خدا کے پاس پرورش پانا (۶) بوقت پیدایش لعاب دہن رسولخدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چوسنا (۷) غسل پیدایش رسولخدا کے ہاتھ سے پانا (۸) سابق
الایمان ہونا (۹) قبل از بلوغ مسلمان ہونا (۱۰) سب سے اول ہمراہ رسول خدا
کے نماز پڑھنا (۱۱) دین و دنیا مین رسولؐ خدا کا بھائی ہونا (۱۲) بروز ہجرت جان پر
کھیل کر رسول خدا کے بستر پر سونا (۱۳) خدای تعالےٰ کے نزدیک اس کارروائی
سے ملائکہ عظام پر مفخر و ممتاز ہونا (۱۴) جنگ بدر مین کارنمایان کرنا (۱۵) جنگ احد
مین باوجود فرار ہوجانے جمیع صحابہ و شیخین وغیرہ کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ساتھ قائم رہنا (۱۶) غزوۂ خندق مین غایت درجہ فخر و مباہات حاصل کرنا
اور ایک لڑائی کا تمام امت محمدی کے اعمال سے جو قیامت تک ہونگے افضل
ہونا (۱۷) غزوۂ خیبر فتح کرنے مین غایت درجہ کے مناقب حاصل کرنا (۱۸) غزوہ
حنین مین باوجود مفرور ہونے شیخین و اکابر صحابہ قائم رہنا (۱۹) دوش رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سوار ہوکر حرم کی بت شکنی کرنا (۲۰) جمیع غزوات مین
سردار لشکر و علمدار رسول رہنا (۲۱) جمیع سرایا مین سردار لشکر رہنا کبھی مثل شیخین کے
سمیع و مامور نہونا (۲۲) رجس اور گناہ سے طاہر ہونا (۲۳) باب مدینۃ العلم الٰہی

ہونا (۲۴) عالم علم لدنی (۲۵) عالم قرآن وسنت ہونا (۲۶) اجتہاد کامل حاصل کرنا (۲۷) ایک رکاب سے دوسری رکاب میں پیر پہونچنے تک قرآن پر عبور کرنا (۲۸) ہمیشہ معیت قرآن ثابت ہونا (۲۹) منقبت اقتصا کم علی حاصل کرنا (۳۰) علم میں مشابہ حضرت آدم کے ہونا (۳۱) علم کے دس حصہ میں سے نو حصہ آپکو ملنا اور ایک حصہ تمام دنیا کو ملنا اور اسمیں بھی شامل ہونا (۳۲) تقوی آپکا مثل تقوائے حضرت نوح کے ہونا (۳۳) درجہ خلت مثل ابراہیم خلیل اللہ کے ہونا (۳۴) ہیبت آپکی مثل ہیبت موسیٰ علیہ السلام کے ہونا (۳۵) عبادت آپکی مثل عبادت عیسیٰ علیہ السلام کے ہونا (۳۶) آپکی خاطر سے خداوند تعالےٰ نے دوبارہ شمس کیا (۳۷) صاحب معجزات کثیرہ ہونا - (۳۸) ملائکہ اور جنات کا آپکے مناقب میں اشعار وغیرہ پڑھنا (۳۹) جبریل ومیکائیل علیہما السلام نے بشب ہجرت آپ کا پہرہ دیا - (۴۰) ہر دفعہ جنگ ہر دو ملائکہ کا یمین ویسار رہنا (۴۱) جبریل کا نام منکما کہنا (۴۲) آپکو غسل وکفن ملائکہ کا دینا (۴۳) متکفل غسل وکفن رسول خدا کا ہونا (۴۴) مباہلہ میں شریک ہونا اور نفس رسول اللہ سے تعبیر ہونا (۴۵) بحالت جنابت مسجد میں جاسکنا (۴۶) کتب سابقہ سماویہ میں آپ کا مذکور ہونا (۴۷) زمین کا آپ سے باتیں کرنا اور خدائے تعالےٰ کیطرف سے زمین کا اس امر پر مامور ہونا کہ وہ تمام واقعات کی اطلاع دیا کرے ان جملہ فضائل کا بیان مفصل موجب طوالت کتب اہل تسنن اسی رسالہ میں پیشتر مذکور ہو چکا ہے اور علاوہ انکے اور بہت فضائل اس سے پیشتر ثابت ہو چکے ہیں اسوقت جو زبانی یاد تھے وہ بطور اختصار لکھے گئے ہیں - باقی اسقدر فضائل ہیں کہ استقصاء انکا قطعی محال ہے - مگر ہم کسی قدر مزید ثبوت کامل تحریر کرینگے اور اس مقام پر صرف وہ فضائل درج کئے جاوینگے کہ جن سے محض برگزیدگی ثابت ہووے اور جو روایات متعلق بامامت وخلافت ہیں بایں سے اثبات محبت خدا اور رسول ہو تمہیں اپنے

موقع پر مذکور ہونگے۔ اول ہم بعض آیات قرانی جو شان مین حضرت مرتضےٰ کے نازل ہوئی ہین درج کرتے ہین۔ یہ آیات صرف بطور نمونہ لکھی گئی ہین ورنہ ایک ثلث قران مجید مناقب اہل بیت مین نازل ہے اور علماے اہل تسنن نے کتابین اس بارہ مین تصنیف کی ہین۔ بعد ختم بیان آیات کے فضایل متعلقہ احادیث بیان کرینگے۔

فہرست بعض آیات قرآنی منزلہ در شان عالیشان علی مرتضےٰ علیہ السلام

نمبر	آیۃ	ثبوت بحوالہ کتب معتبرہ اہل تسنن
۱	اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ تا آخر وَھُمْ رَاکِعُوْنَ۔	بیان تصدق خاتم مین کہ بحالت رکوع نماز پڑھتے ہوے جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے انگشتری سایل کو عطا فرمائی۔ حافظ ابن الاثیر در جامع الاصول از صحیح نسائی بروایت عبداللہ بن سلام۔ امام ثعلبی در تفسیر خود از عبداللہ بن عباس و از ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم آوردہ۔
۲	یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ	مراد صادقین سے علی مرتضےٰ علیہ السلام ہین۔ امام ثعلبی نے اپنی

۲		تفسیر محمد بن مؤمن ثعلبی مین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور جلال الدین سیوطی نے کتاب در منثور مین لکھا ہے۔
	الذی جاء بالحق وصدق بہ اولئک ہم المتقون	در تصدیق اتقاے جناب علی مرتضے علیہ السلام۔ حافظ ابو نعیم حلیۃ الاولیا مین فقیہ ابن المغازلی نے مناقب مین۔ علامۂ جلال الدین سیوطی نے در منثور مین لکھا ہے۔
۳	والذین امنوا باللہ ورسولہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم	یہ آیت حق مین حضرت علی مرتضے اور جعفر طیار و سید الشہدا امیر حمزہ علیہما السلام نازل ہوئی اور انکو صدیق اور شہید فرمایا۔ امام احمد بن حنبل مسند مین ثعلبی نے تفسیر مین۔ ابن المغازلی نے مناقب مین لکھا ہے۔
۵	ویتلوہ شاہد منہ الخ۔	یہ آیہ شانمین حضرت مرتضے علی علیہ السلام کے ہے ابن المغازلی نے اپنی کتاب مناقب مین علامۂ جلال الدین سیوطی نے کتاب در منثور مین اس آیت کو شان مین حضرت مرتضے کے لکھا ہے باقی دیگر علما نے بھی تصدیق

۶	وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ الخ	کی ہے اکثر مناقب مین داخل نظم ہے۔ حافظ ابو نعیم نے کتاب موسومہ۔ ما نزل من القرآن فی علی مین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام ثعلبی نے تفسیر ثعلبی مین اس آیت کو شان مین حضرت مرتضےٰ کے نازل ہونا لکھا ہے۔ بلکہ شاہ ولی اللہ نے کتاب ازالۃ الخفا عن خلافت الخلفا مین قول جناب علی مرتضےٰ کا اسطرح نقل کیا ہے اسی آیت کی تفسیر مین۔ رسول المنا ہر دانا الھادے۔
۷	وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ الخ۔	تفسیر ثعلبی مین امام ثعلبی نے اور حلیۃ الاولیا مین حافظ ابو نعیم نے تحریر کیا ہے۔ اور دیگر علماے حدیث اور سیر تفسیر نے شان نزول اس آیت کا وہ قصہ لکھا ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بخوف مشرکین مکہ وطن مالوف چھوڑکر بارادۂ ہجرت جانب مدینہ گھر سے روانہ ہوئے اور علی مرتضےٰ کو تنہا اپنے بستر پر ایسی حالت مین چھوڑا کہ مشرکین نے

۷		گھر آپ کا گھیر رکھا تھا۔
۸	اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔	یہ آیت بیان مین حضرت علی مرتضےٰ اور جناب فاطمہ زہرا و سبطین رسول الثقلین یعنے ابی محمد الحسن و ابی عبداللہ الحسین سلام اللہ علیہم نازل ہوئی۔ امام احمد حنبل نے مسند مین ابن الاثیر نے جامع الاصول مین اور ثعلبی نے تفسیر ثعلبی مین۔ اور شیخ ابن حجر نے صواعق محرقہ مین اور تفسیر مواہب علیہ و دیگر تفاسیر معتبرہ مین درج ہے
۹	فَمَنْ حَاجَّکَ فِیْہِ تا قولہ تعالی وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ۔ الخ۔	صاحب جامع الاصول نے صحیح مسلم سے باسناد خود سعد بن وقاص سے روایت لکھی ہے۔ اور حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیا مین امام ثعلبی نے تفسیر مین لکھا ہے۔
۱۰	وَتَعِیَھَا اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ	امام ثعلبی نے تفسیر مین۔ حافظ ابونعیم کی کتاب حلیۃ الاولیا مین۔ ابن المغازلی نے مناقب مین اور عبداللہ بن عباس و بریدہ سے روایت کی ہے اور شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین بیان مآثر علی مرتضےٰ علیہ السلام

		مین لکھا ہے۔
۱۱	ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لہم الرحمن	امام ثعلبی نے تفسیر مین براء بن عازب سے روایت کی ہے اور حافظ ابو نعیم نے مانزل من القران فی علی شیخ ابن حجر نے صواعق مین۔ صحیح ترمذی مین مشکوٰۃ شریف مین صحیح ترمذی سے امام حنبل نے کتاب مسند مین اور ابو داؤد نے سنن مین۔ اور امام اسمعیل بخاری نے صحیح بخاری مین حمیدی نے جمع بین الصحیحین مین وعبدری نے کتاب جمع بین الصحاح الستہ مین روایت کی ہے۔
۱۲	وان الظاہر اعلیک فان اللہ ہو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین	تفسیر ثعلبی اور تفسیر مواہب علیہ مین سورہ تحریم مین۔ اور حافظ ابو نعیم نے کتاب مانزل من القران فی علی مین لکھی ہے۔
۱۳	اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام من امن باللہ والیوم الاخر وجاہد فی سبیل اللہ لایستوون عند اللہ واللہ لایہدی القوم الظالمین الذین امنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم واعظم	عباس بن عبد المطلب حجاج کو پانی پلانے کا اور طلحہ عمارت مسجد الحرام کا اپنے لئے فخر سمجھ کر حضرت مرتضےٰ سے مباحثہ کرتے تھے اور وہ فضیلت اپنی ثابت کرتے تھے۔ تب یہ آیت حق مین حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کے نازل

۱۳	درجة عند الله واولئك هم الفائزون ۔	ہوئین کہ حضرت مرتضےٰ کی برابری وہ لوگ نہین کر سکتے
		امام ثعلبی نے تفسیر مین ۔ ابن الاثیر نے جامع الاصول مین سنن نسائی نے جلال الدین سیوطی نے درمنثور مین حافظ ابونعیم کتاب فضائل الصحابہ مین
۱۴	ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية ما قوله تعالے ذلك لمن خشي ربه ۔	شان مین حضرت مرتضےٰ علی علیہ السلام اور اُنکے شیعون کے یہ آیات نازل ہوئی ہین حافظ ابونعیم ۔
۱۵	قل تعالوا ندع ابنآءنا وابنآءكم الخ	آیت مباہلہ ہی صحیح بخاری و صحیح مسلم و صحیح ترمذی مین حدیث متواتر بتفسیر آیت ہذا درج ہے لما نزلت ہذہ الآیۃ دعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم علی و فاطمہ وحسن وحسین فقال اللھم ہولاء اہلبیتی ۔
۱۶	فاقترف حسنة نزد له فيها حسنا	ازالۃ الخفا ۔ حافظ ابونعیم ۔
۱۷	قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة في القربى	ازالۃ الخفا مین خطبہ امام حسین علیہ السلام منقول ہے اُسمین یہہ آیت درج ہے
۱۸	يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك الخ ۔	علامہ نیشاپوری تفسیر مین امام واقدی اسباب نزول مین عینی شرح صحیح بخاری مین

۱۹	اَلیوم اکملت لکم دینکم الخ		امام احمد بن حنبل نے ابو سعید خدری سے اور زید بن ارقم عطیہ ابو مریم سعید بن وقاص سے ۔ امام مالک موطاء مین صحیح ترمذی ۔ سنن ابی داؤد مشکوۃ وغیرہ کتب مین خطبہ غدیر خم مفصل درج ہے۔
۲۰	سورۃ الدھر ۔ بتمامہ خصوصاً یوفون بالنذر ویخافون یوماً کان شرہ مستطیراً ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیماً و یسیراً ۔ تا آخر سورہ		تفسیر کشاف و تفسیر کبیر و تفسیر بیضاوی و مدارک و مواہب علیہ وغیرہم ۔

اب معلوم کرنا چاہیے کہ ہمنے سینتالیس ۴۷ فضائل اوپر درج کیے ہین کہ جنکا ثبوت پیشتر اسی رسالہ مین بمقامات مختلف بیان ہو چکا ہے۔

اور بعد اسکے بیس ۲۰ مقامات قران مجید کا حوالہ فہرست مین مع ثبوت کے دیا ہے ۔ لہ سر سٹھ نمبر فضائل کے تحریر ہو چکے ۔

اب آیندہ جو فضائل درج ہوتے ہین انمین بنظر یاد داشت سلسلہ نمبر کا قایم کیا گیا ہے

(۶۸) ازالۃ الخفا مین ام المومنین عایشہ سے مروی ہے ۔ عن عایشۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ادعوا لی سید العرب فقلت یا رسول اللہ الست سید العرب قال انا سید العرب و لد آدم و علی سید العرب ۔ درانحالیکہ بحکم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت

مرتضےٰ ع کے سردار ہین تو جمیع صحابہ آپکے تابعدار اور خادم ہین۔

(۶۹) مسجد کے اندر بحالت جنابت سوائے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضےٰ صلواۃ اللہ علیہ السلام کے اور شخص کو جانا حرام تھا۔ اخرجہ الترمذی وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذہ المسجد غیری وغیرک۔ ازالۃ الخفا اشعۃ اللمعات مین بتفسیر آیہ تطہیر حضرت ام سلمہ زوجہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ مسجد حرام ہے ہر عورت اور مرد جنب پر مگر محمدؐ اور اونکے اہل بیت کہ علی و فاطمہ وحسن وحسین علیہما السلام ہین۔

(۷۰)۔ مسجد نبوی علی صاحب التسلیم مین پیشتر اکثر صحابہ کی آمد و رفت کے دروازے کھلے ہوے تھے اور وہ لوگ اُن دروازون سے آمد و رفت رکھتے تھے کہ بحکم خدائے تعالیٰ سب اصحابون کے دروازے جو مسجد کے اندر تھے بند کرائے گئے اور صرف حضرت علی کا دروازہ کھلا رہنے کا حکم دیا ہے۔ ازالۃ الخفا مین ہے کہ۔ وعن زید بن ارقم قال کانت النفر من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ابواب سارعۃ فی المسجد فقال یوماً سدوا ھذہ الابواب الا باب علی قال فتکلم فی ذلک ناس فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال امّا بعد فانی امرت بسدّ ھذہ الابواب غیر باب علی فقال فیہ قائلکم واللہ ما سددت شیئاً ولا فتحتہ ولکن امرت بشیٔ فاتبعتہ۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب کے صفحہ ۹۰ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور مین یہ عبارت مندرجہ ذیل تحریر فرماتے ہین۔

کہ شیخ عسقلانی در شرح صحیح بخاری می آرد کہ درین باب احادیث دیگر آمدہ کہ

ظاہر آن مخالف ست با پنجہ مذکور شد۔ ازانجملہ حدیث سعد بن وقاص ست کہ گفت امر کرد رسول خدا صلعم بسد جمیع ابواب کہ راہ آن در مسجد بود و غیر باب علی، و مخرج این حدیث امام احمد بن حنبل و نسائی است و اسناد او قوی است و طبرانی در اوسط بنقل ثقات می آرد کہ اصحاب ہمہ جمع شدہ آمدند و گفتند یا رسول اللہ درہائے ہمہ را بستے و باب علی را کشادہ داشتے فرمودند من نہ بستم و نہ کشادم خدا بست و خدا کشاد من مامورم بسد جمیع ابواب بسد غیر باب علی و ہم امام احمد و نسائی بنقل ثقات از ابن عباس روایت کردہ اند کہ بسد ابواب ہمہ امر شد غیر باب علی کہ باب او ہم در مسجد بود و راہے دیگر نداشت و وے در حال جنابت۔ بینہ ہمین راہ می آید و از این عمر مروی ست کہ گفت کہ ابن ابی طالب را سہ فضیلت دادہ اند کہ یکی اگر ازان ہا مرا بودے بہتر از دنیا و مافیہا دانستمے۔

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دختر خود را بوے داد و از وے اولاد شد و سد ابواب کرد بجز باب او و روز خیبر رایت بوے داد۔ و نسائی می آرد کہ ابن عمر را پرسیدند کہ چہ گوئی در حق عثمان و علی پس وے ہمین حدیث را بخواند۔ بعد ازان گفت از علی بپرسید و او را بکسے قیاس نکنید و بنیید کہ منزلت او نزد رسول خدا صلعم چیست درہائے تمامہ ہا را ببست غیر در او کشادہ داشت۔

شیخ ابن حجر می گوید کہ ہریکے ازین احادیث بلوح صحت و قبول وارد علی الخصوص کہ بعضے طرق بہ بعضے تائید یافتہ باشند و صورت تقویت پذیرفتہ۔

اَیُّہَا النَّاظِرِین۔ یہ بھی سنا ہے اس حدیث کے مقابلہ میں ہی مواصب ناانصاف نے مثل حدیث باب علم و شباب اہل الجنۃ وغیرہ کے ایک حدیث وضع فرمائی۔ اور

اگرچہ اُسمین اصحاب ثلثہ کے داخل کرنے کی گنجایش نہ تھی مگر حضرت ابوبکر کے لئے
بالکل اسی مضمون کی حدیث گڑھ لی۔ اب ناظرین کو ہمارا قول یاد آیا ہوگا کہ جسقدر
عمدہ فضائل اہل بیت علیہم السلام کے محبان اصحاب ثلثہ نے دیکھے انکو صحابہ کے لئے
ملتبس کر دیا مگر وہ معجزہ نبوی کہ دروغ گو را حافظہ کجا باشد ہر حدیث مین کچھ ایسی
فروگذاشت واضع سے ہوئی ہے کہ جسکے سبب سے موضوعی ہونا صاف ظاہر ہوجاتا
ہے اس حدیث مین بھی موجود ہے اور واضع حدیث یہ ہے کہ اول تو یہ بناوٹ
کی گئی ہے کہ مرض الموت مین رسول خدا نے حکم دیا کہ سب لوگ سوائے حضرت ابوبکر
کے اپنے اپنے دروازے جو مسجد کے اندر ہین بند کرلین۔ لیکن جبکہ واضع کو یہ معلوم ہوا کہ سد
ابواب جمیع صحابہ جنگ احد سے پہلے ہوچکے ہین سوائے علی مرتضےٰ کے اور کسی کا دروازہ
مسجد مین باقی نہ تھا تو پھر واضع نے ہاتھ کو بدلا یعنے سبکے غرفہ یعنی روزن دیوار بند کرنے کا
حکم دیا اور خوخۂ ابوبکر مستثنیٰ کیا گیا۔

ابن جوزی نے کہ بغض علی سے خالی نہین ہے محض اس روایت بالمرۃ کی وجہ سے اس حدیث
اصلی موضوعات مین لکھدیا لیکن جبکہ علماے اہل سنت نے اُسکی تحقیقات کی تو معلوم ہوا
کہ پہلی حدیث نہایت درجہ صحیح ہے تو ابن جوزی پر خطاے تشیع کا الزام لگایا لیکن
مذہب اہل سنت ایک ہر دل عزیز مذہب ہے اسلئے اس حدیث موضوعی پر بھی کچھ
قدح نہ کیے اور بقول مسلمان راجستان کہ عید بھی مانین اور ہولی و دوالی بھی مانین
خدا جانے وقت پر کس سے کام پڑجائے حدیث موضوعی کی نسبت کچھ لب کشائی حالانکہ
اکابر علماے اہل سنت کی تحقیقات یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا کوئی
مکان دراصل حوالی مسجد مین نہ تھا جسکے دروازہ یا خوخہ بند کرنے یا رہنے کا حکم ہوتا۔
اب اہل انصاف غور فرمائین کہ واضع دروغ گو سے کتنی بڑی بات رہگئی کہ اس لایق نے
اول یہ تحقیق نہ کیا کہ حوالی مسجد مین کوئی مکان حضرت ابوبکر کا تھا یا نہ تھا ویسے ہی حدیث

وضع کردی لیکن اس فروگذاشت کو اتفاقی نہ سمجھنا چاہیے بلکہ معجزہ نبوی ہی کہ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی شخص اتہام رسول خدا پر لگا کر خوش نہ رہ سکیگا خود محدث دہلوی کی تحقیقات سے جو تاریخ مدینہ منورہ یعنی جذب القلوب مین کی گئی ہے یہ امر ثابت ہو گیا ہی کہ کوئی مکان حضرت ابوبکر کا حوالی مسجد نبوی مین نہ تھا بلکہ مکان انکا بجانب اسفل مدینہ منورہ کے تھا اور درمیان مین بہت فاصلہ تھا یعنی مکان انکا شہر کے دوسرے سرے پر تھا چنانچہ مدارج مین بھی بجلد دوم صفحہ ۲۵۵ - ذکر وفات رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین لکھا ہی کہ در آن ساعت ابوبکر صدیق در خانۂ خود بود کہ در محلہ سنح چون حوالی مدینہ بود جوزی ازین واقعہ خبر یافت سوار شدہ بتعجیل تمام روبجرۂ عایشہ آورد۔

سبحان اللہ علماے اہل تسنن کا بھی عجیب صلح کل عقیدہ ہی۔ جبکہ یہ معلوم ہوا کہ کوئی مکان حضرت ابوبکر کا متصل مسجد نہ تھا تو ظاہر ہو گیا کہ یہ حدیث موضوعی ہی لیکن پھر اسپر یہ خیال ڈالا گیا کہ جب کوئی انکا مکان حوالی مسجد مین نہ تھا تو معلوم ہوتا ہی کہ سد خوخات صحابہ و مفتوحی خوخہ ابوبکر سے مراد خلافت ہی کہ اور لوگ اپنی خوخہ ارزو بند کرلین اور ابوبکر خوخہ حرص کشادہ رکھین سبحان اللہ کیا عقل سلیم ہی کہ مسجد نبوی کے دروازے کیا خلافت۔ اور جبکہ کوئی شخص اس معمہ کو نہ سمجھا تو رسول خدا کو ایسے معمہ بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی فرض کیا جاے کہ اور لوگ اس نازک خیال معمہ کو نہ سمجھے لیکن جنکے لئے فرمایا گیا تھا وہ ضرور سمجھتے اور جبکہ اونھون نے یعنی حضرت ابوبکر نے بھی اس معمہ کو نہ سمجھا اور نقیفہ نبی ساعدہ مین اسپر استدلال نہ کیا تو صاف ظاہر ہی کہ بندش بھی اسی واضع کی ہی کہ جب سب طرف سے وہ ناامید ہوا ہے اسوقت یہہ بناوٹ کی ہے۔

ابن جوزی اگرچہ محدث ہی مگر وہ محدث ہی مگر وہ وہ حالت سے ہرگز خالی نہ تھا۔ یا تو وہ سخت احمق اور بے عقل محض تھا اور اسکو تمیز صحیح اور وضع حدیث کی دریافت کرنے کی مطلق نہ تھی یا خاندان رسالت سے اسکو سخت عداوت تھی۔ شیخ ابن حجر

عسقلانی نے صحیح بخاری کی شرح مین حدیث سد ابواب عرباب علی مین لکھا ہی کہ عبارت محدث دہلوی مندرجہ جذب القلوب یہ ہی۔ (یعنی شیخ ابن حجر) میگوید کہ ابن جوزی این حدیث را کہ در شان علی مرتضے سلام اللہ علیہ واقع شدہ در موضوعات آوردہ و بر بعضے از طرق او تکلم کردہ و گفتہ کہ وے مخالف حدیث صحیح است کہ در باب ابی بکر آمدہ و در دافض آنرا در معارضہ اینہا وضع کردہ اند ہم شیخ ابن حجر میگوید کہ ابن جوزی درینجا بخطا شیخ کردہ است کہ این حدیث را بمجرد توہم معارضہ بوضع وافترا منسوب گردانیدہ این حدیث را طرق بسیار است و بعضے ازانہا بدرجہ صحت و بمرتبہ حسن رسیدہ اند۔

پھر شیخ ابن حجر نے تائید اس حدیث کی روایت ترمذی سے کی کہ می ترسم مذکور کردہ و مؤید این است آنچہ ترمذی از حدیث ابی سعید خدری می آرد۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ علی مرتضے سلام اللہ علیہ وآلہ فرمود کہ در ین مسجد ہیچکس بجنابت نہ در آید مگر من و تو۔ واقعی اگر غور کیا جائے تو جمیع صحابہ کے ابواب بند کرنے اور علی مرتضے کے کھلے رکھنے کی یہی وجہ تھی کہ حضرت علی بحالت جنابت مسجد مین رہ سکتے تھے اور دیگر صحابہ کے لئے منع تھا۔

دوسری روایت اس حدیث کی ابن زیالہ اور بحوالے سے باسناد صحیحہ کیجاتی ہے۔

بگذا عبارت محدث دہلوی در جذب القلوب آوردہ اند کہ اصحاب ہمہ در مسجد نشستہ بودند ناگاہ منادی ندا در داد یَا اَیُّہَا النَّاس سُدُّوْا اَبْوَابَکُمْ۔ انتہا ہے در مردم پیدا آمد لیکن ہیچ کس بر نہ ایستاد بار دیگر ندا آمد۔ یَا اَیُّہَا النَّاس سُدُّوْا اَبْوَابَکُمْ قَبْلَ اَنْ یَّنْزِلَ الْعَذَاب مردم ہمہ برآمدند و بملازمت آنحضرت مبادرت کردند علی مرتضے انیز آمد بر سر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بایستاد و فرمود تو چہ ایستادہ یہ رو بخانہ خود بنشین و در خانہ خود را بحال خود بگذار و در میان مردم

ازین معنی گفتگوے افتاد دریغے در دلہا راہ یافت آنحضرت در غضب شد و بمنبر رفت وحمد و ثناے مولا گفت و گفت حق سبحانہ تعالی وحی فرستاد بر موسی علیہ السلام کہ مسجدے بناکن موصوف بصفت طہارت و ساکن نشود در وے جز تو و ہارون و پسران ہارون شبیر و شبیر و ہمچنین وحی کرد بر من کہ مسجدے سازم طاہر کہ ساکن نشود در وے جز من و علی و پسران او حسن و حسین پس من بمدینہ آمدم و مسجدے گرفتم و مرا در آمدن مدینہ و مسجد اصل اختیارے نبود من نمیکنم مگر انچہ بکنانند و نمیدانم مگر انچہ بدانانند پس بر ناقۂ خود سوار شدم و بیرون آمدم و قبائل انصار پیش آمدند تا بر ایشان فرود آیم و منزل گیرم و من بگفتۂ ایشان فرود نیامدم و گفتم بر ناقۂ من راہ تنگ نکنید او مامور است ہر جاکہ بہ نشیند منزل من ہمانست و اللہ من در ہارا نہ بستہ ام و نہ کشادہ ام و علی را من نہ در آوردہ ام او را خدا آورد و من چہ کنم۔

فائدہ۔ اس روایت کے دیکھنے سے ناظرین کتاب ہذا کو معلوم ہوا ہوگا کہ حضرت صحابہ کے دلون کے رسول خدا و علی مرتضے کیطرف کیا کیفیت تھی کوئی معاملہ بہبودی حضرت مرتضے کا ان لوگون کو گوارا نہوتا تھا۔ اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ جن صحابہ کے دروازے مسجد کے اندر تھے وہ عوام لوگ نہ تھے بلکہ اجل اصحاب تھے اور اگر بقول علماے اہل تسنن حضرت ابوبکر کا کوئی دروازہ نہ تھا تو حضرت عمر اور دیگر اجلہ اصحاب کے ابواب ضرور تھے جیسا کہ عبداللہ ابن عمر کی روایت سے ثابت ہے کہ ہمارے دروازے بند کئے گئے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا۔ اسی قسم کے بہت معاملات صحابہ سے وقوع مین آئے ہین اور صاف طور پر رسول کے احکام سے عدول کیا ہے کہ مفصل تذکرہ اپنے موقع پر آوے گا۔ اجلہ اصحاب کی عداوت کی تو یہ کیفیت تھی انکی ذریات کے تعصب کی یہہ کیفیت ہے کہ ایسے معرکہ کی احادیث کو موضوعا مین لکھدین اور محض جھوٹی روایت کو صحیح قرار دین اور جب دروغ ہونا صاف طور پر

ظاہر ہو جاوے تو اُسمین اپنی طرف سے توجیہات نکالتے ہین ؛

۱۷ ۔ خلیفہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضےٰ ع کو اپنی حیات مین بوقت روانگی سفر کے چونکہ یہہ بڑی منقبت تھی اور نیابت رسالت کی بڑی دلیل کافی تھی اسلئے وہ لوگ جو حضرت سے عداوت رکھتے تھے یا خوا ہان اس مرتبہ کے تھے۔ جیسا کہ حاسدون کا قاعدہ ہی یہ ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہمراہ رکھنا بوجہ ثقالت طبع گوارا نہین فرمایا اسلئے علی مرتضےٰ ع کو مدینہ مین چھوڑا۔ چونکہ غرض اس استخلاف سے ظاہر منقبت تھی اسلئے جناب رسول خدا ص نے اظہار منقبت نہایت شد و مد سے فرمایا قال محمد بن اسحٰق وخلف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ابن ابیطالب علے اھلہ وامرہ بالاقامت فیہم فارجف بہ المنافقون وقالوا انما خلفہ الا استقالا وتخففا منہ فلما قال ذلک المنافقون اخذ علے سلاحہ ثم خرج حتی اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو نازل بالجرف فقال یا نبی اللہ زعم المنافقون انک انما خلفتنی استثقالا لی فقال کذبوا فقد خلفتک لما ترکت ورائی فارجع فاخلفنی فی اھلی واھلک افلا ترضی یا علی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی ۔ ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا۔

۱۸ اخرج الترمذی عن عمر۔ قال اخا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بین اصحابہ فجاء علی تدمع عینا ہ فقال یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انت اخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی وبین احد فقال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انت اخی فی الدنیا والاخرۃ ۔ یعنے جب رسول خدا نے باہم صحابہ کے ایک دوسرے سے بھائی چارہ مقرر کرایا تو حضرت علی روتے ہوئے آئے کہ یا رسول اللہ سب اصحابون کے باہم بھائی چارہ ہو گیا

مگر میرا کسی سے آپ نے بھائی چارہ نہ کرایا تب آپ نے فرمایا کہ تو دنیا و آخرت مین میرا بھائی ہے۔

۳۷ خدا یتعالیٰ نے تعریف فیاضی علی مرتضے کی کی اور وعدہ بہشت اور اُسکی نعمتون کا مثل پوشاک و مکان بہشتی و چشمہ ہاے بہشتی کا مفصل طور سے فرمایا اور رسول خدا نے بہشت کا مشتاق ہونا علی مرتضے کے لئے فرمایا۔ شق اول کا ثبوت آیہ ولیکم اللہ ہے اور ساری دہر یعنے ہل آتے۔ اور شق ثانی مین یہہ روایت ہی۔ عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشتاقت الجنۃ الی ثلثہ علی وعمار وسلمان۔ عمار اور سلمان رضی اللہ عنہما مخلصین صحابہ مین سے ہین اور بعد وفات رسول خدا کے بھی یہ لوگ جان نثار اہلبیت رہے اصحاب ثلثہ کے لئے ہمکو ایسے معاملہ مین نہ کوئی حدیث نبوی پائی گئی۔

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے بڑی تلاش و کوشش کرکے حضرت ابوبکر کے لئے یہ آیت نکالی وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهٗ يَتَزَكّٰى۔ یعنے الگ کیا جاویگا جلتی ہوئی آگ مین سے وہ متقی کہ جسنے اپنا مال پاک ہونے کے لئے زکوۃ مین دیا اور مولوی صاحب نے سند خلافت بھی اس آیت کو قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہہ آیت صاف طور پر عام ہے ہر زکوۃ دینے والے پر اسکا حکم جاری ہی قطع نظر ان سب باتون کے اس آیت کا منشا صاف طور پر دوزخیون کے متعلق ہی یعنے ایک شخص گنہگار جو دوزخ مین جل رہا ہی اگر اُسنے مال زکوۃ دیا ہے تو وہ فوراً دوزخ سے نکال دیا جاوے گا بڑا تعجب ہی کہ مولوی صاحب نے کیسے اس آیت کو حضرت ابوبکر کے لئے تصور کر لیا۔ یقیناً انکو یہ خیال نہین ہوا کہ جلتی ہوئی آگ سے الگ کیا جانا کیا معنے پیدا کرتا ہے فقط لفظ اتقی پر فریفتہ ہو گئے ورنہ ہرگز اس آیت کو اُنسے منسوب نہ فرماتے۔

۷۴۔ بیوم لطایف رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مرتضی علیہ السلام سے کچھ عرصہ تک سرگوشی فرمائی کہ جنپر حاسدون نے کہا کہ آج تو رسول خدا اپنے ابن عم سے بہت سرگوشی کر رہے ہین اسپر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین علی سے سرگوشی نہین کرتا بلکہ خدا تعالی کرتا ہے جیسا کہ روایت ہے۔ جابر سے۔ وعن جابر۔ قال دعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الطایف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ۔

۷۵۔ جبکہ برات نازل ہوئی اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو واسطے تعلیم مناسک حج کے مکہ کو روانہ کیا تو سورہ برات کے اوایل چالیس آیات دے کر حکم دیا کہ مشرکین کو سنا دو کہ جسمین ایسے احکام تھے کہ کوئی شخص برہنہ طواف نہ کرے مشرک جمع نہ کر سکے۔ وغیرہ وغیرہ مگر بعد روانگی حضرت ابوبکر کے جبریل امین نازل ہوئے اور حکم لائے کہ تبلیغ رسالت تمہارا کام ہے یا تم خود جاو یا ایسے شخص کو بھیجو کہ جو تم سے ہو چنانچہ جناب رسول خدا صلعم نے عقب حضرت ابوبکر کے جناب علی مرتضے کو روانہ فرمایا اور حضرت علی مرتضے نے آیات سورہ برات حضرت ابوبکر سے واپس لین اور خود حج مین پڑھکر سنائین۔ اگر انسان غور اور انصاف کرے تو یہ ایک فضیلت ہی کہ خلافت کے بارے مین اور کسی روایت اور صحبت کی ضرورت ہی باقی نہین رہتی۔ اور یہ فضیلت مخصوص ایسی ہی کہ جس سے خاص ابوبکر کے اوپر ترجیح ثابت ہوتی ہے اگر اہل تسنن کو کوئی ایسی حجت حضرت ابوبکر کے بارے مین ملتی تو وہ دنیا بھر کے شیعون کو جینے نہ دیتے۔

چنانچہ کتاب الوری مین لکھا ہے کہ جب ابوبکر واپس آئے تو رسول خدا سے عرض کیا کہ مجھسے کیا قصور سرزد ہوا کہ سورۂ برات واپس لی گئی آپ نے فرمایا کہ

کوئی قصور کی بات نہ تھی ولکن الامین ھبط الی عن اللہ عزوجل بانہ لایودی عنک الا انت اور جل منک وعلی منی وھو اخی ووصی وواراثی وخلیفتی فی اھلی وامتی بعدی یقضی دینی ولایودی عنی الا علی۔

علماے متعصبین اہل سنت نے بھی اس قصہ کو لکھا ہی جیسا کہ شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفاعین یہ روایت درج کی ہے۔ قال محمد بن اسحاق حدثنی حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف انہ قال لما نزلت براۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد کان بعث ابابکر یقیلہ للناس الحج فقیل لہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لو بعث بھا الی ابی بکر فقال یودی عنی الا اہل بیتی ثم دعا علی ابن ابی طالب فقال اخرج بھذا القصۃ من صدر براۃ فاذن فی الناس یوم الحج الاکبر اذا اجتمعوا لبستی انہ لایدخل الجنۃ کافر ولایحج بعد العام مشرک ولایطوف بالبیت عریان فخرج ابن ابی طالب علی ناقۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الی آخر الحدیث

ابن عباس سے بھی یہ روایت ہی مگر اُسکی طرز سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بخوف مخالفان صاف طور پر بیان نہ کرتے تھے اور معلوم ہوتا ہی کہ انہوں نے اس روایت کو بزمانہ حضرت ابوبکر بیان کیا اور ایسے معرکہ میں بیان کیا ہی اور اُنکا مطلب اس سے یہ تھا کہ علی مرتضےٰ کو ابوبکر پہ ترجیح ہی۔

قال ابن عباس لما بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فلانا ببراۃ التوبۃ فبعث علیا خلفہ فاخذھا منہ فقال لایذھب بھا الا رجل ھو منی وانا منہ۔ دیگر فوائد ونکات اسکے اپنے موقع پر بیان ہونگے۔

۶۔ چند بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی کو خلیفہ اور جانشین اپنا قرار دیا اور وارث گردانا۔ اول یہ کہ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاعین لکھتے ہیں کہ

وازانجملہ آنکہ پیش از ہجرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باو (یعنے) علی مرتضی معاملہ منتظر الخلافت کہ یکے از لوازم خلافت خاصہ است بجا آوردند۔ اس بارہ مین ایک بہت بڑی حدیث صحیح نسائی سے درج کی ہے کہ باب احکام مین درج کیجائیگی۔ دوبارہ بوقت ہجرت آپکو خلیفہ وجانشین قرار دیا۔ تیسرے جس سال بیعت الرضوان واقع ہوئی اُس سال بھی معاملہ منتظر الخلافت عمل مین آیا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ تحریر فرماتے ہین۔ دہم درین سفر بامر تقضے علی ع معاملہ منتظر الخلافت بجا آوردند۔ اور روایت نسائی نے لکھی ہے کہ باب احکام مین ہم بھی تحریر کرینگے۔ چوتھے نجوہ نبوک کو جاتے وقت حضرت مرتضے علی علیہ السلام کو رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلیفہ کیا اور کمال منقبت ظاہر فرمائی کہ مفصل تذکرہ اور ثبوت اسکا باب احکام مین آتا ہے۔ پانچوین حدیث ثقلین۔ چھٹے خطبۂ غدیر خم۔ ساتوین وصیت آخری رسول خدا یہ سب کے سب دلالت خلافت وجانشینی بلافصل پر کرتے ہین اور سوائے اسکے اور چند استخلاف ہمنے ثابت کئے ہین۔

۷۷۔ قال ابن اسحٰق حدثنی عبد الرحمٰن بن معمر عن سلیمان بن محمد بن کعب عن عمتہ زینب وکانت عند ابی سعید الخدری قال استکنی الناس علیاً فقام رسول اللہ ع خطیباً انتہا الناس لاتشکوا علیا فانہ خشن فی ذات اللہ او فی سبیل اللہ یعنے حضرت علی کی شکایت کرنے سے لوگون کو منع کیا۔ دوسرا قصہ شکایت کا وہ ہے کہ خالد بن ولید نے لوگون کو بھیجکر یمن سے واسطے شکایت جناب علی مرتضے کے بھیجا اور حضرت رسول خدا کو ان لوگون پر نہایت غصہ آیا اور بہت سخت وسست کہا جس قدر معاملات حضرت موسیٰ علیہ السلام وہارون سے پیش آئے اسی قدر حضرت مصطفےٰ مرتضے علی علیہما السلام پر بھی واقع ہوئے۔ اُسی طرح کا قصہ شکایت حضرت ہارون کی بھی توریت

مین مذکور ہے مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن لوگون کے لئے سخت بددعا کی اور انکو زمین نگل گئی امت محمدی کے لئے عذاب دنیاوی مقرر نہین کیا گیا ورنہ ضرور حاسدان وشاکیان مرتضوی ویسا ہی ثمرہ دیکھتے کہ جیسا حاسدان ہارون نے دیکھا۔

۷۸ ۔ الجامی شواہد النبوت مین لکھتے ہین ۔ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ گوید ۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وصیت کرد کہ بغسل دے من قیام نمایم کہ بغیر من ہرگز انظر بر عورت وے افتد نابینا گردد ۔ اور یہ بھی شواہد مین ہے ۔ کہ امام را جز امام نشوید ۔ پس یہ روایت دلیل کامل خلافت کی ہے۔

۷۹ ۔ وفی ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ دھلوی ۔ قال ابن عباس ۔ وقال لہ یعنی علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انت ولی کل مومن من بعدی ومومنۃ ۔ اس سے زیادہ خلافت بلافصل اور کیا ہے ۔ یعنی رسول خدا نے حضرت سے فرمایا کہ تم میرے بعد ہر مومن ومومنہ کے والی اور اولی الامر ہو ۔ اور امت سے بھی یہی ارشاد ہوا ۔ وھو ولیکم بعدی وھو ولی کل مومن ومومنۃ من بعدی ۔ اہل تسنن جب کوئی گنجایش اعتراض نہین پاتے تو معنی لفظ ولی مین بحث پیدا کرتے ہین اور ولی کے معنی دوست بیان کرتے ہین حالانکہ لفظ من بعدی سے معنی اولی الامر صاف طور پر عیان ہین کہ مفصل تذکرہ اسکا باب احکام مین ہوگا

۸۰ واخرج الحاکم عن ام سلمۃ قالت لابی عبداللہ الجدلی آلست رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فتکلم فقال فقلت معاذ اللہ وسبحان اللہ او کلمۃ نحوہ قال قالت سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من سب علیاً فقد سبنی ۔ فرمایا رسول خدا نے کہ جسنے سب کیا علی کو اُسنے سب کیا مجھ کو ۔ واخرج ایضاً عن ابی بکر بن عبداللہ بن ابی ملیکۃ عن ابیہ قال جاء رجل من اھل الشام فسب علیاً عند ابن عباس فحصبہ

ابن عباس فقال یا علی واللہ اذیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرہ واعد لہم عذابا مہینا لو کان رسول اللہ لاذیتہ۔ مطلب یہ ہو کہ حضرت مرتضےٰ کے برا کہنے سے رسول خدا کو اذیت ہوتی ہے۔

۸۱۔ اخرج الحاکم عن ابی ذر قال ما کنا نعرف المنافقین الا بتکذیب اللہ ورسولہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم والتخلف عن الصلوٰۃ والبغض لعلی ابن ابیطالب بغض علی دلیل منافق ہونے کی ہے۔

۸۲۔ اخرجہ الحاکم عن سلمان قال رجل لسلمان ما اشد حبک لعلی قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من احب علیاً فقد احبنی ومن ابغض علیا فقد ابغضنی۔ (مستدرک) دوستی اور دشمنی رسول خدا صلعم اور علی مرتضےٰ کی یکسان ہے۔

۸۳۔ عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من یرید ان یحیی حیواتی ویموت مماتی ویسکن جنۃ الخلد التی وعدنی ربی فلیتول علی ابن ابی طالب فانہ یخرجکم من ھدی ولن یدخلکم فی ضلال۔ اخرجہ الحاکم حاکم نے مستدرک مین فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی شخص چاہے جینا ہمارے جینے کے ساتھ اور مرنا ہمارے مرنے کے ساتھ اور رہنا اس بہشت مین کہ جسکا وعدہ مجھ سے میرے رب نے کیا ہے تو چاہیے اسکو کہ تولا کرے علی ابن ابی طالب سے کہ وہ تمکو نہ نکالے گا ہدایت سے اور نہ داخل کرے گا گمراہی مین۔

۸۴۔ وعن عمار بن یاسر سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول اللھم یا علی لمن احبک وصدقک فلک وویل لمن ابغضک وکذبک

فیک اخرجہ الحاکم فی المستدرک ۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مرتضےٰ علی ع سے کہ بہشت ہی اُس شخص کے لئے کہ جسنے دوست رکھا تجھکو اور عذاب دوزخ ہی اُسکے لئے جسنے دشمن رکھا تجھکو اور جھوٹا جانا تجھہ کو ۔ سبحان اللہ آپکے غلامون کے لئے کہ جسے وعدہ بہشت ہی ۔ مگر آج تک مجھہ کو اصحاب ثلثہ کے لئے کوئی ایسا حکم حسبین بشارت بہشت کی مثل محبان علی کے ہو نہین ملی پھر مقابلہ فضائل مرتضوی کا اورون سے کرنا آسمان وزمین کا تفاوت ہی ۔

۸۵ ۔ ثابت ہی کہ پنجتن پاک قیامت کے روز ایک جگہہ ہونگے کوئی صحابہ وغیرہ نہوگا وعن ابی سعید الخدری ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل علی فاطمۃ رضی اللہ عنہا ۔ فقال انی واباک وھذا النائم یعنے علیا وھما یعنے الحسن والحسین لفی مکان واحد یوم القیمۃ اخرجہ الحاکم فی المستدرک

۸۶ ۔ وحی ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علی مرتضےٰ ع کے حق مین کہ وہ سید المومنین اور امام المتقین اور قائد الغر المحجلین ہین ۔

وعن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوحی الی فی علی ثلث انہ سید المومنین واما المتقین وقائد الغر المحجلین ۔

۸۷ ۔ اخرجہ الحاکم عن علی رضی اللہ عنہ قال بینما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اخذ بیدی ونحن فی سلک المدینۃ اذ مر بنا بحدیقۃ فقلت یا رسول اللہ ما احسن انہ من حدیقتہ قال لک فی الجنۃ احسن منہا

رسول خدا مع علی مرتضےٰ چند باغات پر گذرے اور حضرت مرتضےٰ نے کہا

کہ اچھا باغ ہے آپ نے فرمایا کہ بہشت مین اس سے اچھے باغات تمھارے واسطے ہین

مدارج النبوت مین یہ قصہ بہت طولانی درج ہے اور لکھا ہی کہ رسول خدا امت کی جفاؤن کو جو حق مین علی مرتضےٰ کے واقع ہونیوالی تھین یاد کرکے بہت روئے اور حضرت مرتضےٰ علی علیہ السلام سے ارشاد صبر کرنیکا ہوا۔

۸۸۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ علی کا منہ دیکھنا داخل عبادت ہے۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم النظر الی وجہ علی عبادۃ اخرجہ الحاکم فی المستدرک

۸۹۔ قیامت کے روز لوا الحمد حضرت مرتضےٰ کے ہاتھ مین ہوگا اور تمام انبیا اُسکے نیچے ہوکر چلینگے اور وہ لوا حضرت علی کے سر پر مثل تاج کے چمکے گا یہ قصہ بہت طوالت کے ساتھہ مع ذکر داماد سلیمان علیہ السلام کے معارج النبوت مین مذکور ہے۔

۹۰۔ معارج النبوت مین یہ ذکر بھی لکھا ہے کہ جب ازدواج حضرت مرتضےٰ اعلی علیہ السلام کا جناب فاطمہ صلواۃ اللہ علیہما سے ہوا اور آسمان پر نکاح پڑہا گیا تو جبرئیل امین ع ایک پارۂ حریر لائے جسپر وعدہ بخشش امت عاصی کا بعوض مہر جناب فاطمہ ؑ لکھا ہوا تھا۔ مہر بذمۂ شوہر واجب الادا ہوتا ہی گویا اقرارہ خدائے تعالےٰ ہی نے علی مرتضےٰ کی طرف سے کیا ہے۔ کسی صحابہ کی طرف سی خداوند کریم متکفل ادائے مہر اُسکی زوجہ کا نہوا۔

۹۱ ضرضائیل فرشتہ نازل ہوا اور واسطے تزویج جناب فاطمہ کے یہ پیغام لایا۔ اَلَمْ تَرَوِّجِ النُّوْرَ مِنَ النُّوْرِ یعنے نور سے نور کی تزویج کرو۔ هٰكَذَا فی مناقب ابو المویدخوارزمی

۹۲۔ ضرضائیل فرشتہ کے کتف پر جب نظر رسول خدا کی پڑی تو یہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ابن ابیطالب مقیم الحجۃ۔ رسول خدا نے دریافت کیا کہ اے ضرضائیل یہ عبارت تمہارے کتف پر کب سے لکھی ہوئی ہے عرض کی اسنے کہ عالم آفرینش سے بارہ ہزار برس پیشتر لکھی گئی ہے۔

مناقب عبد المؤید خوارزمی

۹۳۔ بعد جانے ضرضائیل کے شطائیل فرشتہ نازل ہوا اور بشارت تزویج لایا۔ پھر اسی وقت جبرئیل امین مع حریر پارہ کے نازل ہوئے جسپر دو سطر نور سے لکھی ہوئی تھیں۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جبرئیل نے کہا کہ بدرستیکہ حق تعالے نے اطلاع پائی اہل زمین پر جیسا کہ اطلاع پانے کا حق ہے اور تمکو جمیع خلق سے برگزیدہ کرکے مبعوث رسالت اور بہر خداوند کریم نے اہل دنیا پر نظر کی اور تمہارے لئے برادر اور وزیر اور مصاحب اور داماد تجویز کیا اور آپکی دختر فاطمہ کا ازدواج کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ کون ہے۔ فقال لی یا محمد اخرت فی الدنیا والاخرۃ وابن عمک فی النسب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

لکھا ہے کہ ایک روز جناب فاطمہ مفلسی حضرت مرتضےٰ علی پر روئے لیکن اس روایت کو اسطرح لکھا ہے کہ رسول خدا نے حضرت فاطمہ ع سے فرمایا۔

ان اللہ عز وجل اطلع علی اھل الارض فاختار رجلین احدیھما ابوک والاخر بعلک یعنے خداوند کریم نے اطلاع پائی حالات اہل زمین پر اور چن لیا دو شخصوں کو کہ ایک تیرا باپ ہے اور دوسرا تیرا شوہر ہے کذا فی الشواہد۔

۹۴۔ وعن زید بن ارقم عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربتم وانا سلم لمن سالمتم۔ یعنی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ ع اور فاطمہ زہرا علیہا السلام

اور حسنین علیہم السلام کے لئے یہ فرمایا کہ میں لڑنے والا ہوں اُس شخص سے کہ جو تم سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اُس شخص سے جو تمسے صلح کرے۔

۹۵ واخرج النسائی عن ابی جعفر محمد بن علی عن ابراھیم بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال کنا عند النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وعندہ قوم جلوس قد خل علی کرم اللہ وجھہ فلما دخل خرجوا فلما خرجوا تلا وموقف لو باللہ ما اخرجنا وادخلہ فرجعوا فادخلوا فقال واللہ ما انا ادخلتہ واخرجتکم بل اللہ ادخلہ واخرجکم۔

یعنی جناب رسول خدا کے پاس ایک جماعت اصحاب بیٹھی ہوئی تھی کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے اس جماعت کو حضرت نے باہر نکالدیا وہ لوگ شاکی ہوئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمکو خارج اور علی کو داخل نہیں کیا بلکہ خدا نے علی کو داخل کیا اور تمکو نکالا۔

۹۶۔ اخطب خوارزم نے باسناد معتبرہ الامام الحافظ صدر الحفاظ ابو العلا حسن بن احمد العطار الھمدانی وقاضی القضاۃ نجم الدین نقل وشریف الامام الاجل نور الھدی ابو طالب الحسین بن محمد بن علی الزینبی عن الامام محمد بن احمد بن علی بن الحسین بن شاذان قال حدثنا المعافی بن زکریا ابو الفتوح عن محمد بن احمد بن ابی الثلج عن الحسن بن محمد عن یوسف بن موسی القطان عن جریر عن لیث عن مجاھد عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لو ان الرتا اقلام والبحر مداد والجن حساب والانس کتاب ما احصوا فضایل علی ابن ابی طالب علیہم السلام یعنی فرمایا رسول خدا نے اگر تمام دنیا کے باغات قلم بنائے جاویں اور سارا سمندر روشنائی بنایا جاوے اور تمام جنات حساب کرنیوالے

ہون اور تمام انسان لکھنے والے ہون تو وے سب فضائل علی ابن ابی طالب علیہم السلام کے احصار نہین کر سکتے

۹۷ - اخطب خوارزم نے اسی اسناد سے - عن ابن شاذان قال حدثنی ابو محمد الحسن بن احمد بن محمد بن محمد المخلدی من کتابہ عن الحسن بن اسحٰق عن محمد بن ذکریا عن جعفر بن محمد بن عمار عن ابیہ عن علی ابن الحسین عن ابیہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللہ - صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالی جعل لاخی علی فضائل لا تحصے کثرۃ فمن ذکر فضیلت من فضائل مقرا بھا غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر ومن کتب فضیلۃ من فضائلہ لم تزل الملئکۃ تستغفر لہ ما بقی لتلک الکتابہ رسم ومن اسمع الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبہا بالاستماع ومن نظر الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبہا بالنظر ثم قال النظر الی علی ابن ابی طالب عبادۃ وذکرہ عبادۃ ولا یقبل اللہ ایمان عبد الا بولایتہ والبرات من اعدائہ - یعنے فرمایا ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے فضائل بھائی علی ابن ابی طالب کے بے شمار اور بکثرت ہین پس جو کوئی شخص اُنکے فضائل مین سے ایک فضیلت سی اقراری ہوکر بیان کرے گا تو اُسکے سب اگلے پچھلے گناہ بخشے جاوین گے اور جو کوئی شخص اُنکے فضائل مین سے ایک فضیلت بھی لکھیگا تو جب تک وہ تحریر قایم رہیگی ملائکہ اُسکے لئے طلب مغفرت سے باز نہ رہینگے اور جو کوئی شخص اُن کے فضائل مین سے ایک فضیلت سنیگا تو خداوند تعالی اوسکے وہ گناہ بخش دیگا کہ جو بذریعہ استماع اُسکو لاحق ہوتے ہین - اور جو کوئی شخص ایک فضیلت سے آگہی

منجملہ فضائل کے آنکھ سے لکھی ہوئی دیکھے گا تو اللہ تعالےٰ اُسکے وہ سب گناہ بخش دے گا جو اُسکے بذریعہ دیکھنے کے حاصل ہوئے ہون بعد اُسکے فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دیکھنا علی کا عبادت ہی اور ذکر کرنا اُنکا عبادت ہی اور خدائے تعالیٰ کسی بندہ کا ایمان قبول نہ کرے گا جبتک کہ اُسکو ولایت علی ابن ابی طالب کے اور برات اُنکے دشمنون سے نہوگی۔ ثبوت قولاً و تبرّاً ہے۔

۹۸۔ خوارزمی باسناد کثیرہ بیان کرتا ہی۔ یقول سمعت احمد بن حنبل یقول۔ ماجاء لاحد من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من الفضائل ماجاء لعلی ابن ابی طالب علیہم السلام۔ یعنے امام احمد حنبل کہتے ہین کہ جسقدر فضائل علی ابن ابیطالب کے مجھ تک پہونچے ہین ایسے کسی اصحاب رسول کے فضائل نہین پہونچے۔

۹۹۔ محمد بن یوسف گنجی نے بھی اسی اسناد سے اس حدیث کو لکھا ہی اور بعد اسکے لکھا ہی۔ قال الحافظ البیہقی وھو اھل کل فضیلۃ ومنقبۃ ومستحق لکل سابقۃ ومرتبۃ ولم یکن احد فی وقتہ احق بالخلافۃ منہ۔ یعنے کہا ہی حافظ بیہقی نے کہ اجلہ علماے اہل سنت سے ہے۔ کہ وہ یعنے علی مرتضےٰ صاحب ہر فضیلت ومنقبت کے ہین اور مستحق ہر سابقہ اور مرتبہ کے اور اُنکے وقت مین اُنسے زیادہ مستحق خلافت کا کوئی شخص نہ تھا۔

۱۰۰۔ محمد یوسف بن گنجی نے کتاب کفایت الطالب مین لکھا ہے۔ ذکر فضائل امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہم السلام من آیات القرآن لا تکن جعلہ الا فی کتاب واحد۔ یعنے فضائل علی ابن ابی طالب بروے آیات قرانی اسقدر ہین کہ کتاب جداگانہ درکار ہی۔

۱۰۱۔ امام عاصمی۔ قال حدثنا عمرو بن ثابت عن ابی حمزۃ ثمالی عن سعید

بن جبیر عن ابی عمر اخ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لما اسری بی الی السماء نظرت الی ساق العرش الایمن فاذا عنہ مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدتہ بعلی ونصرتہ ۔ یعنے فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب مجھ کو آسمان کے سیر کرائی گئی تو نگاہ میری جانب راست عرش کے پڑی تو مین نے دیکھا کہ اُسپر لکھا ہوا تھا کہ کوئی معبود سوائے خدا کے نہین اور محمد رسول اللہ ہین اوس کی تائید و نصرت کرنے والے علی ہین ۔

۱۰۲ ۔ امام ابوالفتح نے حدیث اشتقاق مین اسماے پنجتن اسطرح بیان اسماے الہی سے کی ہے ۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واشتق اللہ لنا من اسمائہ واسماؤ اللہ محمود وانا محمد واللہ الاعلے وانی علی واللہ الفاطر وابنتی فاطمہ واللہ محسن وابنای الحسن والحسین

یعنے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خداوند تعالی نے ہمارے نام اپنے ناموں سے مشتق کئے ہین اسطرح پر کہ نام اللہ کا محمود ہے اور مین محمد ہون اور نام اللہ کا اعلے ہے اور بھائی میرا علی ہے اور نام اللہ کا فاطر ہے اور دختر میری فاطمہ ہے اور نام اللہ کا محسن ہے اور دونون پسر میرے حسن اور حسین ہین

۱۰۳ ۔ اب اس روایت پر خاتمہ کرتا ہون کہانتک لکھتا جاون بشر کی مجال نہین کہ آپکے فضائل لکھہ سکے یہہ روایت صرف اس غرض سے لکھتا ہون کہ اسمین صاف طور پر تمام اہل دنیا سے برگزیدہ ہونا جناب رسول خدا اور علی مرتضے کا ثابت ہے پھر کوئی شخص صحابی ہو یا غیر صحابی کسی طرح برابری نہین کرسکتا ۔ اخرجہ حاکم فی المستدرک نقلہ شاہ ولی اللہ فی ازالۃ الخفاء

عن ابی هریرة قال قالت فاطمة علیها السلام یا رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم زوجنی من علی ابن ابی طالب وهو فقیر لا مال له - فقال یا فاطمة اما ترضین ان الله عز وجل اطلع علی اهل الارض فاختار رجلین احدهما ابوک والآخر بعلک

ملا جامی شواہد مین جہان ذکر باتین کرنے زمین کا حضرت مرتضے علی سے اور بیان کرنا اُسکا رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے جناب فاطمہ علیہا السلام نے لکھا ہے یہ عبارت قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لکھی ہے کہ اے فاطمہ خدائے تعالے نے فضیلت نہاد شوہر تیرا بر سائر خلایق۔

درانحالیکہ نصی ثبوت برگزیدگی اور افضلیت کا اسقدر موجود ہے پھر صحابہ کو کبھی ہمسری نہین ہوسکتی۔ اگر کوئی دعوی کرے تو ایک فضیلت صحابہ کی ایسی پیدا کرے جیسے ہمنے ایکسو کئی فضائل جناب علی مرتضے کے لکھے ہین۔

فصل دوم از صفت ہفتم

اس فصل مین ذکر محبوبیت خدا و رسول خدا کا ذکر ہے کہ آیا اصحاب ثلثہ کی نسبت محبوبیت و دوستی خدا و رسول ثابت ہے۔ یا حضرت مرتضے علی علیہ السلام کی نسبت۔

بمعائنہ کتب اہل تسنن ثابت ہے کہ جسقدر محبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت مرتضے علی علیہ السلام سے تھی اسقدر کسی شخص سے نہ تھی چنانچہ۔ اخرج الحاکم فی المستدرک عن جابر بن عبد الله یقول سمعت رسول الله صلے الله علیه واله وسلم عن بریدة قال کان احب النساء الی رسول الله صلے الله علیه واله وسلم فاطمة ومن

الرجال علی - ازالۃ الخفا - یعنے روایت کی ہے امام حاکم نے مستدرک
مین بریدہ سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک عورتون مین
محبوب تر فاطمہ ہین اور مردون مین حضرت مرتضےٰ علی علیہ السلام - اگرچہ راضیون
احادیث کا ذبہ نے مثل دیگر فضائل کے اس حدیث کو بھی ملتبس کیا اور نساؤن مین
نام بی بی عائشہ کا اور مردون مین نام اُنکے باپ کا بنایا مگر باجماع اہل تسنن بھی امر
ثابت ہے کہ جناب فاطمہ اور علی مرتضےٰ سے زیادہ اور کوئی شخص رسول خدا کے
نزدیک محبوب تر نہ تھا اور اُسکی تائید مین بہت روایات صحیحہ ومتواترہ وارد ہین - اور
حدیث عطاے رایت یوم خیبر نے کہ عنقریب ہم مذکور کرینگے پردۂ اختفا کو دور کردیا
یعنی اسمین خاصکر بمقابلہ حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق کے محبت علی مرتضےٰ
علیہ السلام ترجیحاً ثابت ہوتی ہے -

وایضاً - اخرج الحاکم فی المستدرک ونقلہ شاہ ولی اللہ دھلوی
فی ازالۃ الخفا وعن جمیع بن عمیر قال دخلت مع امی علی عایشہ
فسمعتہا من وراء الحجاب وھی تسالھا عن علی فقالت تسلنی عن
رجل واللہ ما اعلم رجلا کان احب الی رسول اللہ صلعم من
علی ولا فی الارض امراءۃ کانت احب الی رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم من امراءتہ - جمیع بن عمیر کہتا ہے کہ مین اپنی مان کے ساتھ
بی بی عایشہ کی خدمت مین گیا مین پردہ کی آڑ مین سنتا تھا کہ میری والدہ نے حضرت
علی مرتضےٰ کے بارے مین بی بی عایشہ سے سوال کیا انہون نے فرمایا کہ واللہ
ایسے شخص کی نسبت تو نے مجھسے دریافت کیا کہ میرے علم مین اُس سے زیادہ
یعنی علی مرتضےٰ سے زیادہ کوئی شخص رسول خدا کے نزدیک محبوب نہ تھا اور نہ
روی زمین پر اُنکی بی بی (فاطمہ زہرا علیہ السلام) سے زیادہ کوئی عورت رسولخدا

کے نزدیک محبوب تھے۔

وایضاً - اخرج الحاکم فی المستدرک ونقلہ فی ازالۃ الخفاء۔
عن ام سلمۃ قالت واللذی اخلف بہ ان کان علی لاقرب الناس عھدا برسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عندنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غداۃً وھو یقول جاء علی جاء علی مرادً فقالت فاطمۃ کانک بعثتہ فی حاجتہ قالت فجاء بعد قالت ام سلمۃ فظننت ان لہ الیہ حاجت فخرجنا من البیت فقعدنا عند الباب وکنت من ادنی ھم الی الباب قالت علیہ ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یحدثہ ویناجیہ ثم فیض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من یومہ ذلک وکان علی اقرب الناس عھدا۔ اس سے غایت درجہ کا قرب تا آخری وقت رسول خدا کے ثابت ہے۔

وایضاً - بوقت قرار داد مباہلہ بانصاری بھی بات قرار پائی تھی کہ اپنے اپنے محبوب ترین عزیزوں کو ساتھ لیکر قسم کھادیں چنانچہ آیت بھی اس بارہ میں نازل ہوئی - قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الخ۔ تو جناب رسول خدا نے علی مرتضے کو اپنا نفس اور حسین و فاطمہ کو ابنا میں داخل کرکے ہمراہ لیا تھا اور پیشتر اپنے موقع پر اسکا مفصل تذکرہ بیان ہو چکا ہے۔

وایضاً - اخرجہ الترمذی - جبکہ خالد بن ولید نے شکایت جناب مرتضے علی کی تو آپ نے فرمایا - اخرجہ الترمذی انہ قال ما ترکی فی رجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ۔

خدا و رسول کو دوست رکھنا اور خدا اور رسول کا انکو دوست رکھنا ثابت ہے۔

وایضاً عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

لعلی انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ ۔ یعنے فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ سے کہ تو دنیا وآخرت مین میرا ولی ہی یہہ روایت خلافت وجانشینی پر بھی دلالت کرتی ہی۔

وایضاً عن ام علیہ قالت بعث النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشا فیہم علیؑ قالت صغت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو رافع یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا ۔ ام عطیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے کوئی لشکر کسی جگہہ روانہ فرمایا تھا اور حضرت علی اُس لشکر کے ساتھ تشریف لیگئے تو مین نے سنا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ السلام ہاتھہ پھیلائے ہوئے دعا کرتے تھے کہ الہی مین اپنے مرنے سے پہلے علی کو دیکھہ لون کذا فی ازالۃ الخفا ۔ کسدرجہ کثرت محبت روایت سے ثابت ہوتی ہی۔

وایضاً ۔ اخرج الترمذی عن ابن عمر ۔ قال لعلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انت اخی فی الدنیا والاخرۃ صحیح ترمذی مین عبداللہ ابن عمر سے روایت ہی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ تو دنیا وآخرت مین میرا بھائی ہی ۔ پوری حدیث مواخذات کے فضائل کے فصل مین مذکور ہوئی ہی۔

وایضاً اخرج الحاکم عن ابن عباس قال کان علی یقول فی حیاۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ یقول افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا انقلب علی اعقابنا بعد اذ ھدینا اللہ لئن مات او قتل لاقاتلن علیہ حتی الموت واللہ انی لاخوہ ولیہ وابن عمہ ووارثہ فمن احق بہ منی واضح ہو کہ خدائے تعالےٰ نے بعض اصحاب رسول اللہ کی نسبت یہ فرمایا تھا

کہ اگر نبی مرجائے یا قتل ہو جائے تو تم لوگ اپنے مذہب سابقہ پر لوٹ جاؤ گے تو حضرت علی مرتضےٰ فرمایا کرتے کہ اگر ایسا اتفاق ہو جاوے تو میں قاتلان سے یہانتک لڑوں کہ مرجاؤں اور کیوں نہو کہ میں انکا بھائی ہوں اور انکا جانشین ہوں اور اُن کا ابن عم ہوں اُنکے علم کا پس مجھ سے زیادہ اس بات کا کوئی مستحق ہے یہ روایت بڑی دلیل نیابت رسالت کی ہے اور بہت بڑی شہادت محبت کی ہے۔

وایضاً۔ واخرج الحاکم عن ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من سبّ علیا فقد سبّنی۔ یعنے روایت ہے حضرت ام سلمہ زوجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسنے علی کو بُرا کہا اُسنے مجھ کو بُرا کہا۔ حاکم فی مستدرک

وایضاً۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی وفاطمۃ وحسن وحسین انا حارب لمن حاربتم وانا سلم لمن سالمتم۔ حاکم فی المستدرک

وایضاً وعن سلمان رضی اللہ عنہ قال رجل لسلمان ما اشدّ حبّک لعلی قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من احب علیاً فقد احبّنی ومن ابغض علی فمن ابغضنی۔ اخرج الحاکم فی المستدرک

وایضاً۔ اخرجہ الحاکم۔ عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من یرید ان یحیی حیوتی ویموت مماتی ویسکن بجنۃ الخلد التی وعدنی ربی فلیتولّ علی ابن ابیطالب فانہ

لن یخرجکم من ھدی ولن یدخلکم فی ضلال ۔ یعنے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی شخص جینا چاہے میرے جینے کے ساتھ اور رہنا چاہے اُس بہشت مین کہ جسکا وعدہ کیا ہی مجھ سے میرے پروردگار نے تو چاہیے کہ وہ شخص اولی الامر اپنا گردانے علی ابن ابی طالب کو اسلئے کہ وہ تمکو ہدایت سے نہ نکلنے دیگا اور نہ گمراہی مین ڈالنے دیگا اگرچہ معنی تولا محبت رکھنے کے بھی ہین لیکن سیاق عبارت سے معنی اولی بتصرف پائے جاتے ہین اہل تسنن اکثر مقامات پر معنی محبت استعمال کرتے ہین اور ہمارا مطلب اس مقام پر معنی محبت سے بھی کامل طور پر حاصل ہوتا ہی لیکن بحث اسکی باب احکام مین مفصل ہوگئی ہی ۔

وایضاً ۔ وعن عمار بن یاسر قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لعلی یا علی لمن احبک احبک وصدق الیک ولمن ابغضک وکذب علیک ۔ اس روایت سے قسیم النار والجنۃ ہونا علی مرتضے علیہ السلام کا ثابت ہے ۔ واخرجہ حاکم ۔

وایضاً ۔ ہمنے قصہ یوم ہجرت کا کتب معتبرہ سے بعینہ اسی رسالہ مین پیشتر نقل کیا ہے کہ اللہ تعالے نے جبرئیل و میکائیل سے پوچھا کہ ہمنے تم دونونمین رشتہ مواخات قرار دیا ہے تم مین سے ایسا کون ہی کہ اپنے بھائی کے عوض اپنی جان دیدے اسپر ملائکہ انکاری ہوئے اور بولے کہ ہمکو اپنی جان عزیز ہے اُسوقت اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو علی اور محمد بھی دونون بھائی ہین اور علی نے اسوقت اپنی جان کو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان پر سے تصدق کرنا ٹھیرالیا ہی ۔ افسوس ہی کہ تم ایسا نہین کرسکتے کمال محبت اس روایت سے ثابت ہوتی ہی ۔

وایضاً۔ عن سلیمان بن عبید اللہ بن حارث عن جدہ عن علی کرم اللہ وجہہ قال مرضت فعادنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فلما علی محلی وانا مضطجع فانکے الی جنبی ثم سجانی بثوبہ فلما رانی قد هدات عام الی المسجد صلے فلما قضے صلوتہ جاء فرفع الثوب وقال قم یا علی فقمت وقد برات کانما لم اشتکے شیئاً قبل ذلک فقال ما سالت ربی شیئاً فی صلوتی الا عطانی وما سالت لنفسی شیئاً الا قد سالت لک حاصل مطلب یہ ہے کہ علی مرتضے بیمار تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھنے کو تشریف لے گئے تھوڑی دیر پاس بیٹھکر مسجد مین تشریف لیگئے اور نماز سے فارغ ہوکر واپس آئے اور کپڑا حضرت علی کے اوپر سے اُٹھا کر فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ حضرت علی کھڑے ہو گئے بیماری قطعی زایل ہو گئی کوئی شکایت باقی نہین رہی اُسوقت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ نماز مین جو شے مین نے اللہ تعالے سے مانگی وہی عطا ہوئی اور کوئی شے ایسی نہین ہے کہ مین نے اپنے نفس کے لئے مانگی اور تمھارے لئے نہ مانگی ہو۔ اس روایت سے غایت درجہ کی محبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہونا ثابت ہے۔

از انجملہ اثبات محبت علی مرتضے رضی اللہ عنہ بمقابلہ شیخین رض

قصہ عطاے رایت و فتح قلعہ خیبر ہے کہ حضرت مرتضے کو رایت ظفر آیات عطا ہونے سے پیشتر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سردار لشکر اسلام ہوکر بقصد فتح خیبر تشریف لے گئے اور ناکام بلکہ شکست کے ساتھ واپس ہوئے تب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل کے روز رایت ایسے شخص کو دونگا کہ

جو کرار غیر فرار ہے اور وہ خدا اور رسول اللہ کو دوست رکھتا ہی اور خدا اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہین وہ بغیر فتح کئے نہ لوٹیگا۔ اس روایت سے صاف ظاہر ہی کہ جو لوگ پیشتر متصدی اس امر کے کئے گئے تھے۔ اُنمین وہ اوصاف نہ تھے! اگر انمین بھی یہ اوصاف موجود ہوتے تو اُسکے ذکر کرنے کی کیا حاجت تھی کہ کل کے روز ایسی ایسی صفت والے شخص کو مین رایت عطا کرونگا اس روایت کو جمیع محدثین اور اہل سیر نے لکھا ہے۔ صحیحین اور دیگر کتب حدیث مین یہ روایت موجود ہی۔ مدارج النبوت کشف الغمہ حبیب السیر اور شواہد النبوت مین تذکرہ اسکا موجود ہی شاہ ولی اللہ جیسے متعصب نے بھی ازالۃ الخفاء مین لکھا ہی اور احادیث متواترہ مین سے یہ روایت ہے۔

قال محمد بن اسحٰق حدثنی بریدہ بن سفیان عن ابیہ عن سلمہ بن اکوع قال بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ابابکر برایہ الی بعض حصون الخیبر فقال ورجع ولم یکن فتح وقد جھد ثم بعث من الغد عمر فقال ثم رجع ولم یکن فتح وقد جھد فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لاعطین الرایتہ غدا رجلا کرار غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لایرجع حتی یفتح اللہ علی یدیہ قال یقول سلمۃ فدعا علیا وھو ارمد العینین فتنفل فی عینہ ثم قال خذ ھذا الرایت فامعل بھا حتی یفتح اللہ علیک قال یقول سلمۃ فخرج بھا یھرول ھرولۃ واتا خلفہ ینتبع اثرہ حتی رکز رایتہ فی رجم من حجارۃ تحت الحصن فاطلع الیہ الیھود من رأس الحصن قالو من انت قال انا علی ابن ابی طالب قال نقول الیھود علوتم وما انزل علی موسی او کما قال فما رجع حتی فتح اللہ علی یدیہ۔

چنانچہ جیسا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور حالانکہ علی مرتضےٰ علیہ السلام کو آشوب چشم تھا مگر صبح ہی طلب فرما کر روایت عطا کیا اور آپ نے قلعۂ خیبر فتح کیا اور یہ منقبت عظیم بمقابلۂ شیخین بالتخصیص حاصل فرمائی

دوسری روایت طیر سے ہے

کہ ترمذی اور امام حاکم نے اسکو روایت کیا ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلعم کے آگے کباب مرغ رکھا ہوا تھا اور آپ خدا سے دعا مانگ رہے تھے کہ الٰہی اُس شخص کو بھیجدے کہ جو تیرا ساری خلقت سے زیادہ محبوب ہے کہ وہ میرے ساتھ اس طیر کو تناول کرے۔ انس بن مالک کہ قوم انصار سے تھا کہتا ہے کہ مین خدا سے دعا مانگتا تھا کہ ایسا شخص ہماری قوم انصار مین سے ہووے۔ لیکن کچھ دیر نہ گذری تھی کہ علی مرتضےٰ علیہ السلام تشریف لائے اور تناول فرمایا حالانکہ انس کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مین نے بطمع اس امر کے کہ ایسا شخص انصار مین سے ہو دروازہ نہ کھولا اور یہ کہلا یا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو فرصت نہین ہے آپ دوبارہ تشریف لائے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا ترمذی نے اس حدیث کو غریب لکھا ہے لیکن امام حاکم نے غرابت مختصر سے باسانید صحیحہ نکالا ہے روایت یہ ہے۔

عن انس بن مالک قال کنت اخدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فقدم الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فرخ مشوی فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی من ھذا الطیر۔ قال فقلت اللھم اجعلہ رجلا من الانصار فجاء علی فقلت ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ما عملک علی ما صنعت فقلت یا رسول اللہ سمعت دعا

کا فاجبت ان یکون رجلا من قوم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الرجل قد یحب قوم - قال الترمذی غریب وجاء الحاکم باسانید خرج بعضا من الغرابت المختصۃ ونقلہ شاہ ولی اللہ فی ازالۃ الخفاء -

ازانجملہ - آیت وافی ہدایت ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما وسیرا بڑی بھاری دلیل محبت الہی کی نسبت حضرت مرتضے اعلی علیہ السلام کی ہے اور یہ منقبت سوائے انکے اور کسی کو حاصل نہین ہوئی

فصل سوم از صفت ہفتم مشعر اثبات فضائل ظاہری مثل شجاعت وسخاوت وعدل ورحم وغیرہ

اگرچہ یہ فضائل بطور مذکور ضمنی چند بار اسی رسالہ مین بشرح وبسط ضبط تحریر مین آچکے ہین مگر اس موقع پر بھی کسقدر تحریر ہوتا - اور حیات سے ہے اسلئے ہم ہر فضیلت کی بابت جدا جدا مذکور کرتے ہین -

شجاعت - کا دعوی نسبت خلفاے ثلثہ کے اہل تسنن کو نہین ہے اور نہ جاے کہ بمقابلہ حضرت اسد اللہ الغالب کے کسی شخص کی شجاعت کا مذکور بھی زبان پر آسکے -

حضرت ابوبکر صدیق کی عدم شجاعت تو آیۃ - ثانی اثنین اذ ہما فی الغار سے بخوبی ظاہر ہے اور ثابت ہوگیا ہے کہ بروز ہجرت غار مین سے سراقہ کو دور سے دیکھکر حضرت ابوبکر صدیق ایسے بد دل اور خایف ہوے کہ نوبت بگریہ وزاری پہونچی اور یہ دلیل کمال جبانت اور ڈرپوک ہونے کی ہے بعد ہجرت کے موقع جہاد کا آیا تو کسی غزوہ مین آپکی شجاعت کا مذکور نہین ہے بلکہ احد اور حنین وغیرہ

مقامات سے مفرور ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ خیبر پر باوجودیکہ آپ سردار ہوکے گئے تھے مگر پسپا ہوکر واپس تشریف لائے اور فرار ہونا بروز خیبر حدیث نبوی سے جو بمادہ عطاے رایت علی مرتضےٰ کے فرمائی ہے ثابت ہی اگر وہ روز پیشتر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مفرور ہوتے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہہ لفظ نہ فرماتے کہ کل کے روز مین رایت ایسے شخص کو عطا کرون گا کہ جو بھاگنے والا نہین ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جن لوگون کو پیشتر رایت عطا ہوا تھا وہ بھاگ آئے تھے۔

حضرت عمر ابن الخطاب بھی مطلق شجاع و بہادر نہ تھے۔ دیکھو قبل از اسلام تو انکی یہ کیفیت رہی کہ چھ برس تک رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تلوار گھ! تے پھرتے رہے مگر بفضل خدا ایک بال کو بھی آزار نہ پہونچا سکے چنانچہ ایک روز تو بالکل حضرت ص کے قتل کا ارادہ کرکے آپ تلوار لیکر گھر سے چلے مگر ایک شخص بنی زہرہ کے لقب فقط اتنی دھمکی سے کہ کیا تم بنی ہاشم اور بنی زہرہ کے ہاتھ سے بچ جاؤگے فسخ عزیمت کرکے واپس آگئے کہ پوری روایت کی نقل ہم فصل اول اسی صفت مین لکھ چکے ہین۔

کسی معرکہ اور جنگ مین آپ سے کوئی کام بہادری کا واقع نہین ہوا صرف ایک روایت یہ بیان کیجاتی ہے کہ بروز ہجرت جب سب لوگ پوشیدہ پوشیدہ مکہ سے نکلے مگر حضرت عمر ابن الخطاب علے الاعلان تلوار لگائے ہوئے اور تیر و کمان لئے ہوئے بیت اللہ کا طواف کرکے راہی مدینہ ہوئے۔ اس روایت کے سننے والون کو بڑا تعجب ہوگا کہ جب آپ ایسے بہادر تھے تو کیا وجہ ہے کہ غزوات مین کوئی کارنمایان آپ سے نہوا اور اگر بہادر اور جری نہ تھے تو اس جرات اور مبادرت کی کیا وجہ تھی پس جو لوگ ماہر فن تواریخ ہین انکو اسکی وجہ بخوبی معلوم

ہے کہ حضرت کے مبادرت اور جرات بروز ہجرت کسوجہ سے تھی۔ مدارج النبوت و دیگر کتب تواریخ سے ثابت ہی کہ بزمانہ ہجرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ مین رئیس اور سردار قریش ابوجہل تھا اور ابوجہل حضرت عمر کا ماموں تھا اور اُسنے اُنکو امان دے رکھی تھی اور سب اپنی ذریات مشرکین سے کہہ رکھا تھا کہ اُنپر کوئی ہاتھ نہ ڈالے

بہ وجہ آپکی مبادرت اور جرات یوم ہجرت کی تھی کہ جو محمول بشجاعت سمجھے گئے ورنہ یہی حضرت عمر تھے کہ بروز حدیبیہ جناب رسول خدا نے اُنکو مکہ جانے کا حکم دیا اور یہ بخوف جان جانے سے انکاری ہوئے اور حضرت عثمان بھیجے گئے وجہ اسکی یہہ تھی ابوجہل سردار مشرکین قتل ہوچکا تھا اُنکا کوئی حامی و مددگار باقی نہ رہا تھا اور سرداری قریش حضرت عثمان کے رشتہ دار ابوسفیان پر منتقل ہوچکی تھی۔

حالات غزوات ہم مفصل مرقوم کرچکے ہین اور احد اور حنین اور خیبر سے مفرور ہونا ثابت کرچکے ہین۔ خندق کے غزوہ مین عمر بن عبدود سے خوف کھاکر باوجود حکم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ سے انکار کیا۔

کسی جنگ اور غزوہ و سریہ مین آپکا لڑنا اور مارنا اور زخمی ہونا ثابت نہین ہوا۔

بعض جہال فتوحات شام و عراق و مصر وغیرہ کی وجہ سے حضرت عمر کو بہادر کہدیتے ہین لیکن وہ جاہل لوگ نہین جانتے کہ حضرت عمر کسی معرکۂ جنگ مین شریک نہین ہوئے مدینہ منورہ سے لشکر اسلام روانہ کردیا کرتے تھے خالد بن الولید اور ابوعبیدہ سردار لشکر تھے اور عام مسلمان مجاہد تھے آپکو کسی معرکہ مین جنگ آزمائی کا اتفاق نہین ہوا اسکی نظیر بالکل ایسی ہی کہ جیسے ملکہ معظمہ کے عہد مین صدہا ملک فتح ہوے اور کوئی جاہل یہ کہدے کہ ملکہ معظمہ بڑی بہادر ہین۔ یہ اُسکی کج فہمی ہی وہ نہین جانتا کہ شجاعت کسکو کہتے ہین۔ ہان جو سپاہی یا افسر کرنل جرنل معارک جنگ مین جاکر کارنمایان کرین وہ شجاع اور بہادر کہلا دین گے۔

محض فتوحات کی وجہ سے بادشاہ کو بہادر نہین کہہ سکتے۔
حضرت عثمان تو بالکل ایسے تھے کہ جیسے اس زمانہ کے منشی لوگ لڑائی بھڑائی کا نام بھی نہین جانتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے روبرو کسی غزوہ مین شریک نہین ہوئے انکا ذکر اس بیان مین محض فضول ہے۔
پس اصحاب ثلثہ کی شجاعت کی تو یہ کیفیت ہے کہ جو اوپر مذکور ہوئی اور جناب حیدر کرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حالات سب پر روشن ہین بعض حالات شجاعت و غزوات مین مذکور ہو چکے ہین اور بعہد خلافت بھی جنگ جمل و صفین و نہروان اور لیلۃ الہریر وغیرہ پر جو کارنمایان وقوع مین آئے عیان ہین حاجت بیان نہین احد و بدر و خیبر و خندق کے کارنامے ظاہر ہین القاب کرار غیر فرار اسد اللہ اور سیف اللہ الغالب علی کل غالب سمجھنے کو کافی و وافی ہین۔
سخاوت و ایثار کا حال بھی اصحاب ثلثہ کا ظاہر ہے کہ کبھی کوئی انکی سخاوت کا معرکہ سننے مین نہین آیا۔
حضرت ابوبکر کی نسبت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ایک قصہ مدارج النبوت مین لکھا ہے کہ آپ نے دو سو درم کو ایک اونٹ مول لیا تھا اور جبکہ بغرض ہجرت سفر مدینہ رسول خدا کو پیش آیا تو وہ ہی اونٹ نو سو درم کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ فروخت کیا۔
حضرت عمر کی سخاوت بھی کبھی سننے مین نہین آئی۔ حضرت عثمان غنی۔ غنی اور مال دار مشہور ہین پھر سخاوت کہان بقول سعدی۔ شعر

کریمان را بدست اندر درم نیست	خداوندان نعمت را کرم نیست

جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کی سخاوت اور ایثار کا شاہد خود خداوند کریم ہے

آیۂ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ سے بحالت رکوع ایثار کرنا یعنے سایل کو انگشتری دینا ثابت ہے۔ ساری سورۂ ہل اتے اسی فیاضی اور اسی سخاوت کی منقبت ہے اور ماہران تفسیر و تواریخ پر مخفی نہین ہے کہ تین روز تک پے در پے خود مع عیال واری اور بچون کے فاقہ سے رہنا اور مسکین اور یتیم و اسیر کو وہ سب آذوقہ دیدینا جسکو بمشقت تمام یہودی کی روئی کاتنے کی مزدوری سے جناب فاطمہ علیہ التحیۃ والثنا نے حاصل کیا تھا۔

ایسے بہت قصہ آپکی سخاوت اور ایثار کے مشہور ہین کہ اگر کوئی اُنکا جمع کرنا چاہے تو بلاشبہ بہت بڑی کتاب بنے۔ جناب فاطمہ کی چادر بار بار ہن ہوکر آرد وغیرہ آیا اور حضرت نے سائل کو دے دیا اور خود فاقہ سے رہے۔ اولاد تک کے بدید یز کے قصے مشہور ہین۔ ایثار ایسے کا نام ہے کہ خود حاجتمند ہو اور ایثار کرے اگر حضرت عثمان وغیرہ نے کبھی لاکھ روپیہ بھی ایثار کر دیا ہو تو آپکے لقمہ نان کے ایثار کے برابر نہین ہے۔

بعہد خلافت بھی آپکی یہ کیفیت تھی کہ رات کو روٹیان کمر پر لاد کر کوفہ کے گلی کوچہ مین محتاجون کو تلاش کرکے روٹیان کھلاتے تھے چنانچہ مشہور ہے کہ بعد شہادت آپکے اندھے لنگڑے محتاج بہت سے ایسے ظاہر ہوئے کہ محض بیکس و تنہا تھے اور فقط آپ اُنکی رونق پانے کے سبب خبر گیری لیتے تھے۔

ایسا ہی ایک قصہ یہ ہے کہ ایک رات یتیم بچون کے فاقہ کا حال معلوم ہوا اور آپ نے اُسی وقت تنور جلایا اور روٹی پکوائی اور جبتک روٹی طیار ہوئی آپ بچون کے ساتھ خوش فعلیان اس غرض سے کرتے رہے کہ وہ سو نہ جاوین۔ لکھا ہے کہ جب تنور پھونکنے مین دھوان ابذا دیتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ ہان تیری سزا یہی ہے کہ یتیم بچون سے غافل ہوا۔ آپکے رحم اور سخاوت کی نظیر دنیا مین نہین ہے

عدالت خلفائے ثلثہ کی یہ غرض تھی۔ اوّل تو حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے بیعت کے دن سعد بن عبادہ بے گناہ مارا گیا یہ شخص رئیس انصار تھا اور محب خاندان رسالت تھا۔ اُسپر یہ الزام بھیجا گیا کہ وہ خواستگار اپنی امارت کا تھا۔ بلکہ وہ وصیت نبوی یوم الغدیر پر قایم تھا اور حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کی خلافت قایم کرنا چاہتا تھا تفصیل مین ہلاک کیا گیا اور علماے اہل تسنن نے جو یہ بیان کیا ہے کہ کثرت انبوہ بیعت کنندگان مین پامال ہوکر مرگیا۔ یہ فقط ہذیانی بات ہے سبحان اللہ سعد کوئی شیر خوار بچہ نہ تھا کہ پامال ہوگیا رئیس قوم تھا اور اُس روز باتفاق جملہ اہل سیر تنہا شخصون نے حضرت ابوبکر صدیق سے بیعت کی جنکو گھر سے ساتھ لیگئے تھے۔ کوئی انبوہ باازدحام کثیر نہ تھا۔ دوسرا مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کے صحابی رسول تھا اور دیہات کا باشندہ تھا اور وہ بھی مع دیگر قبائل دیہات آیا وہ قیام خلافت علی مرتضےٰ ع کا تھا خالد کے ہاتھ سے بے جرم وخطا شہید کیا گیا اور زوجہ اُسکی کہ حسینہ وجمیلہ تھی اسی شب بلاگذرے عدت بطریق زنا خالد کی تصرف مین آئی تاریخ واقدی وفتوح الشام وحبیب السیر وغیرہ کتب مین یہ قصہ مفصل درج ہے۔

لیکن خالد نے ابوبکر کی حاجب کو رشوت دی علماے اہل سنت کا قول ہے کہ اسلام مین یہ رشوت ابتداءً شروع ہوئی اور حضرت خلیفہ رسول اللہ نے خالد سے نہ بابت قتل مالک قصاص لیا نہ زنا کی حد لگائی اور مالک ورثا کے فریاد پر دیت یعنے خونبہا بیت المال سے دلایا گیا یہ دوسرا انصاف ہے کہ خالد کو مالک کی جورو پسند آئی اور بحکم خلیفہ بنابر استحکام خلافت بے گناہ صحابی قتل کیا جاوے اور مسلمانون کے حق تلف کرکے دیت بیت المال دلائی جاوے۔ اعراب خیبر الزام مرتد ہوجانے کا لگایا گیا تھا اور وہ اسوجہ سے واجب القتل قرار دیئے گئے تھے اور لشکر اسلام اُنکی تادیب وتخویف کے لئے بھیجا گیا تھا۔ درحقیقت اسکی

صلیت اور معلوم ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ گنوار آدمی تھے اور وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت یوم غدیر پر مستحکم تھے اسلئے انکی تادیب وتکذیب عمل مین آئی دوسرا انصاف حضرت ابوبکر کا یہ ہے کہ جناب سیدہ نے دعوی میراث پدری اور ہبہ فدک کا کیا اور محض اس دباؤ سے کہ میری خلافت کی بیعت علی مرتضے علیہ السلام اللہ علیہ نے نہین کی دعوائے میراث پدری سے اُس معصومہ کو محروم کیا اور جو حدیث حضرت ابوبکر نے بیان کی تھی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انا معشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ماترکناہ صدقۃ یعنے ہم گروہ انبیا نہ کسی سے ورثہ لیتے ہین نہ کسی کو ورثہ دیتے ہین اور جو کچھ ہم چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے۔

اسمین مطلق شک نہین ہے کہ یہ حدیث بالکل موضوعی اور بہتان عظیم ہے۔ اوّل تو قران مجید کے قطع مخالف ہے۔ قران مجید مین صاف حکم وراثت کا موجود ہے خود حضرت نے باپ دادا کا مکان مکہ مین میراث کے اندر پایا۔

بعد وفات حضرت خدیجۃ الکبرے کے انکے مال کی وراثت حضرت کو پہونچی۔

خود جناب رسول خدا نے بالتخصیص بحدوی چچا کے ابن عم کو وارث اپنا قرار دیا۔ اور فرمایا دختر ابن عمی دون عمی کہ بروایت معتبرہ ثابت ہے اور خود علماے اہل تسنن نے بہ روایت لکھی ہے

دوسری روایت امام حاکم نے ابی اسحاق سے کی ہے کہ ہم پیشتر سے اس رسالہ مین نقل کر چکے ہین اور شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین لکھا ہے۔

عن ابی اسحاق قال سئلت نفیع بن العباس کیف ورث علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ودفنکم۔ قال لانہ کان اولنا لحوقا واستلنا بہ لزوقا۔ واخرج الحاکم ونقلہ فی ازالۃ الخفا عن

خلافۃ الخلفاء ۔

اور ایک دوسرے مقام پر شاہ ولی اللہ صاحب بذکر جناب علی مرتضےٰ لکھتے ہین ۔
(مقامے شگرف بہم رسیدہ کہ بتعبیر ازان بانحوت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
وموالاتو او وبلفظ وصی ووارث وامثال آن کردہ میشود ۔ پوری عبارت کی نقل
پیشتر ہم لکھہ چکے ہین ۔ ملّا جامی نے شواہد النبوت مین قول جناب علی مرتضےٰ یہہ
نقل کیا ہے ۔ وارث نبی الرحمہ منہم ۔ قول معصوم بہ نسبت غیر معصوم کے
زیادہ معتبر ہے ۔ جناب فاطمہ اور علی مرتضےٰ علیہما السلام گناہ سے پاک
ہین انکا دعوے بشہادت قرانی ردنع نہین ہو سکتا حضرت ابوبکر گناہ سے
پاک نہ تھے اسپر الزام کذب لگانے سے کسی طرح کسی کی زبان پکڑی نہین جا سکتی
اور جناب فاطمہ اور علی مرتضےٰ پر اگر کوئی الزام دروغگوئی لگاوے
وہ فوراً کافر ہو جاوے ۔

رہا یہ امر کہ جیسا اہل سنت کہتے ہین کہ شاید جناب فاطمہ نے سہو سے ایسا دعوی
کیا ہو ۔ یہ توجیہ تو بالکل مالیخولیا اور مجنونون کی بڈ بانات کے برابر ہے انکو اسکی اطلاع
ضروری دیجاتی ۔ پس جبکہ ایسا نہین ہوا تو صاف ضعف روایت ثابت
ہے اور اگر یہ سمجھا جاوے کہ جناب سیدہ نے بھولے سے دعوے کر دیا تو
بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی بڑے تعجب کی بات ہے کہ ابوبکر صدیق سے اس
روایت کو سنکر کیون جناب سیدہ نے یقین نہ کیا اور کیون غضبناک ہوئین
جیسا کہ مشکوٰۃ شریف مین روایت ہے فوجدت فاطمۃ وجدا تکلم حتی مات
اہل سنت یہ توجیہ نکالتے ہین کہ لسوء تکلہ ۔ اسی معاملہ مخاص مین ہو گا کہ
پھر اس بارے مین کلام نہ کیا مگر چونکہ یہ فقرہ غضب کے ساتھہ ہے اس لئے
ہرگز لطعیت کو اس توجیہ کیطرف نہین لیجا سکتا اور جبکہ صحیح مسلم کی ساری

روایت کو پڑھا جاوے گا۔ تو یقین کامل ہو جاویگا کہ جناب سیدہ حضرت ابوبکر سے تادم واپسین غضبناک اور ناراض رہین کہ اسی روایت مین ہے۔ وذنہما وجہا علی لیلا ولم یوذن بہا الی ابی بکر۔

حضرت ابوبکر کو جناب سیدہ کے جنازہ پر اذن حاضری نہونا طبیعت کو کس طرف لیجاتا ہے۔ اللہ اکبر کیا کچھ صدمہ اور اذیت بصیغہ رسول اللہ کو پہونچی تھی کہ تا بزیست حضرت ابوبکر سے غضبناک رہین۔

سنا ہے کہ ایک مرتبہ ابوبکر و عمر بغرض معذرت جناب سیدہ کی خدمت مین حاضر ہوئے لیکن تاہم غضب سیدہ رفع نہین ہوا اور یہ حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد دلائی۔ فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فقد کفر۔

اور پھر فرمایا کہ مجھ کو تمنے اذیت دی اور شکایت اس اذیت کی مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرونگی مفصل یہ قصہ اپنے موقعہ پر لکھا جائیگا۔

اور ہم کتب سابقہ سے بھی انبیا و مرسلین کو ورثہ پدری ملنا اولاد کو ورثہ دینا ثابت کرین گے۔

صحف ابراہیم و توریت و سموئیل علیہ السلام سے ورثہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسحق اور حضرت یعقوب یوسف اور حضرت داؤد و حضرت سلیمان و دیگر انبیا علیہما السلام کا اور قرآن شریف سے وورث سلیمان داؤد۔ اور نیز وراثت یحیٰی اور ذکریا علیہم السلام و یرثنی و ورث آل یعقوب ثابت کرینگے اسوقت طالبان حق خوب سمجھ لین گے کہ حدیث لا نورث ما ترکنا صدقۃ افترا ہے۔ علاوہ ان سب دلائل و براہین کے اہل سنت کے خاموش ہو جانے کے لئے یہی بڑی دلیل ہے کہ حضرت عمر نے اپنی خلافت مین فدک واگذاشت کر دیا اور وارثان

نبی کو متروکہ نبی دے دیا

اگر در حقیقت صدقہ تھا تو کیون حضرت عمر نے دیا اور کیون علی مرتضےٰ نے لیا اس سے معلوم ہوا کہ محض عداوت اور رنجش کی وجہ سے اہل بیت نبوت کو ایذا دی گئی اور دباغت نبوت کے لئے ایسا عمل کیا گیا تھا۔ اور یہ طریقہ قطعی معدلت کے خلاف ہی حضرت عمر کی نسبت دعوی عدالت زیادہ تر کیا گیا ہے اور اور واقعی ابتدائے خلافت مین حد زنا اپنے صاحبزادہ پر لگائی تھی وجہ تھی کہ عوام مین عادل مشہور ہوئے۔ باقی معاملہ استقرار خلافت ابو بکر صدیق مین انہون نے بھی بڑی ناانصافی کی۔

مستحق خلافت کو چھوڑ کر ایسے شخص کے لئے سعی کی کہ جسمین کوئی صفت خلافت نہ تھی نہ کوئی استحقاق تھا باوجودیکہ خم غدیر پر جناب امیر علی مرتضےٰ کی خلافت سے اقرار کر چکے تھے اور جناب علی مرتضےٰ کو مبارکباد دے چکے تھے جیساکہ امام غزالی نے کتاب سر العالمین کے چوتھے مقالہ مین اس قصہ کو مفصل لکھا ہے بعد نقل خطبہ۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم عاد من عاداہ و وال من والاہ الخ لکھہ کر تحریر کیا ہے فقال عمر بخ بخ لک یا ابا الحسن لقد اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنۃ فہذا تسلیم و رضاء و تحکیم ثم بعد ہذا غلب الھوا علی الرّیاست وحمل عمود الخلافۃ۔ تا فیذوا الحق وراء ظہورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا۔ فبئس ما یشترون۔ بعد اسکے تلف ورثہ پدری سیدۃ النساء مین حامی خلیفہ اول ہوئے اور ایذا رسانی بصیغہ رسول مین کوشش کی۔

ہبہ نامہ فدک کا چاک کرنا دردانہ وغیرہ جلانا اگر علماے اہل سنت نے انکی نسبت تسلیم کیا ہے۔ اور یہی چند امور ناانصافی انکی نسبت نامزد کئے جاتے ہین

کہ جیسے امارت لشکر سے خالد بن ولید کو معزول کرنا اور ابو عبیدہ بن الجراح اپنی سمدھی یعنے خسر عبداللہ بن عمر کو امیر کرنا۔

اگرچہ خالد بن ولید بہادر سفاک تھا اور قابل سرداری لشکر کے تھا لیکن خدا ترس اور منقی نہ تھا اسکا معزول کرنا چندان بیجا نہ تھا مگر ابو عبیدہ ثمر الآدمی تھا سرداری لشکر کی قابلیت اُنمین نہ تھی مگر ایک نورشتہ داری دوسرے ثقیفہ بنی ساعدہ مین بیعت خلیفۂ اول مین سعی باعث امارت ہوئی ورنہ اور لوگ ایسے موجود تھے کہ وہ خالد کے برابر بہادر بھی تھے اور خدا ترس اور رحم دل بھی تھے۔ اور معاملات بھی اس قسم کے اکثر بیان کئے گئے ہین کہ اس مختصر مین اُنکی گنجایش نہین ہے اسی فقرہ پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ آپ ابولولو کے ہاتھ سے بوجہ ناانصافی مقتول ہوئے وہ ایک غلام تھا جلی کا کام کرتا تھا مالک کے اور اور اُسکے نزاع ہوا دارالخلافت مین مقدمہ دائر ہوا حکم جو ابولولو کی نسبت صادر ہوا وہ انصاف کے خلاف تھا اسنے رنج کھاکر انکو ہلاک کیا۔

حضرت عثمان کی عدالت کی بہت ابتر کیفیت تھی۔ سب سے پہلے مقدمہ انکی اجلاس خلافت مین عبداللہ ابن عمر پر بابت قتل ہرمزان والی خراسان اور جبۂ نصرانی کا دائر ہوا۔

انھون نے مہاجرین مین رسوخ پیدا ہونے اور اپنی خلافت کے استحکام کے لئے اُس غریب الوطن اور بے یار مددگار ہرمزان کی مظلومی پر کچھہ خیال نہ کیا اور باوجودیکہ جناب مفتی ہرچار دفتر نے بے رورعایت فتوی قصاص کا دیا لیکن خلیفہ سوم نے براہ ناانصافی عبداللہ ابن عمر کو چھوڑ دیا اور خون بہا ہرمزان کا بیت المال سے دلایا۔

ابن عوف ناحق شناس نے شاید شیخین کی اس قسم کے کارروائیون مین پیروی کرنے

کا اقرار حضرت عثمان سے لیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اُس عالم علم ما کان وما یکون نے انکار کیا تھا انکے حالات ناانصافی و تظلم سے کتابین پُر ہین۔ سبحان اللہ کجا حضرت ابوذر غفاری اور کجا معاویہ ایسے بزرگوار کو شہر بدر کرنا۔ اور محض بے گناہ برعایت شکایت دروغ معاویہ انکو معرض ہلاکت مین ڈالنا کتنی بڑی ناانصافی ہے۔ عمار یاسر کو ناانصافی سے ایذا پہونچانا۔ خطہ فدک مروان ملعون کو جاگیر مین دینا۔ صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عہدون اور سرداریون سے معزول کرکے احداث بنی امیہ کو جو فاسق و فاجر تھے مقرر کرنا وغیرہ وغیرہ بہت ہی ناانصافیون کے اعتراض ہین حتی کہ ایک ناانصافی کی بدولت بڑی ہتک حرمت کے ساتھ مقتول ہوئے کہ سب وہ قصہ معلوم ہے کہ محمد بن ابی بکر کو محض بے گناہ قتل کرانے کی فکر کی۔

محبان اہل بیت سے آپکو بھی کاوش تھی ابوذر غفاری عمار بن یاسر اسی محبت اہل بیت کی وجہ سے معتوب ہوئے محمد ابن ابی بکر بھی بوجہ ربیبہ ہونے علی مرتضی کے معرض ہلاکت مین آئے ورنہ ابن عمر کی طرح یہی واجب الرعایت ہوتے جناب علی مرتضے صلوات اللہ علیہ السلام کا عدل و انصاف مہر نیمروز کی طرح روشن ہے کبھی خلاف قرآن و سنت عمل نہین کیا کبھی کسی کی رعایت نہین فرمائی۔

اقضاکم علی کا خطاب رسول خدا سے پایا۔

انصاف کی بدولت کچھ خیال خلافت کا نہ کیا ابن عوف کا قول کہ شیخین کی پیروی کروگے مشعر اسی امر کا تھا کہ اکثر مواقع پر وہ خلاف انصاف دنیاداری کی رعایت سے کارروائی کرتے تھے لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ عبداللہ ابن عمر پہ صاف فتوی قصاص ہرمزان مظلوم کا دیا مطلق رعایت خلیفہ زادگی نہ فرمائی بعدہ شروع خلافت عمال خائن مثل معاویہ حاکم شام و عمر بن العاص حاکم مصر و حکام نساق بنی امیہ کو

دیگر ممالک مین تھے سبکو ایک لخت موقوف کیا حالانکہ لوگون نے جتا دیا اور آپ بھی خوب جانتے تھے کہ عمّال عثمانی بالکل ممالک پر محیط ہین اُنکے موقوف ہونے سے فساد برپا ہوگا لیکن محض اس خیال سے کہ بندگان خدا پر ان حکام خائن کی وجہ سے ظلم ہوتا ہے کچھہ بھی خیال اپنی خلافت کے استحکام کا نہ فرمایا - بھائی بندون مین جسقدر نظر عدالت تھی اسی قدر غیرون مین بھی تھی حضرت عثمان نے تمام فساق بنی امیہ کو امیر کبیر بنا دیا اور آپ کے حقیقی بھائی عقیل بن ابی طالب کا قصہ سنئے کہ روزینہ مین کسیقدر جو دار الخلافت سے پاتے تھے غریب نے چند روز کے روزینہ سے کچھہ کچھہ بچا کر ایک روز لطیف کھانا پکایا مگر براہ محبت تنہا خوری پسند نہ کرکے بھائی صاحب کی بھی تواضع کی آپ کو معلوم ہوا کہ ضرورت ما یحتاج سے آدھہ پاؤ یا تین چھٹانک جو بھائی کو زیادہ ملے اسی حساب سے آیندہ روزینہ مین کم کر دئے گئے کہ حضرت عقیل ناراض ہوکر معاویہ کے پاس چلے گئے مگر جب اُس نالایق نے حیدر کرار پر سب ولعن کرانا چاہا تو وہ اُسی پر لعنت کر کے چلے آئے اپنے بھائی پاس اور سمجھہ گئے کہ بھائی نے براہ انصاف یہ عمل کیا تھا ہر خلیفہ کے گھر سے بعد فوت خلیفہ ہزار ہا روپیہ نقد جیسا کہ کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہے - دو برس کی خلافت مین حضرت ابوبکر کے گھر سے پچاس ہزار روپیہ نقد نکلا -

خلیفہ سوم نے حضرت عمر کی خانہ تلاشی نہین کی اسلئے اُنکا اندوختہ اُنکی اولاد کے کام آیا - حضرت عثمان کے اندوختہ کی کیا انتہا ہے - اُن کا تو ذکر کیا ہے - ہر ایک شخص بنی امیہ مالا مال اور امیر کبیر ہو گیا تھا - جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کی شہادت کے بعد کلہم اجمعین سات سو درم نقرہ کہ قریب دو سو روپیہ کے ہوتے ہین برآمد ہوئے یہ بھی اسلئے جمع کئے تھے کہ آپ نے اپنے لئے خادم خریدنے کی

ضرورت تھی مایحتاج سے زیادہ ایک جبہ نہ تھا چنانچہ خطبہ امام حسین علیہ السلام سے یہ امر بخوبی ثابت ہی اور ہمنے نقل اُسکی لکھی ہے۔

رحم وغیرہ وغیر صفات واخلاق جمیلہ بھی آپ مین بوجہ اتم موجود تھے اور اولین اور آخرین آپ سے کسی امر مین سبقت نہین لیگئے۔ یتیمون پر مسکینون پر جس قدر آپ رحیم تھے اُسکی انتہا نہین ابھی ہم بہت سے حالات لکھہ چکے ہین۔

فصل چہارم

مشعر قربت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور ظاہر بات ہے کہ جو کچھہ قربت روحانی وجسمانی حضرت مرتضےٰ علی علیہ السلام کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل تھی۔ اور نبوت اس امر کا فصل اوّل مین بخوبی لکھا گیا ہے حاجت مکرر تحریر کی نہین۔

صفت ہشتم نایب برحق کی

یہ ہے کہ کوئی حکم خدا اور رسول کا نسبت امامت وخلافت اُسکے صادر ہوا ہو۔ یا بحین حیات نبی کوئی معاملہ استخلاف اُسکا وقوع مین آیا ہو یا بعض اخبارات واوصاف نبوت مین مشارکت ہو یا نبی نے اسکے بارے مین مشعر الی الجماعت وغیرہ امت کو حکم دیا ہو۔

چونکہ اس صفت کے چار جز جداگانہ ہین اسلئے ہم ہر جز کو جداگانہ فصل مین مرقوم کرین گے تاکہ ناظرین کو دقت واقع نہو۔

فصل اول از صفت ہشتم۔ اسمین صرف نصوص واحکام خدا ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحث ہی جو خلافت خلفا کی نسبت صادر ہوئی ہین۔

واضح ہو کہ جمہور علماے اہل سنت کے نزدیک خلفاے ثلثہ کی خلافت کے
کوئی حکم خداے تعالےٰ یا رسول اللہ کا صادر نہین ہوا اول تو علماے
اہل تسنن کو اس امر کا اقرار ہی اور اگر اقرار بھی نہ کرین تو کچھ وقعت نہین کیونکہ
اُنکے نزدیک خلافت حضرت ابوبکر کے بعد رسول خدا کے بذریعہ اجماع اہل حل و
عقدہ کی ہوئی - اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس معاملہ مین نص موجود نہو یعنے
کوئی خدا و رسول کا نہو تو اُس معاملہ مین اجماع یعنے پنچایت سے کارروائی
کیجاتی ہے - اور ظاہر بات ہے کہ اگر حکم خدا ہووے یا نبی کا فرمان ہووے
تو اجماع کی کچھ حاجت نہین ہے -
اول حکم پر عمل کیا جاتا ہے جب حکم نہو امت جمع ہو کر اپنی راے سے اس کام کو
کرتی ہے پس باتفاق جمہور علماے اہل سنت خلافت حضرت ابوبکر بذریعہ
اجماع اور خلافت حضرت عمر بذریعہ استخلاف یعنے ولی عہدی اور خلافت حضرت
عثمان بزبان ابن عوف قایم ہوئی جسکو عرفاً شوریٰ کہتے ہین - ہر سہ خلفا کے
خلافت کے تقرر مین حکم خدا اور رسول کا نام بھی نہین - کتب سیر و احادیث سے
ثابت ہی کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انتقال ہوا تو بلا تجہیز
و تکفین آنحضرت کے حضرت ابوبکر صدیق مع حضرت عمر فاروق اور ابوعبیدہ بن جراح
اور ایک غلام ثقیفہ بنی ساعدہ مین تشریف لیگئے اور ایسے جلدی اور
اضطراری عمل مین آئی کہ نہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تجہیز و تکفین ہونے
دی نہ کسی شخص کو مہاجرین و انصار مین سے جمع ہونے دیا -
یہ بہت بڑی شبہ کارروائی شیخین سے وقوع مین آئی ضرور آنکی طبیعت مین
خلافت کی طمع تھی ورنہ اگر دل صاف ہوتا تو حضرت کے اعزہ و اقربا و دیگر اکابر
صحابہ کو جمع ہونے دیتے اور اجماع کی جو شرع مین صفت ہی ویسا اجماع

بھی حضرت ابوبکر کی خلافت پر واقع نہین ہوا صرف ترکیب ہی ترکیب تھی ورنہ اجماع کے معنی یہ ہین کہ سب لوگ اہل حل عقد جمع ہوتے اور اُنسے مشورہ کر لیا جاتا کہ کون شخص خلیفہ ہونا چاہیئے۔

کس صفت کا آدمی خلافت کے لئے درکار ہی اور وہ صفات کس شخص مین موجود ہین پھر اُسپر بحث ہوتی اتفاق یا اختلاف رائی ہوتی اسوقت مین جو شخص متصف بصفات پایا جاتا وہ خلیفہ مقرر کیا جاتا۔ لیکن حضرت ابوبکر کے معاملہ مین کوئی اجماع جائز عمل مین نہین آیا یہان تو یہ صورت ہوئی کہ گویا اسی روز کے منتظر بیٹھے تھے وقت مصیبت وفات رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غنیمت سمجھکر میدان کو اغیار سے خالی پاکر صرف تین آدمی محلہ انصار مین چلے گئے اور وہان کوئی بحث و مباحثہ بھی عمل مین نہین آیا۔ کتب اہل سنت مین لکھا ہی کہ انصار نے کہا کہ ایک ہماری طرف سے امیر ہو اور ایک مہاجرین کی طرف سے اسپر حضرت ابوبکر بولے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ الائمۃ من القریش۔ ایک شخص انصاری کہ نام اُسکا تھا شہادت دی کہ ہان مین نے رسول خدا سے ایسا سنا ہی انصار ساکت ہوئے تو حضرت ابوبکر بولے کہ عمر ابن خطاب اور ابوعبیدہ نہایت بزرگ شخص ہین انمین سے ایک کے ساتھ بیعت کرو۔

حضرت عمر بولے کہ یہ کب ہو سکتا ہے تم ہم سب مین بزرگ اور سابق الایمان ہو ہم تم سے بیعت کرینگے اسپر تھوڑی دیر تک ہجر مچی کی آخر حضرت عمر نے ہاتھ اُنکا پکڑکر بیعت کر لی پھر ابوعبیدہ بن جراح نے جو ساتھ اسی لئے گیا تھا بیعت کی پھر ہمراہی غلام نے بیعت کی فقط اسقدر کارروائی ہوئی جسکو ہٹ دھرمی سے اجماع اہل حل وعقد کہ رہے ہین۔ اب تم ربزی خلافت کی کرکے واپس چلے آئے اور کارسازی شروع ہو گئی جیسے اور گروہ والے آدمیون نے ساز باز کرکے دو دو

چار چار سے بیعت لینا شروع کر دیا۔
حضرت علی مرتضےٰ مع بنی ہاشم مصیبت وفات رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تھے تجہیز و تکفین مین مشغول رہے یہان کارروائی بیعت و خلافت کی ختم بھی ہو چکی اہل انصاف ذرا غور فرمائین کہ صاف معاملات مین ایسا ہی عملدرآمد ہوتا ہے۔
اور اجماع اسی کارروائی کو کہا کرتے ہین۔
اگر کوئی حکم حضرت ابوبکر کی خلافت کے لئے ہوتا تو اول روز بیان کیا جاتا صرف الائمۃ من القریش پر ہی استدلال نہ کیا جاتا۔ یا اگر حضرت ابوبکر کے لئے حکم خدا یا فرمان رسول اللہ ہوتا تو دونون ہمراہیون کی تواضع کیون کیجاتی اور حضرت ابوبکر کیون فرماتے کہ حضرت عمر خطاب یا ابوعبیدہ سے بیعت کرو اور اگر تعین خلفا بمرضی و بحکم رسول خدا ہوا تھا تو انصار کیون لب کشائی کرتے اور خلافت دوم مین کیون اختلاف ہوتا۔ اور خلافت سوم کے لئے کیون حضرت عمر پانچ شخص نام زد کر کے رائے دیتے۔
پس صاف طور پر ثابت ہی کہ خلفاے ثلثہ کی خلافت کے لئے کوئی نص جلی یا خفی صادر نہین ہوئی۔ اور خلافت اولی پر جو بقول اہل تسنن اجماع ہوا وہ بھی محض ناجائز اور خلاف طریقہ مقررہ کے ہوا۔ اور اگر اجماع بطور جائز وقوع مین بھی آیا تو ہم بغیر حکم خدا و رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفۂ رسول کا تقرر محض ناجائز ہوتا۔
پہلے ہم تمھین اس بات کو ثابت کر چکے ہین کہ تقرر خلیفہ رسول باختیار امت نہین ہے بلکہ غیر اختیاری امر ہے۔ انبیاے سابقین مین سے ہر نبی و مرسل نے اپنا خلیفہ خود مقرر کیا ہے امت کے اختیار سے نہین ہوا ہے۔ مرسل جسکو اپنا خلیفہ مقرر کرتے ہین اُسکو برکت دیتے ہین وصیت کرتے ہین اپنے

بعد کے معاملات مین صلاح دیتے ہین امت کو اُسکی پیروی و تمسک کی تائید کرتے ہین۔ سوا نہین سے کوئی بات حضرت ابو بکر کے لئے نہین ہوئی اور جبتک یہہ جملہ مدارج نبی کے روبرو لے نہون اُسوقت تک کوئی خلیفہ قرار نہین پا سکتا۔ یہانتک کہ اگر ایسا بڑا صاف حکم نبی بھی موجود ہووے کہ میرے بعد فلان شخص خلیفہ یا امیر ہوگا اور کوئی طریقہ برکت و وصیت وغیرہ عمل مین نہ آوے تو وہ فرمان حکم تقرری خلیفہ نہ سمجھا جائیگا بلکہ وہ ایک قسم کی پیشین گوئی سمجھی جائیگی اور پیشین گوئی کبھی دلیل جواز نہین ہو سکتی جب تک کہ طرق جواز بیان نہ کئے جاوین۔ دجّال کی پیشین گوئی محض سوجھ سے کہ انبیا علیہم السّلام اُسکا ذکر کیا ہے کچھ فائدہ اُسکی حقیقت کو نہین پہونچا سکتی۔

جو حال ہمنے اجماع اور اخذ بیعت خلافت صدیقی کا لکھا ہے وہ بحسب کتب معتبرہ اہل سنت والجماعت مثل صحیحین و دیگر کتب حدیث اور بموجب روایات مدارج النبوت و حبیب السّیر و تاریخ واقدی و ازالۃ الخفا کے لکھا ہے جسکو یقین نہو دیکھہ لے۔

اگرچہ کوئی حکم خدائے تعالےٰ یا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا در بارہ خلافت حضرت ابو بکر کے بحسب اقرار علماے اہل تسنن صادر نہین ہوا ہے لیکن جبکہ کسی عالم اہل سنت سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ بباعث شرم کے اور بوجہ پاسداری مذہب کے یہ نہین کہتا کہ کوئی حکم در بارہ خلافت ابو بکر صدیق صادر نہین ہوا بلکہ براہ سخن پروری کہہ گذرتا ہے کہ ہان نص وارد ہوئی اور جیسا کہ سخن پروری کا قاعدہ ہے ایران و توران ملکر توجیہات پیدا کرتے ہین اور جھٹلا کے روبرو بڑے شد و مد سے کوئی آیت و حدیث بھی پڑہ دیتے ہین مگر بحث کے وقت بالکل قلعی کھل جاتی ہے۔

چنانچہ عاصی نے جو چند سوالات علماے دیوبند سے کئے تھے اور مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نے اُنکے جوابات تحریر کئے تھے انمین سب سے پہلا سوال یہہ ہی کہ کوئی حکم خداے تعالیٰ یا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسبت خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صادر ہوا یا نہین۔

بجواب اُسکے مولوی صاحب مرحوم نے جب کوئی حکم خلافت اُنکو دستیاب نہوا تو بقول شخصے سوال از آسمان وجواب از ریسمان یہ تحریر فرمایا کہ اصحاب کرام کی تعریفین قران مین بہت جگہہ آئی ہین ازانجملہ آیات کا حوالہ بھی دیا۔

سبحان اللہ سوال بابت خلافت حضرت ابوبکر صدیق کے اور جواب مین صلحاے مہاجرین وانصار کی تعریفین اور آیات اور طرّہ اسپر یہ کہ کوئی آیت انمین سے حضرت ابوبکر کے فضائل پر دلالت نہین کرتی۔ لیکن چونکہ معلوم ہوگیا ہے کہ اس قسم کے سوال پر علماے اہل سنت وجماعت ناواقفون کو دھوکہ دینے کے لئے ایسے آیات واحادیث لکھہ دیتے ہین اسلئے انکا ذکر کرنا ہمکو لازم آیا ہے وھو ھذا۔

اوّل آیت وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ - یعنے مہاجرین مین سے پہلے پہل سبقت کرنے والے اور انصار جنہون نے اُنکے احسان اور نیکی سے پیروی کی اُنسے اللہ تعالےٰ راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے تیار کرائی گئی ہین انکے لئے جنتین جنکے نیچے نہرین جاری ہین اور وہ لوگ انمین ہمیشہ رہینگے اور بڑی مراد ہے

اہل انصاف غور کرین کہ حضرت ابو بکر سے اس آیت کے معاملہ مین کیا علاقہ - اور پھر خلافت سے کیا تعلق - اگر لفظ مہاجرین پر فریفتہ ہو کر اس آیت کو جملہ مہاجرین کے تعریف سمجھ لیا جائے تو صحیح نہین ہے کیونکہ لفظ من سے استثنی ظاہر ہی اور حضرت ابو بکر ہجرت اولی مین شامل نہین ہین اور اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ ابو بکر بھی منجملہ صدہا مہاجرین و انصار کے اس آیت مین شامل ہین تو بھی مفید خلافت نہین اسمین تو سب مہاجرین و انصار شامل ہین اور اس کے علاوہ دیگر آیات مین شرط جہاد فی سبیل اللہ لگائی گئی ہے اور اس شرط مین حضرت ابو بکر کا عام صحابہ سے قدم پیچھے ہٹا ہوا ہی لامحالہ جن مہاجرین - نے جہاد مین کوشش کی ہے وہ حضرت ابو بکر سے جن مین صرف ایک صفت ہجرت کی ہے بہت زیادہ افضل ہونگے - اور علی مرتضے علیہ السلام تو بلا گفتگو مصداق اس آیت کے ہین - ہجرت اولی سال پنجم بعثت مین بجانب حبشہ ہوئی حضرت ابو بکر اسمین شامل نہین -

دوسری آیت - اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ خَالِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ مین جہاد کیا جان و مال سے اللہ کے نزدیک انکے بڑے درجے ہین اور وہی اصل مراد کو پہونچے ہین بشارت دیتا ہے انکو انکا رب اپنی رحمت کے اور اپنی رضامندی کے اور جنت کے جنمین ہمیشہ کی راحت اور نعمت ہی اور ہمیشہ انکا قیام ہوگا - تحقیق اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے -

مولوی صاحب نے حضرت ابوبکر اور انکی خلافت کے لئے پہلی آیت سے بڑھکر
جسمین مناقب و فضایل ہین تلاش کرے مگر صاحب موصوف نے اصلیت کو اخفا
کرنے اور لوگون کو دھوکہ دینے کو یہہ بہت بڑی خیانت کی آیات ماسبق
کہ جنمین وجہ نزول آیت ظاہر ہوتی ہے مخفی رکھا۔
درحقیقت یہہ آیات فضایل مین حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کے نازل ہوئی ہین
اور آیات ماسبق اسکے یہہ ہین۔
اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ +
یعنے آیا ہو سکتا ہی حاجیون کو پانی پلانا اور مسجد الحرام کی تعمیر کرانا مثل اُسکے کہ
ایمان لایا اللہ پر اور آخرت پر اور راہ خدا مین جہاد کیا وہ ہرگز اللہ تعالےٰ کے
نزدیک برابر نہین ہین اور خداوند تعالےٰ قوم ظالمین کو ہدایت نہین کرتا وہ
لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جان و مال سے خدا کی راہ مین جہاد کیا
اُن کا خدائے تعالےٰ کے نزدیک بہت بڑا درجہ ہی اور وہ ہی اصلی مراد
کو پہونچے ہین۔ تا آخر آیات بشارت بہشت وجہ نزول آیات یہہ ہے کہ عباس
بن عبد المطلب سقایۃ الحاج اور طلحہ عمارت مسجد الحرام پر حضرت علی مرتضےٰ پر
اپنا فخر و مباہات بیان کرتے تھے اور علی مرتضےٰ اپنا ایمان لانا اور ہجرت اور
جہاد کرنا باعث ناز قرار دیتے تھے تب یہہ آیات مشعر فضائل حضرت
عباس و طلحہ نازل ہوئی ہین۔

مولوی صاحب نے کہان جاکر سرقہ کیا تفسیر ثعلبی مین یہہ حال درج ہی اور ابن البشیر نے جامع الاصول مین نسائی نے اپنی کتاب سنن مین جلال الدین سیوطی نے کتاب درمنثور مین حافظ ابونعیم نے کتاب فضائل الصحابہ مین اس قصہ کے اور نزول آیات کے اسی قصہ مین تصدیق کی ہے۔

مولوی صاحب نے یہہ کچھہ نئی کارروائی نہین کی بلکہ اُنسے پیشتر دیگر ائمہ و علماے اہل سنت وجماعت نے بہت سے فضایل مرتضوی کو سرقہ کرکے داخل فضایل صحابہ کیا ہے کہ بارہا مذکور اُنکا ہم اس رسالہ مین کرچکے ہین۔

تیسری یہہ تحریر فرمائے۔

اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر ۰ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ۔

یعنے ہماری طرف سے اُن لوگون کو یہی اجازت ہوگی جنسے کفار قتال کیا کرتے تھے کیونکہ وہ مظلوم تھے اور اللہ اُنکی مدد پر قادر ہے۔

اگرچہ یہہ آیت بشارت ہی مہاجرین کے لئے اُنکو کفار سے قتال کرنیکی اجازت دیجائیگی +

مگر جو لوگ جہاد سے بھاگتے تھے وہ مصداق اس آیت کے کسی طرح نہین ہو سکتے ہان جو لوگ ثابت قدم رہے اور کفار سے پورا معرض لیا وہ مصداق اس آیت کے ہین مگر پھر بھی اس آیت مین کوئی موقع فخر و نازکا نہین ہے بلکہ ایک واقعی حال کا بیان ہے کہ مکہ مین مسلمان حالت مظلومی مین تھے اور کفار اُنکو تنگ کرتے تھے فقط آپکے ماننے پر گھرون سے نکالدیا تھا اور اُن کو بھی اجازت ہوگی کہ کفار کو قتل کرین

جسکے لئے مولوی صاحب نے اس آیت کو تلاش کیا انھون نے اس اجازت کو قبول ہی

نہین فرمایا بلکہ خداوند تعالے انکے لئے سورہ آل عمران شروع لن تنالوا
مین یون فرمایا ہے۔
وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ
وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝

حاصل معنی اس آیت کا بقول مفسران اہل سنت یہہ ہے بدرستیکہ تم از روے
اشتیاق لقاے الہی آرزومند موت یعنے شہادت کے تھے قبل اس سے کہ اُسکے
اس بات کو کہ حرب ہی مشاہدہ کرو پس یہہ جو کچھہ تم طلب کرتے تھے اُسکو تمنے دیکھا
(یعنی لڑائی کفار کے) حالانکہ تم دیکھتے ہو کھڑے یاردن وبرادرون کو کہ وہ مقتول
ہوتے رہے اور مطلق ہاتھہ پیر نہ ہلائے یا دیکھتے رہے پیغمبر خدا کو اور
اُنکو تنہا چھوڑکر بھاگ گئے۔ اور اپنی خلاصی کے لئے کوشش کرتے تھے۔
مفسران کا قول ہے کہ اکثر مسلمان اسوقت بھاگکر عبداللہ بن ابی منافق کے
پاس گئے ابوسفیان سے انکی سفارش کی اور امان دلوائی
ظاہر ہے کہ ابوسفیان سے امان طلب کرنے والے انصاری نہ تھے بلکہ حضرات
مہاجرین تھے اور بروی کتب معتبرہ اس رسالہ مین ثابت کیا گیا ہے
کہ شیخین اس معرکہ احد مین رسول خدا کو چھوڑکر مفرور ہوے اور حضرت
عثمان تو تین روز تک دستیاب نہوے جبکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے مفرورون کو ملامت کی تو یہ عذر کیا کہ ہم تمھارے قتل کی شہرت
اور آواز سنکر سراسیمہ ہوگئے۔ اس عذر کے لئے خداے تعالے
نے فرمایا ہے +
وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِئِنْ مَّاتَ
اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ

فلن یضر اللہ شیئاً ۔

یعنے محمدؐ فقط رسول ہے (خدا نہین ہے کہ ہمیشہ زندہ رہے) اور بتحقیق اس سے پیشتر بہت سے رسول گذر چکے ہین (یعنی زندہ جاوید نہین رہے) ۔ آیا اگر یہ پیغمبر مرجاوے یا قتل ہو جاوے تو تم لوگ مرتد ہوکر واپس چلے جاؤگے اور جو کوئی تم مین سے مرتد ہوکر واپس چلا جاویگا تو وہ خدا کو کچھ مضرت نہین پہونچا سکتا ۔

سبحان اللہ جناب علی مرتضے نے عین معرکہ احد مین یہی مضمون رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا کہ جب سب اصحاب بھاگ گئے تو حضرت نے پوچھا کہ تم کیون نہ بھاگے تو آپ نے عرض کیا کہ مین بھی بعد ایمان لانے کے [illegible] کذا فی مدارج النبوت ۔

بعد [illegible] صاحب نے لکھا کہ پھر اسکے بعد انھین لوگون کی تعریف فرماتے ہین یعنے الذین کے بعد ۔

الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واٰتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر ۔

یعنے وہ لوگ ایسے ہین کہ اگر انکو زمین کا قابض بناوین تو وہ قایم کرین نماز کو اور ادا کرین زکوۃ کو اور نیک باتون کا حکم کرین بری باتون سے منع کرین ۔ پس جبکہ آیت ماسبق کو حضرت ابوبکر سے علاقہ نہین تو اس آیت سے بھی انکو تعلق نہین ۔ اور مولوی صاحب کے نحوے عبارت سے بھی ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے کہ اگر انکو زمین کا بادشاہ بناوین تو اور ون کیطرح وہ عیش وعشرت مین نہ گذارین گے بلکہ ایسا ایسا کرین گے جو اوپر مذکور ہوا ۔

اور ون سے مراد خلفاے سابقہ ہو سکتے ہین اور مصداق آیت علی مرتضے
قرار پاتے ہین اور مضمون آیت بھی شرطیہ ہے کہ اگر ایسا کرین تو ایسا ہو۔
اگر اس آیت سے مراد خلافت ثلثہ لیجاوے تو پہلی آیت کے مطلب کا
پورا ہونا بھی ضروری ہے وہ بھی شرطیہ ہے اور اسکی شرط وفات نبی کریم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوری ہو چکی اسلئے مفرور ان احد کا بعد وفات
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتد ہو جانا ضرور قابل تسلیم ہوگا +
علاوہ اسکے اگر اس مرتبہ زور دیا جاوے کہ یہہ آیت دلیل خلافت شیخین ہے
تو جبتک انکے امر معروف ونہی منکر ثابت نہو وہ کسیطرح مصداق اس آیت کے
نہین ہو سکتے۔ یا مالی سعد بن عبادہ مقتولی مالک بن نویرہ مع وراثت فاطمہ زہرا
علیہا السلام ضبطی فدک اسے دیت مالک از بیت المال وغیرہ وغیرہ اوامر
معروفہ حضرت ابوبکر۔ وحکم رجم زن حاملہ در قصاص مجنون منع از دیاد مہر و
تنسیخ بعض احکام الہی وعملدرآمد زمانہ رسالت پناہی وامر معروف حضرت عمر
اور حکم اخذ زکوۃ ممنوعہ بحکم الہی ومدافعہ بقصاص قتل ہرمزان بر اے عبید اللہ
بن عمر وامر ایمہ حد شرب خمر ولید بن عتبہ وولایتی مروان بن حکم ومقتولی صحابہ
از حکومت امصار وتقرری فساق وحداث نبی امیہ بر حکومت واخراج افضل الصحابہ
ابوذر غفاری وتعذیب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ وتدبیر قتل محمد فرزند ابی بکر وغیرہ
وغیرہ اوامر معروفہ حسنہ حضرت عثمان کے سمجھے جاوین تو یہ آیت بھی متعلق بخلافت
اصحاب ثلثہ سمجھے جاوین گے +
چوتھی آیت ——— محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء
علی الکفار رحماء بینہم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا
من اللہ ورضوانا

یعنی محمد رسول اللہ اور جو لوگ کہ اُنکے ساتھ ہین وہ کافرون پر سخت ہین آپس مین رحم دل ہین دیکھے جاتے ہین وہ رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے فضل و رضامندی خدائے تعالےٰ سے۔

اس آیۂ کا ما بعد قصداً مولوی صاحب نے نہین تحریر فرمایا۔ بعد اسکے سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود کے بعد صاف درج ہے۔

ذٰلک مثلھم فی التورٰۃ ومثلھم فی الانجیل۔

توریت اور انجیل مین شیخین یا کسی صحابی کا ذکر نہین ہے۔ ہان علماے اہل سنت قایل ہوئے ہین اس بات کے کہ ذکر حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کا توریت اور انجیل مین موجود ہے۔ جیسا کہ ملا جامی نے شواہد النبوت مین لکھا ہے۔ کہ ایک روز دیدہ جناب امیر المومنین علی مرتضےٰ علیہ السلام کا دریا کنارے پر تھا کہ ایک راہب نصاری شمعون بن یوحنا نام حاضر ہوا اور کتاب سماوی آپ کے سامنے پڑھی کہ جسمین ذکر جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کا درج تھا یہہ حال کتاب مین سنکر حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام نے فرمایا الحمد للہ الذی لم اکن عندہ منسیاً وکنت فی کتبہ مذکوراً اور بمقام دیگر۔ الحمد للہ الذی لم یجعلنی عندہ منسیا والحمد للہ الذی ذکرنی فی کتاب الابرار۔

یہ راہب ایمان لایا اور حضرت کے ساتھ رہا لیلۃ الہریر مین شہید ہوا۔

دوسرے راہب کا قصہ صفین کو جاتے تھے دیر کے پاس چشمہ حضرت امیر علیہ السلام نے نکالا اور راہب حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور کتب سماویہ مین جو مذکور آپکا لکھا تھا سنایا اور آپ نے یہ کلمہ زبان سے فرمایا

الحمد للہ الذی لم اکن عندہ منسیاً وکنت فی کتبہ مذکوراً

شیخ زاہد یمنی کا قصہ جسے قبل پیدایش آپ کے ابوطالب کو بشارت دی تھی پیشتر مذکور ہوا ہے اور اسی رسالہ مین عنقریب یہ ذکر مفصل درج ہوگا

ثابت ہو کہ آیت محمولہ اسی منقبت مین نازل ہین کہ جسکا ذکر توریت وانجیل مین بھی ہے اور جن لوگون کا ذکر کتب سابقہ مین نہین ہے وہ مصداق اس آیت کے نہین ہین +

علاوہ اسکے برہان قاطع کی یہ دلیل کافی ہی کہ شیخین مصداق اَشِدَّآءُ علی الکفار رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے نہ تھے بلکہ اُسکے برعکس تھے

کافرون پر انھون نے کبھی شدت نہین کی بلکہ کافرون نے انپر شدت کی اور اس شدت کی تاب نہ لاسکے احد کے میدان سے مفرور ہوئے خیبر سے پس پا ہوئے حنین مین بھاگے کسی غزوہ مین جنگ آزمائی نہین کی جنگ احزاب مین عمرو بن عبدود سے لڑنے کا باوجود حکم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر نے انکار کیا۔ حدیبیہ مین حضرت عمر نے بخوف کفار مکہ جانے سے انکار کیا حضرت عثمان کسی معرکہ مین شریک جنگ نہوئے احد کے بھاگے ہوئے تین دن کے بعد ملے۔

رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کی یہ کیفیت کہ باوجود فرض ہونے محبت اہل بیت اور فرض ہونے انکی پیروی کے اصحاب ثلثہ نے انسے رنجش کے اعتبار سے طرح طرح کی اذیت پہونچائی ۔ خلافت کے دباؤ کے لئے بصیغہ رسول خدا پر ظلم وستم روا رکھا سعد بن عبادہ مالک بن نویرہ وغیرہ صحابہ شہید کرائے گئے ابوذر نکالے گئے عمار یاسر پٹوائے گئے۔ منافقین کو عروج دیا گیا پھر کسیطرح اصحاب ثلثہ اس آیت کے مصداق نہین ہین

خیر یہہ تو مولوی صاحب نے صحابہ کی منقبت مین آیات تحریر فرمائے اب خاص

یعنی محمد رسول اللہ اور جو لوگ کہ اُنکے ساتھ ہین وہ کافرون پر سخت ہین آپس مین رحم دل ہین دیکھے جاتے ہین وہ رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے فضل اور رضامندی خدائے تعالےٰ سے۔

اس آیۂ کا مابعد قصداً مولوی صاحب نے نہین تحریر فرمایا۔ بعد اسکے سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود کے بعد صاف درج ہے۔

ذٰلک مثلھم فی التورات ومثلھم فی الانجیل۔

توریت اور انجیل مین شیخین یا کسی صحابی کا ذکر نہین ہے۔ ہان علماے اہل سنت قایل ہوئے ہین اس بات کے کہ ذکر حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کا توریت اور انجیل مین موجود ہے۔ جیسا کہ ملا جامی نے شواہد النبوت مین لکھا ہے۔ کہ ایک روز ڈیرہ جناب امیرالمومنین علی مرتضےٰ علیہ السلام کا دریا کنارے پر تھا کہ ایک راہب نصاری شمعون بن یوحنا نام حاضر ہوا اور کتاب سماوی آپ کے سامنے پڑھی کہ جسمین ذکر جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کا درج تھا یہہ حال کتاب مین سنکر حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام نے فرمایا الحمد للہ الذی لم اکن عندہ منسیاً وکنت فی کتبہ مذکوراً اور بمقام دیگر۔ الحمد للہ الذی لم یجعلنی عندہ منسیا والحمد للہ الذی ذکرنی فی کتاب الابرار۔

یہ راہب ایمان لایا اور حضرت کے ساتھ رہا لیلۃ الہریر مین شہید ہوا۔

دوسرے راہب کا قصہ صفین کو جاتے تھے دیر کے پاس چشمہ حضرت امیر علیہ السلام نے نکالا اور راہب حاضر ہوکر مسلمان ہوا اور کتب سماویہ مین جو مذکور آپکا لکھا تھا سنایا اور آپ نے یہ کلمہ زبان سے فرمایا

الحمد للہ الذی لم اکن عندہ منسیاً وکنت فی کتبہ مذکوراً

شیخ زاہد یمنی کا قصہ جسنے قبل پیدایش آپ کے ابوطالب کو بشارت دی تھی پیشتر مذکور ہوا ہے اور اسی رسالہ مین عنقریب یہ ذکر مفصل درج ہوگا

ثابت ہو کہ آیت محمولہ اسی منقبت مین نازل ہین کہ جسکا ذکر توریت و انجیل مین بھی ہے اور جن لوگون کا ذکر کتب سابقہ مین نہین ہے وہ مصداق اس آیت کے نہین ہین +

علاوہ اسکے برہان قاطع کی یہ دلیل کافی ہی کہ شیخین مصداق اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے نہ تھے بلکہ اُسکے برعکس تھے

کافرون پر انھون نے کبھی شدت نہین کی بلکہ کافرون نے انپر شدت کی اور اس شدت کی تاب نہ لاسکے احد کے میدان سے مفرور ہوئے خیبر سے پس پا ہوے حنین مین بھاگے کسی غزوہ مین جنگ آزمائی نہین کی جنگ احزاب مین عمرو بن عبدود سے لڑنے کا باوجود حکم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر نے انکار کیا۔ حدیبیہ مین حضرت عمر نے بخوف کفار مکہ جانے سے انکار کیا حضرت عثمان کسی معرکہ مین شریک جنگ نہوے احد کے بھاگے ہوے تین دن کے بعد ملے۔

رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کی یہ کیفیت کہ باوجود فرض ہونے محبت اہل بیت اور فرض ہونے انکی پیروی کے اصحاب ثلثہ نے انسے رنجش کے اعتبار سے طرح طرح کی اذیت پہونچائی ۔ خلافت کے دباؤ کے لئے بصیغہ رسول خدا پر ظلم و ستم روا رکھا سعد بن عبادہ مالک بن نویرہ وغیرہ صحابہ شہید کرائے گئے ابوذر نکالے گئے عمار یاسر پٹوائے گئے۔ منافقین کو عزیز کیا گیا پھر کسیطرح اصحاب ثلثہ اس آیت کے مصداق نہین ہین

خیر یہہ تو مولوی صاحب نے صحابہ کی منقبت مین آیات تحریر فرمائے اب خاص

احکام اور نصوص خلافت حضرت ابوبکر کی نسبت لکھا ہو کہ سورہ واللیل میں یہہ آیت حکم خلافت ابوبکر صدیق کی ہے۔ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۔ یعنے بچاوے گا جلتی ہوئی آگ سے وہ بڑا متقی کہ جسنے اپنا مال پاک ہونے کے لئے زکوٰۃ دی

سبحان اللہ یہ آیت آیات ماسبق سے بھی زیادہ بے محل مولوی صاحب نے تلاش فرمائی +

اول تو دوزخ کا ذکر کیا تھا کہ جسمیں سنے کالے ہوئے شخصوں کی تلاش ہوئی علاوہ اسکے حضرت ابوبکر پہ کیا خصوصیت ہی ہر زکواۃ دینے والا اس آیت کی مصداق ہے۔ اگر فیاضی انہیں پہ ختم تھی تو دو سو روپیہ کے اونٹ کے دو سو روپیہ سے خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لینا چہ معنی دارد۔ ماسوا اسکے چہ دخل گفتہ است سعدی ورزیدنا۔ اسکو خلافت سے کیا علاقہ ہے۔ اور جو شہادت آمنہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ اثبات فضیلت مدنظر ہی تو حضرت مرتضے اعلی علیہ السلام سے زیادہ متقی ہونا کسی صحابہ کا ثابت نہیں ہے +

ایک مقام پہ تو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقوی نوح علیہ السلام اتقا سے مرتضے کی کو نسبت دی اور دوسرے مقام پر فرمایا

اوحی الی فی علی ثلث انہ سید المومنین وامام المتقین وقاعد الغر المحجلین

یعنے بروحی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا ہے کہ علی مرتضے سب متقیوں اور مومنوں کے امام وسردار ہیں ۔

اگر حضرت ابوبکر کا متقی ہونا ثابت ہو جاوے تو بھی وہ ماتحت حضرت علی کے رہے اور حضرت علی مرتضے صلوات اللہ علیہ باعتبار اتقا انکے سردار ہیں۔ پس یہ دلیل صاف طور پہ مفید خلافت حضرت علی مرتضے علیہ السلام کے ہی اور اگر اس آیت کو عوام کے لئے

نہ سمجھو اور صرف حضرت ابوبکر کے لئے یہہ آیت نازل ہوئی ہو۔ تو حضرت عمر اور حضرت عثمان کو کسطرح جلتی ہوئی آگ سے بچا سکو گے۔

دوسری آیت نص خلافت حضرت ابوبکر صدیق مولوی صاحب نے۔ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار ہ۔

تحریر فرمائی ہے حالانکہ اس آیت سے خلافت کو تو علاقہ نہین مگر اوس سے فضیلت بھی مطلق ثابت نہین ہوتی بلکہ ایک قسم کی توہین اور تہدید ہی۔ ماحصل ایات ماسبق و مابعد کا یہ ہی کہ اللہ تعالی کم ہمت صحابہ سے متوجہ ہوکر فرماتا ہے کہ اگر تم ہمارے رسول کی مدد نہ کروگے تو ہمکو تمھاری مدد کی کچھ پروا نہین ہے ہمارا نبی تمھاری مدد کا محتاج نہین ہے وہ ایسا ہے کہ دیکھو جب وہ فقط اکیلا کہ صرف اوسکے ساتھ ایک ہی آدمی تھا غار کے اندر اور وہ ساتھی اوسکا بجاے اسکے ہمت بندہوتا پشتی کرتا اور اُلٹا رونے لگا کہ جس کے نبی کو بھی ہر اس ہوا مگر ہم اوس ساتھی کی امداد کے بھروسہ پر نہ تھے بلکہ ہمنے اپنے نبی پر تسکین نازل فرمائی تھی اور نزول سکینہ ہی کا باعث تھا کہ ہمارا نبی اس ہمراہی کو اسطرح ہمت دلاتا تھا کہ تو مت ڈر اور مت غم کھا خدا ہمارے ساتھ ہی +

اس مطلب سے کوئی کسی قسم کی فضیلت نہین نکلتی۔ اگر لفظ معنا کہ بصیغہ متکلم مع الغیر ہے معیت خدا یا ابوبکر کی شہادت مین پیش کرو تو اونکے ساتھ معیت خدا اس لفظ سے ثابت نہین ہوتی یہ لفظ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاورہ کا ہے جیساکہ ہم لوگ بھی اپنی زبان کے محاورہ مین باوجودیکہ اکیلے ہوتے ہین مگر اکثر بصیغہ متکلم مع الغیر بولتے ہین +

اور معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا کا یہی محاورہ تھا۔ بقول علماے اہلسنت والجماعت معراج مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خداوند تعالے

کے روبرو کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ط
حالانکہ باتفاق جمہور اہل سنت معراج مین رسول خدا تن تنہا تشریف لے گئے
تھے بعضے ہندی کی چندی کرنے والے محقق یون کہتے ہین کہ اس علینا کی
ضمیر مین گنہگاران امت محمدی مضمر ہین مگر یہہ قول محض بے سند ہی صوفیون کے سے
خیالات ہین لیکن جبکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
گنہگاران امت تک کو اپنے ساتھہ شامل کرلیا تو حضرت ابوبکر کی اس سے
کیا فضیلت نکل سکتی ہے علاوہ برین واقعات معاملہ سے بھی صاف ظاہر ہی
کہ معیت خدا صرف جناب رسول خدا کے ساتھہ تھی کیونکہ اثر معیت یہ تھا کہ تو بدولت
ہون حزن وملال پاس نہ آئے اور یہ کیفیت رسول خدا کی تھی اور حضرت ابوبکر
سراقہ کو دیکھکر نہایت خایف ومحزون ہوئے تو معیت خدا اونکے ساتھہ ثابت
نہین اسکی مثال صاف طور پر یہہ ہی کہ مثلاً دو شخص باہم سفر مین ایک ڈرپوک
آدمی ہے دوسرا بہادر شخص سب سلاح لگائے ہوئے ہین اور کسی منزل مین
چورون یا غارتگرون کا خوف ہوا اور وہ ڈرپوک آدمی رونے لگے اور وہ بہادر
شخص جسکے پاس ہتیار ہین یہ بولے کہ تو مت ڈر ہمارے ساتھہ ہتیار ہین +
تو اگرچہ باعتبار ظاہر معیت سلاح گفتگو مین اوس ڈرپوک کے ساتھہ بھی سمجھی جائیگی
لیکن درحقیقت وہ ہتیار اوسی بہادر کی کمر مین رہینگے۔ اس کہنے سے دوسرے
ڈرپوک کی کمر مین تلوار نہ بندھی جائیگی +
اور نیز معیت سلاح کی تاثیر کہ جو تسکین اور قوی دل ہونا ہی اوسی شخص کے دل پہ
پڑیگی کہ جسکے ہتیار ہین اور وہ ہتیار کا استعمال کرنا بھی جانتا ہی ایک بقال یا جولاہہ
کو ہتیار کی تقویت مطلق نہوگی اگر معیت خدا یکسان رسول خدا و ابوبکر کی
نسبت ہوتی تو دونون کے حزن وتسکین کی کیفیت یکسان ہوتی یہ نہوتا کہ ایک مرد کے

مارے رو رہا ہے دوسرا خود مطمئن ہے اور دوسرے کو بھی اطمینان کر رہا ہے
پس صاف ظاہر ہے کہ معیت خدا صرف جناب رسول خدا کے لئے ہے
اور اسی آیت سے آگے ظاہر ہو گیا کہ فرمایا خدا نے تعالے نے کہ ۔
اَنْزَلَ عَلَیْہِ یعنی نازل کی ہمنے اوسپر اپنی تسکین ۔
یہان نزول سکینہ مین رسول خدا واحد ہین اگر معیت خدا دونون کے ساتھ
ہوتی تسکین مین حضرت ابوبکر الگ کیون رہجاتے ۔ علاوہ ان سب امور کے
معیت خدا ہر فرد بشر کے ساتھ بشہادت قرانی ثابت ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
نحن اقرب من حبل الورید ۔ یعنی مین تمھاری شہ رگ سے زیادہ تم سے قرب
ہون پھر اس لفظ سے اثبات فضیلت اور خلافت کرنا بالکل مالیخولیا ہو جانیکی
دلیل ہے ۔
جبکہ علماے اہل تسنن کی کچھ پیش رفت نہین جاتی تو وہ اثبات خلافت کے
لئے نماز پڑھانیکے حکم کو دلیل لاتے ہین مگر در اصل حکم جعلی تھا مدارج النبوت
مین شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے قول سے صاف ترشح ہوتا ہے کہ جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز ہرگز حضرت ابوبکر کو نماز
پڑھانے کا حکم نہین دیا بلکہ کیفیت اصلی یہہ ہے کہ جب شدت مرض کی
ہوئی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین تشریف نہ لیجا سکے
تو بلال نے دریافت کیا کہ کون نماز پڑھاوے حضرت کو اوسوقت بیہوشی تھی
آپکی بے اطلاع ایک مرتبہ حفصہ نے کہدیا کہ حضرت عمر کے لئے نماز کا حکم ہوا
ہے اور دوسری مرتبہ بی بی عایشہ نے حضرت ابوبکر کے لئے ویسے ہی بلا اطلاع
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلال سے کہدیا ۔
حضرت عمر کریہ الصورت تھے اونکی آواز سنکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

چونکہ پڑے اور منع کر دیا دوبارہ جب عورتون نے حضرت ابو بکر کے لئے
اذن نماز دیا اور جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی باوجود ضعف و
نقاہت کے خود مسجد مین تشریف لے گئے اور اسوقت ابو بکر پیش نماز تھے اور
حالانکہ بارہا رسول خدا کو ایسا اتفاق پیش آیا ہے کہ کوئی صحابی نماز پڑہا رہا ہے
اور آپ تشریف لائے ہین اور اوسکو امامت سے معزول نہین کیا اور خود
مقتدی بنکر نماز پڑہ لی مگر اوس روز عین نماز کے اندر ابو بکر صدیق کو امامت
سے معزول کیا اور خود مقتدی کیا اور خود نماز پڑہائی اور جبکہ یہ حال معلوم ہوا
کہ عورتون نے یہہ چالاکی کی ہے تو آپ نے فرمایا۔ اِنھُنَّ صواحب
یوسف و اِنَّ کیدکن عظیم۔ پس جبکہ کوئی حکم رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے یا جازت نماز پڑہانے کے حضرت ابو بکر صدیق کی نسبت
نہین دی بلکہ برخلاف اسکے ممانعت ثابت ہوئی تو پھر یہ کارروائی دلیل خلافت
کسی طرح نہین ہو سکتی۔ مدارج النبوت مین دوسری روایت زہری کی درج ہے
کہ عبداللہ بن ربیعہ سے فرمایا رسول خدا نے کہ لوگون سے کہدے
کہ نماز پڑہاوین کسی کے۔ بلکہ دوسری روایت مین عبداللہ نے قسم کھا کر
کہا کہ مجھکو کسیکا نام لیکر حکم نہین دیا تھا بلکہ مفصل بیان اسکا عنقریب آتا ہے۔
علاوہ برین نماز پڑہانیکی کارروائی خلافت سے کچھ بھی متعلق نہین ہے موجودگی
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غیرون نے نماز پڑہائی۔ اور بقول علماے
اہل سنت حضرت مقتدی ہو گئے +

اور خلافت جیسا کہ ہم پیشتر ثابت کر آئے ہین شعبۂ نبوت یہہ ہے امین صالح طور پر
تبلیغ رسالت کا کام متعلق ہے اور نایب اپنے منصب کا ہر امر مین پورا قایم مقام
ہوتا ہے جیسے حضرت ابو بکر صدیق بالتخصیص کار تبلیغ رسالت سے بحکم وحی ربانی

ممنوع ہو چکے ہین اور بوقت تبلیغ سورہ برات یہ امر قرار پا چکا ہے کہ اس کام کو یا خود پیغمبر خدا کرین یا بعد او نکے ایسا شخص کرے جو انہین سے ہو اور بالتخصیص اس امر مین حضرت علی مرتضے قابل انجام کام تبلیغ رسالت قرار پائے اور باوجودیکہ حضرت ابوبکر صدیق اس کام سے معزول کئے گئے اور حضرت علی مرتضے صلوٰۃ اللہ علیہ السلام روانہ کئے گئے اور تبلیغ سورہ برات کو انجام دیا +

پس جبکہ ایک مرتبہ بزمانہ حیات رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت ابوبکر ناقابل انصرام کار تبلیغ رسالت قرار پا چکے بعد وفات تو کسیطرح ممکن نہین ہے کہ موجودگی حضرت مرتضے علیہ السلام کے وہ جائز طور پر قابل اس عہدہ کے تصور کئے جائین - پورا حال اس قصہ کا ہم آیندہ تحریر کرین گے اور پیشتر بھی کسیقدر لکھ چکے ہین حضرت ابوبکر کے خلافت کے احکام و نصوص تو بیان ہو چکے باقی حضرت عمر اور حضرت عثمان کی خلافت کے بارہ مین علماے اہل تسنن کوئی حکم بیان نہین کرتے +

بجین حیات نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی معاملہ استخلاف کا وقوع مین نہین آیا - معاملات رسالت مین کبھی اشتراک بلکہ تعلق تک نہین رہا نہ کبھی رسول خدا نے اونکی پیروی کا حکم دیا +

اب ہم متوجہ ہوتے ہین طرف احکام اور نصوص دالہ بر خلافت حضرت علی مرتضے صلوٰۃ اللہ علیہ السلام کے اور اس بیان کو ہم چند فصول جداگانہ مین منقسم کرین گے

فصل اول در بیان احکام دالہ بر خلافت حضرت علی مرتضے علیہ السلام

اس فصل مین ہم فقط احکام خدا و رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحث کرین گے

جو در بارۂ خلافت حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کے صادر ہوئے ہین اور اس بیان کو ہم تین حملون مین مذکور کرین گے حملۂ اول مین آیات قرانی ادلہ بر خلافت مرتضوی مذکور ہونگے - اور حملۂ ثانی مین کتب سماویہ کی شہادت مذکور ہوگی اور حملۂ ثالث مین احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دالہ بر خلافت کا مذکور ہوگا +

حملۂ اول در باب آیات قرآنی جو در بارۂ خلافت علی مرتضےٰ صادر ہوئین

قال اللہ تبارک وتعالی انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون -

یعنے بجز این نیست کہ حاکم تمھارا خدا ہی - اور رسول اوسکا وہ جو نماز پڑھتے ہین اور حالت رکوع مین زکوۃ دیتے ہین -

باتفاق جمیع مفسرین اہل سنت والجماعت یہ آیت حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کی شان مین ہے - چنانچہ حافظ ابن الاثیر نے کتاب جامع الاصول مین صحیح نسائی سے بروایت عبد اللہ بن سلام اور امام ثعلبی مین عبد اللہ ابن عباس اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہم سے اس آیت کا حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کی شان مین نازل ہونا جبکہ سایل کو بحالت رکوع انگشتری عطا فرمائی تھی لکھتے ہین - غرضکہ اس امر مین تو علماے اہل سنت والجماعت متفق ہین کہ یہہ آیت حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کی شان مین بوقت تصدق انگشتری بحالت نماز و رکوع نازل ہوئی - مگر بعض علما اس آیت کے معنی پر بحث کرتے ہین +

لیکن معنی آیت بہت صاف ہین کوئی اغلاق کسی قسم کا نہین ہے - معنی ولی باعتبار سیاق کلام بمعنی اولا بتصرف وحاکم کارساز کے ہی - بعض نواصب

معنی ولی دوست ومحبوب کے بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ معنی حاکم سے علاقہ
نہین ہے مگر یہہ توجیہ اونکی محض براہ دشمنی ہے صحابہ کے اوصاف ایسے الفاظ سے
جو کسیطرح صادق نہین آتے براہ توجیہات اخذ کرتے ہین اور فضائل مرتضوی کے
صاف ہین لایعنے توجیہات نکالکر انکی تردید کرتے ہین تو صاف دلیل عداوت
اہل سنت ہی ورنہ غور کا مقام ہے کہ آیت وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ
يَتَزَكّٰى سے خلافت کو کیا علاقہ ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب نے
اوسکو نص خلافت بوجہ لفظ تقی قرار دیا ہی۔ اور اس آیت مین لفظ ولی صاف
بمعنی حاکم و کارساز ہی اوسکو زبردستی بمعنی دوست قرار دیتے ہین۔ اس آیت
مین تمام مسلمان مخاطب ہین اور اون کو صاف حکم دیا گیا ہی کہ خداوند کریم اور رسول
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضے علیہ السلام تمھارے حاکم ہین۔
اور لفظ انما سے یہ ثابت ہوا ہے کہ سوائے ان تینون یعنی خدا اور رسول خدا
اور امام کے اور کوئی تمھارا حاکم نہین ہے۔ لفظ انما صاف صاف معنی آیت
ظاہر کرتا ہے یعنی تخصیص خدا اور رسول اور امام کی کرنا محبت کے لئے نہین
ہوسکتا کیا مسلمان باہم ایک دوسرے کے دشمن ہین اور اگر بمعنی دوستی ہے
دلی سمجھا جاوے کہ تمھارا سوائے خدا اور رسول و علی مرتضے کے اور کوئی دوست
نہین ہے تو معلوم ہوا کہ ان تینون کا درجہ اعلی ہے اور بعد خدا و رسول خدا کے
حضرت مرتضے اعلی کو بھی ایک قسم کی خصوصیت ہے۔ اگر ولی بمعنی دوست
ہوتا تو اوسکے بیان کی کیا ضرورت تھی۔ نعوذ باللہ من ذالک خداوند کریم کو
بطرق مساوات یار دوست اپنا سمجھنا نری حماقت ہے بلکہ رسول خدا کا درجہ بھی
باپ سے بڑھا ہے اور اس آیت مین ہر سہ کے لئے ایک ہی لفظ ولی آیا ہے
اگر خداوند کریم دنیاوی تعلقات مین سے کوئی فضیلت دیتا تو البتہ تعلق حاکمی

پدری ایسا ہی کہ اوس سے بڑھکر اور کوئی تعلق نہین اور علاقہ دوستانہ ایسا مساوی درجہ کا تعلق ہے کہ خدا کو اوس سے نسبت دینا بڑی نادانی ہی بلکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی اس لفظ سے دینا بڑی سخت گستاخی ہی۔ بعضی بیوقوف لفظ ولی اللہ کے معنی خدا کا دوست لگاکر اوسپر استدلال کرتے ہین اور بیوقوفونکے سمجھانے کو کہدیتے ہین کہ کیا وہ حاکم خدا کے ہین۔ لفظ ولی اللہ کے معنی اگر خدا کے حاکم لگائے جائین تو ناجائز نہین ہے یہہ لفظ محاورہ کا ہی۔ ہم بھی اپنے محاورہ مین اسطرح بولتے ہین۔ سلطان روم کا ایک حاکم جدہ مین رہتا ہے انگریزون کا ایک حاکم بمبئی مین رہتا ہے۔ بادشاہ کا حاکم آیا تھا اور اسی نے یہہ حکم دیا +

اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ خدا کیطرف سے حاکم مقرر ہوا ہی۔

یہہ مطلب نہین ہوتا کہ وہ خدا کے اوپر حاکم ہی۔ اہل سنت ولی اللہ کے لفظ مین تو خدا کا دوست لگاتے ہین لیکن جب اوسکی ولایت کی حد و قایم کرکے اوسکو شاہ ولایت کہتے ہین وہان دوستی جاتی رہتی ہی اور وہی حکومت آجاتی ہے ورنہ پھر یہہ لازم آتا ہی کہ فلان ولی حدود شہر دہلی مین خدا کا دوست ہی اور بیرون نجات مین دشمن خدا ہے +

بعض اوقات ولی بمعنی بندہ کے بھی آتا ہے۔ اور ولی اللہ کے معنی بندۂ خدا لگائے جاتے ہین جس سے مراد بندۂ خاص ہی معنی بندۂ مطیع و تابعدار کے ہین علی العموم سب آدمیون پر اطلاق اس لفظ کا اسلئے نہین ہوتا کہ وہ نہین بہت سے تابع نفس اور بندہ شیطان ہین غرضکہ اس آیت مین جو معنی ولی کے خدا کے لئے مستعمل ہوئے ہین وہی معنی رسول خدا اور علی مرتضے کے لئے مستعمل کئے جاوین گے کیونکہ تینون کے لئے ایک ہی لفظ ولی کا آیا ہے۔

اگر بفرض محال قول علماے اہل سنت وجماعت کو مان بھی لیا جاوے اور ولی کے معنی دوست کے ہی لگائے جاوین جب بھی امارت وامامت وخلافت حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کے اس آیت سے ثابت ہوتی ہے۔ مضمون آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جمیع امت محمدی کو مخاطب ہے۔ اور یہہ بیان ہو گیا گیا ہے کہ خدا اور رسول اور علی مرتضےٰ تمھارے دوست ہین باین امت اور علی مرتضےٰ کے بہت بڑا فرق ہے مابہ التمیز پیدا ہو گیا اور انکو یعنی علی مرتضےٰ علیہ السلام کو اس زمرہ مین داخل کر دیا کہ جسکی اطاعت ہر امتی پر فرض ہے۔ معلوم ہو گیا ہے کہ علی مرتضےٰ مثل حضرت ابوبکر وحضرت عمر وغیرہ صحابہ کے عوام امت مین داخل نہین انکو ایک بہت بڑا استحقاق مفاخرت اور ممتازی کا حاصل ہوا ہے کہ زمرۂ حکام مین شمار کئے گئے۔ ماتحتون اور تابعداارون مین داخل نہین کئے گئے۔

خدا اور رسول کی حکومت مین تو شاید اہل تسنن کو انکار نہو گا اور ایسا ہی امت کے تابعدار خدا اور رسول ہونیکا بھی اقرار ہو گا اور اس آیت کے بموجب خواہ ولی کے کچھہ ہی معنی ہون مگر علی مرتضےٰ مثل شیخین وغیرہ کے تابعدارون مین داخل نہین کئے گئے بلکہ انمین داخل کئے گئے ہین کہ جنکی اطاعت وفرمانبرداری امت پر فرض عین ہے +

اُن لوگون کی بہت بڑی خطا ہے کہ جو اس آیت کو نص خلافت علی مرتضےٰ قرار نہین دیتے انھون نے اسی تردید کے لئے معنی حاکم چھوڑ کر معنی دوست لگائے تھے لیکن حق کبھی چھپتا نہین معنی دوست لگانے سے بھی حاکم ہونا ثابت ہو گیا۔

وبقولہ تعالیٰ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ۔

وصالح المومنین ۔

یعنی اگر تم دونون رسول خدا کے آزردہ کرنیمین ایک دوسرے کی پشت وپناہ ہوگے تو یاد رکھو کہ اسکا یار مددگار اللہ ہے اور جبرئیل اور صالح المومنین یہان مولی بمعنی محب ومعاون ہے ۔ یہ آیت سورہ تحریم مین ہے جہان بی بی عائشہ اور حفصہ کے اوصاف کا بیان ہے ۔ اللہ تعالے ان دونون سے فرماتا ہے کہ اگر تم آزادی رسول خدا مین باہم پشت ہوگے تو خدا اور جبرئیل اور صالح المومنین اور ملائکہ اسکے مددگار ہین ۔

صالح المومنین مین سے جو نہایت صالح ہے بقول امام ثعلبی مندرجۂ تفسیر ثعلبی وتفسیر مواہب علیہ از مجاہد وحافظ ابونعیم مندرجہ کتاب ۔ ما نزل من القران فی علی ۔ صالح المومنین علی مرتضے ہین ۔

بعضون نے جمیع صحابہ کو لکھا ہے لیکن لفظ صالح منافی جمیع صحابہ ہے بعضون نے حضرت ابوبکر وحضرت عمر پدران ہر دو امہات المومنین کو لکھا ہے مگر فحوائے عبارت کے قطعی خلاف ہے صالح لفظ جمع نہین بلکہ شخص واحد پر اس کا اطلاق ہے اور علاوہ اسکے حضرت ابوبکر وعمر کا ذکر اس آیت سے آگے ایسی تہدید وتخویف کے ساتھ ہے کہ صالح المومنین کے لفظ سے بالکل مبائن اور مخالف ہے ۔

فرماتا ہے خداوند کریم ۔ یا ایہا الذین امنوا قوا انفسکم نارا وقودہا الناس والحجارۃ ۔ اے گروید گان یعنی مسلمانان بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل اور فرزندون کو اس آگ سے کہ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہین

معلوم ہوتا ہے کہ انکی اہل اور اولاد کا قصور نہین ہے بلکہ وہ بذات خود

اسمین شریک ہین ۔ کہ اس سے آگے اللہ تعالی فرماتا ہے ۔
یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم الخ ۔ اے مسلمانون توبہ کرو طرف اللہ کے توبۂ نصوحا شاید کہ خداوند کریم تمہارے گناہون سے درگذر کرے جنکے گناہون سے درگذر ہونیمین شاید کا لفظ استعمال ہوا اور کسی ایسی خطا مین ملوث ہون اُنکے لئے لفظ صالح المومنین استعمال ہونا بعید از قیاس ہے اور اگر صالح المومنین جمع صحابہ کے لئے قرار دیا جاوے تو یہان گروہ مسلمانان ہی سب کے لئے مستعمل ہوگا اسلئے معلوم ہوا کہ جملہ صحابہ بہی اس سے مراد نہین ہے ۔
اور یہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ سارے گروہ مسلمانان سے اس موقع پر قصور سرزد نہین ہوا بلکہ قصور انکا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جسکی دختران سے یہہ خطاے عظیم صادر ہوئی ہے اور یہ تہدید عالم کے لئے نہین ہی بلکہ خاص کے لئے ہے ۔ اس سے آگے اور بہی زیادہ تہدید ہی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جاھد الکفار تہمیشہ بولے جاتے تہے مگر یہان جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم ۔ وارد ہوا ہے حالانکہ منافقین سے جہاد کرنیکا حکم اور مقام پر نازل نہین ہوا ۔ اللہم احفظنا من الکفر والنفاق ۔
پہر خداوند کریم اسکے بعد فرماتا ہے ۔ کہ جو کافر ہوگئے ہین انکی مثال ایسی ہے جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی زوجہ یا حضرت لوط نبی کی زوجہ تہین کہ قربت نبی نے اُنپر کچہہ اثر نہ کیا اور عذاب الیم سے ماری گئین حتیٰ اور اُسکا رسول ہی خوب جانتا ہے کہ کیا معاملہ ہی اللہ اکبر قران شریف سے

سب امور صاف طور پر ظاہر ہین مگر افسوس کہ عوام لوگ ایسے اندھے ہو رہے ہین کہ نہین دیکھتے حالانکہ طور پر حالات موجود ہین اور پھر بھی پیروون مین ٹھلیان رُلاتے ہین ۔

قولہ تعالیٰ ۔ وَلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۔ اور واسطے تمام قوم کے ہدایت کرنیوالا ہی حافظ ابونعیم کتاب ما نزل من القرآن فی علی مین ۔ اور تفسیر ثعلبی مین یہہ آیت حضرت مرتضےٰ کی شان مین نازل ہونا مذکور ہی ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا مین ۔ بذیل آیت وَلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۔ قول حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام درج کیا ہے ۔ قال علی رسول اللہ المنذر وانا الھادی ۔

قوم سے مراد مسلمان امت قوم محمدی ہین ۔ اور ساری قوم سے مراد یہ ہی کہ کوئی شخص اس سے مستثنیٰ نہین حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سارے مسلمانون کے خلیفہ ہادی ہین ۔ اور کچھہ شک نہین کہ نبی کے بعد جو شخص ہادی امت ہو وہ ہی نبی کا برحق نائب اور خلیفہ ہی ۔

قولہ تعالیٰ ۔ یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ۔ یعنی اے رسول پہونچادے وہ حکم جو تجہپر نازل ہوا ہے تیرے رب کی طرف سے اور اگر نہین تبلیغ کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ تو خدا کے پیغام نہین پہونچاتا لوگون کو اور خدا تیری حفاظت کرے گا آدمیون سے یعنی لوگون سے تجھکو گزند نہ پہونچنے دیگا ۔

اللہ اکبر معلوم ہوتا ہی کہ کوئی بہت بڑا معاملہ ہے اور زبردست پیغام ہے اور ایسا پیغام ہے کہ ہمارے حضرت کے یارون کو اُسکا پہونچانا

ناگوار معلوم ہوتا ہے اور ناگوار بھی ایسا ہے کہ شاید نبی پر دست درازی کر بیٹھیں۔ اللہ تعالیٰ نبی کی تسکین فرماتا ہے کہ تو آدمیوں سے مت ڈر ہم تجھکو انکے ہاتھ سے بچا لینگے تو برابر ہمارا پیغام امت کو سُنا دے اب مقام حیرانی ہے کہ وہ کون ایسا نازک پیغام ہے کہ جسکا اسقدر انتظام ہوا اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود پیشتر حکم جانے کے بخوف امت اوسکو عام طور پر ابلاغ نہین فرمایا۔ اسلام کے بڑے رکن نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ ہین اسکے احکام حضرت بارہا لوگون کو پہونچا چکے اب کوئی ذی عقل آدمی ایسا ہے کہ خداوند تعالیٰ کی اس تمہید سے صاف طور پر نہ پہچان لے کہ یہہ حکم ضرور بالضرور تقرر خلافت کا ہے کوئی امر سوائے اسکے اسلام مین باقی نہین ہے مریضان مانیا و مالیخولیا کی تو کہی نہیں جاتی لیکن عقلمند آدمی یہہ امر ضرور سمجھ لیگا کہ یہہ حکم ایسے شخص کے خلیفہ مقرر ہونے کا ہے جس سے اکثر لوگ حسد رکھتے ہین اور خود متصدی اس عہدے کے ہین اور حالات ماضیہ کے دیکھنے والون پر یہہ بھی مخفی نہین ہے کہ علی مرتضےٰ محسود خلایق تھے سب لوگ جانتے ہین کہ بیوم خیبر رایت عطا ہونے سے لوگون کو حسد ہوا بروز حدیبیہ مشورہ دیا کہ دہ دیر کرنے سے حسد ہوا اور علی الاعلان لوگون نے کہا کہ آج تو رسول خدا کا ابن عم سے بہت بڑا مشورہ ہوا +

سب صحابہ کے دروازے جو مسجد کے اندر تھے بند کئے گئے اور علی مرتضےٰ کا دروازہ کھلا رکھنے کا حکم ہوا اور لوگون نے حسد کئے اور نافرمانی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور غضبناک ہوئے اور غداب سخت سے ڈرایا جب دروازے بند کئے تبلیغ سورہ برات پر حسد ہوا

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد غایت درجہ لوگون کے دلون مین عناد پیدا ہوا پس ظاہر ہے کہ یہہ وجہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود حکم کے اس معاملہ کو توقف مین ڈالے ہوے تھے جب خداوند کریم نے باصرار تمام حکم کیا اور وعدہ حفاظت از مردمان فرمایا تب آپنے تبلیغ اس حکم کی فرمائی علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر مین امام واقدی اسباب نزول عینی شرح صحیح بخاری مین اس بات کو قبول کرتے ہین یہ آیت حجۃ الوداع سے لوٹتے ہوئے نازل ہوئی اور پیغمبر خدا نے غدیر خم پر سب لوگون کو تعمیل اس آیت کے جمع کر کے سنا دیا من کنت مولاہ فعلی مولاہ - اور ایک گروہ کثیر علماے اہل سنت نے اس خطبہ غدیر کو قبول کیا ہے۔ اور دلایل متواترات سے ہے کہ مفصل حال اسکا استخلاف مین مذکور ہی پس یہہ حکم صاف اور قطعی نص ہے خلافت مرتضوی پر اور بعد نزول اس آیت کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجمع کر کے علی مرتضے کو خلیفہ اور جانشین اپنا مقرر کر دیا - بعد اختیار اس جلسہ استخلاف کے یہ آیت نازل ہوئی قولہ تعالی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

یعنے آج کے دن کامل کیا مین نے تمہارے لئے تمہارے دین کو اور تمام کیا مین نے تمپر اپنی نعمتون کو اور راضی ہوا مین تمہارے لئے دین اور اسلام ہونے سے - باتفاق مفسران یہہ آیت بعد خطبہ غدیر نازل ہوئی اور ظاہر ہی اسروز کوئی بہت بڑا امر اسلام مین واقع ہوا جسکی یہہ خبر خداوند کریم دیتا ہی اور یہہ امر ہی ظاہر ہے کہ کوئی معاملہ دینی ایسا باقی نرہتا جو اوسدن تمام کو پہونچا ہی سواے خلافت علی مرتضے کے بعض لوگ جو بوجہ عداوت

اخفاے امامت علی مرتضےٰ کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ بس اس آیت کا یہی مطلب ہے کہ آج کے دن قران ختم ہو گیا لیکن ذوی العقول پر مخفی نہین ہے کہ آیت ہذا مین ذکر تکمیل دین کا ہے نہ تکمیل قران کا نہین ہے۔

اگر تکمیل قران اس آیت سے مراد ہوتی تو جو معاملہ سب سے بعد مین نازل ہوا تھا اوسی پر اختتام ہو جاتا ایک خاص روز مین صرف اسیقدر آیت کا نازل ہونا ضرور خبر دیتا ہے کہ اوس روز کسی بہت بڑے معاملہ کی تکمیل ہوئی اور اتمام نعمت ربانی ہوا اور صاف بات ہے کہ دینیات مین اوسوقت کوئی شے تکمیل سے باقی نہ تھی سواے جانشینی اور نیابت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور یہ امر ہم پیشتر ثابت کر چکے ہین کہ تعین نایب رسول داخل دینیات بلکہ تکمیل دین ہے۔

علاوہ اسکے باسناد صحیحہ ثابت ہے کہ بعد نزول آیت ہذا کے رسول خدا نے فرمایا۔ اللہ اکبر والحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمت والرضاء الرب برسالتی وولایت علی ابن ابی طالب من بعدی۔ کہ تصدیق اسکی علامہ نیشاپوری اور امام واقدی اور عینی کرتے ہین اور امام احمد حنبل نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ بعد نازل ہونے آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم الخ۔ کے فرمایا پیغمبر خدا نے الحمد للہ علے اکمال الدین واتمام النعمت ورضاءہ برسالتی۔ وولایت علی من بعدی۔

اب کسی قسم کا شک وشبہ اس روایت مین پیدا نہین ہو سکتا نواصب جو یہہ توجیہ نکالتے ہین کہ معنی ولایت دوستی کے ہین اونکو ندان شکن جواب ہے امام احمد حنبل لفظ من بعدی سے دے رہے ہین اور ذرا عقل کا کام ہے کہ اس امر کے اعلان سے کہ علی مسلمانون کے دوست ہین کیا مطلب برآمد ہو سکتا ہے اور خصوصاً جبکہ لفظ من بعد موجود ہے پھر دوستی سے کیا علاقہ ہی نہین رہتا مفصل بحث

اسکی اسی مقام پر کیجاویگی جہان مفصل حال استخلاف اور ولی عہدی و انتقاد مجلس سے لحاظ فرمایا ہے

حملہ ثانی در بیان بثبوت حقیت علی مرتضے علیہ السلام از کتب سماویہ سابقہ

اول یہہ امر قابل بحث ہی کہ آیا کتب سماویہ سابقہ یعنی توریت و انجیل مین کوئی ذکر علاوہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے انکے کسی نایب و جانشین کا مندرج ہے یا نہین اس امر سے علماے اہل سنت والجماعت بھی انکار نہین کر سکتے کہ ذکر جناب علی مرتضے علیہ السلام کا توریت و انجیل مین موجود ہی کیونکہ یہہ امر خود قران مجید سے ثابت ہے کہ جناب رسول خدا اور اون کے ہمراہیان کا ذکر توریت و انجیل مین لکھا ہوا ہے منکر اسکا کافر ہے۔ اب یہہ امر دریافت طلب ہی کہ ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کون شخص ہے۔ اوسکی تعریف بھی قران مجید مین موجود ہی۔ اشداء علے الکفار رحماء بینہم۔ اور ہم پیشتر ثابت کر چکے ہین کہ یہہ دونون امر سب سے زیادہ بوجہ احسن حضرت علی مرتضے مین تھے اصحاب ثلثہ مین سے ایک بھی مصداق اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ کے نہین ہی کہ مفصل تذکرہ اسکا ہم اوپر لکھہ چکے ہین۔ پس یہہ قران مجید سے ثابت ہو گیا کہ علی مرتضے علیہ السلام کا ذکر کتب سابقہ مین مندرج ہی بلکہ دوازدہ امام علیہم السلام کا ذکر انمین موجود ہی اور آیت محمد رسول اللہ والذین معہ مین جو ہمراہیان کے جمع کی گئی ہی وہ بالیقین دوازدہ امام علیہم السلام کیطرف اشارہ ہی اور اگر کوئی عدم موجودگی کو منافی معیت سمجھے تو تفاسیر معتبرہ دیکھہ لیجیے کہ جلالین وغیرہ مین معہ کی تفسیر اتبعہ دسے ہی اور ہم عنقریب انشاء اللہ تعالی عبارت کتب سابقہ سے دوازدہ امام کی خبر درج کرین گے اگر کوئی شخص یون دعوی کرے کہ لفظ معہ مین اصحاب ثلثہ داخل ہین اور اسکا ذکر بھی توریت و انجیل مین موجود ہوگا تو توریت و انجیل اب بھی موجود ہی کسی مقام پر بتلا کر دکھلاوے تو پہلا عمل در آمد انکے زمانہ کا ثابت کرے کہ کبھی کسی اہل غیرہ نے اصحاب ثلثہ کا مذکور

ہونا کتب سماویہ مین بیان کیا ہے جیسا کہ دو راہبون کا قصہ ہم چند بار نقل کر چکے
ہین کہ خود بخود حضرت مرتضے اعلی علیہ السلام کنیسہ مت مین حاضر ہوئے اور کتاب
سماوی جسمین جناب رسول خدا صلعم اور علی مرتضے کا مذکور ہی پڑہکر سنایا
اول دوازدہ امام علیہم السلام کی نسبت توریت مین اسطرح پیشین گوئی درج ہے
کتاب پیدایش باب ۱۷ آیت (۲۰) مین لکہا ہے کہ خداوند کریم ابراہیم علیہ السلام سے فرماتا ہے
اسمعیل علیہ السلام کے حق مین مینے تیری سنی - دیکہہ مین اُسے برکت دونگا - اور
اُسے برومند کرونگا اور اُسے بہت بڑہاؤنگا اور اُس سے بارہ سردار پیدا
ہونگے دوم کتاب استثنا توریت شریف مین ۱۸ باب ۱۵ - باب ۱۹ غایت ۱۹ باب آیت
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی تمام قوم بنی اسرائیل سے بطور وصیت
یہہ فرمائی - اول حضرت موسی بنی اسرائیل کی کل قوم سے مخاطب ہوکر فرماتے ہین
کہ خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے بہائیون مین سے میرے
مانند ایک نبی برپا کریگا تم اسکی طرف کان دہرلو پہر حضرت موسی ع وحی کی نقل اسطرح
کرتے ہین - اور خداوند نے مجہے کہا کہ انہون نے کہا سو اچہا کہا مین انکے لئے انکی
بہائیون مین سے تجہہ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُسکے مُنہ مین ڈالونگا
اور جو کچہہ مین اُس سے فرماؤنگا وہ سب انسے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری نہ سنیگا جو کہ وہ نبی
میرا نام لیکر کہیگا نہ سنیگا تو مین اُسکا حساب اُسی سے لونگا اس دلیل اس امر کی کہ یہ پیشین گوئی ہمارے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے یہی تیرے بہائیون مین سے تیرے مانند یعنی اسرائیل
کے بہائیون مین سے حضرت موسی کے مانند نبی مبعوث کرونگا بنی اسرائیل کے بہائی ضرور
بنی اسمعیل ہین - اور حضرت موسی کے مانند سے یہ مراد ہے کہ ایسا ہی اولوالعزم صاحب سیف ہوگا
کفار سے جہاد کریگا ہجرت کریگا - چنانچہ امور مین جناب رسول خدا کو مشابہت اور مشارکت حضرت
موسی ع سے ہے - اول یہ کہ حضرت موسی بے اولاد ہی اور بہائی کی اولاد ہوئی دوسرے یہ کہ بہائی انکا امور

نبوت مین ممد و معاون رہا - تیسرے ہارون اور انکی اولاد ظاہر کی گئی اور قدمین سوا انکے کوئی نہ رہ سکتا تہا - چونکہ تھے حضرت ہارون کے اکثر لوگ اس اعزاز کی بات سنا کی ہوئے اور حضرت موسیٰ کی بددعا سے وہ سب غارت ہوئے - حضرت موسیٰ نے ہجرت کی - کفار سے جہاد کیا مال غنیمت مجاہدین مین تقسیم کیا عورات جہاد کی پکڑی ہوئی حلال ہوئین وغیرہ وغیرہ بہت مشابہت امور مین فرق صرف یہ رہا کہ حضرت موسیٰ کا بھائی نبی ہوا اور ہمارے حضرت خاتم النبیین ہوئے - چنانچہ خود جناب رسول خدا فرماتے ہین - یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی - دوسرے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام سے لوگ حسد رکھتے تھے ویسے ہی حضرت مرتضےٰ علی سے عداوت رکھتے ہین مگر اخلاق محمدی کے نافع بددعا اور غارت ہونے شاکیان کا ہوا - حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ میرے مانند ایک نبی مبعوث ہوگا صاف دلیل اس بات کی ہے کہ جیسے ہم دو بھائی نبوت کرتے ہین ویسے ہی وہ بھی دو بھائی ہونگے چنانچہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی خود حضرت علی مرتضےٰ سے فرمایا تو صاف طور سے اس پیشین گوئی کی شہادت صادر رسول خدا دی چکے ہین - انجیل مقدس مین لکھا ہے کہ جب یوحنا یعنے حضرت یحییٰ بن زکریا مبعوث ہوئے اور دعوت بنی اسرائیل شروع کی تو بنی اسرائیل کے فقہا و علما نے انسے یہ دریافت کیا کہ تو مسیح ہے یا ایلیا ہے یا وہ ہی نبی ہے یوحنا نے جواب دیا کہ مین نہ مسیح ہون نہ ایلیا ہون نہ وہ نبی ہون مین جنگل مین پکارنیوالے کی آواز ہون کہ خداوند کی راہ تیار کرلو - اس سوال و جواب سے معلوم ہوا کہ بروے پیشین گوئی کے انبیا علیہم السلام کے تین شخصون کی خبر تہی ایک مسیح علیہ السلام کی دوسری نبی آخر الزمان کی تیسری ایلیا کی یحییٰ نے تینون سے انکار کیا مسیح علیہ السلام اُسی زمانہ مین چند روز بعد مبعوث ہوئے - بعد انکے دو شخص باقی رہے ایک نبی آخر الزمان دوسرا ایلیا - اب اہل انصاف غور فرماوین کہ بعد مسیح علیہ السلام کے سوائے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نبی درمیا نہین ہوا ایلیا کے بارہ مین

لوگون کو شک ہوا کہ کون نبی پہلے آچکا ہی یا آیندہ آئیگا چنانچہ لوگون نے حضرت مسیح ع سے دریافت کیا تو اسطرح فرمایا۔ کہ ایلیا آویگا اور تمہارے لیے سب کچھ بحال کریگا۔ یوحنا کی انجیل مین یہ آیت موجود ہی۔ اور ایل نام خداوند تعالی کا ہی لغت عبری ہی۔ عربی اور عبری زبانون مین بول چال محاورہ کا فرق ہی جیسے یسوع و عیسے۔ ایلیا اور علی مین کچھ فرق نہین ہی جیسا ایلیا خدا یتعالی کے نام سے مشتق ہے ویسی ہی علی اسم خدا علی سے مشتق ہے اور علماے سابق نے ایلیا آپکے اسما مین داخل کیا ہے اور اسکو نظم کیا ہی۔ ع یا علی یا ایلیا یا ابوالحسن یا بوتراب ۔

اس سے زیادہ اور کیا پیشین گوئی ہو سکتی ہے۔ نام صاف موجود ہی حضرت مسیح کی پیشین گوئی جو انبیاے سابقین کی تہی نام الٹ پلٹ ہونے سے یہود یون نے نہ مانا۔ ہمارے حضرت کے پیشین گوئی مین نام فارقلیطا لکھا ہوا ہی اور نام آپ کا محمد ہی مگر حضرت علی کی پیشین گوئی مین نام کا بھی فرق نہین ہی۔ اہل کتاب نے اگر ایسے مقامات تحریف و تبدیل کر ڈالے مگر تب بھی بہت مقامات پر ذکر نکلتا ہے یوحنا کی مکاشفات جو داخل انجیل ہے ملاحظہ طلب ہے۔ باب دوازدہم۔ سارا پیشین گوئی حضرت رسول خدا اور دوازدہ امام اور اہلبیت علیہم السلام کے ذکر مین ہے

(۱) ایک بڑا نشان آسمان پر نظر آیا ایک عورت سورج کو اوڑھے ہوئے اور چاند اُسکے پاؤن تلے اور سکے سر پر بارہ ستارے کا تاج۔ وہ عورت حاملہ تہی اور درد سے چلاتی اور جننے کو انیٹھتی تہی۔ پھر ایک اور نشان آسمان پر دکھائی دیا دیکھو ایک بڑا سرخ اژدہا جسکے سات سر اور دس سینگ تہے اور سات تاج اسکے سرون پر تھے اسکی دم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچے اور انہین زمین پر ڈالا پھر اژدہا اُس عورت کے آگے جو جننے پر تہی جا کھڑا ہوا کہ جب وہ جنے تو اُسکے بچے کو نگل جاوے اور وہ فرزند نر بینہ جنی جو مقرر ہوا کہ لوہے کا عصا لیکر سب قومون پر حکومت کرے اور اُسکے لڑکے کو خدا کے اور اُسکے تخت کے آگے اُٹھا لے گئے اور وہ عورت بیابان مین جہان خدا نے اسکے لیے جگہہ تیار کی تہی بھاگ گئی اور

وہان بارہ سو ساٹھ دن تک اسکی پرورش کی پھر آسمان پر لڑائی ہوئی میکائیل اور
اُسکے فرشتے اژدہا سے لڑے اور اژدہا اور اسکے فرشتے میکائیل سے لڑے لیکن اوپر غالب نہو سکے
بڑا اژدہا نکالا گیا وہی پرانا سانپ جسکا نام ابلیس اور شیطان ہے جو سارے جہان کو دغا دیتا ہے وہ
زمین پر گرایا گیا اور اُسکے فرشتے بھی اُسکے ساتھ نکالے گئے پھر ایک آواز نہایت زور سے
آسمان پر سنی گئی کہ اب نجات اور قدرت اور ہمارے خدا کی سلطنت ظاہر ہوئی کہ جو رات دن
خدا تعالیٰ کے روبرو ہمارے بھائیوں پر تہمت لگاتا تھا نکالا گیا اور وہ عورت ایک زمان
اور دو زمان اور نیم زمان پرورش کرتی رہی اور وہ شیطان عورت پر غصہ ہوا اور
اُسکی باقی اولاد سے جو حکم خدا کا مانتے ہین لڑنے گیا۔ پھر رویای صادقہ حضرت یوحنا
حواری مسیح علیہ السلام کا ہے اور ظاہر ہے کہ بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ایسا جلیل القدر
مولود سوا حضرت ختمی مآب کے کوئی نہین ہے جو گمان کیا جاے کہ کسی اور کی پیشین گوئی ہے
سورج مراد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے چاند جناب فاطمہ علیہا السلام
ہین۔ بارہ ستارہ مراد آئمہ اثنا عشر ہین عورت حضرت آمنہ ہین۔ بیابان سے مراد
عرب ہے لقب ہین عرب بمعنی بیابان ہے خدا نے اسکے لئے جگہہ تیار کی تھی وہ بیت اللہ ہے
جسکی پیدائش کے روز شیطان کا آنا جانا آسمان سے بند ہوا ہے۔ وہ باتفاق جمہور علمای
اسلام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین حضرت مسیح کے زمانہ تک برابر شیطان
آسمان پر جاتا رہا مگر یوم پیدائش سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات سے نکالا گیا
ہے پس کسی صاحب عقل کو اس امر مین شبہ نہین ہو سکتا کہ یہ پیشین گوئی حضرت
خاتم الانبیا کے ہے پس جبکہ آپکی پیشین گوئی سے آخری فقرہ اس رویا کا بھی موید
اسی کا ہے۔ کہ اور وہ شیطان عورت پر غصہ ہوا اور اُسکی باقی اولاد سے جو حکم خدا
کا مانتے ہین لڑنے گیا جو لوگ کتب سماویہ سابقہ کی طرز عبارت واقف ہین وہ
خوب جانتے ہین کہ اتنا لفظ کہ فلانا حکم خدا کا مانتا ہے بڑے بڑے انبیا کے لئے

۱۲ اور نشان آسمان پر پھر ایک بڑا نشان دیکھا ایک عورت سورج

آیا ہے عوام لوگون کے لئے اُسکا کبھی استعمال ہوا - اور شیطان اور اخوان
اخوان الشیاطین اور اخوان الشیطان نے اور بزرگوارون کے ساتھہ جو کچھہ کیا وہ سب
پر روشن ہے کہ اس امت نے اغواے شیطانی سے کیا کیا ان بزرگوارون کے ساتھہ کیا
ہم تعجب کرتے ہین کہ اگر بعد رسول خدا کے خلفاے ثلثہ جانشین برحق ہوتے تو کتب
سابقہ مین انکا ذکر کیون نہوتا اور دوازدہ امام علیہ السلام مین سے کوئی
بادشاہ نہین ہوا بلکہ کسی نے آسایش و آرام سے زندگی بھی بسر نہین کی انکا ذکر کو
کتب سماویہ مین ہونا پوری حقیت کی دلیل ہے - اس روایت مین یعنی رویا مین
لوہے کا عصا لیکر سب قومون پر حکومت کرنا جو مذکور ہوا ہے اسکی وجہ یہہ ہے کہ دیگر
انبیاے بنی اسرائیل صرف دعوت لسانی کرتے تھے اور فقط بنی اسرائیل کی قوم
کے لئے مبعوث ہوتے تھے جیساکہ خود مسیح علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین فقط
اسرائیل کی گم ہوئی بھیڑون کی تلاش کرنیکو آیا ہون غیر قومون سے علاقہ نہین اور ہمارے
حضرت بجاے دعوت لسانی کے دعوت سنانی پر بھی مبعوث ہوئے اور حکم جہاد کا ہوا اور سب
قومون پر مبعوث ہوئے یہی مراد ہے کہ لوہے کا عصا لیکر سب قومون پر حکومت کریگا اور ایک
لفظ بارہ سو ساٹھہ دن کے بحساب قمری سال تین سو ساٹھہ دن کے برس بنا جاوین تو سارے
تین برس ہوتے ہین اور ایک زمان دو زمان اور نیم زمان کو بھی جمع کیا جاوے
تو سارے تین زمان ہوتے ہین جو صاف طور پر بمعنی سال ہے اور اکثر روایات
علماے تاریخ سے اس مدت تک آپکی والدہ شریف کا زندہ رہنا ثابت ہے - فقط آج ہمارا
بہت بڑا شک اس رویا سے رفع ہوا - اور وہ شک یہ تھا کہ جناب رسول خدا بار بار
اپنی حیات مین واسطے جانشینی علی مرتضےٰ کے فرما گئے وبعہد کر گئے مجمع اور مجالس
مین حکم دے گئے پھر کیا وجہ تھی کہ آپکی وفات کے بعد امت نے ان معاملات کو یکسر دلون سے
گرا دیا اور بعض اوقات یہ شبہ پڑ جاتا ہے کہ ایسا حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عمر فاروق کا زمانہ

بشور سوزان تھے یہان تیر و شمشیر کے ہزارون زخم تھے وہان سوال شیطان بہت برا یہ تھا کہ
خدا سے پھر جاؤ یہان فقط یہ تھا کہ یزید سے بیعت خلافت کر لو۔ مصایب امام حسین حضرت ایوب
کے مصداق ہی بڑھے ہوئے تھے اور سوال انکی سوال سے چھوٹا تھا مگر چونکہ مقابلہ شیطان سے تھا اسلئے اس
چھوٹے سوال کو باوجود کثرت مصائب کے قبول نہ فرمایا اور جان نازنین پر جھیل گئے۔
حملہ سوم در بیان احادیث نبوی دالہ بر خلافت علی مرتضے اسلام اللہ علیہ
اس موقع پہ ہم صرف ذکر احادیث دالہ خلافت علی مرتضے کا کرینگے اور معاملہ ولیعہدی اور
استخلاف و مجمع مجالس تقرر خلافت کا ذکر کرین گے۔ اخرجہ الحاکم فی المستدرک
عن ابی ھریرۃ قال قال قالت فاطمۃ علیہا السلام یا رسول اللہ زوجنی من علی
ابن ابی طالب وھو فقیر لا مال لہ فقال یا فاطمۃ اما ترضین ان اللہ عز وجل اطلع
علی اھل الارض فاختار رجلین احدھما ابوک والاخر بعلک عن ازالۃ الخفاء۔
روایت کی ہے امام حاکم نے ابوہریرہ سے کہا فاطمہ نے کہ یا رسول اللہ آپنے تزویج میری علی ابن ابطالب
سے کی اور وہ فقیر اور بے مال ہین آپنے فرمایا کہ اے فاطمہ کیا تو اسبات پر راضی نہین ہے
کہ اللہ جلشانہ نے تمام روئے زمین کے حالات پر اطلاع پاکر زمین سے صرف دو آدمیون کو منتخب کیا ہے کہ ایک
تیرا باپ ہے اور دوسرا شوہر تیرا ہے پس ظاہر ہے کہ بموجودگی ایسے برگزیدہ کے اور کون شخص بعد نبی کے
مستحق خلافت ہو سکتا ہے حاکمی نے شواہد النبوت مین روایت لکھی ہے کہ جناب فاطمہ نے رسول خدا سے
ذکر کیا کہ علی مرتضے سے زمین باتین کرتی ہے تو آپنے فرمایا کہ خدا تعالی فضیلت نہاد شوہر تیرا
بر سایر خلایق۔ وعن جابر بن عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم یقول انا مدینۃ العلم وعلی بابہا فمن اراد المدینۃ فلیات الباب۔ جابر بن عبد اللہ
کہتا ہے کہ سنا مین نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے کہ علم کا شہر ہون مین اور علی اوسکا دروازہ ہے
پس جو کوئی شہر مین آنا چاہے تو دروازہ سے آوے۔ اخرجہ الحاکم وغیرہ من المحدثین و
نقلہ فی ازالۃ الخفا۔ اگر حضرت ابوبکر و حضرت عمر علم نبوی سے حصہ لینا چاہتے تو ضرور بموجب حکم کے انکو حضرت

فرمانبردار ہے یہ مردود بولا کہ دہن دولت اولاد سب کچھہ اُسکو دے رکھی ہے یہ فرمانبرداری کرے تو کیا عجب بات ہے ہان اگر اسپر تنگی ہو تو مضایقہ نہین کہ دیکھا جاوے کہ وہ ہی فرمانبردار ہے خداوند کریم نے شیطان کو ہر طرح کا اختیار دیکر کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ اسکے ساتھہ کر چنانچہ شیطان نے تمام دنیاوی امورین اُسپر تنگی کی دہن دولت چارپایہ مویشی اولاد وغیرہ سب کچھہ غارت ہوگئے بدن مین بثور شوران پیدا ہوئے اُنمین کیڑے پڑے مگر فرمانبرداری حق سے باز نہ آئے بیوی تک جدا ہوگئی لیکن نبی اللہ تھے سب کچھہ جانتے تھے اس ملعون کے داؤ پر نہ آئے حضرت ایوب علیہ السلام تک تو اس ملعون کو وہی ایک معمولی عداوت اولاد آدم تھی لیکن ہمارے حضرت کی پیدایش کے وقت جو اُسکی آمد و رفت آسمانونکی بند ہوئی تو اُسکو اور زیادہ عداوت اور کاوش اُنکی اولاد کی ہوئی گویا ہی آدم سے ایک عداوت تھی اور آل محمد سے دوگونہ عداوت ہوئی اس ملعون نے کوئی دقیقہ تکلیف و مصایب کا باقی نہ رکھا جو یزیدیون ہی نہین پہونچوایا حتی کہ تین دن تک آب بند رکھا۔ اُدہر سے صرف یہ درخواست تھی کہ یزید کی بیعت کرلو۔ ایسے موقع پر جب کہ بہت سی جانون کے ضایع ہونیکا خوف ہوا اور ایسے شدائد اور تکالیف ہون۔ بروے تقیہ بیعت کرلینا کسی طرح بجا نہ تھا لیکن وہ عام لوگون کے مانند نہ تھے دیدہ بصیرت اونکی روشن تھے وہ اصلیت معاملہ کو خوب جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اسوقت کا یزید سے بیعت کرلینا بالکل مثل اطاعت شیطان کے ہے اور یزید اونکی عمراہی کچھہ وقعت نہین رکھتی بلکہ دراصل مقابلہ شیطان سے ہے اسلیے آپ مع عزیز و اقربا کے جان پر کھیل گئے۔ اور اقرار بیعت زبان سے نہ کالا۔ اگر آدمی ذرا غور سے دیکھے تو صبر امام حسین علیہ السلام کا صبر ایوب علیہ السلام سے بہت بڑھا ہوا تھا دہن و دولت مال و اولاد پر انکے بھی مصیبت پڑی تھی اور یہان بھی واقعہ درپیش آیا تھا۔ تین روز کی بھوک پیاس سورج کی گرمی ریت کی طپش اعدا کا چارون طرف سے ہجوم یہ زیادہ تھا۔ وہان اگر بدن پر

بتوڑ سوزان تھے یہاں تیر و شمشیر کے ہزارون زخم تھے وہاں سوال شیطان بہت برا یہ تھا کہ خدا سے پھر جاؤ یہاں فقط یہ تھا کہ یزید سے بیعت خلافت کر لو۔ مصایب امام حسین حضرت ایوب کے تمضا سے بڑھے ہوئے تھے اور سوال انکے سوال سے چھوٹا تھا مگر چونکہ مقابلہ شیطان سے تھا اسلئے اس چھوٹے سوال کو باوجود کثرت مصائب کے قبول نہ فرمایا اور جان نازنین پر جھیل گئے۔

حملۂ سوم در بیان احادیث نبوی دالہ بر خلافت علی مرتضے اسلام اللہ علیہ

اس موقع پر ہم صرف ذکر احادیث دالہ خلافت علی مرتضے کا کرینگے اور معاملہ ولیعہدی اور استخلاف و مجمع مجالس تقرر خلافت کا ذکر نہ کرینگے۔ اخرجہ الحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرۃ قال قال قالت فاطمۃ علیہا السلام یا رسول اللہ زوجنی من علی ابن ابی طالب وھو فقیر لا مال لہ فقال یا فاطمۃ اما ترضین ان اللہ عز وجل اطلع علی اھل الارض فاختار رجلین احدھما ابوک والاخر بعلک عن ازالۃ الخفاء۔

روایت کی ہے امام حاکم نے ابوہریرہ سے کہا فاطمہ نے کہ یا رسول اللہ آپنے تزویج میری علی ابن ابی طالب سے کی اور وہ فقیر اور بے مال ہیں آپ رسول خدا نے فرمایا کہ اے فاطمہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ اللہ جلشانہ نے تمام روئے زمین کے حالات پر اطلاع پاکر زمین سے صرف دو آدمیوں کو اختیار کیا ہے کہ ایک تیرا باپ ہے اور دوسرا شوہر تیرا ہے پس ظاہر ہے کہ بموجودگی ایسے بزرگ کے اور کون شخص بعد نبی کے مستحق خلافت ہو سکتا ہے حاکم نے شواہد النبوت میں روایت لکھی ہے کہ جناب فاطمہ نے رسول خدا سے ذکر کیا کہ علی مرتضے سے زمین باتیں کرتی ہے تو آپنے فرمایا کہ خدا تعالی فضیلت نہاد شوہر تیرا بر سایر خلایق۔ وعن جابر بن عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول انا مدینۃ العلم وعلی بابہا فمن اراد المدینۃ فلیات الباب۔ جابر بن عبد اللہ کہتا ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے کہ علم کا شہر ہوں میں اور علی اوسکا دروازہ ہے پس جو کوئی شہر میں آنا چاہے تو دروازہ سے آوے۔ اخرجہ الحاکم وغیرہ من المحدثین و نقلہ فی ازالۃ الخفا۔ اگر حضرت ابوبکر و حضرت عمر علم نبوی سے حصہ لینا چاہتے تو فرزند نبی حکم کے انکو حضرت

مرتضےٰ علی علیہ السلام کی معرفت حاصل کرنا پڑتا اور انکی شاگرد اور مرید ہو کر بیعت کرتے
پس اہل انصاف خود غور کریں کہ خلافت کے لئے احق کون ہے۔ اخرج الترمذی عن
سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھٰذہ الایۃ قل تعالوا ندع ابنآءنا وابناءکم
ونسآءنا ونسآءکم وانفسنا وانفسکم ۔ دعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم علیا وفاطمۃ والحسن والحسین فقال اللّٰھم ھٰؤلاء اھلی ۔ صحیح ترمذی میں
یہہ روایت مباہلہ درج ہے اور ظاہر ہے کہ جناب مرتضےٰ علی کو حضرت رسول خدا کا نفس
قرار دیا ہے پس جس شخص کو خداوند عالم نفس رسول قرار دے پھر وہاں گنجایش فصل کہاں
ہے اور بموجودگی انکے اور شخص کسطرح مستحق خلافت ہو سکتے ہیں ۔ بروایت صحاح ستہ بیوہ جعیبر
بمقابلہ حضرات شیخین علی مرتضےٰ کو محب خدا و رسول قرار دیا ہے اور انھیں کے مقابلہ پر لفظ کرار غیر فرار
جناب رسول خدا نے آپکی نسبت فرمایا ہے کہ فضیلت مذکورہ پیشتر بیان ہو چکی ہے پھر بمقابلہ علی
مرتضےٰ کے شیخین مستحق خلافت نہیں ہیں ۔ یوم احزاب رسول خدا نے یہ فرمایا کہ علی ابن ابیطالب کی
ایک لڑائی خندق میں کے دن میری تمام امت کے اعمال سے کہ جو وہ قیامت تک کریں
افضل ہے ۔ پس ایسے ذی مناقب شخص کے ہوتے ہوئے امتی لوگ کہ جنکے اور سب
دیگر امتیوں کے اعمال ملکر انکی ایک لڑائی کے برابر وقعت نہ رکھتے ہوں کسطرح قابل
خلافت ہو سکتے ہیں ۔ عن عایشۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ادعوا لی سید العرب فقلت یا رسول اللہ الست سید العرب قال انا سید ولد
ادم وعلی سید العرب ۔ روایت ہے حضرت عایشہ سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ سید العرب کو بلاؤ پس میں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ سید العرب نہیں ہیں
تو کہا آپ نے کہ میں سید اولاد آدم ہوں اور علی سید العرب ہے عرب میں شیخین اور جمیع صحابہ داخل ہیں اور
حضرت مرتضےٰ ان سب کے سردار ہیں پس بموجودگی سردار کے عام رعایا لوگ قابل امامت نہیں ہو سکتے
ازالۃ الخفا میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تصدیق القابہ مرتضوی بالفاظ وصی وارث ولی رسول اللہ

فی الدنیا والاخرۃ اور قول علی مرتضے علیہ السلام بروقت نزول آیۃ افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ انی لاخوہ ولیہ وابن عمہ ووارثہ علیہ - لکھتے ہین اور یہ سب الفاظ دلالت خلافت بلافصل پر کرتے ہین آیہ تطہیر کا حضرت علی کے لئے نازل ہونا پیشتر مذکور ہوچکا اور ازالۃ الخفا مین یہ حدیث مذکور ہے - وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی یا علی لایحل لاحد ان یجنب فی ہذا المسجد غیری وغیرک - سد ابواب مسجد غیر از باب علی کہ پیشتر مذکور ہوچکا بہت بڑی دلیل فضیلت اور خلافت کے ہین یہ صفات مشارکت صفات نبوت کے ہین پس شخص کے مقابلہ مین غیر ظاہر کیونکر جانشین رسول ہوسکتا ہے - وفی ازالۃ الخفا اخرج الحاکم والنسائی عن عمرو بن میمون وقال ابن عباس سد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابواب المسجد غیر باب علی فکان یدخل المسجد جنبا وھو طریقہ لیس لہ طریق غیرہ اور یہی روایت طحاوی نے زید بن ارقم اور دیگر صحابہ سے کی ہے اور یہ صحیح بخاری مین بھی ہے اور شیخ ابن حجر نے شرح بخاری مین بشرح وبسط لکھا ہے - بروز فتح مکہ دوش رسول پر سوار ہونا بھی بیشتر لکھ چکے ہین قول رسول خدا بعبارت جامی نقل کرتے ہین - خوشا حال تو کہ کار حق میکنی - وخوشا حال من کہ یار حق میکنم اور پھر فرمانا رسول خدا کا کہ بارخدایا بسط ان علی پھیرے اُدھر ہی حق کو پھیر کسدرجہ اثبات حقیت خلافت وافضلیت ہے - ملا جامی لکھتے ہین کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ گوید کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصیت کرد کہ بغسل مے من قیام نمایم کہ بغیر من ہر کرا نظر بر عورت وے افتد نابینا گردد - دوسرے مقام مین جامی نے قول امام کا لکھا ہے کہ امام را جز امام نشوید پس نبی کے لئے لامحالہ ضرور ہے کہ نبی را جز امام نشوید - اگر حضرت ابوبکر مستحق خلافت ہوتے تو یہ کام ضرور ان سے لیا جاتا - من المتواترات علی منی وانا منہ - یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون - پس بموجودگی علی مرتضے کے کوئی خلیفہ نہین ہوسکتا بحکم اس حدیث کے گنجایش فصل نہین ہے اسلئے علی مرتضے الافضل خلیفہ ہین - اور خلافت چونکہ نیابت رسالت ہے اسلئے ایسا ہی شخص ذمہ کار ہے کہ جو شخص مصداق انہ منی وانا منہ کی ہو جیسا کہ بوقت

تبلیغ سورہ برات کے حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور حکم پروردگار عالم کا سنایا کہ کار تبلیغ
رسالت سوائے تمہارے یا ایسے شخص کے جو تم سے ہو دوسرا انجام نہیں دے سکتا چنانچہ حضرت ابوبکر کو
اس کام سے معزول کر کے حضرت مرتضےٰ کو مقرر کیا پس صاف ثابت ہے نہایت رسالت اس شخص
کی جائز ہے کہ جو نبی سے ہو نبی اس سے ہے۔ ازالۃ الخفا میں ابن عباس سے روایت ہے قال ابن
عباس۔ وقال لہ یعنی علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انت ولی کل مومن ومومنۃ
من بعدی یعنے فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے لئے کہ تو میرے بعد ہر مومن اور
مومنہ کا حاکم و سردار ہے [illegible] حکم خلافت بلافصل ثابت ہوسکتا ہے اور جو لوگ
بوجہ عداوت ہر مقام پر معنی دوست کے [illegible]
اور جواب نہ دے سکیں انکو لفظ [illegible]
اس حدیث کو ازالۃ الخفا میں [illegible]
اسے پوچھا چاہئے کہ اگر یہ [illegible]
حیات رسول خدا میں مومنین کے دشمن نہ تھے جو بعد [illegible]
یہ حدیث صاف دلیل خلافت بلافصل کی ہے۔ وعن زید ابن ارقم قال [illegible]
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من یدیہ ان یحیی حیواتی ویموت مماتی ویسکن
اللتی وعدنی ربی فلیتول علی ابن ابی طالب فانہ لن یخرجکم من ھدی ولن یدخلکم
فی ضلال۔ اخرجہ الحاکم فی المستدرک نقلہ فی ازالۃ الخفا۔
فضائل نمبر ۹ کتاب ہذا میں درج ہے۔ ولا یقبل اللہ ایمان عبد الا بولایتک
اعلان کا بڑا تعجب ہے کہ حضرت مرتضےٰ کا تو ولی اور انکو اعداء سے تبرا [illegible]
کی نسبت ایسا حکم ہوا سلئے حضرت مرتضےٰ بالضرور بلافصل خلیفہ ہیں۔ امت [illegible]
نے نہایت درجہ فرمائی اور محب انکا مومن اور دشمن انکا منافق قرار دیا اور [illegible]
بہشت اور دشمنان کے لئے وعدہ دوزخ فرمایا یہ بڑی دلیل خلافت کی ہے ورنہ اس شد و مد

واہتمام سے ایسے احکام صادر نہوتے۔ وعن عمار بن یاسر سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لعلی یا علی طوبی لمن احبك وصدق فیك وویل لمن ابغضك وکذب فیك محبت اور تصدیق علی مرتضے کی کرنیوالا بہشتی ہے اور اوس سے بغض رکھنے والا اور تکذیب کرنے والا جہنمی ہے تصدیق وتکذیب کا ذکر دلالت برخلافت کرتا ہے۔ ومن احب علیا فقد احبنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ ولا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق یہہ روایت بطریق متعدد بیان ہوئے ہین۔ اخرجہ الحاکم۔ وعن ابی سعید الخدری ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل علی فاطمۃ فقال انی ایاک وھذا النائم یعنی علیا وھما یعنی الحسن والحسین مکان واحد القیامۃ اخرجہ الحاکم فی المستدرک۔ اگر تمام قیامت کے شخص برحق ہوتے تو وہ بھی اسی جگہ ہوتے وعن عبد اللہ بن سعد بن زرارۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوحی الی علی ثلث انہ سید المومنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین اخرجہ الحاکم فی المستدرک ونقلہ فی ازالۃ الخفا صفحہ ۲۶۳ مقصد دوم علی کل مومن مین تو محبت کے لگاتے ہین لیکن سید المومنین ہن کیا توجیہ کا لینگے۔ یہ صاف وساف حکم خلافت وامارت ہے۔ حبیب السیر وغیرہ کتب مین بروایات صحیحہ یہہ لکھا ہے کہ فرشتہ کے کتف پر یہ لکھا ہوا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابیطالب مقیم الحجۃ وقصہ از معراج جناب قبلہ۔ ایضاً قصہ معراج مین لکھا ہے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لما اسری الی السماء واذا العرش مکتوب فیہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدتہ بعلی۔ وعن زید بن ارقم عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال العلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربتم وانا سلم لمن سالمتم اخرجہ الحاکم فی المستدرک جنگ وصلح کا مدلول عین خلافت کی دلیل ہے۔ واخرج الحاکم عن ابی اسحاق قال سئلت فہم بن العباس کیف ورث علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونکم قال لانہ کان اولنا بہ لحوقا واسدنا بہ لذوقا۔ اگر بقول علماے اہلسنت وراثت مال انبیا مین نہین ہے تو لامحالہ خلافت سے مراد ہے۔

فصل در بیان استخلاف بجہین حیات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما یتعلق بہا

واضح ہو کہ اس فصل مین بیان اس امر کا ہی کہ آیا منجملہ مدعیان خلافت کے کسی شخص کو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حین حیات اپنا ولیعہد یا خلیفہ مقرر کیا ہی یا نہین اور پھر کہ مشارکت اختیارات نبوت مین اور حکم اتباع و پیروی خلیفہ متعلق اس فصل سے ہین اسلئے انکو علیحدہ بیان کرنا خالی از لطف ہے اسلئے ہم ان دونون جملون کو اسی فصل مین مذکور کرینگے - واضح ہو کہ بمعاینہ کتب اہلسنت والجماعت یہ امر بخوبی ثابت ہی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حین حیات کبھی حضرت ابوبکر یا حضرت عمر یا حضرت عثمان کو اپنا خلیفہ یا جانشین مقرر نہین فرمایا - نہ کبھی معاملات نبوت و اختیارات رسالت مین انکو مشارکت ہوئی نہ کبھی رسول خدا صلعم نے امت کو انہین سے کسی کے ساتھ تمسک اور پیروی کرنیکا حکم دیا جبکہ حضرت علی مرتضے علیہ السلام کے اسطلاق اور ولیعہدی اور نصوص خلافت کا مذکور ہونا ہی اُسوقت علماے اہل تسنن بجواب اسکے یہہ بیان کرتے ہین کہ مرض الموت مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانیکو حکم دیا ہی - مگر یہہ روایت محض دروغ اور مصنوعی ہی اسلی مطلق اصلیت نہین ہے علماے نے محض براہ عداوت علی مرتضے و دوستی حضرت ابوبکر کی محض مصنوعی بات بنائی ہی اول تو خود کرنا چاہیے کہ اگر کچھہ بھی اصلیت ہوتی تو بروقت انعقاد بیعت خلافت اور بوقت نزاع سقیفہ بنی ساعدہ اسکا مذکور رہوتا - مگر وہان بطلق اسکا ذکر نہین آیا علاوہ اسکے خود احادیث و روایات اہل سنت سے اس قول کا مصنوعی ہونا بخوبی ثابت ہی یہہ احادیث جو بروایت عایشہ بیان کیگئی ہی اسمین لوگون کو یقین دلانیکے لئے وہ اصرار موجود ہی وہ ضمنی کلام مین ہوا کرتا ہی یعنے بی بی عایشہ فرماتی ہین کہ جب بلال نے آواز نماز کے لئے دی تو رسول خدا نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑہاوین مین نے عرض کی کہ ابوبکر رقیق القلب ہی انکو حکم نماز پڑہانیکا نہ دیجئے انکو آپکی جگہہ کھڑا ہوا جائیگا انکو رقت طاری ہوگی قران نہ پڑہ سکینگے - میری بات رسول خدا نے نہ مانی تین بار حفصہ نے یہی عرض کیا اور رسول خدا نے نہ مانا بلکہ یہ کہا تم اے عورتو صواحب یوسف ہو دلمین تمھارے کچھہ کہتی کچھہ اور ہو اب اہل انصاف غور فرماوین کہ اگر فی الواقع حضرت ابوبکر کی یہی کیفیت تھی تو رسول خدا کو بے تحقیق

وتکفین چھوڑکر خلافت کرنے سقیفہ مین کیسے چلے گئے اور جس شخص کو ایکوقتکی نماز مین جانشین ہونے رسول خدا کا تحمل نہوے تو وہ آدمی جانشینی کا کیسے تحمل کرسکتا ہی تھوڑی دیر کے لئے رسول خدا کی جگہہ پر ٹھہرا ہونیسے جسکو گریہ وزاری طاری ہو وہ سقیفہ مین خلافت کی بحث کرنیکو جائے اور رسول خدا کو بے تجہیز وتکفین چھوڑے اور ایک قطرہ آنسو کا نہ بہادے اور بعد وفات رسول خدا اسقدر یہ کہکر چلدے کہ آپ نے رونیکو منع نہ کیا ہوتا تو مین آنکہو سے نہ بہادیتا کسی طرح قابل قبول نہین ہی۔ ماورا اسکے جو کچھہ کارروائی اس بارہ مین حضرت ابوبکر سے واقع ہوئی وہ شاہد اس امر کی ہے کہ وہ مدت سے اسوقت کا مبارک کی منتظر تھے کہ ہم آیندہ بخوبی سرانجام دیں اضطراب بیعت وتخلف جیش اسامہ وغیرہ وہ جوہات ہی ثابت کرینگے پس کب ممکن ہے کہ باپ تو ایکبارگی ہدایت سے ناامید وار ہو اور بیٹی اسوقت بہ اٹکلی چال چلے اور ایسی بیٹی کہ ان باپ کی محبت مین جسنے خدا اور رسول کی اطاعت سے گردن تہی کی کہ جسکے حق مین خداوند تعالے سورہ تحریم مین انکا تذکرہ کرتا ہی اور باپ کی نسبت ہی تذکرہ فرمایا ہی کہ مسلمانون اپنے نفسون اور اولاد کو دوزخ سے بچاؤ اگر یہ تصور کیا جاوے تو شاید تمہارے گناہ معاف ہون اور پہر انکو زن نوح سے کہ کافرہ تھین خداوند تعالی مثال دیتا ہی۔ اور خود اسی روایت سے جسکا انکی استقامت بے اعتباری ہی کہ رسول خدا فرماتا ہے کہ تم صواحب یوسف ہو کہ تمہارے دل مین کچھہ اور ہے تو دروغ گوئی صاف طور پر ثابت ہی۔ پس جسکو خود انکو دروغ گو فرماوے تو اونکی روایت کا کیا اعتبار ہی۔ غالبا یہ فقرہ اس روایت مین فرمانا اعتبار کے لئے جمایا گیا تہا مگر قدرت خدا آپہی اپنے بندون کو بتلانے لگی۔ اس بارہ مین جس روایت پر زیادہ اعتبار کیا گیا ہی وہ روایت زہریکی ہی کہ اسنے عبداللہ بن ربیعہ سے یہ روایت کی ہی کہ مرض الموت مین عبداللہ بن ربیعہ نے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہا کہ اے عبداللہ تو لوگون سے کہدے کہ وہ نماز پڑہ لین عبداللہ جسوقت مسجد مین آیا تو حضرت عمر کو پایا اسنے اونسے وہی پیغام کہدیا چنانچہ حضرت عمر نماز پڑہانے کہڑے ہوئے تو یہ جہیر الصوت تہے آواز اونکی رسول خدا صلعم کو ناگوار ہوئی اور اونکو بند کردیا

سخت افسوس کا مقام ہے کہ جسکے سبب رسول اللہ صلعم کو ایک وقت کی نماز
مسلمانون کو پڑہانا گوارا نہوا اور سکے بعد یہ فعل مکروہ دس برس تک جاری رہا
اور فرمایا کہ ابو بکر سے کہدو کہ وہ نماز پڑہاوے مدارج النبوت صفحہ ۴۹ جلد دوم
حضرت واضح نے یہان بہی کارسازی کی کہ دوسری روایت مین یہہ بتایا کہ عبداللہ بن
ربیعہ سے رسول خدا نے یہہ فرمایا کہ ابو بکر سے کہدے کہ نماز پڑہاوے مگر جب عبداللہ
مسجد مین آیا تو ابو بکر نہ ملے اور عمر سے کہدیا کہ تم نماز پڑہاؤ اور جبکہ عمر کا نماز پڑہانا بوجہ
کرختی آواز کے حضرت کو مکروہ معلوم ہوا تو انکو منع کردیا اسپر حضرت عمر نے عبداللہ
سے کہا کہ تو نے بڑا کام کیا کہ مجہسے بلا اذن رسول خدا کے یہ کہدیا۔ اور سوگند عبداللہ نے
خدا کی قسم کہا کر یہ بات کہی کہ مجہسے رسول خدا نے کسی کا نام لیکر نماز پڑہانیکو نہین کہا
عام بات کہی تہی کہ مین نے تمسے کہدی۔ مدارج صفحہ ایضاً۔ اب ناظرین ذرا واضح
کی قوت حافظہ کو غور فرماین کہ شروع روایت مین تو آپ ہمکو یہ بتلاتے ہین کہ رسول خدا نے
عبداللہ بن ربیعہ سے کہا کہ ابو بکر سے نماز پڑہانیکو کہدے اور آخر مین قسمیہ قول ابن
ربیعہ کا خود ہی یہ درج کرتے ہین کہ مجہسے رسول خدا نے کسی کا نام نہین لیا
بہرحال ثابت ہی کہ رسول خدا نے ہرگز ہرگز کسی کا نام لیکر حکم نماز پڑہانیکو نہین دیا یا
اسلئے یہ حکم کسی طرح اس معاملہ مین کارآمد نہین ہوسکتا۔ اگر بعد مکروہ معلوم ہونے
آواز حضرت عمر کے بفرض محال یہ فرمادیا ہو کہ ابو بکر سے کہدو کہ وہ نماز پڑہاوین
تو اس سے یہ امر ثابت ہوسکتا ہی کہ اونکی آواز سخت نہ تہی اسلئے اجازت دیدی اور
حضرت عمر کو سختی آواز کی وجہ سے منع کردیا ہرگز ہرگز یہ حکم ارادتاً ثابت نہین ہے۔
بلکہ دیگر روایات سے جو اسی ضمن مین صاحب مدارج النبوت نے بعد اوپر روایات کے
لکہے ہین صاف طور پر واضح ہورہا ہی کہ جناب رسول خدا صلعم کو اوسوقت ابو بکر کا
نماز پڑہانا ہی ناگوار معلوم ہوا کہ اول تو حضرت عمر کو نماز پڑہانے سے منع کیا پہر جب ابو بکر

کی آواز آئی تو خود مسجد مین چلے گئے اور خود نماز پڑہائی اور عین نماز مین ابوبکر امام سے مقتدی ہوئے حالانکہ پیشتر ایسا اتفاق ہوچکا ہی کہ اور صحابہ کے پیچھے رسول خدا صلعم نے مقتدی ہوکر نماز پڑہی تھی جیساکہ مدارج النبوت سے ظاہر ہے +

پس صاف طور پر ثابت ہی کہ جناب رسول خدا نے ہرگز کسی ارادہ خاص سے کسی کو نماز پڑہانیکا حکم نہین دیا پھر اہل سنت کو اسپر فخر اور ناز کرنا محض بیجا ہی علاوہ اسکے یہ بھی سمجھنے کی بات ہی کہ اگر رسول خدا صلعم کو حضرت ابوبکر کا خلیفہ کرنا منظور ہوتا تو جیش اسامہ مین اونکو متعین نہ کرتے دیکھو اسامہ کی ماتحتی مین اونکو اور حضرت عمر و عثمان وغیرہم کو حضرت نے تعینات کردیا حالانکہ اونکو ناگوار بھی نہین ہوا اور مرکب عدول حکمی کے ہوئے اس سے صاف ظاہر ہی کہ حضرت کو ہرگز اون کا خلیفہ کرنا منظور نہ تھا بلکہ علی مرتضے کا خلیفہ کرنا مدنظر تھا ورنہ جب اکابر مہاجرین کو متعین کیا تھا تو حضرت علی کو بھی متعین کرتے اون کا متعین نہ کرنا صرف بروجہ خلافت کے تھا +

یہہ حال تو نصوص اور احکام خلافت شیخین کا ہی - اب اختیارات رسالت مین مشارکت کا ہونا بھی نسبت خلفاء ثلثہ کے ثابت نہین ہے - نہ تو وہ مثل انبیاء و مرسلین کے معصوم ہین نہ ظاہر ہین نہ اونسے معجزات صادر ہوئے ہین نہ سوائے انسان کے اور کسی طبقہ نے اونکو خلیفہ قبول کیا ہے نہ علم لدنی سے اونکو حصہ پہونچا ہی یہہ ہی امور اختیارات نبوت کے مشارکت کے ہین اونمین سے کوئی امر بھی خلفاء ثلثہ کے نسبت ثابت نہین ہے بلکہ برخلاف اسکے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ کوئی کام متعلقہ تبلیغ رسالت حضرت ابوبکر کے سپرد کردیا تھا کہ اوسوقت جبرئیل امین حکم رب العالمین لائے کہ تبلیغ رسالت تمھارا کام ہے تم خود جاؤ یا ایسے شخص کو بھیجو کہ تمسے ہو حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ ایسا شخص کون جبرئیل بولے کہ علی مرتضے ہین پنانچہ قصہ تبلیغ سورہ برات مشہور ہی کہ باوجودیکہ ابوبکر صدیق سورہ برات لیکر مکہ معظمہ کو روانہ

ہو چکے تھے کہ عقب سے حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کو سورۂ برات دیکر بحکم خداوند تعالیٰ روانہ کیا گیا اور ابوبکر اس سے معزول کئے گئے۔

ہمنے پوری روایت باب فضائل مرتضوی مین بہ نمبر ۵، درج کی ہے۔ اور جب کہ حضرت ابوبکر نے واپس ہوکر سبب اپنی معزولی کا دریافت کیا تو رسول خدا نے یہہ فرمایا ولکن الامین ھبط الی من اللہ عزوجل بانہ یودی عنک الا انت او رجل منک وعلی منی وھو نے اخی ووصی وداری وخلیفتی فی اھلی وامتی وبعدی یقضی دینی ویودی عنی الاعلیؑ۔ یعنے ولیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرئیل امین نازل ہوے اور وحی لائے۔ کہ کوئی شخص تمھاری طرف سے تبلیغ رسالت نہین کر سکتا مگر خود تم یا وہ شخص جو تم سے ہو اور علی مجھ سے ہے وہ میرا بھائی ہے اور میرا وصی ہے اور میرا خلیفہ ہے میری اہل اور امت مین اور بعد میرے میرا فرض ادا کرے گا اور سوائے علی کے اور کوئی شخص میری طرف سے تبلیغ رسالت نہین کر سکتا

علماے اہلسنت وجماعت اس روایت سے نہایت درجہ نادم ہوتے ہونگے لیکن چونکہ یہہ حدیث متواترات سے ہے اسلئے کچھہ عذر نہین کر سکتے۔ مگر اونکو سخت افسوس ہے کہ یہہ روایت اونکی کتب مین کیون درج کی گئی ہے ایک ذرا سے معاملہ نماز پڑھانے کو علماے اہل سنت نے کس قدر طول دیا ہے حالانکہ تبلیغ رسالت سے متعلق نہین خاص جناب رسول خدا کے زمانہ مین ہزارون مساجد کے اندر لوگ امام بنکر نماز پڑھاتے تھے اسمین کوئی فخر اور ناز کا موقع نہ تھا نہ رسول خدا نے کسکا نام لیکر حکم دیا خود ہی فرمانفرمائی بنکر امام ہو گئے تھے اور جلد ہی ہی دونون مساجد یکے بعد دیگرے بند کئے گئے۔

علماے اہل سنت کو معزولی حضرت ابوبکر تبلیغ سورہ براۃ کے بابت کوئی جواب نہین ہے اور یہہ بہت بڑی دلیل خلافت بلافصل حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کے ہے مگر افسوس یہ ہے کہ سارا قصہ معزولی کا بیان کر جاتے ہین اور پہر ہٹ دہرم کہے جاتے ہین کہ حضرت ابوبکر معزول

نہین کئے گئے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین بعد درج کرنے روایت
محمد بن اسحاق و ابن عباس کے یہ تحریر فرماتے ہین ۔
فقیر گوید کہ بعض روایت را خطا واقع شدہ است کہ می گوید ابو بکر صدیق را باز گردانید اصل
قصہ آنست کہ ابو بکر بلا نزاع امیر الحج بود و سورہ برات اول آنحضرت ابو بکر صدیق دادہ بود
بعد ازان جبرئیل فرمود آمد و امر کرد کہ آنرا بدست حضرت مرتضےٰ باید فرستاد
اب اہل انصاف غور کرین کہ راویون کی کیا خطا ہوئی اور ابو بکر کیسے بلا نزاع امیر الحج
رہے تعجب کہ خود ہی اشارہ صاحب معزو لی انکی بحکم وحی لکھتے ہے مین پھر اپنی سمجھ کی خطا
راویون پر کیون ڈالتے ہین اور امیر الحج سے یہی تو کہا تھا تبلیغ سورہ برات کے ناقابل قرار پاچکے
اور یہ بھی دلیل نیابت رسالت کی ہی افسوس شاہ صاحب کی خداوند تعالی اور جبرئیل علیہ السلام پر کچھ پیش
نہین گئی اس لئے راویون کو لتاڑ ڈالا یہ ایک اور افسوس ہے کہ اہل سنت اثبات خلافت
ابو بکر کے لئے بہت جھوٹی چھوٹی اور بے وجود باتون کو سند کر دانتے ہین پھر ایسے بڑے عہدے
امیر الحج کو کیون کبھی استدلال خلافت مین پیش نہین کرتے ۔
نکتہ سبحان اللہ نبوت حقہ اس کا نام ہے کہ جناب رسول خدا صلعم پر سب کچھ جو ہونیوالا
تھا بالکل واضح اور روشن تھا اور جو سورہ برات حضرت ابو بکر کے ہاتھ بھیجی ۔ اور پہلے ہی
علی مرتضےٰ علیہ السلام کو نہین بھیجا اسمین یہ نکتہ تھا کہ یہ معاملہ علی مرتضےٰ علیہ السلام کی خلافت
پر جسکو امتیان ناحق پسند قبول نہ کرین گے سند کامل ہوجاے اور اسی شخص کے مقابل
مین قابل استدلال ہوجاوے کہ جو سب سے اول دعویدار حق مرتضوی ہووے ۔
فائدہ جس شخص مین فقط تبلیغ سورہ برات کی قابلیت نہ تھی بڑا تعجب ہی کہ ایسا شخص کس
طرح حامل بار نیابت رسالت سمجھ لیا گیا یہ توضیح تعصب اہل سنت پر دلالت کرتا ہی کہ جب سو خدا
بحکم وحی صاف فرماتے ہین کہ کار تبلیغ رسالت مین خود ہی کر سکتا ہون اور نیابتاً فقط علی
مرتضےٰ کر سکتے ہین کہ جو مجھسے ہین غیر شخص اس کام کو نہین کر سکتا +

جو شخص زندگی رسول خدا مین کار نیابت انجام نہ دے سکتا تہا وہ بعد وفات تو کسی طرح بہی نیابت قرار نہین پا سکتا جبین حیات ہی مین تو ایک معاملہ خاص کی بابت نیابت تہی جب اوسی کے نا قابل قرار پا چکے تو عام امورات رسالت مین نیابت کی قابلیت کا حاصل ہونا غیر ممکن اور محال ہے

اب رہی یہ بات کہ آیا لوگون کو حضرت ابوبکر کے ساتہہ تمسک کرنیکا حکم دیا ہے یا رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم میرے بعد میری اہلبیت اور قران کی پیروی کرنا چنانچہ صحاح ستہ اہل سنت مین یہ حدیث متواترہ درج ہے اور جملہ محدثین نے اسکی تصحیح کی ہے اور متواترات سے لکہا ہے کتب ستہ احادیث کے علاوہ مسند احمد بن حنبل اور مستدرک حاکم اور دیگر کتب احادیث و معارج النبوت و روضۃ الاحباب وغیرہ کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہے بلکہ کتب مناظرہ مین علماء متعصب نے بہی اسپر جرح و قدح کسی قسم کی نہین کی بلکہ اوسکی صحت کو قبول کیا ہے شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مین اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ مین اس حدیث کو قبول کیا

عن جابر رایت رسول اللہ صلعم فی حجۃ یوم العرفۃ وھو علی ناقۃ القصوی یخطب فسمعتہ یقول یا ایہا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی رواہ الترمذی -

دیگر صحاح مین اور زیادہ مضمون بہی اسکا ہے ہم عنقریب اپنی موقع پر پورا تذکرہ اسکا کرینگے پس جبکہ رسول خدا نے اپنی وفات کے بعد اہلبیت کی پیروی کرنیکا حکم امت کو جسمین شیخین بہی داخل ہین دیا ہے تو صاف بات ہے کہ امام اہلبیت نبوی ہین اور ساری امت خواہ صحابی ہو یا غیر صحابی سب کے سب تابع اور ماموم اور مامور بہ تقلید اہل بیت ہین

اس حدیث کے جواب مین بہی واضعان نے اپنا کام دکہلایا ہے اور ایک روایت مجہول کی بیان کیجاتی ہے اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر و عمر - لیکن جو حدیث کہ لکہو کہا آدمیون کے

مجمع مین رسول خدا نے فرمائی اور خود اہل سنت اُسکو متواتر بیان کرتے ہین تو اوسکے مقابلہ
پر اس روایت کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے اول تو خود اس روایت کا مضمون عقیدۂ اہل سنت
کے برخلاف ہے کیونکہ اونکے نزدیک چار خلافت راشدہ ہین اور حدیث مین صرف دو خلیفون
کی بابت یکجائی حکم ہے تو بقیہ دو خلافت قابل اعتبار نہین ہین اور چونکہ انکے عقیدہ کی خلاف
ہین اس لئے نامعتبر اصلیت اسکی یہہ ہے کہ یہ حدیث معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کی خلافت
زمانہ مین وضع ہوئی واضع غریب کو کیا معلوم تہا کہ انکے بعد کون کون خلیفہ ہوگا اسلئے
اونسے صرف دو ہی خلفا پر جو گذر چکے تھے اتفاقاً یا اگر بزمانہ معاویہ بنائی جاتی تو ضرور
چارون خلافت کا نام ہوتا چنانچہ اوس زمانہ کی موضوعات مین صاف طور پر بترتیب چارون
خلافتون کا مذکور ہو چکا ہے علاوہ اسکے حدیث ثقلین آخری وصیت رسول خدا کی ہے کہ
حجۃ الوداع اور بیوم غدیر وصیت در مرض الموت اسی کا اعادہ ہوا ہے پس اسکے قبل کا اگر
کوئی حکم تسلیم بھی کر لیا جاے تو منسوخ سمجہا جائیگا دیکہو عین مرض الموت مین تہوڑے وفات
پہر رسول خدا نے اسی کا اعادہ فرمایا کہ بخاری شریف مین روایت ہے ھلموا اکتب لکم کتابا لا
تضلوا بعدی - اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وصیت رسول خدا گمراہی سے بچانیوالی ہے اور حدیث
ثقلین اور خطبہ غدیر سے یہہ امر صاف ہو چکا ہے کہ گمراہی سے بچانیوالی دو شے ہین پیروی
قران و پیروی اہلبیت نبوی پس صاف ظاہر ہے کہ وصیت مین اسی کا اعادہ تہا اور خود حضرت
عمر کے قول سے بہی ظاہر ہو گیا ہے کہ رسول خدا صلعم کی مرضی اسی امر کے اعادہ کی بات ہی اور
بار بار جو رسول خدا صلعم یا صرف اس امر کو بیان فرماتے تہے ورنہ وہ خوب جانتے تھے کہ امت اسکی
تعمیل سے خلاف کریگی اسلئے بار بار اسکا تذکرہ بنا بر اتمام حجت فرمایا ہے ورنہ ایک مرتبہ جلسہ
عام مین فرما دینا کافی تہا خطاب ھلموا اکتب لکم کے بعد جو کچہہ حضرت عمر نے زبان سے فرمایا -
کتب سیر و احادیث مین مندرج ہے چنانچہ محدث دہلوی نے مدارج النبوت مین قول حضرت
عمر کا درج فرمایا ہے کہ جو انہون نے جناب حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان

مین کہا ہے شخص در شدت مرض چیزہائے گوید کہ از اختیار بیرون است و شاید کہ این سخن
نیز مثل آن سخنان باشد مثل آن سخنان سے صاف ہویدا ہوا ہی کہ حضرت عمر سمجھتے تھے کہ
یہہ بھی آپ اہل بیت کے لئے فرماتے ہین کیونکہ لہ تضلو شاہد موجود ہی وصیت آخری سول اللہ
صلعم کی جو حضرات اصحاب ثلثہ و دیگر مہاجرین سے مسجد نبوی مین رسول خدا صلعم نے جلسہ
عام مین فرمائی بقول صاحب مدارج النبوت یہہ ہی وصیت می کنم مہاجرین اولین را کہ با
یکدگر نیکی کنند پس خواند سورۂ والعصر تا آخر و این آیۃ فہل عسیتہ ان تولیتم ان تفسدوا
فی الارض و تقطعوا ارحامکم ۔ یعنی پس آگاہ ہو کہ اگر شاید تم والی امر کئے جاو تو زمین پر
فساد پیدا کرو اور قطع رحم کرو اس سے مراد یہہ ہی کہ میری اہلبیت کے ساتھہ تم لوگ بدسلوکی
کروگے پھر فرمایا وصیت می کنم شما را در شان انصار فرمود اے انصار بعد از من جماعتے را بر شما
ایثار و اختیار خواہند کرد بر شما ترجیح خواہند داد انصار گفتند یا رسول اللہ بگو کہ با ایشان چکنیم
فرمود صبر کنید تا زمانیکہ در لب حوض کوثر بمن رسید پھر لکھتا ہے کہ حضرت صلعم نے حق سبحانہ تعالیٰ
یہہ وعظ کیا نمی ترسم من بر شما کفر او شرک را ولیکن می ترسم از دنیا کہ رغبت کنند در ان و تغافل
کنند بیک دیگر ۔ اور یہ جملہ حالات صریحاً مبطل خلافت ثلثہ ہین +

بیان استخلاف علی مرتضیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ

واضح ہو کہ جناب رسول خدا صلعم نے چند بار بحین حیات خود حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کو
اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کیا اور بلفظ وصی اور وارث اور خلیفہ آپکی نسبت فرمایا اور امت
کو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا چنانچہ مفصل بیان اسکا مرقوم ہی ۔

استخلاف مرتبہ اول

یہہ استخلاف مکہ معظمہ مین قبل از ہجرت وقوع مین آیا اور
صاف طور پر رسول خدا صلعم نے تمام اہالیان خاندان مین سے
حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کو باوجود صغر سنی وارث اور خلیف

اپنا قرار دیا و بموجودگی دیگر اعمام حضرت مرتضےٰ کو وارث گردانا کہ بشرح و بسط اس قصہ کو شاہ
ولی اللہ نے کتاب ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء میں درج کیا ہے باین عبارت و ازان جملہ
آنکہ پیش از ہجرت آن حضرت صلعم با او معاملت منتظر الخارج داشت کہ یکی از لوازم خلافت است
بجا آورد انتہی اخرج النسائی فی کتاب الخصائص عن ربیعۃ بن ناجیۃ ان رجلا قال (علی)
ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ یا امیر المومنین لم ورثت ابن عمک دون عمک قال جمع رسول اللہ
صلعم بنی عبد المطلب فصنع لہم مدا من طعام قال فاکلوا حتی شبعوا و بقی الطعام کما ھو
کان لم یمس ثم دعا بغرۃ فشربوا حتی رووا و بقی الشراب کان لم یمس ولم
یشرب فقال یا بنی عبد المطلب انی بعثت الیکم خاصۃ و الی الناس عامۃ و قد
رایتم من ھذہ الایۃ ما قد رایتم و ایکم یا یعنی علی ان یکون اخی
وصاحبی و وارثی فلم یقم الیہ احد فقمت الیہ و کنت اصغر القوم قال اجلس
ثم قال ثلث مرات کل ذلک القوم فیقوم الیہ احد فقمت الیہ و کنت اصغر القوم قال اجلس
علی یدی ثم قال فبذلک ورثت ابن عمی دون عمی ۔ حاصل مطلب اس روایت کا
یہ ہے کہ کسی شخص کے سوال در بارۂ حدیث وراثت ابن عمی دون عمی کی جناب علی مرتضےٰ
علیہ السلام نے یہ قصہ بیان کیا ہے کہ جسکو امام نسائی نے کہ منجملہ ائمہ حدیث اہلسنت کی ہے
کتاب الخصائص میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کیا ہے کہ جمع کیا رسول خدا صلعم نے تمام اولاد
عبد المطلب کو اور انکی ضیافت کی اور غذا و شربت انکے لئے مہیا کیا کہ سب نے خوب کھایا پیا اور جسقدر
بچ رہا بعد الفراغ اکل و شرب کے اپنے خاندان یعنی عبد المطلب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں عام
لوگوں پر مبعوث ہوا ہوں لیکن تم پر بالخصوص مبعوث ہوں اور اس قوم کا جو کچھ میرے ساتھ حال ہے
اسکو تم دیکھتے ہو حاجت بیان کی نہیں ہے اب تمکو لازم ہے کہ میرے ساتھ ان باتوں کی بیعت کرو کہ
تم میرے بھائی ہو لیکن رسول خدا کے اس ماننے پر انمیں سے کوئی نہ اٹھا مگر میں باوجودیکہ صغیر السن تھا یعنی حضرت
مرتضےٰ فرماتے ہیں اٹھا مگر رسول خدا نے مجھسے فرمایا کہ تو بیٹھ جا بعد اسکے پھر اس کلمہ کا تین مرتبہ آپنے اعادہ

فرمایا اور ہر مرتبہ میں اوٹھکر کھڑا ہوا اور رسول خدا نے مجھکو بیٹھنے کا حکم دیا حتی کہ جب
میں تیسری مرتبہ اوٹھا تو رسول خدا صلعم نے اپنا ہاتھ میرے ماتھہ پر مارا اور یہ ہی کلمہ فرمایا کہ
ورثت ابن عمی دون عمی یعنی وارث کیا میں نے اپنا ماتھہ میرے ماتھہ پر مارا اور یہ ہی کلمہ فرمایا
صدور عالم نے معارج العلی میں اس اختلاف کو بروایت متعددہ بیان کیا ہے اور واخرج
ابن اسحاق وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وابونعیم وبیہقی معا فی الدلایل عن
علی قال لما نزلت ھذہ الایۃ علی رسول اللہ صلعم وانذر عشیرتک الاقربین دعا لی
فصنعت بانا الصاع من طعام وعناق وعرمت الی مجمع آباءھم لھذا الامر الذی منھم ما اکرہ فصمت
علیھا حتی جاءنی جبرئیل فقال یا محمد انک لم یفعل ما تومر بہ بعذانک ربک فاصنع
لی صاعا من طعام واجعل علیہ رجل شاۃ واجعل لنا عسا من لبن ثم اجمع لی بنی عبد المطلب
حتی اکلمھم وابلغ من امرت بہ ففعلت ما امرلی بہ ثم دعوتھم لہ وھم یومئذ اربعون
رجلا نزیدون او ینقصونہ فیھم اعمامھم ابوطالب وحمزہ والعباس وابولھب فلما اجتمعوا
الیہ دعانی بالطعام الذی صنعت لھم فجئت بہ فلما وضعتہ تناول النبی صلعم جذبۃ
من اللحم فشقھا بانیاہ ثم رمی بھا فی نواحی الصحفۃ ثم قال کلوا بسم اللہ فاکل
القوم حتی نھلوا عنہ حتی ما نری الا اثار اماکلھم واللہ ان کان الرجل الواحد منھم
لیاکل مثل ما قدمت لجمیعھم ثم قال اسق القوم یا علی فجئتھم بذلک العس فشربوا منہ
حتی رووا جمیعا وایم اللہ ان کان الرجل منھم لیشرب مثلہ فلما اراد النبی صلعم
ان یکلمھم بدرہ ابولھب الی الکلام فقال لقد سحرکم صاحبکم فتفرق القوم
ولم یکلمھم النبی صلعم فلما کان الغد قال یا علی ان ھذا الرجل قد سبقنی الی ما
سمعت من القول فتفرق القوم قبل ان اکلمھم فعد لنا مثل الذی صنعت بالامس
من الطعام والشراب ثم اجمعھم لی ففعلت ثم اجمعتھم ثم دعانی بالطعام
فقربتہ فعمل کما فعل بالامس فلورشدلوا حتی نھلوا ثم تکلم النبی صلعم فقال

یا بنی عبد المطلب انی واللہ یا اعلم شابا فی العرب جاء قومہ باافضل مما جئتکم بہ انی جئتکم بخیر الدنیا والاخرۃ وقد امرنی اللہ ان ادعوکم الیہ وایکم یوازرنی علی امری ھذا فتقلت وانا احدثھم سنا واررھم عینا واعظمھم بطنا فاخشھم ساقا انا یا نبی اللہ اکون وزیرک علیہ فاخذ برقبتی ثم قال ھذا اخی ووصی وخلیفتی فاسمعوا لہ واطیعوا واخرج احمد وابن جریر وانصیا وعن علی انہ قیل لہ کیف ورثت ابن عمک دون عمک فقال جمع رسول اللہ صلعم بنی عبد المطلب وھم رھط کلھم یاکل الجذعۃ ویشرب القربۃ فصنع لھم مدا من طعام واکلوحتی شبعوا وبقی الطعام کما ھو کانہ لم یمس ولم یشرب فقال یا بنی عبد المطلب انی بعثت الیکم خاصۃ والی الناس عامۃ وقد رایتم من ھذہ الایۃ ما رایتم فایکم یبایعنی علی ان یکون اخی وصاحبی ووارثی فلم یقم الیہ احد فقمت الیہ وکنت من اصغر القوم فقال اجلس ثم قال ثلث مرات کل ذلک اقوم الیہ فیقول لی اجلس حتی کان فی الثالثۃ ضرب بیدہ علی یدی قال بذلک ورثت ابن عمی ۔

استخلاف حضرت مرتضےٰ علیہ السلام
بمرتبہ ثانی ۔

یوم ہجرت واقع ہوا کہ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کو واسطے ادا امانات کے مکہ معظمہ مین خلیفہ کیا اور چونکہ تمام قریش آپکو امین اور دیانت دار سمجھتے تھے اس لئے امانات سپرد کرتے تھے اسلئے وقت روانگی مدینہ منورہ کے آپ نے علی مرتضےٰ علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر کیا واسطے ادا امانات کے اور ماسوا اسکے قایم مقام اپنا کیا اور خاص اپنے بستر پر سلوایا اور اپنا کپڑا اوڑھایا تاکہ کفار کو معلوم ہو کہ رسول خدا گھر مین موجود ہین یہہ قصہ کتب سیر مین موجود ہے ۔

استخلاف بمرتبہ ثالث

اوس سال مین ہوا ہی کہ جس سال مین بیعت الرضوان واقع ہوئی چنانچہ شاہ ولی اللہ
ازالۃ الخفاء مین لکھتے ہین وہم درین سفر یا مر تقضے اعلیٰ معاملہ منتظر الخلافت بجا آوردند
اخرجہ النسائی والحاکم واللفظ النسائی عن علیؓ قال جاء النبی صلعم اناس من قریش فقالوا
یا محمد انا جیرانک خلفائک وان من عبیدنا ای الیک لیس لہم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ
الفقہ انما فروا من ضیاعنا واموالنا فارددھم فقال لابی بکر ما تقول فقال عذوالہم
الجیرانک وخلفائک فتغیر وجہ النبی صلعم ثم قال العمر ما تقول قال یا معشر القریش
واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ الایمان ولیضربنکم علی الدین او
یقرب بعضکم قال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ صلعم
قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیا - حاصل مطلب اس روایت کا
یہ ہی کہ ایک مرتبہ کچھ قریش کی قوم کے رسول خدا صلعم کے پاس آئے اور یہہ کہا کہ ہم لوگون کے
بعض غلام تمھارے پاس آگئے ہین نہ اونکو دین مین رغبت ہی نہ فقہ مین اور ہم تمھارے
پڑوس اور حلیف ہین اگر تم اون لوگون کو واپس کردو تو بہتر ہی اسپر رسول خدا نے اور آپنے
ابوبکر سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو وہ بولے کہ یہہ لوگ سچ کہتے ہین بیشک آپکے پڑوسی
پس متغیر ہوگیا چہرہ رسول خدا صلعم کا اور حضرت عمر کیطرف متوجہ ہوکر پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو
وہ بولے کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین بیشک آپکے پڑوسی اور حلیف ہین اسپر بھی چہرہ رسولخدا
کا متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ اے گروہ قریش قسم ہی خدا کی کہ اللہ تعالیٰ تم پر مبعوث کرے گا ایکمرد
کہ تم مین سے اللہ تعالیٰ نے اوسکے ایمان قلبی کا امتحان لیا ہی اور البتہ وہ تم لوگون
کو دین پر مارے گا یا بعضون کو تم مین سے مارے گا اسپر ابوبکر بولے کہ یا رسول
صلعم کیا وہ شخص مین ہون آپنے فرمایا کہ نہین عمر بولے کہ کیا وہ شخص مین ہون آپنے فرمایا
کہ نہین بلکہ وہ شخص یہ ہی کہ ہوا سوقت جوتے مرمت کر رہا ہی اور درحقیقت علی مرتضے کہ
آپنے نعل شریف مرمت کرنیکو دی تہی اور آپ وہان بیٹھے ہوئے جوتے کو -

گانٹھ رہے تھے۔

استخلاف علی مرتضیٰ بمرتبہ رابع

بوقت تبلیغ سورہ برات کی ہے۔ اور یہ استخلاف بمعزولی حضرت ابوبکر کے واقع ہوا اسلئے اونکے مقابلہ پر زیادہ تر احتجاج اور استدلال کے قابل ہی چنانچہ ہمنے پوری روایات اسکی کتاب ازالۃ الخفاء اور مدارج النبوت وغیرہ کتب معتبرہ سے باب فضائل مین نمبر ۷ درج کی ہے اور اعتراف علماء گروہ اہل تسنن کا لکھا ہے اور احادیث نبوی نقل کی ہین اور اول رسول خدا صلعم نے سورہ براۃ حضرت ابوبکر کو دی تھی کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور حکم لائے کہ تبلیغ رسالت تمہارا کام ہی یا تم خود جاؤ یا علی مرتضےٰ کو تم اوس سے ہو اور وہ تم سے ہی بھیجو چنانچہ جناب رسول خدا صلعم نے علی مرتضےٰ کو اپنا خلیفہ اور نایب کرکے مکہ کو بعقب ابوبکر روانہ کیا اور آپ نے سورہ برات کے احکام حج مین سنائے۔

چنانچہ کتاب اعلام الوریٰ مین اور حبیب السیر وغیرہ کتب معتبرہ مین یہہ روایت درج ہے۔

ولکن الامین جبرئیل عن اللہ عزوجل بانہ لا یودی عنک الا انت او رجل منک وعلی منی وھو اخی ووصی ووارثی وخلیفتی فی اھلی وامتی وبعدی یقضی دینی ویودی عنی الاعلی۔

وفی ازالۃ الخفاء قال محمد بن اسحٰق حدثنی حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف انہ قال فانزلت براۃ علی رسول اللہ صلعم وقد کان بعث ابا بکر لیقیم الناس الحج فقیل لہ یا رسول اللہ لو بعثت بھا الی ابی بکر فقال لا یودی عنی الا اھلبیتی ثم دعا علی ابن ابیطالب فقال اخرج بھذہ القصۃ من صدر براۃ فاذن فی الناس یوم الحج الاکبر اذا اجتمعوا منی انہ

لایدخل الجنۃ کافرا ولا یحج بعد العامۃ ۔ مشرک ولا یطوف بالبیت عریان
فخرج علی ابن ابیطالب علی ناقۃ رسول اللہ الی اخر الحدیث
وایضاً ۔ قال ابن عباس ثم بعث رسول اللہ صلعم فلانا بسورۃ التوبۃ فبعث
علیاً خلفہ فاخذھا منہ فقال لا یذھب بھا الا رجل ھو منی وانا منہ ۔
یہ معاملہ استخلاف بہت بڑا صاف معاملہ ہے اور اسمین علمای اہلسنت کو مطلق
حرف گیری کا موقع نہین ملا اور یہ معاملہ خاصکر بمقابلہ حضرت ابوبکر کے ہوا اور ایسا لابدی
امر خیال کیا گیا کہ باوجودیکہ حضرت ابوبکر کئی منزل روانہ ہو چکے تھے مگر تب ہی خدا و رسول
نے گوارا نہ کیا کہ تبلیغ سورہ برات معرفت حضرت ابوبکر کے ہووے کیونکہ رسالت کے کام
کو سوا رسول یا نائب رسول کے اور شخص انجام نہین دے سکتا +
جس شخص مین ذرا سا بھی مادہ عقل ہوگا اور کچھ بھی دلمین انصاف رکھتا ہوگا اور تعصب
اہل بیت سے بری ہوگا صاف سمجھ جائیگا کہ جب فقط ایک سورہ برات کی رسالت
بجین حیات نبی صلعم معرفت حضرت ابوبکر کے خدا تعالی کو اور رسول خدا کو گوارا نہوئی
اور علی مرتضے صلوات اللہ علیہ مامور کئے گئے تو بعد نبی صلعم نیابت رسالت دوسرے
شخص کو کیسے حاصل ہو سکتی ہے اور خصوصاً اوس شخص کو جسکی معرفت ایک سورت
کی تبلیغ منظور نہوئی ۔
علمای اہل تسنن اس معاملہ مین بمثل مسکوت خاموش ہو جاتے ہین اور کوئی جواب نہین دے
سکتا ۔ مگر بمقتضای طبیعت بعض متعصب علماء نے اسقدر جسارت کی ہے کہ جن راویون
نے معزولی ابوبکر بیان کی ہے اونہون نے خطا کی ہے مگر وہ بلا نزاع امیر الحج رہے
مگر تبلیغ سورہ برات اونسے متعلق نہ رہی اور بحکم وحی عقب سے علی مرتضے بجہت تبلیغ
سورہ برات روانہ کئے گئے مگر مطلب ہمارا امیر الحج سے نہین ہے جو ہم اس امر مین بحث
کرین ہمارا مقصود اس امر سے ہے کہ رسالت کی نیابت سے وہ معزول ہوئے اور

عدم قابلیت اونکی اوس امر مین ظاہر ہوکر علی مرتضے مقرر کئے گئے اسمین اون متعصب علما کو بھی کلام نہین ہے۔

مگر در واقع یہ کلام بہی اون علما کا ہے کہ وہ کے اشک شوی کے لئے ہے جب بالکل ہنڈیا چولہے مین پھوٹ گئی تب اوسپر یہہ تلاچڑہا یا ہے ورنہ کیسے امیر الحج اور کیسی تعلیم مناسک جمیع روایات اہل تسنن سے معزولی حضرت ابوبکر کی اور تقرری علی مرتضی کی بحکم وحی ثابت ہے شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین بعد تحریر یہہ روایات یہہ لکھا ہے +

فقیر گوید کہ بعض روایات را خطا واقع شدہ است کہ میگویند ابوبکر صدیق را باز گردانید اصل قصہ آنست کہ ابوبکر بلا نزاع امیر الحج بود و سورہ برات اول بدست ابوبکر صدیق دادہ بودند بعد ازان جبرئیل فرود آمد و امر کرد کہ آنرا بدست حضرت مرتضے باید فرستاد +

سبحان اللہ ذرا غور کا مقام ہے کہ خود ہی لکھہ رہے ہین کہ اول سورہ برات بدست حضرت صدیق روانہ کی اور پہر بموجب حکم وحی وجبرئیل حضرت مرتضے کے ہاتہہ روانہ کی +

پہر امیر الحج کہان رہے۔

بلکہ تحریر شاہ صاحب سے یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ روایات اونکی کتب مین یہی ہین کہ حضرت ابوبکر راستہ سے واپس کئے گئے۔ کوئی وجہ غلطی روایت کی بیان نہین کیگئی فقط شاہ صاحب کے کہدینے سے سہو راوی ثابت نہین ہوسکتا۔

ہان محدث کا یہ حق ہے کہ راوی کی غیر معتبری ظاہر کرے روایت کو موضوع بیان کرے مشتبہ ظاہر کرے لیکن یہہ منصب محدث کو نہین ہے کہ روایت کو تسلیم کرکے کسی امر خاص مین راوی کے مشاہدہ کی نسبت سہو و خطا بیان کرے۔

اگر اس اعتبار پر راویون کا سہو لت واپسی حضرت ابوبکر تسلیم کیا جائے کہ اونمین سے بعض کی روایت مین واپسی کا ذکر ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اوسی راوی کو سہو ہوا ہو اور واپسی بیان کرنا ہو گیا ہو بعضی کے لئے تعجب ہے کہ کیون طالب شہادت ہین یہہ قطع نظر ان سب امور کے

ہمارا مطلب تبلیغ برات حاصل ہوگیا۔

استخلاف علی مرتضیٰ بمرتبہ خامس ۵

یہہ ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ علی مرتضیٰ تمام عرب کا سردار ہے۔ چنانچہ مستدرک مین امام حاکم نے حضرت عایشہ سے روایت کی ہے۔ اور نقل کیا ہے اسکو شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا مین لکھا ہے۔

عن عایشۃؓ قالت قال رسول اللہ صلعم ادعوا لی سید العرب فقلت یا رسول اللہ صلعم الست سید العرب قال انا سید ولد آدم وعلی سید العرب۔

عایشہ فرماتی ہین کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ سردار عرب کو میرے پاس بلاؤ تو مین نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ سردار عرب نہین ہین تو فرمایا کہ مین سردار اولاد آدم ہون اور علی سردار عرب ہے

استخلاف حضرت مرتضےٰ بمرتبہ سادس ۶

یہہ ہے کہ روایت کی امام حاکم نے مستدرک مین اور نقل کی اوسکی شاہ ولی اللہ دہلوی نے کتاب ازالۃ الخفا کے مقصد دوم مین بصفحہ ۲۶۳۔

وعن عبداللہ بن سعد بن ذرارہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلعم اوحی الی فی علی ثلث انہ سید المومنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین۔

متقی لوگون کا امام اور ایماندارون کا سردار بروی وحی علی مرتضےٰ ہین پھر خلافت بلا فصل مین کیا حجت ہے مان مومنین اور متقین نے اونکو بحسب حکم الہی و فرمان رسالت پناہی اپنا امام اور سردار سمجھا اور جو لوگ اس صفت سے خالی تھے اور بشہادت انجیل مقدس مکاشفات یوحنا شیطان اونکے دلون پر حاوی تھا۔ وہ آپکی امامت اور سرداری سے منحرف ہوئے مولوی محمد قاسم صاحب نے بجواب سوالات راقم ابوبکر کی خلافت پر بہ نص لکھے تھے وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی یعنے بچایا جائیگا جلتی ہوئی آگ سے وہ متقی کہ جسنے اپنا مال زکوٰۃ مین دیا۔ اگرچہ سخاوت و ایثار علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ منصوص بایات

فرانی ہے کہ شاید عادل سورہ ہل اتی اور انہا ولیکم اللہ ہین اس خاص منقبتین
تو بقول اہلسنت بہی کوئی حضرت مرتضےٰ سے سبقت نہین لیگیا لیکن اگر تسلیم کرلیا جاوے
کہ کسی مفسر نے آیت مذکورہ بالا کو حضرت ابوبکر کی شان مین لکہہ بہی دیا کیونکہ یہ آیت
عام زکواۃ دہندگان کے لئے خصوصیت نہین تاہم روایت استخلاف سادس کے
رو سے جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام بالخصوص حضرت ابوبکر کے بہی امام ثابت ہوئے
یعنی جبکہ حضرت ابوبکر متقی ثابت ہوئے اور علی مرتضےٰ بروی وحی الہی امام المتقین
قایم ہوئے تو ظاہر ہوگیا کہ حضرت مرتضےٰ امام ہین اور حضرت ابوبکر مامومن فہو المقصد

استخلاف مرتضوی بمرتبہ سابع۔

یہ ہے کہ کتاب ازالۃ الخفاء مین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ
فرمایا رسول خدا صلعم نے حضرت مرتضےٰ علیہ السلام سے کہ تو میرے بعد ہر مومن اور
مومنہ کا امام سردار ہے۔

ھکذا عبارت ازالۃ الخفاء للمولوی ولی اللہ الدھلوی قال ابن عباسؓ
وقال لہ اعنی علی رسول اللہ صلعم انت ولی کل مومن من بعدی ومومنہ

اگرچہ بعض مقامات مین علمای اہلسنت یعنی ولی دوست لگاتے ہین اور یہ صرف بوجہ
عداوت اور بغض حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کے ہے اس مقام لفظ من بعدی نے ایسا
دندان شکن جواب دیا ہے کہ سوای خاموش ہوجانیکے اب کنائی نہین ہوسکتی۔
اور اس مقام پہ دوستی کے معنی زبان سے نہین نکال سکتے کیونکہ اگر یہان ولی کے معنی
محبوب لگائے جاوین تو لازم آئیگا جناب رسول خدا مین غیر محبوب مومنین ہونا
اون کا یہ امر محض لغو ہے۔

اور دوسرے باوجود لفظ من بعدی پہر سے ولی بمعنی محبوب لئے جاوین تو لازم ہوگا
یہ امر کہ سب صحابہ خلفاء غیر محبوب مومنین مین بعد رسول خدا کے اور یہ بہی واہیات

ہے اسلئے صاف طور پر معنی ولی حاکم اور کارساز اور خلیفہ اور امام کے ہین

استخلاف مرتضوی بمرتبہ ثامن

یہ ہے کہ مسجد نبوی مین اکثر صحابی کے دروازے تھے کہ ناگاہ وحی نازل ہوئی کہ صرف مرتضے کا دروازہ کہلا رہے اور باقی سب صحابون کے دروازے مسدود کئے جاوین کہ مفصل تذکرہ اسکا گذر چکا اور یہ حکم بھی موید اسی کے ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اے علی یہ مسجد سوا میرے اور تیرے کسی مرد جنب پر حلال نہین ہے اور یہہ مثال رسول خدا نے فرمائی کہ موسیٰ کو حکم ہوا کہ پاک مسجد بناوے اور ساکن ہو اوسمین کوئی سوائے تیرے اور ہارون اور پسران ہارون کے اور یہ ہی حکم مجھکو ہوا کہ بناؤن مسجد طاہر اور نہ رہے کوئی اسمین سوا میرے اور علی مرتضے اور اونکے پسران کے

یہ استخلاف ایک بہت بڑے مجمع مین ہوا اور لوگون کو اس سے غایت درجہ حسد ہوے کہ عبارت کتاب جذب القلوب مین پیشتر نقل کی ہے مع عبارت شرح صحیح بخاری شیخ ابن حجر کے۔

اور یہ بھی قابل ذکر ہے کہ ہمراہ دیگر صحابہ کے دروازہ حضرت امیر حمزہ علیہ السلام کا بھی بند کیا گیا تاکہ کسی کو یہ کہنے کی گنجایش نہ ملے کہ سب بنی ہاشم کے دروازے کھلے رہے ہونگے۔

استخلاف مرتضوی بمرتبہ تاسع

یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے سن عاشر مین جناب رسول خدا صلعم نے حضرت مرتضے کو اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کرکے اپنے شتر پر سوار کرکے اپنے ہاتھ سے دستار حضرت امیر المومنین کے سر پر اسطرح باندھکر کہ ایک شملہ بجانب قدام بقدر یکگز رہے اور ایک شملہ بجانب خلف بقدر ایک شبر چھوڑ کر تین پیچ لگائے اور یہہ کہکر

روایہ کیا کہ اگر ایک شخص واحد بھی علی مرتضے کے ماتھہ پر ایمان لائیگا تو وہ دنیا مافیہا سے افضل ہوگا۔

اور دعاء الہم ثبت لسانہ واحدا تجلبہ آپکے لئے فرمائی اور سب لوگون مین آپکی یہ منقبت فرمائی اقضاکہ علی یعنی تم سب مین علی بہت بڑا قاضی اور حکم کنندہ اور فیصل کنندہ قضایا ہے

مدارج النبوت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰ جلد دوم مین یہہ حال درج ہے +

استخلاف مرتضوی بمرتبہ عاشر

یہہ ہے کہ ملک یمن کے غنایم سے جناب علی مرتضے علیہ السلام نے بموجب اس اختیار کے کہ اون کو مال غنیمت مین سے یعنے اور خمس کے تقسیم کر دینے کا حاصل تہا ایک کنیز لے لی

اور آپ واسطے انتظام ملک یمن اور ہدایت کفار واخذ خمس غنیمت کے تشریف لے گئے تھے خالد بن ولید کہ آپ سے بغض رکھتا تھا اوسکو اس معاملہ سے بہت حسد پیدا ہوا۔ لوگون کو ترغیب دیکر رسول خدا صلعم کے پاس شکایت کے لئے بھیجا

ازانجملہ بریدہ نے بہی رسول خدا سے شکایت علی مرتضے علیہ السلام کی کی کہ جسپر بوجہ غصہ کے چہرہ رسول خدا صلعم کا سرخ ہوگیا اور فرمایا بعبارت مدارج النبوت دفرمود کہ درشان علی گمان بد مبر کہ او از من است ومن از اویم واو ولی شما است ہر کس کہ من مولای ویم علی مولای اوست ۔ یعنے علی تمہارا حاکم ہے اور جس شخص کا کہ مین حاکم ہون علی بہی اوسکا حاکم ہے۔

استخلاف حضرت مرتضی بمرتبہ حادی عشر

یہ ہے کہ محدثین اہلسنت نے بطریق متعددہ روایت کی ہے کہ جب رسول خدا صلعم تبوک کو تشریف لے گئے۔ بارادہ جوابہ دیان۔ تو آپنے مدینہ منورہ مین حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کرکے چھوڑا چونکہ یہہ بہت بڑا اور اہم مقام تھا اور علی مرتضےٰ علیہ السلام کو بہت بڑی منقبت حاصل ہوئی تھی۔ اسلئے منافقون نے چاہا کہ اس عالیشان مرتبہ کو اونکے دلسے اوتار دین اسلئے اونہون نے براہ فریب یہہ کہا کہ رسول خدا صلعم کے دلمین کچھہ کدورت حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کیطرف سے آگئی ہے اسلئے اونکو مدینہ مین چھوڑا یہہ سنکر علی مرتضےٰ نے ہمراہ جانا چاہا کہ جسپر پیغمبر خدا صلعم نے حضرت ہارون و موسیٰ علیہما السلام کی نظیر دی کہ تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے موسیٰ کے نزدیک ہارون تھے پس جب موسیٰ میقات پر تشریف لیگئے تو ہارون کو قوم پر اپنا خلیفہ مقرر کر گئے۔ اسلئے مین بھی تمکو اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہون چنانچہ روایات مندرجہ ذیل سے حال ظاہر ہوتا ہے۔

اخرج البخاری عن مصعب بن سعد عن ابیہ ان رسول اللہ صلعم خرج الی تبوک واستخلف علیاً فقال اتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لیس نبی بعدی

روایت کی ہے امام بخاری نے مصعب بن سعد سے اور اوسنے اپنے باپ سے کہ جب رسول خدا صلعم تبوک کو تشریف لے گئے تو خلیفہ اپنا مقرر کیا علی رض کو تو علی رض بولے کہ کیا آپ مجھکو بچون اور عورتون پر خلیفہ مقرر کرتے ہین یعنی مرد تو آپکے ساتھہ جہاد مین جاتے ہین مدینہ مین تو بچے اور عورتین باقی ہین اسپر جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اے علی آیا تو اس بات پر راضی نہین کہ تو میرے لیے ایسا ہووے جیسا موسیٰ علیہ السلام کا ہارون تہا صرف اسقدر فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نہین ہے

وروی ابن عباس هکذا - وزید - الا انه لیس بعدی نبی انه لا ینبغی ان اذهب الا وانت خلیفتی -

حضرت ابن عباس نے فقرہ متذکرہ بالا اپنی روایت مین زیادہ کیا ہی جسکا مطلب یہ ہی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہین ہی جو تم نبی کئے جاؤ لیکن تم میرے خلیفہ ہو وقال محمد بن اسحق - وخلف رسول الله صلعم علی ابن ابیطالب علی اهله وامره بلاقامت فیهم فارجف به المنافقون وقالوا ما خلفه الا استثقاله وتخففا منه فلما قال ذالك المنافقون اخذ علی سلاحه ثم خرج حتی اتی رسول الله صلعم وهو نازل بالجرف فقال یا نبی الله زعم المنافقون انك انما خلفتنی استثقالا لی فقال کذبوا فقد خلفتك لما ترکت ورای فارجع فاخلفنی فی اهلی واهلك افلا ترضی یا علی ان تکون منی بمنزلة هرون من موسی الا انه لا نبی بعدی فارجع علی الی المدینة یعنی رسول الله صلعم علی سفره -

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت مین صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے اقتباس کرکے ترجمہ روایت کا زبان فارسی مین اسطرح کیا ہی بخاری و مسلم از سعد ابن وقاص روایت کردہ اند کہ چون رسول خدا صلعم از مدینہ عزم بعضی غزوات رفتن کرد علی ابن ابیطالب کرم الله وجہہ در اہل خود خلیفہ گردانید پس علی مرتضی بعرض رسانید کہ یا رسول الله در ہیچ غزوہ تخلف ننمودہ ام چگونہ است کہ این نوبت مرا میگذاری و میروی گفت آیا راضی نیستی تو اے علی کہ باشی تو بمن بمنزلہ ہارون نسبت بموسی لیکن فرق آنست کہ ہارون نبی بود بعد از من ہیچکس را نبوت نخواہد بود چون موسی علیہ السلام بمیقات رفت گذاشت ہارون را کہ برادر وے بود و خلیفہ گردانید او را در قوم خود چنانکہ فرمود

واذا قال موسی لاخیه هرون اخلفنی فی قومی۔

جو لوگ تعصب کے ہاتھہ سے لاچار ہین اونہون نے اس روایت مین یہ گنجایش حرف گیری نکالی ہے کہ رسول خدا صلعم نے اپنے اہل عیال پر خلیفہ مقرر کیا تہا عام مدینہ کے لوگون پر خلیفہ نہ کیا تہا۔

حالانکہ بڑی کم سمجہنے کی بات ہے کہ جب رسول اللہ کے اہل وعیال پر آپ خلیفہ رسول اللہ مقرر ہوے تو وہ کیا عوام اہل مدینہ کے اہل عیال سے کم رتبہ تہے نعوذ باللہ من ذلک کتنی بڑی عداوت کی بات ہے یہ نہین سمجہتے کہ جو شخص نبی کی اہل وعیال پر خلیفہ مقرر ہوا اوسکے آگے عوام کی کیا حیثیت باقی رہی۔

علاوہ اسکے مضمون روایت سے اور قطاریہ جو رسول خدا صلعم نے فرمائے ہین اونسے صاف طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ تمام مدینہ پر بلکہ عملداری اسلام پر آپ خلیفہ مقرر ہوے۔

حضرت ہارون کی نظیر دے رہے ہین اور پہر بیان کر رہے ہین کہ موسی نے ہارون کو اپنی قوم پر خلیفہ مقرر کیا تہا آیت قرانی کا حوالہ دے رہے ہین اور فرما رہے ہین کہ جنکو ہمنے پیچہے چہوڑا اونپر تمکو خلیفہ مقرر کیا۔

اور ذکر اہل جو رسول خدا نے فرمایا تو اس سے اور زیادہ منقبت ظاہر ہوتی ہے عوام پر خلیفہ مقرر ہونے سے نبی کی اہل پر خلافت نہین پہونچ سکتی ہے اسی لیے رسول خدا صلعم نے اوسکی تشریح فرمائی ہے۔ مگر دشمن ہر کو بہی عیب سمجہتا ہے اسکا علاج نہین۔

نواصب نے سخن پروری مین یہانتک زور مارا ہے کہ بعضون نے یہانتک بہی روایت وضع کر دی کہ حضرت نے مدینہ پر خلیفہ محمد بن مسلمہ کو اور دوسرا کہتا ہے کہ سباع مین طرقطہ کو چہوڑا تہا مگر خود ہی اونکے محققین علماء اون روایات کو دروغ بیان

کرتے ہین کہ روایت وہ ہے کہ جسمین یہہ بیان ہی کہ مدینہ منورہ پر بھی علی مرتضے
ہی خلیفہ مقرر کئے گئے تھے چنانچہ محقق دہلوی نے بحوالہ ابن عبد اللہ روایت خلافت
علی مرتضے کو صحیح اور دیگر روایت کو غلط لکھا ہی۔
لیکن ہم کہتے ہین کہ خلافت براہل وعیال نبی عوام کی خلافت سے بدرجہا اعلی
وافضل ہے نواصب کو باوجود اس ایمان فروشی کے وہ ہی حسرت وافسوس
عاید حال رہا +

استخلاف حیدر کرار بمرتبہ ثانی عشر بفرمودہ حضرت داور

واضح ہو کہ اس سے پیشتر جو گیارہ مرتبہ استخلاف واقع ہوا وہ اظہار الہدی کا ہوا
ہے اور اس مرتبہ جو استخلاف آخری واقع ہوا ہے یہ اظہار ولی عہدی
نہین ہے بلکہ نصب خلافت ہی اور رسول خدا صلعم نے اپنا جانشین مطلق مقرر
کردیا ہے اور جانشینی مجلس ومجمع منعقد کرکے اوسیطرح قایم ہوئے جیسے سلاطین
نامدار اپنے ولیعہد کو بحین حیات خود تخت نشین کیا کرتے ہین کتب سیر واحادیث
اہل تسنن مین یہہ قصہ اس طرح درج ہی کہ سنہ ہجری مین جناب رسول خدا صلعم نے
تمام قبایل عرب مین منادی کرائی کہ رسول خدا صلعم حج کو تشریف لئے جاتے ہین
جس کسی کو شریک حج ہونا منظور ہے وہ مدینہ مین آجاوے اور ہمراہ رسول خدا
صلعم کے حج کو جاوے چنانچہ ہزارہا آدمی قبایل عرب سے مجتمع ہوگئے اور رسول
خدا صلعم تشریف فرما مکہ معظمہ ہوئے حضرت مرتضے علیہ السلام یمن مین تشریف
رکھتے تھے وہ بھی اودھر سے براہ راست مکہ کو چلے ۔
جب رسول خدا مکہ معظمہ مین پہونچے تو حضرت مرتضے ابھی مکہ معظمہ مین نہ آتی ہوگئے
رسول خدا صلعم نے مناسک حج لوگون کو تعلیم فرمائی انتظام ہدی وقربانی کیا سب
لوگون نے اپنے اپنے ہدی قربانی کا انتظام کرلیا حضرت مرتضے علیہ السلام

ایک سو کئی شتر ہدی کے یمن سے لائے تھے جناب رسول خدا صلعم اور علی مرتضیٰ ہدی
فرمانے مین شریک اور شامل رہے اور لوگون کے علیحدہ علیحدہ ہدایا رہی یہ یوم
عرفہ رسول خدا صلعم نے نہایت بلیغ و فصیح خطبہ بیان فرمایا۔
ازانجملہ یہ ارشاد بھی فرمایا کہ اب وفات میری بہت نزدیک ہے اور قریب ہے
کہ فرستادہ خدائے عزوجل آوے اور مین لبیک کہون پس اپنے بعد تم لوگون مین
دو چیز عالیقدر چھوڑتا ہون کہ وہ ایک دوسرے سے بڑے ہین اور باہم جدا
نہ ہونگے تا وقتیکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچین اگر تم لوگ انکی پیروی کروگے
اور اونسے تمسک کروگے تو گمراہی مین نہ پڑوگے اور وہ دو چیز عالی قدر
قرآن مجید اور میری اہلبیت ہین
اخرج الترمذی عن جابرؓ قال رایت رسول اللہ صلعم فی حجہ یوم العرفۃ وھو
علی ناقتہ القصوی یخطب فسمعتہ یقول یا ایہا الناس انی ترکت فیکم ما ان
اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی +
وعن سعد ابن ابی وقاصؓ یا ایہا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا
کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی۔ رواہ الترمذی تحفہ اثنا عشریہ مین کہ کتاب مناظرہ
مولفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی سے یہہ روایت اسطرح درج ہے۔ قال رسول اللہ
صلعم۔ باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی ثابت کہ پیغمبر صلعم فرمود +
انی تارک فیکم الثقلین ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الاخر
کتاب اللہ وعترتی +
شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفاء مین بھی اسکو لکھا ہے اور یہہ حدیث صحیح اور
متواترات مین سے ہے اسمین کسیکو گنجایش گفتگو نہین ہے موید اسکی حدیث سفینہ ہے
کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے۔ اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف

عنہا غرق ۔ یعنی اہلبیت میری مانند کشتی نوح علیہ السلام کے ہے کہ جو کوئی اوس پر سوار ہوا وہ بچ گیا جو کوئی اوس سے پہراوہ ڈوب گیا اس خطبہ سے صاف صاف مترشح اور ظاہر ہو گیا کہ جناب رسول خدا صلعم نے اپنے اصحاب اور امت کو یہ حکم دیا کہ میرے بعد میری اہلبیت اور قرانمجید کی پیروی کرنا اور یہ امر ہم کئی موقع پر ثابت کر چکے ہین کہ لفظ اہلبیت جہان کہین استعمال ہوا ہی اوس سے مراد علی مرتضےٰ اور فاطمہ زہرا اور حسنین علیہما الصلوٰۃ والسلام ہین اور ظاہر ہے کہ انمین سے افضل اور اعلیٰ قابل تمسک و پیروی علی مرتضےٰ ہین اور اونکے بعد حسنین ہین مگر افسوس ہے کہ اس حکم کی کچھ تعمیل صحابہ رسول اللہ نے نہ کی اور صاف طور پر اس سے تخلف کیا حالانکہ اس امر کی تائید اور چند احکام نبوی سے ہوتی ہے کہ نصوص خلافت مین ہم بیان کر چکے ہین +

عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلعم من یرید ان یحیی حیواتی ویموت مماتی ویسکن الخلد التی وعدنی ربی فلیتول علی ابن ابیطالب فانہ لن یخرجکم من ہدیٰ ولن یدخلکم فی ضلال ۔

وحدیث دیگر ۔ القران مع علی وعلی مع القران فانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض والحق مع العلی ۔ وقال علیہ السلام رسول اللہ المنذر وانا الہادی وغیرہ وغیرہ بہت روایات موید اسی خطبہ کے ہین ۔

الغرض بعد الفراغ حج جناب رسول خدا صلعم مع جمہور مسلمین واپس تشریف لے چلے +

واضح ہو کہ بمعاینہ کتب معتبرہ اہلسنت ثابت ہے کہ اس سے پیشتر چند بار جناب رسول خدا صلعم کو حکم باری ہوا کہ علی مرتضےٰ کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کر دین لیکن چونکہ جناب رسول خدا صلعم کو یہ خیال تہا کہ کوئی ایسا وقت ملے کہ اختلاف سے خالی ہو اوس

موقعہ پر اس امر کو ظاہر کیا جاے اور بعض لوگون کے طبایع مین حضرت مرتضے علیہ السلام
کیطرف سے بغض و عناد پایا جاتا تہا اسلئے خوف فتنہ اور اختلاف کا بہی تہا اسلئے
اس معاملہ کو تعویق مین ڈال رکھا تہا وقتاً فوقتاً اظہار اوسکا فرماتے تہے
جسکا کہ احکام کثیرہ اس بارہ مین مروی ہین اور ہمنے لکہے ہین مگر کوئی موقع ایسا
نہ ملتا تہا کہ اہل اسلام بکثرت مجتمع ہون اور مجلس عام مین جانشین کر دیا جاوے
موقع حج کہ جسکو حجۃ الاسلام اور حجۃ الوداع کہتے ہین البتہ اس امر کی قابلیت رکھتا
تہا کہ ہر اطراف و جوانب کے مسلمان موجود تہے لیکن جناب رسول خدا صلعم
نے اوسی خوف سے صاف طور پر حضرت علی مرتضے کو غرفہ کے روز خلیفہ و جانشین
نہین کیا بلکہ محمل طور سے صحابہ اور امت اہلبیت اور قران شریف کی پیروی کا
اپنے بعد مین حکم دیا اور مکہ سے کوچ کر دیا اور مقام غدیر خم تک کہ نواحی جہنہ سے
ہی پہونچ گئے - اور وہ ایسا مقام تہا کہ وہان سے گروہ گروہ ہر اطراف
و جوانب کے جانیوالے جدا ہوتے -

چونکہ رسول خدا نے بخوف معاندان و متخلفان تعمیل حکم الہی مین توقف کیا یہ بات جناب
باری مین پسند نہوئی ذالجہ کی اٹہارہ ہین تاریخ قریب وقت ظہر غدیر خم مین رسول خدا
صلعم کے پاس کہ مقام غدیر خم پر پہونچے تہے اور جمہور اہل اسلام اوس
مقام تک آپ کے ہمراہ آئے تہے جبرئیل امین نازل ہوئے اور خطاب رب العزت
لائے - یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس -

حاصل مطلب آیت کریمہ کا یہ ہے کہ اے رسول پہونچا دے وہ پیغام امت کو کہ جو تیرے
پروردگار کیطرف سے تجہپر نازل ہوا ہے پس اگر یہ نہین کرتا ہے تو گویا ہمارے
پیغام اور رسالت کی تبلیغ نہین کرتا - اور اللہ تعالی تجہکو آدمیون کے شر

وفساد سے بچاوے گا +

اسپر جناب رسول خدا صلعم وحی کے نازل ہوتے ہی ٹھیر گئے جو لوگ آگے چلے گئے تھے اون کو واپس بلایا اور جو لوگ پیچھے تھے اون کا انتظار کیا جب کہ سب لوگ جمع ہو گئے تب آپنے نماز پڑھی اور چار کجاوون کا ممبر بنایا اور سب امت کو مخاطب کرکے کہ بقول اصح سب ستر ہزار آدمی کے قریب جمع تھے خطبہ ولایت علی مرتضے سنایا اور جلسہ عام مین علی مرتضے کو اپنا جانشین اور خلیفہ اور مسلمانون کا حاکم اور امام مقرر کر دیا کہ صحاح اہلسنت مین یہہ روایت بطریق متعدد درج ہے اور متواترات مین داخل ہے

علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر مین امام واحدی اسباب نزول مین شرح صحیح بخاری مین آیت مذکورہ بالا کا نازل ہونا خم غدیر مین اور خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ بیان فرمانا تحریر کرتے ہین اور علماے اعلام اور آیمہ اہل تسنن بالجزم اس استخلاف و امامت کے روایت کرتے ہین امام احمد بن حنبل اپنی مسند مین زید بن ارقم علیہ ابو مریم سعد بن وقاص وغیرہم سے روایت کرتے ہین ترمذی اپنی صحیح مین ابو داود سنن مین امام مالک موطا مین صاحب مشکواہ مین امام غزالی سر العالمین مین علی ہمدانی اپنی کتاب مین امام حاکم مستدرک مین شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوت مین شیخ جمال الدین محدث روضۃ الاحباب مین صاحب مدارج النبوت مین اور اور بہت سی کتب سیر واحادیث مین یہہ سارا قصہ جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے لکھتے ہین

اخرج الحاکم و ابو عمر وغیرھما ۔ وھذا اللفظ الحاکم عن زید بن ارقم لما یرجع رسول اللہ صلعم من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم امر بدوحات فقممن فقال کانی قد عبت فاجیت انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما

اکبر من الاخر کتاب اللہ تعالیٰ وعترتی فانظروا کیف تخلفونی فیہما فانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ تعالیٰ عزوجل مولائی وانا ولی کل مومن ثم اخذ بید علی رضی اللہ عنہ فقال من کنت ولیہ فہذا ولیہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ

روایت کی ہے اس حدیث کے امام احمد بن حنبل نے براء بن غازب اور زید بن ارقم سے اسکو درج کیا ہے اسکو صاحب مشکوٰۃ نے اور ذکر کیا ہے اسکا معہ ترجمہ صاحب مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اسطرح پر +

در اثنا طریق مراجعت چون بمنزلہ غدیر خم رسید کہ از نواحی جحفہ درمیان مکہ معظمہ و مدینہ مطہر است روی مبارک سوے یاران کرد و فرمود + الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم + آیا نمیدانید شما کہ نزدیک تر و دوست تر ہم بمومنان از ذاتہاے ایشان چنانکہ در قران ہم مذکور است - کہ النبی اولی بالمومنین من انفسہم - در روایتے آمدہ است کہ سہ بار فرمود این لفظ را و معنی آنست کہ من امر نمی کنم مومنان را مگر بانچہ صلاح و نجات و خیریت دنیا و آخرت ایشان دران باشد بخلاف نفوس ایشان کہ گاہی بشر و فساد نفس می خواہد قالوا بلی گفتند صحابہ آرے تو نزدیک ترین و دوست ترین مومنان ہستی از نفوس ایشان و در روایتے آمدہ است کہ فرمود گویا مرا بان عالم خواندند و من اجابت نمودم بدانید کہ من در میان شما دو امر عظیم می گذارم و یکی از دیگرے بزرگتر است قران و اہلبیت من بہ بینید و احتیاط کنید کہ بعد از من باین دو امر چگونہ سلوک می نمائید و در رعایت حقوق آنہا چہ کیفیت خواہید نمود و آن دو امر بعد از من از یکدیگر ہرگز جدا نخواہند شد تا بر لب حوض کوثر بمن رسند آنگاہ فرمود خدا مولای من است و من مولاے جمیع مومنانم

بعد ازان دست علی را بگرفت و فرمود
اللهم من کنت مولاہ فعلی مولاہ - خداوندا کسے کہ من مولاے اویم پس علی
مولاے اوست - اللهم وال من والاہ وعاد من عاداہ - خداوندا دوست دار
کسے را کہ علی را دوست دارد و دشمن دار کسی را کہ علی را دشمن دارد و در روایتے این
زیادہ آمدہ کہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ - یاری دہ کسے را کہ یاری دہد
علی را و فروگذار و یاری مدہ کسے را کہ فروگذارد و یاری ندہد علی را و دار الحق حیث دار
و بگرداں حق را با علی ہر سو کہ بگردد - و آمدہ است کہ ملاقات کرد علی را عمر رضی اللہ عنہ
بعد ازین حکایت و گفت گوارندہ باش و شاد باش اے پسر ابی طالب کہ صبح کردی
و شام کردی و گشتی مولاے ہر مومن مرد و زن -
روایت کردہ اند این حدیث را احمد از براء بن عازب و زید بن ارقم کذا فی المشکوۃ فقط
شیخ صاحب نے اس قصہ کو شروع روایت سے ہی اغاز کیا ہے اور کچھ تمہید اسکی
بیان نہیں فرمائی کہ کیوں پیغمبر خدا نے ایسا فرمایا کیا وجہ ہوئی کس طرح یہ ارشاد
ہوا حکم باری اس بارہ میں کیا نازل ہوا تھا وجہ اس اغماض اور طرز دیگر کی خود ان کے
بیان سے ثابت ہو گئی کہ انکو اول ہی یہ خوف پیدا ہوا کہ یہ حدیث کامل استخلاف
مرتضوی ہے - اور خلافت خلفاء بالکل ساقط کر دیتی ہے چنانچہ بعد اس حدیث کے وہ
خود فرماتے ہیں - ولیکن دلالت وے بر استخلاف علی رضی اللہ عنہ و نصب او بامامت
نزد اہل سنت و جماعت سخن است و شیعہ تمسک کردہ اند در ادعاے نص قطعی بامامت
بدلیلے و قول آنحضرت اللہ مولی کہ الخ و مبالغہ نمودن و دعا کردن بر حق و دلیل
قطعی است بر امامت وے نہ مشعر ناصر و محبوب و الا احتیاج بجمع کردن صحابہ رضی اللہ
عنہم و خطاب کردن بایشان در این مبالغہ نمودن و دعا کردن مرا در ارضی اللہ عنہ
نبود ذکر آنکہ می دانست و وہمی شناخت آنرا ہر یکی را از صحابہ و این حدیث

صحیح است و روایت کردہ اند جماعتے ترمذی و نسائی احمد و طریق او کثیر است و روایت
کردہ اند جمع کثیر از صحابہ و گواہی دادند بدان مر علی را در وقتیکہ نزاع کردہ شد
باو در ایام خلافت وے و بسیارے از اسانید وے صحاح و حسان است
و التفات نیست بقول کسیکہ سخن کردہ است در صحت وے و رد بقول بعضے کہ
گفتہ اند زیادت و ال من والاہ موضوع است زیرا کہ وارد است از طرق متعددہ کہ
تصحیح کردہ است آن ذہبے وغیر وے۔

بڑا افسوس ہمکو شیخ عبد الحق کی تحریر پر ہے کہ باوجود درجہ اجتہاد کے اپنی
رای تحریر کرنے پر اعتماض کیا عالم مجتہد کا یہ کام نہین ہے کہ ایسے معاملات مین
خود سکوت اختیار کرے اور اسیقدر تحریر پر اکتفا کرے کہ سنت و جماعت کو اسمین
سخن ہے اور صیغہ متمسک نص قطعی ہونے امامت کے ہین۔

معلوم ہوا کہ شیخ کے نزدیک بھی یہ حکم نص قطعی امامت کی ہے اگر ایسا نہوتا تو اپنی
رائے ظاہر کرتے مگر شیخ قابل معذوری کیون ہوے کہ ہزار سالہ مذہب
کی قلعی اور کھڑتی تھی۔

مگر شیخ کسی قدر آفرین کے بھی قابل ہے کہ جہلا سے جان کا بچانا بھی فرض تھا اور
اظہار حق بھی فرض تھا اسلئے بین بین کارروائی فرمائی اہلسنت و جماعت کیطرف سے
صرف جای سخن لکھکر خاموشی اختیار کی اور شیعون کیطرف سے دلایل
محکم بیان کردئے۔

بعد اسکے شیخ نے ابن حجر سنگدل کی عبارت مندرجہ صواعق جو مخالف
مذہب شیعہ ہے اور اوسنے اپنے نزدیک الزام لگائے ہین تحریر کرکے واللہ اعلم
بالصواب لکھدیا ہے اور اپنی رائے وہان بھی تحریر نہین فرمائی انشاء اللہ ہم
عبارت ابن حجر متعصب مختریب معہ اوسکی تردید کے تحریر کرینگے

یہ وہی ابن حجر اور صواعق محرقہ ہے کہ جسکے اور صواعق کابلی کا نقل و ترجمہ کرکے
شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ مین نام آوری پیدا کی ہے
شاہ ولی اللہ دہلوی نے بھی ازالۃ الخفاء مین یہ سارا خطبہ نقل کیا ہے اور اس
حدیث کی ایک جماعت کثیر صحابہ اور ایک گروہ غفیر تابعین و محدثین نے روایت
کی ہے اسلئے داخل متواترات ہے۔
تواتر حدیث کے لیے محدثین نے آٹھ صحابیون کا روایت کرنا کافی سمجھا ہے اور اس
حدیث و خطبہ کے راوی ایک گروہ کثیر صحابہ کا ہے اسلئے شاہ صاحب نے
بہی باوجود کمال تعصب اوسکو داخل متواترات کیا ہے۔
امام غزالی نے کتاب سر العالمین کے چوتھے مقالہ مین بابت اس خطبہ کے یہہ
عبارت لکہی ہے
ولاکن اسفرت الحجۃ وجہہا واجمع الجماھیر علی متن الحدیث من خطبۃ فی
یوم غدیر خم باتفاق الجمع وھو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر
بخ بخ لک یا ابا الحسن لقد اصبحت مولای ومولا کل مومن ومومنۃ
فھذا التسلیم ورضاء وتکلیم ثم بعد ھذا غلب الھواء بحب الریاست
وحمل عمود الخلافت وعقود النبوت وخفقان الھواء فی قعقعۃ الرایات
واشتباک ازدھام الجنود وفتح امعار سقاھم کاس الھواء فعادوا الی
الخلاف الاول والحق وراغ ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فلبس ما
یشترون۔ بعد فراغت پانے خطبہ یوم الغدیر کے یہ آیت نازل ہوئی +
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا
یعنی آج کے دن کامل کیا میں نے دین تمہارا اور تمام کیا تمپر اپنی نعمت کو اور
راضی ہوا مین تمہارے لئے دین اسلام سے

چنانچہ تصدیق اسکی علامہ نیشاپوری اور امام واحدی اور عینی کرتے ہین اور دیکھتے
ہین کہ بعد نزول آیت ہذا رسول خدا صلعم نے فرمایا +
اللہ اکبر والحمد للہ علے اکمال الدین واتمام النعمت ورضاء الرب برسالتی
وولایت علی ابن ابیطالب ع ۔

اور امام احمد بن حنبل نے کہ آئمہ اربعہ اہلسنت سے ہین لکھا ہے کہ بعد نازل ہونے
آیت ۔ الیوم اکملت لکم دینکم کے یہہ فرمایا رسولخدا نے ۔ الحمد للہ علی اکمال الدین
واتمام النعمت ورضاہ ربی برسالتی وولایت علی من بعدی
کتاب حبیب السیر مین قصہ غدیر خم اسطرح لکھا ہے وسبب نزول دران منزل
آن بود کہ قبل ازان حضرت مقدس نبوی بحسب وحی سماوی مامور شدہ بود کہ جناب
ولایت مآب مرتضوی را بخلافت خویش نصب فرماید ۔ وآن حضرت اظہار این صورت
را جہتہ دریافتہ وقتیکہ از اختلاف مامون باشد در عقدہ تاخیر انداختہ بود وچون بموضع
غدیر خم رسید معلوم شد کہ پس از تجاوز ازان مکان لطایف ایشان از موکب
ہمایون جدا شدہ بطرف منازل خود خواہند رفت وارادہ ازلی مقتضی آن بود کہ
تمامی آن مردم از عنایت شاہ ولایت وقوف یابند این آیت نازل شد ۔
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ۔ یعنی استخلاف علی والنصر
علیہ بالامامۃ ۔ فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس
وچون بہ تنزیل کریمہ مذکورہ وجوب نصب امیر المومنین بخلافت بتحقیق انجامید
حضرت رسالت دران موضع منزل گزیدہ فرمود تا سایہ بعضے از درختان را صفادادہ
پالان ہاے شتران را جمع ساختہ بر زیر یکدیگر نہادند وبلال حسب بفرمودہ ندا
کرد کہ والصلوٰۃ جامعۃ وبر وایتے آواز بر آورد کہ حتی علی خیر العمل وخلایق
مجتمع گشتہ رسول صلعم بر بالاے آن پالانہا برآمدہ علی مرتضےٰ نیز بفرمودہ آنحضرت

بالا رفته بر یمین سید المرسلین بایستاد و آن روز بعد از ادای حمد و ثنا باریتعالی
از انتقال خویش بعالم فنا مردم را آگاه گردانید و فرمود که من در میان شما
دو چیز عظیم می گذارم که اگر تمسک بدان کنید گمراه نشوید و یکی از آن دو بزرگتر است
از یکدیگر و آن دو گر ایمایه قران و اهل بیت من است و این هر دو از یکدیگر جدا نشوند
تا در لب حوض کوثر بمن رسند پس بفرمود که ایها الناس الست اولی بانفسکم
ایا هستم من اولی بشما از نفسهای شما ـ

از اطراف و جوانب آواز بر آمد که بلی آنحضرت فرمود که هر که من اولی ام باو از
نفس او علی بعد اولی است از نفس او و از نگاه دست شاه ولایت را گرفته گفت
من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه و انصر
من نصره و اخذل من خذله و ادر الحق معه حیث کان ـــ

آنگاه شاه ولایت صلوات الله علیه بموجب فرموده حضرت رسالت صلعم در خیمه
نشست تا طوائف خلایق بملازمتش رفته لوازم تهنیت بتقدیم رسانیدند و از
جمله اصحاب عمر بن الخطاب رضی الله عنه جناب ولایت مآب را گفت ـ

بخ بخ لک یا ابی طالب لقد اصبحت مولای و مولا کل مومن و مومنه
یعنی خوشحال تو اے پسر ابو طالب که بامداد کردی در وقتیکه مولای من و مولای
هر مومنے و مومنه بودے

بعد از ان امهات مومنین بر حسب اشارت سید المرسلین بخیمه امام المسلمین
رفته شرط تهنیت بجا آوردند و بروایت علمای مذهب امامیه آیت کریمه ـ
الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا
درین روز نازل گشت و حضرت رسول الله صلعم فرمود که الله اکبر علی اکمال الدین
و اتمام النعمت و رضی الرب برسالتی و ولایت علی ابن ابیطالب فقط

واضح ہو کہ صاحب حبیب السیر نے نزول آیت مذکورہ بقول علماے اہل تسنن
بروز حجۃ الوداع لکھا ہے اور بقول علماے امامیہ بیوم غدیر خم لکھا ہے لیکن
یہ اونکی ناواقفیت کا باعث ہے ہم اوپر ثابت کر آئے ہین کہ علماے بلکہ اہل
سنت قائل ہین کہ آیت بروز غدیر خم نازل ہوئی اور دعا مذکورہ بالا بھی نقل
کرتے ہین اب ہم متوجہ ہوتے ہین اون اعتراضات اور الزامات کیطرف کہ جو ابن
حجر نے صواعق محرقہ مین بمادہ نص خلافت مرتضوی تحریر کئے ہین اول اونکا
اعتراض یہہ ہی کہ شیعہ تواتر حدیث پر اعتبار کرتے ہین جب تک حدیث
متواتر نہو وہ صحت امامت پر استدلال نہین کر سکتے اور یہ حدیث اگرچہ
صحیح ہے اور مخالف اسکا مردود ہے مگر متواتر نہین اسلئے شیعہ اسپر
استدلال نہین کر سکتے۔

جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث متواترات سے ہی محدثین نے اسکو داخل متواترات
کیا ہے۔ اور قاعدہ کلیہ یہ قرار دیا ہے کہ آٹھہ صحابی جس حدیث کی روایت
کرین وہ متواتر ہین اور اس حدیث کی روایت ایک بہت بڑی جماعت صحابی
کی ہے علاوہ اسکے اگر موقع حجت ہووے تو شیعون کو ہووے اہل تسنن کے
نزدیک جبکہ صحت حدیث امامت کے لئے کافی ہے اور تواتر کی حاجت اونکے
لئے نہین ہے تو اون کو حجت و اعتراض کا موقع ہی نہین فرضاً اگر شیعون
کو اسپر حجت بھی ہووے اور وہ بوجہ عدم تواتر اس حدیث کو نص خلافت
نہ سمجھین تو مفید اہلسنت نہین ہے اگر دیگر امور مین بھی ابن حجر مقلد اہل تشیع
ہوتے تو امین بھی ہونا واجب تھا اور جبکہ اون کو بحسب عقیدہ و مذہب
خود کوئی موقع گفتگو کا حاصل نہین ہے اور حدیث کو صحیح مانتے ہین تو یہہ نص
امامت اس حدیث کو نہ ماننا داخل بے ایمانی ہے کیونکہ وہ خود اسکے مخالف

کو مردود لکھ چکے ہین ؛

اگر بفرض محال شیعہ اس حدیث پر جرح و قدح عدم تواتر کے کرین کرنے دو لیکن تم جب کہ قابل صحت حدیث ہو تو تمکو اپنے مذہب کی برخلافی کرنی سیدہا جہنم مین لیجائیگی

دوم شیخ ابن حجر لکھتے ہین کہ ہم تسلیم نہین کرتے کہ اس مقام پر معنی مولا کے حاکم اور والی کے ہین بلکہ مولی بمعنی محبوب و ناصر ہی کیونکہ مولے مشترک ہی معنی متعدد ہ مین یعنی معتق و عتیق و متصرف در امر و ناصر و محبوب اور تعین معانی مشترک بے دلیل قابل اعتبار نہین +

جواب - ذرا اہل انصاف غور فرمائین کہ معاملہ غدیر کا ایسا اہتمام اور ایسا اصرار اور تاکید عمل مین آوے اور بروی احکام وحی مجمع منعقد ہو کر بتاکید تمام نصب امامت کیا جاوے اور اوسپر معاند اور حاسد یہہ کہین کہ مولے بمعنی والی اور حاکم نہین ہی بلکہ دوست سے مراد ہی +

حالانکہ رسول خدا صلعم نے اسی خطبہ مین اس امر کو صاف کر دیا ہے وہ فرماتے ہین کہ خدا یتعالے میرا مولا ہے اور مین مومنین کا مولی ہون پس جس کسی کا مین مولا ہون علی اوسکا مولا ہے +

کیا رسول خدا صلعم نے خدا یتعالی کو اپنا مولی بمعنی یار و دوست بیان کیا ہے یا اپنے آپ کو مومنین کا مولی بمعنی دوست قرار دیا ہے کیا رسول خدا اللہ متعالے کو اپنا حاکم اور والی نہین کہتے یا اپنے آپکو مومنین کا حاکم اور والی بیان نہین فرما چکے ہین -

عجب بے حیائی اور سخت منافقیت ہی کہ ادنی ادنی علماء بلکہ بنگ نوش فقرا کے لئے اہل تسنن لفظ مولا بمعنی والی و حاکم بولین اور رسول خدا کے لئے اس

لفظ کو بمعنی دوست قرار دین اور بمعنی حاکم یا ولی گوارا نکرین بلکہ خداوند تعالے کے
لئے بھی پسند نکرین پس جس قسم کی اولویت رسول خدا نے خداوند تعالے کے
لئے اپنی بابت قرار دی ہے ویسی ہی حکومت اور اولویت امت کی بابت اپنے
اور علی مرتضے کے لئے قرار دی ہے محبت اور دوستی کا نہ کوئی موقع ہے نہ تعلق
ہے سبحان اللہ کلام الہی سے تو یہہ مستنبط ہوتا ہی کہ کسی ایسے امر کی رسالت
کی تبلیغ سے جس سے رسول خدا کو جاسدان و ہمانداں سے کسی قسم
کا خوف ہو اور اس وجہ سے تبلیغ حکم مین توقف فرمایا تہا کہ پھر سخت تاکید عتاب آمیز
سے تنبیہ ہوئی بڑے اہتمام سے وہ حکم امت کو پہونچایا اور بڑا اہتمام
عمل مین آیا اور پھر خداوند تعالے نے فرمایا کہ آج مین نے تمہارا دین کامل
کیا اور اپنی نعمت تمام کی اور رسول خدا شکر کرتے ہین اور رضامندی خدا تعالے
بہ نسبت رسالت خود و ولایت علی ابن ابیطالب اور ابھی تک برادہ تعصب یہہ ہی
فرمارہے ہین کہ یہہ حکم دوستی رکھنے کا تہا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ خدا میرا دوست ہی
اور مین مومنین کا دوست ہون اور جسکا مین دوست ہون علی اوسکا دوست ہی
صاف صاف قرینہ اولویت اور حکومت کا ہی ورنہ محبت اور دوستی کے لئے اسقدر اہتمام
کی کیا حاجت ہی اور جو قصہ بریدہ کو نظیر لاتے ہین کہ اوسنے رسول خدا سے
علی مرتضے کی شکایت کی تہی اور رسول خدا نے اوسوقت بہی یہی فرمایا تہا تو لمن غالب
ہے کہ یہہ حکم ہی محبت رکھنے کا ہی +
جاے غور ہی کہ ایک شخص نے اگر شکایت بہی کی تھی تو اوسکے لئے ایسا اہتمام نہین
ہو سکتا اور چہ جائیکہ اوس روایت مین یہ بہی ہی کہ بریدہ اوس روز سے بہت ہی
زیادہ علی مرتضے کو محبوب رکھنے لگا پھر کہنے کیا ضرورت اس اہتمام کی تھی اور
دین اسلام مین بغیر حکم محبت کیا کمی کی تہی اور اوسے وزن پورا ہوا اور اگر دلی

بمعنی محبت سے قرار دیا جائے اور اہلسنت کے اس واہی دلیل کو مان بھی لیا جائے
تو بجای اس حکم کے امت کو یہ حکم ہوتا کہ تم علی مرتضےٰ سے محبت
رکھو یہ کیون ہوتا کہ الحاح امت کو دیجائے کہ علی مرتضےٰ تمسے محبت
رکھتے ہین اسلئے ثابت ہے کہ یہ حکم صریح نصب امامت کا ہے لیکن اگر
ہم ان سب امور سے قطع نظر کرین بفرض محال تسلیم ہی کرلین کہ مولی بمعنی
محبت ہے تاہم یہ خطبہ نصب امامت کی دلیل کامل ہے کیونکہ رسول خدا نے یہی
فرمایا ہے کہ خدا میرا مولی ہے اور مین مومنین کا مولی ہون اور جیسا مین مومنین
کا مولی ہون ویسا ہی علی مرتضےٰ ہے مولی کسی معنی مین ہو مگر یہہ ظاہر ہوگیا
کہ علی مرتضےٰ مثل رسول خدا مومنین کے مولی ہین۔
ہم یہ نہین کہتے کہ تم خواہ مخواہ مولی کے معنی بادشاہ کے ہی سمجھو۔ بلکہ اسکے
معنی کچھہ ہی سمجھو حتی کہ کم سے کم غلام کے معنی لو مگر جانشینی مطلق رسول خدا کی اس
سے نسبت علی مرتضےٰ علیہ السلام ثابت ہے اگر اہل تسنن رسول خدا کو مولے
بمعنی حاکم اور ولی نہین سمجھتے صرف اپنا دوست ہی سمجھتے ہے تو علی مرتضےٰ
کو بھی ایسا سمجھین مطلب جانشینی اور ولیعہدی سے یہی ہے کہ جس معنی
مین رسول خدا کو مولی سمجھتے ہو اسی معنی مین علی مرتضےٰ کو بھی بحکم اس حدیث
کے سمجھنا پڑے گا۔
اس لفظ پر بحث محض فضول ہے یہ لفظ صرف تنہا حضرت مرتضےٰ کے لئے ہے
مستعمل نہین ہوا بلکہ مثل رسول خدا صلعم کے علی مرتضےٰ بھی مولا مومنین
قرار دئے گئے ہین اور ثابت ہوا ہے کہ خداوند تعالےٰ اور رسول خدا صلعم اور
علی مرتضےٰ صرف تین ہی مولائے مومنین ہین اب مولی کے معنی کچھہ ہی کہو ہم کو اس
سے بحث نہین مگر مطلب یہ ہے حضرت ابوبکر یا حضرت عمر وغیرہ مثل ان

ہر سہ کے مولائے مومنین نہین ہین۔
ماسوائے اسکے اگر مطلب اس خطبہ سے محبت ہوتا تو رسول خدا یہ فرماتے کہ تم لوگ علی سے محبت رکھو یا یہ کہتے کہ جو مجھکو دوست رکھتا ہے وہ علی کو دوست رکھے تو یہ حکم ہی ہو جاتا اور یہ کہنا کہ جسکا مین دوست ہون اوسکا علی دوست ہے امت کے لئے کوئی حکم نہین ہے بلکہ الملاع ہے اور حکم اوسوقت ہے جبکہ بمعنی حاکم مستعمل ہو یعنی الملاع دیجاتی ہے کہ جسکا مین حاکم ہون اوسکا حاکم علی ہے پس سب پر اقتناع اس حکم کا واجب ہوگا۔
پھر شیخ صاحب فرماتے ہین کہ کسی اہل لغت نے مولی کے معنی اولی نہین لکھے نہ پھر غیر عادۃً عرفاً مروج ہے بلکہ یون کہا جاتا ہے کہ فلان سے فلان اولی ہے یہ نہین کہا جاتا کہ فلان سے فلان مولا ہے۔
جواب یہ فقرہ تو محض براہ مغالطہ دہی ہے کہ اولی کے معنی مین مولی نہین آتا۔ اس حدیث مین یہ اگر مذکور ہوتا کہ فلان سے فلان بہتر ہے اور اس موقع پر مولا ہوتا تو جاے اعتراض تھی جیسا کہ خود رسول خدا نے اس موقع پر مولا نہین فرمایا بلکہ اولی فرمایا الست اولی بانفسکم
اب سمجھنا چاہیے کہ خدا سے بڑھکر کوئی حاکم نہین ہے ہم اگر کہینگے تو یہی کہینگے کہ خدا ہمارا مولا ہے یہ نہین کہینگے کہ خدا ہمارا اولی ہے۔ اولی کی جگہہ اولی مستعمل ہوتا ہے۔ اور مولی کی جگہہ مولی مستعمل ہوتا ہے۔
مگر بڑا افسوس ہے کہ ادنی اعلی مولویون اور فقیرون کو مولی بمعنی اولی کہنے مین دریغ نہ کرین اور خدا اور رسول اور علی مرتضے کے لئے اس معنی مین گوارا نہ کرین۔
مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب یا مولانا ضیاء الدین صاحب برابر بمعنی اولی استعمال کئے جاتے ہین۔

اور دران حالیکہ خود جناب رسول خدا صلعم نے خدا تعالیٰ کو اپنا مولیٰ بیان کیا
ہے اور وہ بمعنی اولیٰ بتصرف ہے تو پھر گنجایش حرف گیری نہیں۔
آج تک کسی عالم یا اہل لغت یا ادیب کی زبان سے لفظ مولیٰ بمعنی دوست نہیں
سنا گیا بلکہ عموماً بمعنی اولیٰ بتصرف مشہور و مروج ہے مولویون اور درویشون تک
کو کوئی مولا بمعنی دوست نہیں بلکہ بمعنی اولیٰ کہتے ہیں پھر بڑی ہٹ دھرمی کی بات
ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ لوگون کے لئے تو مولیٰ بمعنی اولیٰ مشہور ہوا اور علی مرتضیٰ کے
بالخصوص اسکو اسکے معنی مین قبول نہ کیا جاوے۔
جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض طرق روایات مین ذکر اہلبیت عموماً آیا ہے اور ذکر
علی مرتضیٰ خصوصاً آیا ہے اسلئے دلالت پر تاکید نہیں ہے
جواب اسکا یہ ہے کہ جو ذکر بالعموم اس روایت مین اہلبیت کا ہوا ہے وہ ہی شاید
یہ خلافت و امامت ہو کیونکہ اوس حکم مین صاف طور پہ حکم پیروی اور تمسک
اہل بیت کا ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ حضرات ایسے بزرگ ہین کہ تا دم
واپسین نہ قرآن اونسے جدا ہوگا نہ وہ قرآن سے جدا ہونگے چنانچہ یہی صفت
انکی انجیل مین بھی موجود ہے کہ وہ خدا کا حکم ماننے والے ہین۔
پس جبکہ اتباع اور پیروی اہلسنت کی واجب ہوئی تو یہی لازم آیا کہ یہ امر قرار دیا
جاوے کہ اہل سنت مین سے کون اول بعد نبی خلیفہ مقرر کیا جاوے کیونکہ پیروی
چند اشخاص کی ایکوقت مین نہین ہو سکتی اور اگر خدا بھی دو ہوتے تو انتظام دنیا
بگڑ جاتا چہ جائیکہ امام ایک زمانہ مین دو ہون اسی وجہ سے اوس موضوعہ حدیث
پر اعتبار نہین ہو سکتا کہ جسمین یہہ لکھا ہے کہ اقتدوا باللذین من بعدی ابوبکر و عمر
کیونکہ دو شخصونکی پیروی ایک وقت مین محال و غیر ممکن ہے اور کوئی حکم
خدا تعالیٰ یا رسول اللہ کا ایسا نہین ہے کہ جسکی تعمیل [illegible] ممکن ہو اور

طرفہ یہہ ہے کہ اجماع اہل سنت وجماعت کو بھی یہ حدیث باطل کرتی ہو وہ خلفاے اربعہ کے قایل ہین اور نص دو کی پیشروی کی ایک زمانہ مین پیش کرتے ہین اور ہمیشہ موضوعات کا ایسا ہی حال ہوتا ہے خدا اور رسول پر اتہام لگنا بڑا دشوار امر ہے ضرور صنعت کہلاتی ہے۔

اسلیے ضرور ہوا کہ رسول اللہ صلعم شمایل اہلبیت کے یہہ قرار دین کہ اول علی مرتضے امام اور حاکم کے جاوین۔

ذکر عموم اہلبیت مویدبر خلاف مرتضوی ہی لیکن اصل یہ ہو کہ دشمن کی نظر مین ہر بھی عیب دکھلائی دیتا ہے اہل انصاف ذرا اکابر علماے اہل تسنن کے ان خرافات پر غور کرین،

ہم اسی ضمن مین اسکا بھی جواب دیتے ہین جیسا کہ وہ لکھتے ہین کہ کیا سارے صحابی بھول گئے تھے یا سارے صحابی عناد وبغض رکھتے تھے کہ فضایل واحکام خلافت مرتضوی کو اخفا کرتے اسکا جواب اونکے بعد کے علماے اہلسنت وجماعت کا عملدرآمد کافی ہے ہر عالم یہی کوشش کرتا ہے کہ جیسا اسلاف احکام ونصوص خلافت مرتضوی کو اخفا کیا ویسا ہم بھی کرین کیا لکھو کھا علماء مین کوئی بھی صاحب انصاف نہین کیا سارے ہی فاسق اور منافق ہین

وجہ اسکی سوا اسکے پیشین گوئی حضرت پیغمبر خاصواری کے اور کچھ نہین ہے کہ شیطان آل نبی سے یہ لالچ دیکے کہ ان لوگون کے دلون مین اثر کرگیا اور اونھے ایسا اندھا کردیا کہ علی مرتضے اور حضرت اہلبیت کے فضایل اونکو معیوب نظر آتے ہین اور یہہ تو فضایل کے ہی دیکھنے مین اندھے ہوے ہین اونکے اسلاف کو تو شیطان نے ایسا اندھا کیا تھا کہ صحیح وسالم مجسم کھڑے ہوے ائمہ معصوم اونکو نظر نہ آتے تھے ہزار ہا مردود وملعون یزیدیون کے شامل تھا ہزار ہا معاویہ کے ساتھہ

تھے ہزار ہا دلکہو کہا مطیع و فرمانبردار آل مروان و آل عباس تھے اور کسیکو نظر نہ آتا تہا کہ یہ علی مرتضے النفس رسول ہین یہ حسنین جگر گوشگان رسول خدا ہین یہ آئمہ اطہار ذریت نبی ہین پہر ان علمائی کیا شکایت ہے۔

پہر شیخ ابن حجر لکہتے ہین کہ مولی بمعنی اولی نہین ہے جو دلیل خلافت و امامت ہو اور سلمنا کہ مولی بمعنی اولی ہو تو کیسے ثابت ہے کہ اولی بمعنی امامت ہی اور سلمنا کہ بمعنی امامت ہی ہو تو یہ کیسے ثابت ہوئے کہ مراد خلافت فی الحال سے ہو۔

جواب اسکے یہ معنی ہوئے کہ ہمارا دل نہین چاہتا کہ زبان سے اقرار امامت مرتضوی کرین فلعنت اللہ علے الظالمین۔

ذرا اہل انصاف غور کرین کہ خود ہی معنی مولا ہین یہ حجت کرتے ہین کہ یہ بمعنی اولی نہین ہے پہر شیعہ کسطرح خلافت پر استدلال کرتے ہین۔

اس سے معلوم ہوا کہ اونکے نزدیک اولی سے مراد خلافت ہے پہر شق دوم مین مولی کے معنی اولی تسلیم کرکے کیون حجت کرتے ہین کہ اولی بمعنی امامت نہین ہے اگر اولی بمعنی امامت نہ تہا تو معنی مولا مین کیون حجت کی تہی کہ اسکی معنی اولی نہین ہین پہر شیعہ دلیل امامت کسطرح گردانتے ہین۔

شیخ ابن حجر کے اس ناانصافانہ اور منافقانہ اعتراض پر مجہکو ایک حرامزادہ نوکر کا قصہ یاد آیا کہ آقا نے حکم دیا کہ فلان طبیب کے مکان پر میرے لئے نسخہ لکہو لا وہ حرامزادہ کاہل وجود اور باتون تہا بولا کہ اگر حکیم صاحب نہ ملین آقا نے کہا کہ ضرور ملین گے تو اونکے مکان پر جا۔

حرامزادہ بولا کہ سلمنا وہ ملے بہی اور نسخہ نہ لکہا آقا نے جواب دیا کہ نہین ایسا نہین ہو سکتا وہ ضرور لکہدین گے حرامزادہ بولا کہ سلمنا اونہون نے نسخہ لکہ دیا اور وہ دوائین بازار مین نہ ملین آقا غریب بولا کہ تو جا تو سہی کیسے دوا بازار مین نہ ملے گی

حرامزادہ بولا کہ سلمنا دوامل ہی گئی، اور آپکو آرام نہوا تو کیا فائدہ میرتی تکلیف دینے سے آپکو کیا ملے گا +

بعینہٖ یہی نقل شیخ ابن حجر سنگین دل پر ہے کہ سب کچھ سہتی یہی سلمنا اور وہ بھی سلمنا لیکن زبان سے کسطرح کہدین کہ یہ حدیث خلافت مرتضوی پر دلالت کرتی ہے پس ایسے میٹھے گھوڑون کا علاج بجز سر کاٹ ڈالنے کے اور کیا ہو سکتا ہے

سپر د بخدا فیعلمون الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

قرائن اثبات استخلاف مرتضوی

اوّل - قرینہ استخلاف مرتضوی یوم غدیر خم کا یہ ہے کہ اگر اس جلسہ و مجمع غدیر خم سے مراد خلافت و امامت نہوتی تو حضرت عمر ابن الخطاب بحسن عقیدت مبارکباد کس بات کی دیتے اور بخ بخ لک یا ابن ابیطالب کیون زبان مبارک سے فرماتے -

دوم - دعای نبوی و انصر من نصرہ و اخذل من خذلہ بڑی دلیل خلافت مرتضوی کی ہے اگر مراد خلافت سے نہوتی تو نصرت و ترک نصرت کے ذکر کی کیا حاجت ہوتی

سوم - اس استخلاف کے بعد منافقین صحابہ کو سخت صدمہ ہوا اور ارادہ نہون نے جناب رسول خدا صلعم کی ہلاکت کا منصوبہ کیا اور ایک شب اسی سفر مین کہ استخلاف کے ایک دو روز ہی کے بعد کا ذکر ہے سولہ یا سترہ منافقان دین نے رسول خدا صلعم پر کہ وہ براہ عقبہ شتر پر سوار عمار ین یاسر مہار پکڑے ہوئے فقط خذیفہ شتر کی ہانکتے ہوئے جاتے تھے اور سارا لشکر براہ وادی جا رہا تھا گھوڑون پر سوار اور مسلح ہو کر حملہ آور ہوئے چونکہ اس بارہ مین جو آیت نازل ہوئی تھی اوس مین اللہ جل شانہ نے رسول خدا صلعم سے یہ وعدہ بھی فرمایا کہ واللہ یعصمک من الناس - یعنے ہم تجھکو آدمیون سے بچاوین گے اسلئے جناب رسول خدا صلعم کو مطلق خوف و ہراس نہوا اور خذیفہ کو حکم دیا کہ دیکھو کون کون ہین خذیفہ نے جا کر

اون کے گھوڑون کے مونہہ پر چابک مارنے شروع کئے کہ وہ چہرہ دلمین سمجھکر مغرور
ہو گئے حذیفہ سے پوچھا رسول خدا نے کہ کون کون تھے حذیفہ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ
ان حرامزادون نے مونہہ باندہ رکھے تھے لیکن مین نے سوارون کو پہچان
لیا کہ فلانے اور فلانے کے ہین +

اس روایت کو علماے اہل تسنن نے اسیطرح روایت کیا ہی فلانے فلانے
لیکن فلانے کا نام کسی راوی نے ظاہر نہین کیا یہہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ
راویون نے حملہ آورون کا نام کیون چھپایا +

علماے شیعہ صاف صاف فلان فلان سمجھہ کے نام اصحاب ثلثہ و دیگر صحابہ تحریر
کرتے ہین مگر ہم کہتے ہین کہ شاید شیعون نے بغض و کینہ کی وجہ سے انکا نام قرار
دیا ہو مگر علماے اہل تسنن کا اغماض اور اخفاء نام حملہ آورون دلمین شبہہ
پیدا کرتا ہی کیونکر اگر کہلے ہوئے منافق ہوتے تو علماے اہل تسنن برابر انکے
نام ظاہر کر دیتے اور اگر ظاہری منافقون سے بھی انکا ساز باز ہی تو پھر
محل گفتگو ہی کیا ہے ۔ لیکن اس روایت سے بھی جو ملا جامی نے شواہد النبوت
مین لکھی ہے اسقدر تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ حملہ آور لوگ صحابی تھے گو نام
سے اونہون نے بھی اغماض کیا ہی

اس روایت مین یہ ذکر صاف درج ہی کہ جب اسید بن حضیر نے رسول خدا سے
عرض کیا کہ آپ اون حرامزادہ لوگون کا نام بتلادین تاکہ ہم اونکو قتل کرین تو
رسول خدا نے فرمایا کہ لوگ یون کہینگے کہ جب لڑائی ختم ہو چکی تو محمد اپنے
اصحاب کو قتل کرتے ہین

اگرچہ علماے شیعہ صاف صاف اصحاب ثلثہ کا نام ان حملہ آورون مین لکھہ
رہی ہین مگر ہمنے اول وعدہ کیا ہی کہ اس رسالہ مین روایات اہل تشیعہ

پر استدلال نہ کرینگے اسلئے اسکی بابت ہم کچھ نہین کہہ سکتے مگر اسقدر کہہ سکتے ہین کہ بیشک وہ لوگ صحابی تھے جیساکہ روایات اہل تسنن سے ثابت ہے اب اگر کسی کو یہی شوق ہو کہ بروی روایات اہل تسنن ناموان لوگون کے تشخیص کرے تو میری راے مین یہہ وہی لوگ ہین کہ جنکو رسول خدا نے نام بنام جیش اسامہ مین نامزد کیا ہے کہ بحالت بیماری متواتر تاکید اونکی روانگی کی کی ہے اور وجہ اسقدر اصرار اونکی روانگی مین کرنیکی یہہ ہی معلوم ہوتی ہے کہ رسول خدا صلعم کو یہہ گمان تھا کہ یہہ لوگ خلافت مرتضوی مین مخالفت کرین گے پس اون لوگون کے جنکو بماتحتی اسامہ بن زید رسول خدا صلعم نے نامزد کیا ہے کتب تواریخ مین درج ہے تاریخ واقدی کو ملاحظہ کرلو اور مجھے معاف رکھو۔

چہارم۔ قرینہ استخلاف علی مرتضے کا یہہ ہے کہ جب رسول خدا مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اور لوگون کو نفاق اور مخالفت کا حال معلوم ہوا اور ظاہر ہوا کہ یہہ لوگ ضرور استخلاف مرتضوی کی مخالفت کرینگے اوسوقت آپنے رومیون سے جہاد کرنیکے لئے ایک لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور امیر لشکر اسامہ بن زید کو کہا اور سوائے علی مرتضے کے اجلہ واکابر مہاجرین کو مثل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور فاروق وعثمان غنی رضی اللہ عنہم کو مامور لشکر فرمایا۔

مگر رسول خدا صلعم نے ہرچند چاہا کہ یہہ لوگ مدینہ سے روانہ ہوون لیکن سب نے عدول حکمی رسول خدا کی گوارا کی اور باوجود سخت تاکیدات کے ایک بھی مدینہ سے باہر نہ نکلا حالانکہ رسول خدا صلعم نے یہہ بھی فرمایا۔

جھزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنہا۔

مگر متخلفین نے لعنت خدا گوارا فرمائی اور مدینہ نہ چھوڑا یہہ ہر ایک بڑا نازک

مقام ہے اور اہلسنت کی بہت سی آرزوؤن اور تمناؤن کو خاکمین ملاتا ہے
ہم تعجب کرتے ہین کہ اگر رسول خدا صلعم کو یہ منظور تہا کہ ابوبکر میرے بعد خلیفہ
ہون تو انکو اس لشکر مین ماتحتی اسامہ ہرگز نا مزد نکرتے اور باوجودیکہ رسول خدا
اپنی وفات کے قرب کو بخوبی جانتے تہے ہرگز ایسا نکرتے کہ جسوقت غفلت مرض
سے کچھہ بہی افاقہ ہوتا اور ہوش درست ہوتے تو یہی فرماتے کہ لشکر
اسامہ کیون روانہ نہین ہوا اون کو کہو کہ جلد روانہ ہون اگر روانہ نہونگے
تو اونپر خدا کی لعنت ہوگی
اگر حضرت ابوبکر کا خلیفہ کرنا منظور ہوتا تو اونکو باہر جانیکے لئے کیون سخت
تاکید ہوتی حکم نماز پڑہانے پر جو اہلسنت کو ناز ہے اور ہم بروایات صحیحہ ثابت
کر چکے ہین کہ رسول خدا صلعم نے کسی کا نام لیکر نماز پڑہانیکو نہین فرمایا تہا یہ حکم
روانگی جیش اسامہ اس پیش نمازی کی بنیاد کو بہی منہدم کرتا ہے کیونکہ اگر رسول خدا صلعم
نے حضرت ابوبکر کی نسبت نماز پڑہانیکا حکم دیا ہوتا تو اون کو بار بار تاکید اسامہ
کے ساتہہ جانیکی نہوتی اللہ اکبر اگر یہی حضرت علی مرتضے کی نسبت کسی اکابر مہاجر
و انصار کی ماتحتی مین یہی جہاد کرنیکا حکم ملجاتا تو بیشک علمائے اہلسنت آسمان
زمین ایک ڈالتے اور یہان ایک علام کی ماتحتی مین شیخین ذوی النورین تعینات
ہوئے اور اسلاف نے اس تحقیر پر بہت کچہہ سر پیٹہ ڈالا مگر ممکن ہے کہ علمای اہلسنت
کی زبان پر آجائے انصاف کا تو خاتمہ بالخیر ہو چکا جہانتک ممکن ہوتا ہے فضائل
اہلبیت رسالت مین ہے تو جبیات پیدا کرتے ہین اور فریق ثانی کے ایسے حالات
مین بہی ایسے خاموش ہوتے ہین کہ مطلق لب کشائی نہین کرتے مدارج النبوت
مین بہی حال تعیناتی مہاجرین و انصار بماتحتی اسامہ بن زید اسطرح لکہا ہے
و حکم عالی چنان صادر شد کہ اعیان و مہاجر و انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق

وعثمان ذوالنورین وسعد بن ابی وقاص وابوعبیدہ بن جراح وغیرہم الاعلی مرتضی
رضی اللہ عنہم اجمعین کہ ہمراہ لشکر دران لشکر ہمراہ اسامہ باشند واین معنی بر خاطر
بعضے مردم گران آمد کہ غلامی را بر اکابر مہاجرین وانصار امیر گردانند ودر مجلس ایشان
جماعہ سخنان ازین باب بظہور می آمد ودر دوی یافت چون این اخبار بسمع شریف
رسید خاطر مبارکش رنجیدہ شد وبغضب در آمد کذا فی مدارج النبوۃ جلد
دوم صفحہ ۲۴۳ -

یہ رنجیدگی اور غصہ رسول خدا صلعم کا عین قریب وفات ہوا اور دو چار روز کے بعد آپکی
وفات آپکی ہوئی اور غصہ آپکا فرو نہوا اور جناب رسول خدا صحابہ مذکور سے
رنجیدہ اور غضبناک ہو کر دنیا سے رحلت فرما گئے اور صحابہ نے باوجود رنجیدگی
رسول خدا کے مطلق اس حکم کی تعمیل کی اور مہاجرین اکابرین سے کوئی بعد
وفات رسول خدا صلعم کے بھی لشکر اسامہ میں نہیں گیا حضرت ابوبکر حضرت عمر
حضرت عثمان ابوعبیدہ وغیرہ کوئی نہیں گیا پس اب ہم علماء اہل تسنن سے فتوی
طلب کرتے ہیں کہ جن لوگوں سے جناب رسول خدا رنجیدہ اور غضبناک تشریف
لیگئے اونکے بارہ میں مسلمانوں کو کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے فاعتبروا یا اولی الابصار
اب اہل سنت پر فرض ہے کہ یا تو اونکے بعد رضامند ہو جانا رسول خدا صلعم کا صحابہ
مذکور سے ثابت کریں یا تنسیخ تجہیز جیش اسامہ ثابت کریں مگر ہر دو امور غیر ثابت
ہیں آخری وقت میں وفات سے گھڑی دو گھڑی پہلا خطاب صحابہ مذکور سے رسول خدا
کا یہ ہے - قوموا عنی - نکلجاؤ میرے پاس سے کذا فی الصحیح البخاری -
یہ دوسری عدول حکمی کی رنجیدگی اور غضب ہی تنسیخ تجہیز جیش اسامہ عمل میں
نہیں آئی بلکہ باوجود شدت تپ ودرد سر رسول خدا صلعم منبر پر تشریف لیگئے
اور صحابہ کو بہت کچھ سمجھایا لیکن کسی نے حکم رسول خدا کا نہ مانا حتی کہ زبان مبارک

سے حکم دیا۔

جھز واجیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنہا ۔ مگر شیخین وغیرہم ہرگز ارادہ روانگی نہوئے

مدارج النبوت مین لکھا ہے کہ بحسب تاکید رسول خدا اسامہ سوار ہونے کو تھا کہ خبر مرض پہونچی مگر ابوبکر و عمر وغیرہم مدینہ مین ہی موجود تھے۔

پنجم۔ ایک قرینہ خلافت و امامت علی مرتضےٰ کا یہہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے قبل از وفات خود اپنی صلاح اور رداب اور پوشاک حضرت علی مرتضےٰ کو مرحمت فرمائی

ایک ادنی درویش بہی مریدون مین سے کسی کو خلیفہ اپنا مقرر کرتا ہی تو وہ خرقہ و جبہ اوسکو عطا کرتا ہے لیکن ثابت ہی کہ حضرت ابوبکر کو کوئی شے رسول خدا صلعم نے عطا نہین فرمائی ہے کسی قسم کی اونکو وصیت نہ کی برکت عطا فرمائی پہر کس ذریعہ سے اونکو خلیفہ رسول اللہ کہہ سکتے ہین امارت دوسری شے ہے اگر لوگون نے جمع ہوکر اونکو اپنا حاکم بنالیا تو کیا بادشاہ ہوگئے لیکن خلیفہ رسول اللہ تو وہی شخص ہوگا کہ جسکو رسول خدا صلعم نے بحین حیات خود مقرر کردیا جسکو وصیت کی برکت دی اپنے ہتھیار اپنی پوشاک اپنی سواری عطا فرمائی کہ ذکر اسکا کتب معتبرہ اہلسنت و جماعت مین مفصل موجود ہے اور یہہ قصہ بہی بذات خود ایک کامل استخلاف ہی۔

استخلاف مرتضوی بہنگام قرب وفات رسول خدا صلعم
بوقت عطاء اسلحہ و پوشاک سواری ـــــ سید علی ہمدانی

کہ علماء معتبرین اہلسنت و الجماعت سے ہین کتاب مودۃ القربی مین لکھتے ہین

عن ابی حمزۃ الثمالی رضی اللہ عنہ عن ابی جعفر الباقر عن ابائہ علیہم السلام
قال لما مرض رسول اللہ مرضہ الذی قبض فیہ کان راسہ فی
حجر علی والعباس یلتاب عنہ والبیت غاص بالمہاجرین والانصار فقال
علیہ السلام یا عم اتقبل وصیتی وتنجز عدائی فقال انا رجل کبیر السن
وکثیر العیال فقال یا علی اتقبل وصیتی وتنجز عدائی فحنق علیاً العبیرہ وما
استطاع ان یجبہ فاعادہا علیہ فقال علیؑ بابی انت وامی نعم فقال رسول
اللہ صلعم انت اخی ووصیتی ووزیری وخلیفتی ثم قال یا بلال ہلم سیف
رسول اللہ صلعم ذا الفقار فجاء بہ بلال فوضعہ بین یدی رسول اللہ صلعم ثم
قال یا بلال ہلم مغفر رسول اللہ ذا النجدین فجاء بہ فوضعہ ثم قال
یا بلال ہلم درع رسول اللہ ذات الفضول فجاء بہا ثم قال یا بلال ہلم
فرس رسول اللہ صلعم المرتجز فاتی بہ فارتقہ ثم قال یا بلال ہلم
فانہ رسول اللہ الغضبہاء فجاء بہا فارتقہا ثم قال یا بلال ہلم بردہ رسول
اللہ السحاب فجاء بہا فوضعہا ثم قال یا بلال ہلم قضیب رسول اللہ المشرفی
فجاء بہ فوضعہ فلم نزل یدعو بشیٔ حتی بالعصابۃ التی کان
یعصب بطنہ فی الحرب ثم تزعّ الی الارض فدفعہ الی علی ثم قال
یا علی اذہب بہا جمع فاستودعہا بیتک بشہادۃ المہاجرین
والانصار لیس لاحد ان ینازعک فیہا بعدی فانطلق امیر المومنین
حتی وضعہا فی منزلہ ثم رجع۔

حاصل ترجمہ اس روایت کا یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے وقت قرب
وفات حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ اے چچا تم میری وصیت کو قبول کروگے اور
میرے وعدے وفا کروگے عباس نے کہا کہ میں بوڑھا آدمی ہوں اور کثیر العیال

ہون تب حضرت نے علی مرتضےٰ سے فرمایا کہ اے علی میری وصیت قبول کرتے ہو
اور میرے وعدون کو وفا کروگے اول مرتبہ حضرت مرتضےٰ بوجہ گریہ کے قادر
جواب پر نہو سکے حضرت نے دوبارہ اعادہ اس خطاب کا کیا اوسوقت امیرالمومنین
علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون بہت اچھا۔
جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تو میرا بھائی ہی اور میرا وصی ہے اور میرا
وزیر ہے اور تو میرا خلیفہ ہے بعد سکے بلال کو حکم دیا کہ میری سیف ذوالفقار
لاؤ بلال نے رویرہ حضرت کے لاکر حاضر کری پھر فرمایا کہ اے بلال مغفر رسول اللہ
کہ جسکا نام ذوالنجدین ہے لاؤ بلال نے وہ بھی حاضر کی اسطرح درع ذات الفضول
طلب کی اور پھر کھوڑا جسکا نام مرتجزی تھا طلب کیا پھر ناقہ غضبا اور بردہ سحاب اور
ممشوق وغیرہ وغیرہ طلب کیے یہانتک کہ وہ عصا بہ کہ جس سے حرب مین سول
خداشکم باندہتے تھے طلب کیا اور بلال نے سب اشیاء حاضر کین اور جناب
رسالت آب نے انگشتری خاتم انگلی سے نکال کر حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کو
عطا فرمائی۔ دہر کی انگوٹھی بغیر خلیفہ و جانشین کے ہرگز دوسرکو نہین دیجاتی ہے
اور ارشاد کیا کہ اے علی ان سب اشیا کو لیجاؤ اور اپنے گھر مین رکھو بشہادت
مہاجرین و انصار کے کسی کو اشیاء پر دعوی نہین پہونچتا کہ میرے بعد تم سے
انکی بابت نزاع کرے چنانچہ حضرت امیرالمومنین اون سب اشیاء کو اپنے گھر لین
لے گئے اور وہان رکھکر واپس تشریف لائے اگر حضرت ابوبکر کو خلیفہ کرنا منظور
ہوتا تو ضرور انگشتری عطا ہوتی +

ششم۔ یہ کہ ہر شخص جس کسی کو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر کرتا ہے وہ
ضرور اپنے متعلقہ امور کی بابت وصیت کرتا ہے۔ چنانچہ اسیطرح رسول خدا
صلعم نے علی مرتضےٰ کو وصیت کی اور اپنا وصی قرار دیا حضرت ابوبکر سے کوئی

وصیت نہین کی نہ اپنی وفات کے وقت اون کا مدینہ مین رہنا پسند کیا کہ جیش اسامہ کی کیفیت ہم اوپر لکھہ چکے ہین -

ثبوت وصیت قرینہ ہم مین بھی مذکور ہو چکی ہے اور نیز دیگر مقامات رسالہ ہذا مین مفصل مذکور ہو چکا ہے رسول اللہ صلعم کے آخری وقت کا حال اس طرح مدارج مین لکھا ہے کہ بعد ازان فرمود کہ برادر من علی را بیار علی بیامد و بر سر بالین آنحضرت بہ نشست و سر مبارک را بر زانوی خویش نہاد و آن سرور صلعم فرمود اے علی قرآن بہ نزدیک من چند دین مبلغ دارد کہ از دے برائے تجہیز لشکر اسامہ بقرض گرفتہ بودیم زنہار کہ حق او را از ذمہ من ادا کنی و فرمود اے علی تو اول کسے خواہی بود کہ در لب حوض کوثر بمن برسی و بعد از من مکروہات بتو خواہند رسید باید کہ دل تنگ نشوی و صبر کنی و چون بہ بینی کہ مردم دنیا اختیار کنند باید کہ تو آخرت را اختیار کنی -

پھر مدارج مین لکھا ہے کہ رسول خدا نے وصایا کا لکھوانا چاہا لیکن استقرار نہ یافت نہ علی اور حضرت علی نے بخوف قبض روح عرض کیا کہ زبانی ارشاد فرمائیں چنانچہ رسول خدا صلعم نے وصایا فرمانا شروع کین -

علی رضی اللہ عنہ گوید کہ حضرت با من سخن میگفت و آب دہن مبارک من میرسید و حال بروے متغیر شد -

اب اہل انصاف غور کرین کہ وصیت دین خاص جانشین اور خلیفہ سے متعلق ہے یہ فرض حضرت کے ذاتی کام کا نہ تہا بلکہ لشکر اسامہ کی تجہیز کا فرض تہا جو متعلق بر سالت ہی اگر حضرت علی خلیفہ نہوتے تو وصیت اونسے کیون کہی جاتی -

لب حوض کوثر پر اول رسول خدا کے پاس علی مرتضے کا پہونچنا اور خلفاء دیگر جو انسے پہلے فوت ہوے ہین نہ پہونچنا تعجب کی بات ہے بعد وفات حضرت

کے مکروہات کا پہونچنا صاف صاف پیشین گوئی عذر امت کے ہے۔
لوگون کا دینا اختیار کرنا پوری پیشین گوئی اسبات کی ہے کہ بطمع دنیاوی
اور لوگ حقوق مرتضوی غصب کرین گے
حضرت ابوبکر سے وقت اخیر ملاقات تک نکرنا اپنے پاس تک نہ آنے دینا
بلکہ قوموا عنی کہکر اوٹھا دینا بروایت صحیح بخاری ثابت ہے۔
مفتح بڑا قرینہ خلافت مرتضوی پر یہہ ہے کہ آخر وقت مین رسول خدا نے امت سے
عہد نامہ لکھانا چاہا اور حضرت وغیرہ مانع ہوئے۔ حالات جو بعد قصہ غدیر خم
کے مابین رسول خدا صلعم اور صحابہ کے وقوع مین آئے وہ ہم مشروحاً
چند بار تحریر کر چکے ہین۔
حملہ بر رسول خدا بمقام عقبہ۔ تخلف از جیش اسامہ باوصف تاکید شدید
در رنجیدگی وغضب رسول خدا بر صحابہ تا دم واپسین وغیرہ وغیرہ۔ اوسکے بعد
چاہا رسول خدا صلعم نے امت ہی دربارہ خلافت مرتضوی کے عہد نامہ لکھانا لیکن اس
حکم سے بھی صحابہ نے عدول کیا۔ یہ عہد نامہ عبدالرحمن بن ابی بکر کے قلم سے
لکھوانا چاہا اور کاغذ قلمدان لانیکا اوسکو حکم دیا مگر حضرت عمر مانع ہوئے
کذا فی المدارج
بعض یہ قوف متعصب علماء نے جاہلون کے سمجھانیکو یہ لکھدیا ہے کہ عبدالرحمن
سے عہد نامہ لکھوانا دلیل ہے کہ حضرت کی خلافت کے لئے عہد نامہ لکھواتے
تھے حالانکہ ہرگز ایسا فائدہ نہین ہے کہ کسی امر کے مدعی سے یا اوسکے
رشتہ دار سے اوسکے لئے سند لکھایا جائے ایسی سند غیر معتبر ہوتی ہے
اگر بفرض محال حضرت ابوبکر کی خلافت کے لئے لکھوائے تو علی مرتضےٰ سے
لکھوائے اسلئے بالکل قرینہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت علی کی خلافت

کا عہد نامہ لکھا یا جاتا تھا بڑا تعجب یہہ ہی کہ ایسے علماء کیا عقل سے بالکل خالی تھے یا جان بوجھہ کر مغالطہ دہی کرتے ہین

کبھی حیات رسول خدا مین کوئی قرینہ خلافت حضرت ابوبکر کا ظاہر نہین ہوا تمام معاملات اوسکے برخلاف ہوتے رہی رسول خدا تو اوس وقت مین ایک دم بھر کو اونکا مدینہ مین رہنا گوارا نہین کرتے اور وہ بیوقوف یا سخت ہٹ دہرم وہ ہی اولٹا قرینہ پیدا کرتے چلے جاتے ہین۔

ایسے لایعنی تحریرات خواہ مخواہ طبیعت مین غصہ اور جوش پیدا کرتے ہین کہ ہر قرینہ برعکس لیا جارہا ہے جیسا کہ صاحب مدارج نے یہی قرینہ عکسیہ پسند کرکے استناد کرلیا ہی۔

قصد لحاب کاغذ و قلمدان مندرجہ صحاح اہل سنت

صاحب مدارج النبوت نے لکھا ہے کہ در کتب صحاح مذکور و مسطور است کہ آنحضرت صلعم در حین استدادمرض کہ اصحاب در حجرہ شریف مجتمع بودند فرمود کہ دوات و صحیفہ و در روایتے شانہ برای من بیارید تا برائے شما وصیتے نویسم کہ بعد ازمن ہرگز گمراہ نشوید۔

پس اصحاب اختلاف کردند بعضے گفتند انچہ فرمودند بران عمل باید کرد و دوات و صحیفہ باید آورد تا حضرت ہرچہ می خواہد بنویسد و بعضے گفتند کہ مناسب نیست آن سرور را درین محل مشغول بکتابت داریم کہ وقت وے صلعم تنگ است و عمر رضی اللہ عنہ درین جانب بود و گفت کہ درد والم بر حضرت مستولی است و قرآن مجید در میان ماست و ما را بسند است و در بعضے روایات این

نیز زیادہ آمدہ است کہ مرد در شدت مرض چیز ہا می گوید کہ از و اثر دہ اختیار او بیرون ست شاید کہ این سخن نیز مثل آن سخنان باشد۔

بعد اسکے سخنان کی تفسیر و تشریح بھی اسطرح فرمائی یعنی مبادا بعضے مردم از منافقان وغیرہم را راہ سخن پیدا شود و بگویند و خیال کنند کہ ہذیان میگویند چنانکہ بیماران در وقت سختی بیماری میگویند جمعی دیگر نیز موافق عمر بہ دند جمعے مخالف تا اختلاف افتاد و آواز ہا بلند شد پس آنحضرت صلعم فرمود۔

برخیز از پیش من کہ منازعت و رفع اصوات بحضور رسول خدا مناسب نیست باوجود آن سہ وصیت فرمود یکے آنکہ مشرکان را از جزیرۂ عرب اخراج کنند دوم آنکہ جماعہ خود کہ نزد شما بینید ایشان را جائزہا و صلہا بدہند چنانکہ من میدادم و وصیت سوم را راوی فراموش کرد یا در اظہار آن مصلحت ندید اب اہل انصاف غور فرمائین کہ ہر شخص پر بحالت بیماری وصیت پس ماندگان فرض ہوتی ہے چہ جائیکہ نبی آخر الزمان پر تو نہایت ہی ضرور تہا کہ اپنی امت کے لئے ایسی وصیت فرماتے کہ گمراہی سے اونکو نجات ہوتی۔ چنانچہ صلحاء صحابہ کے خیالات سے بھی یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وصیت جسکو رسول خدا لکھوانا چاہتے تہے نہایت ضروری تہی اور موجب رفع خلاف و نزع کے ہوتی چنانچہ عین الحق میں ایسی عبارت متذکرہ بالا کے مدارج میں روایات سعید بن جبیر کے درج ہے کہ وہ کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس کہا کرتے تہے۔

کہ روز پنجشنبہ و چہ روزے بود روز پنجشنبہ کہ این قصہ واقع شد دیگر بیست ابن عباس تا اشکہا بر مثال مروارید در رشتہ کشیدہ بر روے او فرو د آمد و این قصہ را کہ گفتہ شد ذکر کرد تا در فہم ابن عباس چہ در آمدہ در خیال وے چہ بود یعنی چیزے در آخر وقت حیات آنحضرت و وصیتے بوجود می آمد۔

کہ موجب رفع خلافت و نزاع می شد۔

نکتہ ۔ اسلام مین ہفتاد دو فرقہ ہو جانا اور باہم اختلاف شدید واقع ہونا جنگ جمل و صفین وغیرہ وقوع مین آنا سبطین رسول الثقلین کا بیکسی و تنہائی کی حالت مین مسموم و شہید ہونا وغیرہ وغیرہ انقلابات کا ظہور ہونا صرف بوجہ منع وصیت ہوا ہے۔

اگر آخری وصیت رسول خدا کی عمل مین آتی تو مطلق کوئی فساد کسی قسم کا باقی نہ رہتا اور غالباً شرق سے غرب تک اسلام پھیل جاتا اور ایک مذہب مانعین وصیت کی نسبت مومنین صادق الاعتقاد کے دلون سے پوچھنا چاہیے کہ کیا فتوی دینگے۔

اب ہر شخص حسمین کچھ بھی مادہ عقل ہی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ وہ وصیت بھی بمادہ خلافت مرتضوی تھی اور مانعین وصیت بخوبی سمجھ رہے تھے کہ یہ وصیت بھی مثل اون وصایا کے ہے کہ جو حجت الوداع اور غدیر خم مین بمادہ امامت علی مرتضے علیہ السلام کے فرمائی تھی چنانچہ شاید کہ این سخن نیز مثل آن سخنان باشد دلیل اسی امر پر کرتا ہے علاوہ اسکے انبیاء مرسلین ہذیان سے مبرا ہین اون کا قول و فعل ہر حالت کا سند لیا جاتا ہے مرسل پر یہ گمان کرنا کہ ہذیان کہہ رہے ہین کفر ہے اور یہ گمان کرنا بھی فسق اور نفاق ہے کہ مبادا نبی ہذیان بکنے لگے اور منافقون کو موقع حرف گیری کا ہے۔

سبحان اللہ اگر خاص مرض ہذیان کا بیمار بھی بوقت قرب وفات وصیت کرنیکو کہے تو سمجھا یا جائیگا کہ اسکے ہوش و حواس درست ہو گئے ہین کیونکہ وصیت مرض الموت مین بیمار کا فرض ہے کہ جس بیمار نے اپنے فرض کو یاد رکھا ہے یہ اوسکی صحت حواس اور ثبات عقل کی دلیل ہے

اگر یہان بالکل برعکس مضمون ہی عجب اولٹی عقل کے لوگ تھے کہ نبی کی وصیت کو نیکو مذیان کہین - نہین نہین اولٹی عقل کے لوگ نہین تھے بلکہ بڑے چالاک اور ہوشیار اور پکے دیندار تھے اونہون نے اس پیرایہ مین اپنا کام نکالا - ذریت نبی جو دیندار اور اہل اللہ لوگ تھے وہ ان دنیادار لوگون کی چالاکیون اور دغا و فریب سے محض ناآشنا تھے -

اگر کچھہ بھی دنیاداری کا لگاؤ حضرت مرتضےٰ مین ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ کوئی غیر شخص خلافت کا نام بھی لے سکتا -

سبحان اللہ جنکو کوئی تعلق اور سابقہ نہ تھا ان نہ مان مین تیرا جہان رسول خدا خلیفہ کرین یا نہ کرین خود فرمانفرمائی بنگئے دنیا داری کی چالین ایسی ہی ہوتی ہین - یہہ کوئی صاحب نہ سمجھے کہ یہ امر مین اپنی رائے سے لکھتا ہون بالکل روایات صحاح اہلسنت کا ترجمہ بیان کر رہا ہون اسی باب مین وہ روایت ہم لکھہ چکے ہین کہ رسول خدا نے صحابہ سے یہہ فرمایا کہ بت پرستی وغیرہ کا تمہاری نسبت مجھکو خوف نہین ہے کہ تم میرے بعد دنیا کی طمع مین ملوث ہو جاؤگے -

اور یہہ روایت بھی تحریر ہو چکی ہے کہ رسول خدا صلعم نے حضرت علی سے وصیت کی کہ جب تم دیکھو کہ لوگون نے دنیا کو اختیار کیا تم آخرت اختیار کرنا چنانچہ پچیس برس تک اسی پر عمل کرکے صبر کیا بالآخر خلیفہ سیوم کے وقت مین جبکہ انتظام اسلام بگڑ گیا اور فساق اور مجازکا دین پر غلبہ ہوا بحکم ضرورت آپنے خلافت ظاہری اختیار فرمائی گو ہر وقت آپ بنا بر اتمام حجت ظاہر اپنے حق اور باوجودیکہ امت نابکار نے اپکے حقوق تلف کئے لیکن تاہم آپکی منصب نیابت رسالت مطلقہ مین کچھہ فرق نہین آیا اور آپ مسلم الثبوت نایب برحق

رسول خدا کے بالفصل رہے

بعد اس قصہ و نقل روایت ابن عباس کی مدارج مین لکھا - کہ پیشتر انچہ در فہم مردم می آید و بخیال ایشان می افتد آنست کہ مقصود آن حضرت علیہ السلام تعین خلیفہ بود کہ بعد از وے کہ خواہد بود -

اب حضرت عمر کا تخلف کرنا صاف دلیل اسبات کی ہے کہ خلافت و قضوی کے لئے وصیت فرمانا چاہتے تھے کیونکہ حضرت عمر محمد و معاون حضرت ابوبکر کے تھے اور انہین کی سعی و کوشش اور چال بازی سے یہ خلافت قایم ہوئی اگر حضرت ابوبکر کی خلافت کے لئے حکم ہوتا تو شاید معاونان اہلبیت مانع ہوتے نہ کہ حضرت عمر اور سوائے اسکے یہ امر بھی ظاہر ہے کہ اسوقت ایسے شخص کی خلافت کے لئے تحریر کراتے تھے کہ جسکو پیشتر نصب کر چکے ہین کیونکہ لوگونپر یہہ حال منکشف ہو گیا حالانکہ حکم وصیت مین ہنوز رسول خدا صلعم نے کسی کا نام نہین لیا تھا تو ظاہر ہے کہ علی مرتضے ہی ایسے تھے کہ جنکے لئے ابھی غدیر خم مین خلافت قایم ہوتی تھی اور حضرت عمر کا مقولہ کہ شاید این سخن مثل آن سخنان باشد خم غدیر کی خبر دیتا ہے -

اور قول حسبنا کتاب اللہ صاف صاف مخالفت خطبہ غدیر ظاہر کر رہا ہے کہ رسول خدا تو صاف صاف دو شے عظیم القدر کی پیروی و تمسک کا حکم دے رہے ہین اور وہ یعنی حضرت عمر صاف کہہ رہے ہین کہ ہمکو تمہاری اہلبیت کو نہین ماننے ہمکو کتاب اللہ کافی ہے -

حالانکہ گمراہی سے بچانیوالی ہر دو شے ہین باہم متفق قرآن و اہلبیت اگر کوئی شخص انمین سے ایک کو مانیگا اور دوسرے کو نہ مانیگا وہ قطعی گمراہی رہیگا یہہ امر قابل بحث اس موقع کے نہین ہے کہ رسول خدا کی نسبت ہمکو یقین

کرنا کفر ہے اور ایسا گمان کرنیوالا بھی منافق ہی
مفتم - قرینہ خلافت مرتضوی بلا فصل یہہ ہی کہ اگر رسول خدا نے حضرت ابوبکر
کو خلیفہ کرنا چاہا ہوتا تو اون کو ایسا اضطراب نہوتا کہ جسد مطہر رسول خدا
صلعم کو بلا تجہیز و تکفین چھوڑ کر عمر ابن الخطاب اور ابو عبیدہ بن الجراح کو ہمراہ
لیکر سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچ جاتے اور چٹ پٹ بلا کسی کی صلاح و
مشورہ کے خود خلیفہ بن جاتے بنی کے خلافت کی بحث تہی مسجد نبوی مین اجماع
قضیہ زمین بر سر زمین محلہ انصار مین کیا موقع تہا -
پس ضرور ہی کہ اوسوقت یہ خیال کیا کہ اگر علی مرتضے حضرت کی تجہیز و تکفین سے
فارغ ہو جائینگے تو ہمکو نوبت اس منصب کی حاصل ہونیکی قیامت تک نہ پہونچیگی
گی کیا خوب اجماع ہوا ایک بی بہگت والے انصاری نے کہا - منا امیر و منکم
امیر - ادہر سے جواب ہوا کہ فرمایا رسول خدا نے الائمہ من القریش
پس سپر طوطے مینا کی نقل ہو گئی کہ اے گروہ مردم عمر ابن الخطاب اس کام
کے قابل ہین اونکے ہاتہہ پر بیعت کرو وہ بولے کہ واللہ تم مجہسے افضل ہو اور لاؤ
ہاتہہ مین بیعت کرتا ہون - اسے وہ بیعت ہو گئی حضرت عمر نے بیعت کرنے
دوسری امیر امنیرا دو ہگ مشہور تہے یعنی ابو عبیدہ نے بہی بیعت کر لی -
سبحان اللہ شوری و اجماع اسی کا نام ہی یہہ فرمائے تو سہی کہ قریش پر ہی
اگر انحصار خلافت تہا تو آپ قریش مین سے کس شمار و قطار مین تہی -
بنظر قربت رسول خدا صلعم جبکہ انصار پر قریش کو ترجیح دیگئی تو کیا سارے قریش
مین اقرب رسول حضرت ابو بکر یا حضرت عمر ہی تہے قریش مین اوسی قربت
نبوی کی وجہ سے افضل القریش بنی ہاشم تہے پہر بنی ہاشم مین بہی بلحاظ
اوسی قربت کے رشتہ داران نبوی تہے اور تمام اعزہ و اقربا مین

افضل علی مرتضےٰ تھے حکم الائمہ من القریش کے بموجب وہ خلیفہ کئے جاتے آپ کیا سارے قریش کے اجارہ دار تھے کہ کوئی پوچھنے کے قابل نہ تھا نہ صلاح و مشورہ کی ضرورت تھی ہم کہتے ہین کہ حضرت ابو بکر کے لئے رسول خدا نے فرمایا تھا تو اور سپر کیون استدلال نہین کیا۔

یا اگر اونکے لئے فرمایا تھا تو اول حضرت ابو بکر کو یہ کہنا ضرور تھا کہ اے لوگو عمر ابن خطاب اس امر کے قابل ہے اسسے بیعت کرو اسمین تواضع کی کیا حاجت تھی ایسی کارروائی کو کوئی شخص اجماع کبھی نہین کہہ سکتا سبحان اللہ خلافت کیا ہوئی امیر امیر اٹھگون کا قصہ ہوگیا۔

علماے اہل سنت و جماعت ابتک اس ناصور پر مرہم لگاتے ہین مگر کارگر نہین ہوتا اور لوگون کے مغالطہ دینے مین ایمان کا بھی خیال نہین کرتے ذرا اونکے اقوال بغور ملاحظہ کرنیکے قابل ہین۔ ناصر الدین بیضاوی مدارج الانوار مین لکھتے ہین۔ قیل الحق یعلے نزالا انہ اعرض عنہ تقیۃً قلنا کیف وکان ھو فی غایۃ الشجاعۃ والشھادت وکانت فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنہا مع علو شانہا زوجۃ لہ وکثر صنادید القریش وسادا تھم معہ کالحسن والحسین والعباس مع منصبہ۔

وکان ابوبکر شیخاً ضعیفاً خاشعاً سلیما عدیم المال قلیل الاعوان۔

یعنی مطلب یہ ہی کہ حضرت علی تقیہ کیون کرتے وہ بڑے شجاع تھے۔ اور فاطمہ زہرا مع علو شان اونکی زوجہ شریفہ تھین اور اکثر رؤسا اور سرداران قریش مثل حسن و حسین اور عباس اونکے ساتھ تھے اور ابو بکر بوڑھا ضعیف مفلس بیکس آدمی تھا۔

سبحان اللہ کیا رعایت وطرفداری ہی یہہ کلام دو حالت سے خالی نہین
کہ یا تو یہ شخص محض احمق خالی از عقل تہا۔ یا غایت درجہ چالاک
اور دغاباز آدمی تھا اور سنے لوگون کو سخت دہوکہ دینا چاہا۔
روساء وسرداران قریش مین امام حسن اور حسین اور عباس کو لکھا اور اپنے
ذہن مین خیال کیا کہ کوئی اوسکی تفتیش کیا کرے گا میرا لکھا ہوا آیت وحدیث
سمجھہ جاوین گے۔ ارے ظالم بوقت انتقال رسول خدا صلعم حسین
علیہ السلام نہایت صغیر سن بچے تھے پانچ پانچ چہہ چہہ برس کی عمرین تھین
ایسا مغالطہ دینے سے کیا نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے وہ بچے کیا معاونت کر سکتے
تھے اور صنادید قریش سے تو یہہ مطلب نکلتا ہے کہ بہت سے رئیس لوگ
آپکے ساتھہ تھے اور روساء مین نام حسن وحسین علیہما السلام کا لکھدیا ہے
اگرچہ وہ سادات قریش کیا معنی سادات جن وملک سے لیکن جس معاملہ مین آپنے
تحریر فرمایا ہی اوس سے اون بچون کو کیا علاقہ تہا بجز اسکے کہ آپ کا
مطلب جاہلون کو دہوکہ دینے کا تہا اور کچہہ نتیجہ اس تحریر سے نہین نکل سکتا
اعوان وانصار اسی کا نام ہے ایک بوڑہا چچا دوسرے عفیفہ زوجہ گہر کی
بیٹھنے والی تیسرے دو صغیر بچے۔
خدا کا غضب ایسے بے ایمان لوگون پر نازل ہووے کہ ناحق جہلا کو مغالطہ
دیتے ہین اور ظلم ناحق کی پیروی مین اپنا بہی ایمان خراب کرتے ہین۔
ہشتم۔ قریہ خلافت مرتضوی یہ ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر سے
بیعت نہین کی اور اپنے حق کے طالب رہے باوجودیکہ سب لوگون نے
بوجہ عناد اہل بیت نبوی آپسمین اتفاق کر رکہا تہا اور منجانب متخلفین نص
غدیر جناب علی مرتضے علیہ السلام پر جبر وتشدد بہی عمل مین آیا مگر آپنے مطلق

بیعت نہ کی اور حضرت ابوبکر نے بھی جب دیکھا کہ جوابات جو علی مرتضیٰ دیدرہے ہین دندان شکن ہین اور لوگون کے دل پر اون کا اثر ہوتا ہی بیعت لینے سے اغماض کیا اور اصرار موقوف کرکے رخصت کردیا۔

پس علی مرتضےٰ علیہ السلام کا بیعت ابوبکر سے انکار کرنا چھوٹی بات نہین ہی اور ویسے ہی اتفاقی عام لوگون کی سی بات نہین ہی جبتک کہ کوئی وجہ کافی نہو حضرت مرتضےٰ علیہ السلام نے بیعت حضرت ابوبکر سے انکار اور اپنے حق پر اصرار نہ کیا ہوگا اور دران حالیکہ حضرت مرتضےٰ علیہ السلام بشہادت آیت تطہیر معصوم ثابت ہین تو آپ کا انکار و اصرار مسلمانون کے نزدیک قابل استدلال ہے۔ علامہ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری نے کتاب الامت والسیاست مین عبارت مندرجہ ذیل لکھی ہے

ایا بیعت علی ابن ابیطالب بیعۃ ابی بکر ان علیا اتی بہ ابوبکر وھو یقول انا عبد اللہ واخو رسول اللہ فقیل لہ بایع ابابکر فقال انا احق بھذا الامر منکم لا ابایعکم وانتم اولی بالبیعۃ لی اخذتم ھذا الامر من الانصار واحججتم علیھم بالقرابۃ من النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وتاخذوہ من اھل البیت غصبتمونا السلطان علی امتنا فنحن للانصار انکم اولی بھذا الامر منھم لمکان محمد منکم واعطوکم المقالۃ وسلموا الکم الامارۃ فانا احتج بمثل ما احججتم علی الانصار نحن اولی برسول اللہ صلعم حیا وميتا فانصفونا ان کنتم تومنون باللہ وتخافون اللہ والا فبوءوا بالظلم وانتم تعلمون قال لہ عمر انک لست متروکا حتی تبایع فقال لہ ابن ابی لی لک احلب حلبا لک شطرہ واشدد لہ الیوم بردہ علیک غدا قال واللہ یا عمر لا اقبل لک

ولا ابايعه فقال له ابو بكر فان لم يبايعني فلا اكرهك - فقال ابو
عبيدة بن الجراح لعلي يا ابن عم انك حديث السن وهؤلاء
شيخة قومك ليس لك تجربتهم ومعرفتهم بالامور ولا ارى
ابا بكر الا قوي على هذا الامر منك واشد احتمالا
واستطلاعا فسلم هذا الامر لابي بكر فانك ان تعش ويطل بك
بقاء فانت لهذا الامر خلقي وحقيق في فضلك ودينك وعلمك
وفهمك وسابقتك ونسبك وصهرك فقال علي يا معشر المهاجرين
الله لا تخرجوا سلطان محمد في العرب من حاره وقعر بيته
الى دوركم وقعور بيوتكم وتدفعون اهله عن مقامه في الناس وحقه
فوالله يا معشر المهاجرين لنحن احق الناس به لانا اهل البيت
ونحن احق بهذا الامر منكم ما كان فينا القاري لكتاب
الله الفقيه في دين الله العالم بسنة رسول الله المضطلع
بامر الرعية المدافع عنهم الامور السيئة القاسم بينهم بالسوية والله
انه لفينا فلا تتبعوا الهوى فتضلوا عن سبيل الله وتزدادوا من الحق
بعدا فقال قيس بن سعد لو كان هذا الكلام سمعته الانصار
منك يا علي قبل بيعتها ابا بكر ما اختلف عليك اثنان قال
وخرج علي بحمل فاطمة بنت رسول الله صلعم على دابة ليلا الى
مجالس الانصار يسارلهم النصرة فكانوا يقولون يا بنت رسول الله
صلعم قد مضت بيعتنا لهذا الرجل ولو ان زوجك وابن عمك
سبق الينا ابا بكر ما عدلناه به فيقول علي افكنت ادع رسول الله
في بيته لم ادفنه واخرج انازع الناس

سلطانہ فقالت فاطمۃ ماصنع ۔

ابوالحسن الا ماکان ینبغی لہ قد صنعوا ما اللہ حسیبھم وطالبھم ۔

حاصل مرطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے ابوبکر سے بیعت کرنیکا انکار کیا جسوقت وہ حضرت ابوبکر کے پاس آئے تو یہہ فرمایا کہ انا عبداللہ واخو رسول اللہ ۔ پس اونسے کہا کہ ابوبکر سے بیعت کرو تو آپنے فرمایا کہ مین بہ نسبت تمہارے اس امر کا زیادہ تر مستحق ہون مین تمہاری بیعت نہین کرسکتا بلکہ میری بیعت تمکو کرنی چاہیئے تم لوگون نے قرابت رسول پر حجت پکڑکے اس امر کو انصار سے لیا ہی اور ہم اہلبیت نبوت سے براہ غصب تمنے یہ حق چھینا ہے آیا تمکو یہ زعم ہے کہ تم انصار سے واسطے اس امر خلافت کے اولی ہو اسوجہ سے کہ یہہ جگہہ محمد صلعم کی ہے اور انصار نے اسی قربت رسول اللہ کے لحاظ سے امارت چھوڑدی اور تمکو تسلیم کردی پس اب مین وہ ہی حجت تمپر پکڑتا ہون جو تمنے انصار پر حجت پکڑی تہی مین زندگی اور موت مین اولی ہون ساتھہ رسول خدا صلعم کے پس اگر تم لوگون کا ایمان خدا پر ہے اور خدا سے ڈرتے ہو تو ہمارا انصاف کرو ورنہ یہ بات ہی کہ تم دیدہ و دانستہ اور جان بوجہہ کر ظلم کرتے ہو اسپر عمر نے کہا کہ ہم تجھکو نہین چھوڑین گے جبتک کہ تو بیعت نہ کرے گا ۔

اسپر علی مرتضےٰ نے فرمایا کہ تو نے تو اپنا حصہ اسمین ٹہیرایا ہی آج تو ابوبکر کے لئے مضبوطی کرتا ہے اور اوسکو خلافت پر قایم کرتا ہے وہ کل کہ تجھپر رد کرے گا یعنے اپنے بعد تجھکو اپنا جانشین کرے ۔

پہر فرمایا کہ خدا کی قسم اے عمر تیرا قول مین کبھی نہ مانون گا اور ہرگز ابوبکر سے بیعت نہ کرون گا ۔ اسپر ابوبکر نے کہا کہ اگر تم میری بیعت نہین کرتے ہو تو نہ

تمکو مجبور نہین کرتا

اسپر ابو عبیدہ بن جراح بولا حضرت علی سے کہ ای میرے چچا کے بیٹے تو ابھی کم عمر ہے اور یہہ تیری قوم کے بوڑھے ہین اون کا سا تجربہ اور معرفت امور تم مین نہین ہین اور مین ابو بکر کو بہ نسبت تمھارے اس امر مین زیادہ اقوی اور اشد متحمل پاتا ہون پس تم بھی ابو بکر کے لئے یہ امر تسلیم کرلو (یہہ امین الامت ہین جو کہتے ہین کہ اپنا بیل بہتہ تگے ہین بیچدو) ابھی تم بہت دنون تک زندہ رہوگے ابھی بچہ ہو یہہ تو چند روز مین مرجائیگا۔

پس تو اس امر خلافت کے لئے نہایت درجہ مستحق ہے اور بوجہ اپنی فضل و بزرگی اور اپنے دین اور علم اور فہم سابقہ اور نسب اور دامادی کے تو مستحق تر ہے۔ پس فرمایا علی مرتضےٰ نے ای گروہ مہاجرین۔ اللہ اللہ محمد صلعم کی سلطنت عرب اونکے مکان اور گھر سے خارج کرکے اپنے گھرون مین مت لیجاؤ اور رسول خدا کے اہل کو رسول اللہ کے مقام سے نہ نکالو اور انکا حق دور مت کرو قسم ہے خدا کی اے معاشر مہاجرین البتہ مین سب آدمیون مین زیادہ تر مستحق ہون اور سکا کیونکہ مین اہل بیت نبی مین ہون اور تم لوگون کی بہ نسبت مین خلافت کا حقدار ہون قسم ہے خدا تعالی کی جو کوئی قاری کتاب اللہ اور فقیہ دین اللہ اور عالم سنت رسول اللہ اور متضلع بامر رعیت اور مدافع امور سیئہ ازانجملہ ان اور قاسم بینہم بالسویہ ہی وہ البتہ ہم مین سے ہے پس تم لوگ ہوا و ہوس کی پیروی مت کرو پس تم لوگ راہ خدا سے گمراہ ہو گئے ہو اور حق سے بہت دور جا پڑے ہو۔

اسپر قیس بن سعد انصاری بولا کہ یا علی اگر یہ گفتگو آپکی انصار لوگ ابو بکر کی بیعت کرنے سے پہلے سنتے تو ہرگز دو آدمی بھی تمہاری خلافت پر اختلاف

نہ کرتے اور سب بیعت کر لیتے ۔

راوی کہتا ہے کہ رات کو حضرت علی جناب فاطمہ کو سوار کر کر انصار کے مکانات مین لیگئے اور اونسے نصرت و امداد طلب کی مگر اون لوگون نے جواب دیا کہ اے دختر رسول خدا صلعم ہم لوگون نے اوس شخص کی یعنی حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی ہے اگر تمھارا شوہر اور ابن عم ابوبکر سے پیشتر ہمارے پاس آتا تو ہم ہرگز اون کے فرمانے سے عدول نکرتے ۔ علمای اہل سنت اعتراض کرتے ہین کہ اگر خطبہ غدیر نص خلافت ہوتا تو سب لوگ کیسے تامل نہ کرتے اس لئے نص نہین ہے ۔ لیکن مین کہتا ہون کہ وانصرمن نصرہ واخذل من خذلہ مین تو کسیکو کلام نہین ۔ انصار ترک نصرت کر کے کیون مخذول ہوئے کیا دو ماہ کے اندر اسکو بھول گئے تھے اصل یہ ہے کہ شیطان نے سب کو اندھا کر دیا تھا جب انصار نے یہہ نامعقول جواب دیا تو حضرت مرتضےٰ نے فرمایا کہ کیا مین ہی رسول خدا صلعم کو بے تجہیز و تکفین گہر مین پڑا رہنے دیتا اور لوگون سے خلافت کا نزاع کرنیکو نکل آتا ۔ الخ ۔ اسی کتاب مین دوسرے موقع پر لکھا ہے کہ جب ابوبکر کو خبر پہونچی کہ کچھ لوگ تبری خلافت کے بیعت سے خلاف ہو کر حضرت علی کے پاس موجود ہین تو عمر بن الخطاب کو متعین کیا اور عمر بن الخطاب نے سوختہ وغیرہ جمع کرا کر دروازے جلانیکی دھمکی دی اور جناب فاطمہ نے بہت سا لعنت و ملامت کیا کہ تم لوگ جنازہ رسول خدا صلعم کو چھوڑ گئے اور خود خلیفہ بنگئے اور ہمارے حقوق کا لحاظ نہ کیا تب عمر ابن الخطاب واپس آئے اور ابوبکر صدیق سے کہا کہ اس متخلف سے بھی بلا کر بیعت لے اور قنفذ غلام کو حضرت علی کے بلانیکو بھیجا ۔ قنفذ نے دروازہ پر جا کر آواز دی کہ آپکو خلیفہ رسول اللہ بلاتے ہین آپنے جواب دیا کہ بہت جلدی ہے تم نے رسول خدا صلعم پر جھوٹ بولا

چنانچہ باین عبارت لکھا ہے۔ فلما ذھب قنفذ الی علی فقال ما حاجتک قال یدعوک خلیفۃ رسول اللہ قال علی السریع ما کذبت ولا کذب علی رسول اللہ فرجع قنفذ فابلغ الرسالت۔

پھر یہہ تحریک و اشارہ عمر بن الخطاب ابو بکر صدیق نے قنفذ کو بھیجا کہ یہ کہکر کہ امیر المومنین بلاتے ہین اسپر آپ نے جواب دیا کہ سبحان اللہ اوس امر کا دعوی کرتا ہے کہ جو اوسمین نہین ہے

فقال ابو بکر تقفذ عد الیہ فقل امیر المومنین یدعوک لتبایع فجاء قنفذ نادی ما امرہ فرفع علی صوتہ فقال سبحان اللہ لقد ادعی ما لیس لہ فرجع قنفذ فابلغ الرسالۃ۔

پھر لکھتا ہے کہ بہت سے آدمی عمر بن خطاب لیکر حضرت علی کو پکڑنے گئے اور جب مکان حضرت پر پہونچے تو حضرت مرتضے اور اہلبیت کے رونے کی آواز بلند تھی اور یہ فریاد کرتے تھے۔

نادت یا علی صوتہا باکیۃ یا رسول اللہ ما ذا لقینا بعدک ابی من ابن الخطاب و ابن ابی قحافہ۔

پھر لکھا ہے کہ یہ آواز ین دردناک اور جگر سوز سنکر اور لوگ تو روتے ہوئے لوٹ گئے اور عمر بن خطاب مع ایک گروہ کے باقی رہ گئے (وہ بھی ایسی ہی سنگدل ہونگے) پھر حضرت کو قتل کی دھمکی دیگئی تو آپ نے فرمایا کہ کیا عبد اللہ و اخو رسول اللہ کو قتل کروگے۔

قال عمر اما عبد اللہ فنعم و اما اخا رسول فلا و ابو بکر ساکت لا یتکلم۔

حضرت عمر نے حضرت علی کے اخو رسول اللہ ہونے سے انکار کیا۔

احکام نبوی کی خوب الحاعت کرتے تھے۔ لفظ عبد اللہ کے معنی نہین سمجھتے تھے

ورنہ اس سے بہی انکار کرتے یہہ خیال کیا کہ جیسے ہما شما بندگان خدا کہلاتے ہین ویسا ہی یہہ بہی دعوی ہے لیکن انبیا اور وارثان انبیا کی اصطلاح مین عبداللہ بہت بڑے درجہ کا لفظ ہے جسکو کتب سماویہ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ خوب پہچانتا ہے کہ بڑے بڑے مرسلین کے لئے یہہ لفظ فخریہ مستعمل ہوا ہے چنانچہ مرتضے علیہ السلام - بطور فخر و مباہات فرمایا کرتے تہے - انا عبد اللہ و اخو رسول اللہ صلعم - پہر یہہ استغاثہ حضرت مرتضے کا درج کیا ہے -

فلحق علی قبر رسول اللہ صلعم یصیح و یبکی و ینادی یا ابن العم ان القوم استضعفونی و کادوا یقتلونني - ترجمہ پہر لپٹ گئے علی مرتضے رسول اللہ کی قبر سے اور چیخ مار کر روئے اور فریاد کی کہ اے میرے ابن عم اس قوم نے میرے ضعیف کر دیئے اور قتل کر دینے کا ارادہ کیا ہے -

مولانا جمال الدین محدث کتاب روضۃ الاحباب مین لکہتے ہین جمعے از اہل تواریخ آوردہ اند کہ چون از مہم بیعت فارغ شدند ابو بکر صدیق از وجوہ مہاجرین و اعیان انصار مجمع ساختہ کس فرستاد و علی مرتضے را کرم اللہ وجہہ بان مجلس طلبیدہ وے اجابت نمودہ دران مجلس حاضر شد و در محل لایق خود بہ نشست و از موجب طلب خویش پرسید عمر فاروق گفت - موجب آنست کہ می خواہم چنانچہ سایر اصحاب با ابو بکر بیعت کردند تو ہم بیعت کنی علی گفت من ہمان سخن کہ شما بر انصار حجت ساختہ این منصب را گرفتید مر شما را حجت می گردانم راست گوئید کہ بحضرت رسالت پناہ صلعم اقرب کیست عمر گفت ترا نگذاریم تا بیعت کنی گفت اول این سخن مرا جوابے بصواب بگوئید بعد ازان از من بیعت جوئید ابو عبیدہ گفت اے ابو الحسن تو بواسطہ سبقت

در اسلام و فضل و قرابت قریبه با سید انام علیه السلام سزاوار حکومت و خلافت
دلیکن چون صحابه بر ابو بکر اتفاق و اجماع نمودند مناسب آنست که تو نیز قدم
در دائره وفاق داری -
علی گفت ای ابو عبیده تو امین این امتی بقول رسول مختار و مقتضای امانت
راستی است در گفتار و کردار و موهبتی که حق سبحانه تعالی بخاندان نبوت
کرامت فرموده در بند آن می باشند که بجای دیگر نقل کند مهبط قرآن و وحی
و مورد امر و نهی و منبع فضل و علم و معدن عقل و علم ائیم و بوسطه این امور خلافت
را شایسته و امارت را سزاوار یم -
بشیر ابن سعد انصاری گفت ای ابو الحسن اگر این داعیه که تو امروز ظاهر می کنی
پیش ازین معلوم مردم می شد هرآئینه با تو مضایقه و منازعت نمی کردند
با تو بیعت می نمودند لیکن چون بخانه خود نشستی و اخلال بامر دین ایشانرا
این گمان شد که تو از خلافت کناره می کنی و دفع و ابای این امر را از خود وجاهه
می کنی اکنون که جماعت مسلمانان کس دیگر را قبول کرده اند به پیشوائی
از پی در می آئی و خود در طرز دیگر می نمائی علی مرتضی فرمود که ای بشیر
تو روا می داری که من جسد الطهر و قالب انور سید عالم صلعم را غسل نا داده
و تجهیز و تکفین ننموده از دفن از فراغت حاصل نکرده روم از خلافت و حکومت
زدمی و با مردم در منازعت و مخاصمت شدمی -
ابو بکر صدیق چون دید که کلمات علی جمله محکم و استوار و هر یکی از انها مقابل صد
کلمه بل هزار ست از راه رفق و مدارا گفت ای ابو الحسن مرا گمان این بود
که ترا با من درین امر مضایقه نباشد و اگر می دانستیم که بعد از بیعت با من
تخلف خواهی کرد هرگز قبول نمی کردم اکنون که بر من مردم اتفاق نمودند

اگر تو نیز با یشان موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقع ساختہ باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ درین امر تامل نمائی بہیچ حرجے بر تو نیست پس علی از مجلس برخاست و متوجہ خانہ شد۔

عجب مجلس تہی اور عجب چال باز لوگ جمع تھے ایک امیر المومنین دوسرا خواہ عبیدہ اور ابن الخطاب ایک گرم دوسرا نرم ٹھگون کا سا قصہ ہے۔ اول عمر نے گرمی کی مگر جب لاجواب ہوئے تو نرم یار نے کارروائی شروع کی اور حقوق مرتضوی سے اقبال کیا۔

منشی دہنا لال صاحب فوجدار نے ایک مقدمہ میر بخشیان کی رشوت ستانی وجعل سازی و فریب مین یہ ہی نظیر دی ہے کہ اون کے ماتحت اہلکاران مین ایک نرم بنا دوسرا گرم اور نا جائز مطالب براری کا یہ ہی قاعدہ ہی کہ ساتھی گرم اور تیز بنتا ہے دوسرا نرم اور حلیم ہو جاتا ہی اسطرح ناجائز کارروائی والے اپنا حصول مطلب کیا کرتے ہین

واقعی فریب و دغا بغیر ایسی کارروائیون کے چل نہین سکتی۔ عجب حال ہے کہ حقوق مرتضوی کو تسلیم کرتے جاتے ہین اور پھر خدا اور رسول کا کچھ خوف نہین حضرت ابوبکر سے جو عام لوگون نے بیعت کی اوسکی وجہ فی الواقعی وہ ہی ہی جو بشیر ابن سعد نے بیان کی بوقت وفات رسول خدا صلعم کے حضرت علی مرتضے تو مصروف تجہیز و تکفین ہین رہے اور چال باز لوگون نے یہہ خبر اوڑا دی کہ حضرت علی خلافت کرنے سے انکار کرتے ہین اور اون کو خلیفہ ہونا منظور نہین ہی +

حضرت ابوبکر جو یہ فرماتے ہین کہ اے ابوالحسن میرا یہ گمان تہا کہ تمکو میرے ساتھہ اس امر خلافت مین مضایقہ نہوگا اگر مین ایسا جانتا تو ہرگز قبول نکرتا

اچھا گمان ہے صریح کسی کا گھر لوٹ رہے ہین اور گھر والا وجہ پوچھے تو یہہ
فرماوین کہ مجھکو یہ گمان تہا کہ تمکو میرے ہاتھہ سے اپنا گھر غارت کرانے
مین مضایقہ نہوگا

اجی حضرت طرف ثانی مین اللہ لوگ مل گئے تہے نہوئی کوئی مدمقابل ہم تو
آپکی منصف مزاجی جب سمجھتے کہ گو لوگون نے بیعت کرلی تہی اوسیوقت ادعاء
خلافت کو ترک کرکے علی مرتضےٰ سے بیعت کر لینے یہ صرف دغا و فریب کی باتین
ہین اور خود عبارت روضۃ الاحباب سے ثابت ہے کہ جب حضرت ابوبکر نے
یہہ دیکہا کہ کلمات علی جملہ محکم اور استوار ہین ہر کلمہ مقابل صد کلمہ بلکہ ہزار ہے تب
رفق و مدارا پر آئے اور اسطرح کا رفق و مدارا وضعی اور فریبی کہلاتا ہے اور اسکا
مرتکب دروغگو و کاذب کہلاتا ہے

ناظرین اس رفق و مدارا کو یہہ نہ سمجھین کہ حضرت ابوبکر نے بر رعایت قرابت
رسول اللہ یا باعث وصیت رسول اللہ یا بسبب خوف خدا کے تہی کیونکہ جب
اونکے افعال سے رسول اللہ صلعم ہی رنجیدہ اور غضبناک تشریف لے گئے
اور اونہون نے مطلق رعایت حقوق رسول اللہ کی نہ کری اور آخری وقت
مین پے در پے عدول حکمیان رسول خدا کی کرین اور خطاب آخری رسول اللہ کا
اونسے جزاے تخلف جیش اسامہ و اور عتاب نبوی قوموا عنی ہوا تو قرابت
رسول اللہ کا اونکو کیا لحاظ تہا اور وصیت نبوی پر وہ کیون عمل کرتے جب
احکام صریحہ اور واجب التعمیل سے ہے بچین حیات رسول خدا تخلف کیا گیا
تو وصیت کس شمار و قطار مین تہی اور سارے معاملات خوف خدا پر منحصر ہین
اگر کچہہ بہی خوف خدا ہوتا تو ایسے ظلم صریح سرزد نہوتا یہہ سب رفق و مدارا
اسوجہ سے تہا کہ اگر زیادہ گفتگو اسوقت کیجاتی تو رہی سہی ہماری فلعی

اوکہ جائینگے مبادا لوگ ہمسے مخالف ہوجاوین ورنہ غور کا مقام ہی کہ وہ خلافت
کو تو کیا خوف خدا سے ترک کرتے اونہون نے بلا کسی اپنی منفعت کے محض
براہ عداوت رسول صلعم بضعۂ رسول اللہ کو ترکہ پدری سے محروم کیا مشکوٰۃ
شریف صحیح مسلم سے روایت طویل بیان کیگئی ہے کہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ
علیہا نے ترکہ پدری مما افاء اللہ علی النبی بالمدینہ و الفدک طلب
کیا تو حضرت ابوبکر نے بنظر عداوت رسول خدا خواہ بوجہ سیاست تخلف بیعت
خلافت خود یہ حدیث وضع کرکے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ انا معشر الانبیا
لا نرث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ۔ یعنی ہم گروہ انبیا نہ کسی کے وارث
ہوتے ہین نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے جو کچھ ہم چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہی معصومہ
کو ترکہ پدری سے محروم کیا اول تو اہل انصاف جناب سیدہ کے دعوی پر خیال
کرین کہ وہ معصومہ دعوی پدری کرے اور حضرت ابوبکر غصب خلافت پر
اکتفا کرکے ترکہ سے بھی اونکو محروم کرین کیا رعایت قربت نبی اسی کا نام
ہے اور ہارون کو یہی لازم تہا کہ بعد انتقال اپنے یار مرغوم اہلسنت کے اونکی اولاد
کو ایذا اسطرح دیوین۔ اول تو غور کا مقام ہے کہ اگر متروکہ رسول خدا صدقہ
ہوتا تو کیا وہ اپنے وارثان سے اسکا ذکر فرماتے اور بفرض محال اگر رسول خدا
سے اس حدیث کے سننے کا جناب سیدہ کو اتفاق نہوا تہا تو کیا وجہ تہی کہ
حضرت ابوبکر سے سنکر یقین نہ فرمایا بلکہ آپ غضبناک ہوین کہ روایت مشکوٰۃ
و صحیح مسلم مین لکہا ہے فغضبت فاطمہ و لم تکلمہ حتی ماتت۔ اور غصہ ہی آپ کا
اسدرجہ بڑہا کہ بوقت انتقال یہ وصیت فرمائی کہ ابوبکر و عمر میرے جنازہ پر
نہ آنے پاوین چنانچہ اسی روایت مین لکہا ہے لما توفیت دفنہا زوجہا علی
لیلا و لم یوذن بہا ابابکر۔ اور مدارج مین صاف لکہا ہے کہ ابوبکر نے

علی مرتضےٰ سے دوسری اور شکایت کی کہ ہمکو اطلاع ندی کہ جنازہ پر حاضر ہوتے تو علی مرتضےٰ نے جواب دیا کہ بوجہ اونکی وصیت کے ہمنے ایسا کیا۔ ذرا یہہ امر بھی غور طلب ہی کہ جناب سیّدہ وفات پائین اور باپ کے اصحاب امید وار اطلاع کے ہون۔ اگر کوئی شادی کا معاملہ ہوتا تو مضایقہ نہ تہا کہ بلا دیا جاتا یہانتک قطع رحم اور بے تعلقی ان لوگون نے اہلبیت نبی سے کی کہ جناب فاطمہ کی وفات تک کی خبر نہ لی نہ حاضر ہوئے اور ادہر سے کوئی موقع اطلاع دینے کا نہ تہا جبکہ یہ رسول خدا کے جنازہ پر حاضر نہوئے تو غریب سیدہ مرحومہ کے جنازہ سے کیا غرض تہی افسوس اوسوقت کے مسلمانون کی حال پر ہے کہ سب منافق تھے یہانتک خاندان رسول اللہ سے مغایرت اور دشمنی رکہین اور پہر بہی اونکو خلافت سے معزول نہ کرین جن لوگون کو خدا نے کچہہ بہی ادراک بخشا ہی وہ ضرور معلوم کر سکتے ہین کہ ان لوگون کا ایمان و اسلام کس درجہ پر تہا جو حدیث ابوبکر نے دربارہ منع ترکہ بیان فرمائی ہے وہ بالکل رسول خدا پر تہمت ہی ہرگز ہرگز رسول خدا صلعم نے یہ حدیث بیان نہین فرمائی ۔ وجوہات اس حدیث کے موضوعی ہونیکے یہ ہین کہ اول تو حدیث مخالفت قران ہے وہ بلاشبہ موضوعی ہے قران مجید مین اول تو یہ نعم نبی و اہل اسلام ذکر فرایض و احکام ترکہ موجود ہین اگر نبی کے متروکہ مین وراثت جائز نہوتی تو مستثنی کئے جاتے دوسرے بالتخصیص رسول اللہ کے وارثون کا حق قران مین تسلیم کیا جاتا و آت ذی القربیٰ حقہ صاف نازل ہی اگر ذی القربیٰ کا کوئی حق ہوتا تو خدا تعالیٰ کیون فرماتا۔ سوائے اسکے اگرچہ حدیث صحیح ہی تو ضرور تہا کہ تمام انبیاء ترکہ پدری سے محروم رہتے اور اونکی اولاد بہی انبیا کے ترکہ سے محروم رہتے مگر یہ قول بالکل مردود ہی جملہ انبیاء نے اپنے آباو اجداد کا

ترکہ پایا ہی اور خود اپنی اولاد کو ترکہ تقسیم کیا ہی خود قران مجید اسکا شاہد ہی
وَوَرِثَ دَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ ودعا ذکریا علیہ السلام بابر تولد فرزند یرثنی
ویرث آل یعقوب قران مجید مین موجود ہین انبیاء سابق کے حالات وراثت
توریت و دیگر صحایف مین موجود ہین سب نے میراث پائی اور اولاد انبیا کو میراث
ملی اول ابراہیم علیہ السلام کا ذکر توریت کتاب پیدایش باب ۱۵ - آیت ۲ و ۳ و
۴ مین اسطرح موجود ہی کہ ابراہیم علیہ السلام نے خدا یتعالے سے عرض کی
کہ مین تو بے اولاد جاتا ہون اور میرے گھر کا مالک مختار الیعازر دمشقی ہے پھر
ابراہیم نے عرض کیا کہ اے خداوند تو نے مجھے فرزند نہ دیا کیا الیعازر خانہ زاد
غلام میرا وارث ہوگا تب خداوند کا کلام ابراہیم پر اوترا کہ الیعازر تیرا وارث
نہین ہوگا بلکہ جو تیری صلب سے پیدا ہوگا وہی تیرا وارث ہوگا کتاب پیدایش
۲۵ باب آیت ۶ و ۷ - ابراہیم کا سب مال و دولت اسحٰق کو ملا - اور جو کئی پسر
حرم سے بعد مرنے سارا کے پیدا ہوئے تھے اونکو ابراہیم نے اپنی حین حیات
کچھہ انعام دیکر اور ملک مین بھیجدیا تھا - اسحٰق اور اسمعیل نے تجہیز و تکفین ابراہیم
کی کری کتاب پیدایش ۴۹ باب ۲۲ آیت اور اسرائیل نے یوسف کو کہا کہ دیکھہ
مین مرتا ہون لیکن خدا تمھارے ساتھہ ہوگا اور تمکو تمھاری باپ دادا کی زمین
مین پہر لیجائیگا اور اوسکے سوا (یعنی موروثی مین کے سوا) مین نے تجھے تیرے
بھائیون کی بہ نسبت ایک حصہ جو مین نے اموریون کے ہاتھہ سے اپنی تلوار اور
کمان سے کالا زیادہ دیا ہی کو ورثہ دیتا ہے اور انبیا کی موروثی جائداد
تقسیم ہوتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لیکر تا بہ مسیح علیہ السلام جسقدر
انبیا علیہم السلام پیدا ہوے سب نے اپنے باپ دادا اون کا ترکہ پایا ہے اور اولاد
انبیا نے برابر ترکہ انبیا لیا ہے انبیا علیہم السلام کوئی بہوکھا ننگا نہین

ہوا حضرت ابراہیم ہزار ہا اونٹ گھوڑے بیل گائے بھیڑ بکری رکھتے تھے اونکی
کسی یار نے اوسکو صدقہ قرار دیکر اولاد کو محروم نہین کیا ایسا ہی حضرت
اسحٰق کا متروکہ عیص و یعقوب سے نہین چھپا گیا حضرت یعقوب کی لاانتہا مواشی
اولاد مین تقسیم ہوئی مورونی جائداد کہیت باڑی بیر اور بیرے الراے اور قربت
اربع مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے چلی آتی تھی وہ یعقوب
علیہ السلام نے پسران کو تقسیم کی اور حضرت یوسف کو علاوہ دیگر پسران کے
مکسوبہ جائداد حضرت یعقوب نے دی حضرت یوشع بن نون کے وقت مین جو لوگ
اسباط بنی اسرائیل مین تقسیم ہوا اور ہر سبط مین انبیا پیدا ہوئے اور اونکو
ترکہ پہونچا پس جبکہ انبیا کو ترکہ ملنا اور اون کا متروکہ اولاد مین تقسیم
ہونا ثابت ہی تو یہ حدیث جو حضرت ابوبکر نے بیان کی صاف مصنوعی ہے
اور رسول خدا پر اتہام دروغ لگایا گیا ہے اور علاوہ اسکے یہ امر ثابت ہی کہ حضرت
عمر کی خلافت کے ایام وسط مین فدک حوالہ واشاء پیغمبر صلعم کیا گیا پس اگر یہ حدیث
صحیح تہی تو کیا وجہ اوسکی برخلافی کی ہوئی اور اگر حدیث مذکور وضعی تہی تو حضرت
ابوبکر کو کیا جواب ہے دونون صورت مین شیخین ملزم ہین -

نہم - یہ قرینہ خلافت مرتضوی یہ ہے کہ جب مطہر رسول خدا صلعم کو آپنے ہی غسل
دیا اور فرمایا کہ ملا جامی شواہد مین لکھتے ہین کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ گوید کہ
رسول صلعم وصیت کرد کہ بغسل دہد مرا من قیام نمایم کہ بغیر
من ہرگز انظر بر عورت وے افتد نا بینا گردد نیز شواہد النبوت سے ثابت
ہے کہ آئمہ اہلبیت مین سے ہر امام نے ہی غسل دیا - اور یہ مقولہ درج ہی
کہ امام را جز امام نشوید - جبکہ امام کے لئے یہ احتیاط ہے تو نبی کے لئے
بدرجہ اولی ہے اور یہی وجہ ہوئی کہ علی مرتضے نے غسل دیا پس جملہ

قراین دلالت اس امر پر کرتے ہین کہ رسول خدا نے علی مرتضےٰ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور خلافت حضرت ابو بکر بلا مرضی رسول خدا ہوئی ۔

مشارکت نایب در اختیارات رسالت وحقوق نبوت

اگرچہ ہم مجملاً و مفصلاً اکثر مقامات پر ثابت کر چکے ہین کہ حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کو بہت سے حقوق نبوت اور اختیارات رسالت مین جناب رسول خدا سے مشارکت حاصل تہی اور اونہین سے پانچ صفات مقالات سنقلہ مین ہم بیان کر چکے ہین کہ از انجملہ معجزات اور خارق عادات مثل رسول خدا صلعم کے حضرت مرتضےٰ علیہ السلام سے صادر ہوئے دوسرے حضرت مرتضےٰ مثل جناب رسول خدا صلعم کے طاہر و معصوم تہے ۔ تیسرے جیسے جناب رسول خدا صلعم روز پیدایش اصنام پرستی سے مبرا تہے ویسے ہی علی مرتضےٰ بہی بت پرستی سے پاک تہے کبہی مثل اصحاب ثلثہ کے بت پرستی نہین کی ۔ چوتہے جیسے سوائے طبقہ انسانی دیگر طبقات ملایک و جن و حیوانات و نباتات وغیرہ قابل رسالت جناب رسول خدا صلعم تہے ویسے ہی علی مرتضےٰ کی امامت کے قایل ہوئے ہین ۔ اصحاب ثلثہ کی پیروی انسان کے سوائے دیگر طبقات نے نہین کی پانچوین جیسا علم لدنی رسول خدا صلعم کو حاصل تہا ویسا ہی علی مرتضےٰ کو حاصل تہا ۔ اصحاب ثلثہ کو اسمین کچہہ حصہ نہین ملا ۔ یہ پانچون امور ہم مفصل ثابت کر چکے ہین علاوہ انکے امورات مندرجہ ذیل مین مشارکت علی مرتضےٰ یا رسول خدا صلعم ثابت و متحقق ہے ۔ اول مشارکت نور ۔ دویم مشارکت خلقت و طینت سوم مشارکت دم و لحم ۔ چہارم مشارکت نسب و قومیت پنجم مشارکت استقاق اسم باسم الہی ششم مشارکت اولاد ۔ کہ سادات آل رسول بہی ہین اور علوی بہی ہین چنانچہ رسول خدا نے فرمایا ہے حضرت مرتضےٰ کی نسبت ابو اولادی

ہفتم مشارکت در ذکر کتب سابقہ سماویہ کہ مثل رسول خدا صلعم کے علی مرتضےٰ کا بھی ذکر درج ہے ہشتم علی مرتضےٰ کا بشمول نام رسول خدا تحریر ہونا۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ وایدناہ بعلی۔ نہم ضرضائیل فرشتہ کے کتف پر ہمراہ اسم مبارک رسول خدا کے علی ابن ابیطالب مقیم الحجۃ تحریر تھا۔ دہم قران شریف مین علی مرتضےٰ نفس رسول اللہ سے تعبیر کئے گئے ہین قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم۔ الخ اخرج الترمذی حسن سعد بن ابی وقاص لما نزلت ہذہ الایۃ قد عا رسول اللہ صلعم علیاً و فاطمۃ والحسن والحسین فقال اللہم ہولاء اہلبیتی۔ یازدہم خود بار بار رسول خدا نے فرمایا انہ منی وانا منہ دوازدہم جیسے مسلمانون کے مولا رسول خدا ہین ویسے علی مرتضےٰ ہین بشہادت خطبہ غدیر من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ سیزدہم مسلمانون پر جیسے فرمانبرداری رسول اللہ کی واجب و فرض ہے ویسے ہی علی مرتضےٰ کی فرمانبرداری فرض ہے بشہادت آیۃ۔ انما ولیکم اللہ۔ ایتہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ چہاردہم ثابت ہے کہ خداوند جل و علی نے اہل زمین مین سے دو شخصون کو اختیار کیا اور برگزیدہ کیا ایک رسول اللہ اور دوسرے علی مرتضےٰ۔ کہ امام حاکم نے مستدرک مین ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ عن ابی ہریرہ قال قالت فاطمۃ رضی اللہ عنہا یا رسول اللہ زوجتنی من علی ابن ابیطالب وہو فقیر لا مال لہ فقال یا فاطمۃ اما ترضین ان اللہ عز وجل اطلع علی اہل الارض فاختار رجلین احدہما ابوک والاخر بعلک۔ پانزدہم سرداری مین علی مرتضےٰ کو رسول خدا کے ساتھہ مشارکت تھی قال رسول اللہ صلعم انا سید آدم و علی سید العرب۔ شانزدہم مسجد نبوی مین سوائے رسول خدا اور علی مرتضےٰ کے اور کوئی شخص جنب نہین جا سکتا تھا سب پر بجالت جنابت سوائے ہر دو حضرات

کے مسجد کے اندر جانا حرام تھا۔ فی ازالۃ الخفاء عن ابو سعید الخدری قال رسول اللہ صلعم لعلی یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک ہفتد ہم۔ مسجد نبوی مین کسی کو رہنے کی اجازت نہ تھی بحکم وحی الٰہی رسول خدا اور علی مرتضی وسبطین کے رہنے کا حکم ہوا جذب القلوب مین محدث دہلوی لکھتے ہین کہ جب صحابہ نے اپنے دروازون کے بند ہونے اور علی مرتضے کے کھلے رہنے کی بابت شور کیا اور رسولخدا کی عدولحکمی کری تو آپکو نہایت درجہ غصہ آیا۔ باین عبارت آنحضرت در غضب شدند بمنبر رفتند وحمد ثنا مولا گفتند وفرمود حق سبحانہ تعلی وحی فرستاد بر موسی کہ مسجدے بناکن موصوف بصفت طہارت وساکن نشود در وے جز تو وپسران ہارون شبر وشبیر وہم چنین وحی کرد بر من کہ مسجدی سازم طاہر کہ ساکن نشود در وے جز من وعلی وپسران او حسن وحسین۔ الخ۔ ہجدہم۔ جیسے مشارکت موسی وہارون مین تھی سوائے نبوت کے ویسی ہی مشارکت علی مرتضے اور رسولخدا صلعم مین تھی صرف نبوت اور نزول وحی کا فرق ہے چنانچہ فرمایا رسولخدا صلعم نے یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی۔ نوزدہم۔ تبلیغ رسالت رسولخدا صلعم کرسکتے تھے یا علی مرتضی اونکی طرفسے کرسکتے تھے اور یہ بڑی صفت نبوت اور اختیارات رسالت کی ہے جیسا کہ قصہ تبلیغ سورہ برات سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر معزول کئے گئے اور علی مرتضی تبلیغ سورہ برات کیلئے مامور کئے گئے اور بروایات صحیحہ ومتواترہ اہلسنت بھی اسی رسالہ مین ثابت کیا ہے۔ بستم۔ بت شکنی بیت اللہ حرم مین رسولخدا اور علی مرتضی کو شرکت نبوی اور راکب دوش رسول اللہ ہونے۔ بست یکم فقال رسول اللہ صلعم من سب علیا فقد سبنی یعنی جسنے علی مرتضی کو برا کہا اوسنے رسولخدا

کو برا کہا۔ بست دوم قال رسول اللہ صلعم انا حارب لمن حاربھم وانا سلم لمن سالمھم۔ یعنی رسول خدا نے فرمایا کہ جو کوئی علی مرتضے اور فاطمہ زہرہ اور حسنین سے لڑے مین اوس سے لڑون اور جو کوئی اونسے صلح کرے مین اوس سے صلح کرون۔ بست سیوم شرط ایمان مسلم یہ ہی کہ علی مرتضے سے تولی اور اونکے دشمنون سے تبرا کرے چنانچہ باب فضایل مین بمزرواین نقل کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے۔ لا یقبل اللہ ایمان عبد الا بتولی علی ابن ابیطالب والبراۃ من اعدایہ۔ معلوم ہوا کہ اقرار آپکے ولایت کا داخل رکن ایمان ہی اور یہ بہت بڑی شرکت حقوق نبوت کی ہی۔ بست چہارم جیسا نبی صلعم پر نماز مین درود بھیجنا فرض ہے ویسا ہی علی مرتضی اور جناب فاطمہ اور حسنین علیہم السلام پر فرض ہے۔ بست پنجم۔ قیامت کے روز رسول خدا اور علی مرتضی مع جناب فاطمہ وحسنین علیہم السلام مکان واحد مین ہونگے جیسے کہ روایت حاکم مندرجہ مستدرک مین ابی سعد خدری سے ظاہر ہے اور باب فضایل مین مذکور ہے۔ بست ششم جیسے زیارت رسول خدا صلعم داخل عبادت تھی ویسی ہی زیارت مرتضی داخل عبادت تھی کہ امام حاکم نے مستدرک مین روایت کی ہے عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم النظر الی وجہ علی عبادۃ۔ بست ہفتم علی مرتضی کو مال غنیمت اور خمس مین اور اوسکی قسمت وغیرہ مین مثل رسولخدا صلعم کے اختیار حاصل تھا اب کہا تک شمار کرون غافلون اور ذی فہم و ادراک لوگونکے لیئے تو یہ بہت کافی ہے اور متعصب نافہم مولٰی عقل والون کے آگے یہ بیان بالکل ایسا ہے کہ جیسا بھینس کے آگے بین بجانا۔

حکم اطاعت و پیروی نایب رسول اللہ۔ واضح ہو

کہ نایب رسول اللہ کی پیروی اور اطاعت بموجب حکم الٰہی فرض ہی جیسا کہ
آیت یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
سے ثابت ہے اب باقی یہ امر رہا کہ اولی الامر بعد نبی کے کون شخص ہے چنانچہ
قران شریف مین وارد ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ الخ اور بشہادت
تفاسیر اہلسنت یہ آیت حضرت مرتضے کی شان مین نازل ہوی اور احکام
نبوی مفصل اور مشرح اس امر مین صادر ہوئی چنانچہ رسولخدا نے فرمایا
علی منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی - وسر احکم من کنت مولاہ انہ
سید المومنین امام المتقین قاعد الغر المحجلین انا سید ولد ادم و
علی سید العرب ورثت ابن عمی دون عمی انت منی بمنزلۃ ھارون
من موسی وھو وصی ووارثی وخلیفتی اقضاکم علی الہما والحق
معہ لن یمیزکم من ھدی ولن یدخلکم فی ضلال انی تارک فیکم
الثقلین ان تمسکتم بہما لن تضلوا - بعدی یہ حکم رسول خدا کا عام
امت کے لیئے ہے کہ میرے بعد اونکی پیروی کرو ورنہ گمراہی مین پڑجاوگے
اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق جو کوی
اہلبیت کی پیروی کریگا وہ نجات پاویگا اور جو اونسے تخلف کریگا وہ مثل امت
نوح کے غرق ہو جائیگا - اس زمانہ کی پیروی تو ایک نقل ہے مگر خاص
اون حضرات کے زمانہ کے لوگون کو دیکھنا چاہیئے کہ جنسے رسول خدا نے
بالخصوص مخاطب ہوکر یہ احکام فرمایئے اونہون نے اہلبیت نبوی کی پیروی
کسطرح کی اور اونکے احکام کو مانا یا نہین - لیکن جن لوگون نے تخلف کیا
اور اونکی پیروی نہین کی اور اونسے تمسک نہین کیا بلکہ اونکو اپنا مطیع اور
فرمانبردار کرنا چاہا اور اس امر مین طرح طرح کی اونکو ایذا اور رنج پہونچایا وہ

مصداق کس حکم کے ہوئے۔
اہلسنت و جماعت نے جب کہین کوئی سہارا کسی حکم نبوی مین نسبت خلافت حضرت ابوبکر کے نہ پایا تو حسب عادت معہودہ خود فضایل اہلبیت مین سے سرقہ کیا اور یہ روایت محض مصنوعی اور دروغ بنائی۔ اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر و عمر جسکا نہ سیاق درست ہی نہ ربط کلام صحیح ہے اور موضوعات کے ہمیشہ یہ ہی کیفیت ہوا کرتی ہے افسوس ہی کہ اس حکم کے ارشاد کا کوئی مشہوری موقع اہلسنت بیان نہین کرتے ویسے ہی مجہول قول بیان کرتے ہین نہ آجتک یہ کہلا کہ کس مقام پر یہ ارشاد ہوا اور کن لوگون سے فرمایا حدیث ثقلین اور خطبہ غدیر کے اور حدیث سفینہ وغیرہ کے یہ حدیث مخالف ہے اور حدیث مذکورہ ماسبق باجماع اہلسنت صحیح اور متواترات مین سے ہین ان احادیث کے مخالف جو قول ہے وہ باجماع محدثین مردود ہے اور حدیث ثقلین اور نص غدیر کے کوئی موقع شیخین کو ایسا نہین ملا کہ رسول لہذا اون سے راضی بھی ہوئے ہون بلکہ بعد اس خطبہ غدیر کے برابر شیخین سے رسول اللہ کی عدول حکمیان صادر ہوئین اور بذریعہ جیش اسامہ جبکہ مدینہ منورہ سے مفسدان کو باہر بھیجنا تجویز ہوا اونہین نام شیخین کا درج ہی جو کچھ شیخین نے در باب امارت اسامہ بن زید رسول اللہ پر اعتراضات کئے وہ موجب نہایت درجہ رنجیدگی اور غضب رسول خدا کے ہوئے اور بالآخر تخلفین جیش کے لیئے لعنت خدا کی صادر ہوئی اور متخلفین کا تخلف تا دم واپسین رسول خدا کے باقی رہا۔ آخری وقت مین شیخین نے دوسرے امر مین رسول خدا کو غضبناک کرکے منقبت قوم واغنی حاصل فرمائی پھر کونسا موقع اس امر کا

ملاکہ امت کو پیروی دو شخصون کا بہ آن واحد حکم دیا ہے یہ خدا کی قدرت ہے کہ جسقدر احادیث براہ سرقہ فضایل اہلبیت علیہم السلام کے علماے اہلسنت والجماعت واسطے شیخین کے وضع کی ہین اونمین ضرور کچھ نہ کچھ ایسا فرق رہ گیا ہے کہ ہر شخص اوسیکو شناخت کرلے یہ وضعی حدیث ہی۔ اب اسی حدیث پر غور فرماوین کہ اہل تسنن چار خلافتونکے قایل ہین اس حدیث کی رو سے دو خلافت باطل قرار پاتی ہین علاوہ اسکے ایک وقت مین دو شخصون کی پیروی محض غیر ممکن ہی ایسا حکم کبھی نہین ہوسکتا کہ دو شخصون کی پیروی آن واحد مین کرو اگر خدا بھی دو ہوتے تو انتظام دنیا بگڑ جاتا چہ جائیکہ حاکم دو ہون اور باہم اونکے سر نہ ٹوٹین بہرحال اونمین سے ایک حاکم ہوگا اور دوسرا محکوم ہوگا اور جب محکوم ہوا اور حاکم بھی ہوا اجتماع نقیضین ہی اور محال ہے علاوہ اسکے اقتدار کے لیئے ضروری امر یہ ہے کہ دو عالم بھی ہون اگر کوئی امتی اونسے سوال کر بیٹھے تو ایسے ہی خفیف ہونا پڑے جیسے حضرت عمر سوالات قیصر کو دیکھکر خفیف ہوئے تھے اور یہ امر منافی امت ہے سبحان اللہ کیا مسلمان اون کا اقتدا کرکے مجنون سے قصاص لینا حاملہ عورت کو رجم کرنا سیکھینگے سوا اسکے غدیر خم اور حجۃ الوداع مین صرف دو چیز قابل پیروی رسول خدا نے بیان فرمائی ہین قران اور اہلبیت اگر دو یہ بھی شامل ہوتے تو چار چیز کا نام رسول خدا لیتے لیکن یہان تو محبان شیخین کو یہ ہی مدنظر تھا کہ بجواب حدیث ثقلین بجاے دو شی عظیم القدر قران واہلبیت کے ان دونون کو قرار دیدین اور راوی کاذب نے اسی وجہ سے دو شخص کی پیروی کو زمانہ واحد مین قرار دیا ہی تاکہ پورا جواب ثقلین کا ہوجاے فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ تمام شد

خاتمہ در التماس مولف

ناظرین باانصاف کی خدمت مین گذارش ہی کہ ہمنے جو مقدمہ کتاب مین یہ امر قرار دیا ہے کہ اب بوجہ امتداد زمانہ وقوع حوادث کثیرہ علماے فریقین کی تحریرات سے یہ اشتباہ رفع نہین ہوسکتا کہ بعد رسول اللہ صلعم کی اونکا جانشین اور خلیفہ برحق کون ہے کیونکہ ہر شخص اپنے مذہب کی تائید کرتا ہی اور چونکہ انبیاء مرسلین کو علم ماکان ومایکون حاصل ہوتا ہے اسلیئے جناب رسول خدا صلعم کو معلوم ہوگیا تہا کہ اگر آخری وقت مین اونکے لیئے صاف صاف احکام ضبط تحریر مین نہ آئینگے تو باہم اختلاف پیدا کرکے گمراہ ہوجاوینگے لہذا آنحضرت نے اپنے نزدیک نہایت ضرور سمجہا تہا کہ درباره خلافت وجانشینی ودیگر امور متعلقہ ہدایت آیندہ احکام فیدتحریر مین آجائین کہ پہر کسی متنفس کو یہ گنجایش باقی نہ رہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہین ہے اور اگر یہ بہی خیالات کرکے لکہوانا چاہا مگر مسلمانونکی بدقسمتی دامنگیر ہوئی کہ بعض حضرات مانع تحریر ہوے ۔ اسلام مین پہلا تخم عناد وفساد واختلاف کا یہ ہی بویا گیا ۔ اسمین کچہ شک نہین ہے کہ حضرات مانعین تحریر وصیت نبوی نے اپنے ذاتی مفاد کے پیچہے قیامت تک کی مسلمانونکا سخت نقصان کیا اگر بحسب مانع وزعم شخص مانع وصیت جناب رسول خدا صلعم اگر کسی ایسی شخص کے لیئے حکم خلافت لکہوا تے کہ پہر اون تک اوسکا پہونچنا غیر ممکن ہوجاتا تو اونکو اوسپر صبر کرنا چاہیئے تہا اور آپنے چند روزہ عروج وامارات پر نظر کرکے کروڑون مسلمانون کی گمراہی پر خیال کرنا چاہیئے تہا جس اہل انصاف کی روبرو اس قصہ کو بیان کیا جائیگا وہ صاف یہ ہی کہیگا کہ مسلمانون مین جو کچہ اختلاف ہدایت ہے وہ محض بوجہ منع وصیت ہے ورنہ فرض کیجیے کہ اگر اوس وصیت نامہ مین حضرت

ابو بکر کی ہے خلافت کے لیئے تحریر ہو جاتا تو کیون حضرت علی بیعت سے انکار
کرتے اور کیون اونکی ذریت اور معتقدین سب و لعن اصحاب ثلثہ کی ترکیب ہوتی
کسی کو مطلق اعتراض کا موقع نہ ملتا یا اگر حضرت علی کے لیئے لکھا جاتا تو خلفاے
دیگر کیون ملزم غصب حقوق مرتضوی ہوتی اور ہر سنی فقرے بنا رہے ہین
سب الشیخین کفر اور ہر شیعہ کہہ رہے ہین کہ جبتک علی مرتضی بلافصل خلیفہ
نہ سمجھے مسلمان نہین ہے اور جبتک اونکے دشمنون سے تبرا نکرے اوسکا
ایمان کامل نہین ہے کمبختی ہم لوگونکی کہ کسکے کہنے پر یقین کرین۔ اس
اختلاف مذہب کی بابت اگر مجھسے سوال ہوا اور زبان نے بھی یاری دی
تو خدا کے روبرو مین صاف کہدونگا کہ جسنے نبی صلعم کو وصیت تحریر کرانے
سے ممانعت کی اوس شخص سے اسکا جواب لیجئے اور کچھ بعید نہین ہے کہ یہ عذر
قبول کیا جاے اور بجاے کروڑون گناہونکے ایک ہی شخص ملزم قرار پاجاے
لیکن اگرچہ یہ عذر ہمارا معقول ہے مگر تاہم خدا تعالی کیطرف سے یہ جرح دفع
ہو سکتی ہے کہ تمکو عقل لطیف عطا کیگئی تھی نیک و بد کی کیون تمیز نہین کیگئی
تو پھر ہمکو کچھ جواب نہین ہے وہ بھی تو دریافت کریگا کہ کیا تم ایسے احمق تھے
کہ اگر تمہارے سامنے کوئی آدمی الوہیت کا دعوی کرتا تو تم بغیر سوچے سمجھے
اوسکو خدا مان لیتے ضرور دلیل کرتے کہ بھائی تو کیسا خدا ہے ہماری طرح ناپاکی
اور آلایش حیض و نفاس مین ڈوبا ہوا پیدا ہوا اور مدت دراز تک ایسی عاجزی
اور ناتوانی کی حالت مین رہا کہ نہ بول سکتا تھا نہ چل پھر سکتا تھا نہ کسیکو نفع و
نقصان پہونچا سکتا تھا جیسے ہم پابند شہ ضرورت ہین ویسا ہی تو بھی کبھی رنج و
فکر بیماری وغیرہ بھی تجھپر لاحق ہوئی ہے کبھی اتفاق سے بے فکر و تندرست بھی
ہو جاتا ہے پھر تو کیسا خدا ہے ایسا ہی حال دعوی نبوت و امامت کا ہے

کہ ایسا کون شخص ہے جسکو سرداری اور افتخار پسند نہو ہر شخص اسکا
دعوی کرسکتا ہے لیکن تم لوگ بھی تو اند ہے نہ تھے کہ بغیر تحقیقات اوسکے
حالات کے اوسکو نبی یا امام مان لیتے اور خداوند تعالی نے صرف ہم لوگونکی
حجت کے لیئے انبیاء مرسلین کو بے سند پیدا نہین کیا اسلیئے ہمارا فرض ہی
کہ انبیا وآئمہ علیہم السلام کو خدا یتعالے نے بصفات متعدد ہ متصف
کیا ہے اونپر کامل غور سے نظر کرین کہ وہ صفات مدعی مین موجود ہین یا
نہین اگر موجود ہین دعوی اوسکا راست اور اوسپر ایمان لانا فرض ہی
اور اگر مدعی مذکورین وہ صفات نہین ہین تو کاذب اور غادر ہی اور دغاباز ہی
اگر وہ زندہ موجود ہے تو اہل ایمان کے نزدیک واجب القتل ہی اور مسلمانون
کا فرض ہے کہ حتی المقدور اوسکے دفع کرنیمین کوشش کرین اور اگر موجود
نہین ہے اور زمانہ اوسکا گزر چکا ہے تو اپنے عقیدہ مین اوسکو کاذب
اور غادر اور خاین و دغاباز اور واجب القتل سمجھین اور علی ہذا اوسکے
معاون اور ہمراہی اور سازباز والے لوگ بھی ایسے ہی سمجھے جاوینگے
اگر عیاذا باللہ ایسے واجب القتل لوگونکی نسبت ہم بغیر سوچے سمجھے مثل
صادقون اور صالحون کے نیک ذات سمجھکر اونکو اچھا کہینگے اور اونکی
پیروی کرینگے تو کچھ شک نہین ہے کہ ہم بھی اوسی زمرہ مین شامل کئے
جاوینگے اسلیئے ہر انسان پر فرض ہے کہ ہمہ تن مصروف ہوکر اسکی تحقیقات
کرے اور چونکہ بوجہ عوارضات وحوادثات جنکا مجملاً ذکر بارہا آیا ہی بسہولیت
اس امر کی تحقیقات ہوسکنا ذرا دشوار ہوگیا تھا اسلیئے ہمنے قطع نظر ثبوت نصی اور
احکام کے سات صفات نایب نبی کے ایسے قایم کئے ہین کہ جس شخص مین
وہ پائی جاوینگی وہ سچا اور برحق جانشین پیغمبر کا ہے اور جسمین وہ صفات

موجود نہو تو وہ صاف طور پر مدعی کاذب ہے اور ایسے شخص کے معتقد اسلام سے خارج ہو جاتے ہین اگرچہ اسلام سے خارج ہونا کفر ہی اور کافر اوسکو کہتے ہین جو خدا سے بہرا ہوا ہو لیکن یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو شخص نبی یا نایب نبی نہین ہے اور وہ دروغ دعوی نبوت یا نیابت رسالت کا کرتا ہے وہ صریح خدا اور رسول پر تہمت لگاتا ہے اور اوسکے تمام معتقد اس جرم مین اوسکے ساتھ ہین اسلیے اون لوگونکی سخت غلطی ہے جو اس معاملہ کو سرسری سمجھکر متوجہ بتحقیقات نہین ہوتے ہین۔ اور اگر صرف مقاصد دنیا کے لیئے اونکو بادشاہ یا حاکم سمجھین اور نیابت رسالت کے معتقد نہون تو مضایقہ نہین پس ہمنے خداوند کریم کے فضل وکرم سے ہر صفت کی بابت تحقیقات کامل طور پر کی ہے اور جملہ مدعیان کی نسبت بعد تحقیقات نتیجہ برآمد کیا ہے کہ فلان صفت نیابت رسالت فلان مدعی خلافت مین موجود تھے یا فلان مین موجود نہ تھے اسلیئے اس امر مین روایات اہل تشیع پر مطلق استدلال نہین کیا کیونکہ ہمکو ہی ابتدا مین مثل تمام متعصبین کے یہ خیال باطل تہا کہ یہ باتین شیعون نے تراش لی ہین اور کتب اہلسنت مین کچہ مذکور نہین ہے اسلیئے ہمنے کتب معتبرہ اہل سنت سے ہی تمام معاملات اخذ کیئے ہین اب ہم اون امور کا اور اونکی نتیجہ تحقیقات کا مکرر اعادہ کرتے ہین جو ہمنے اس رسالہ مین ثابت کیئے ہین اور ہر صفت کے نتیجہ کو جدا جدا رقوم کرتے ہین۔

معجزات وخوارق عادات

معجزات وخوارق عادات جو رسلین اور انبیا کی تقرر کی سند کامل ہی بروے تحقیقات اصحاب ثلثہ مین پائی نہین گئی نہ اہل تسنن کو اس امر کا دعوی ہے بلکہ

صدور معجزات وخوارق عادات حضرت علی مرتضیٰ ونیز بقیہ ائمہ اثنا عشر مین
بخوبی اور بکثرت پائی گئی بلکہ انبیاء سابقین سے بڑہکر ان حضرات سے معجزات
ظاہر ہوے ہین۔ پس بمقابلہ اوس شخص کے جسکے پاس اوسکے دعوی
کی سند کامل موجود ہے دعویدار نے سند کی کچہ وقعت نہین۔ یہ قول
کہ خلیفہ کے لیئے معجزہ ضروری نہین ہے قطعی مردود ہے۔ ہان اگر منجملہ مدعیان
خلافت کسی سے بہی معجزات صادر نہوے ہوتے تو یہ قول تسلیم کر لیا جاتا
لیکن جب ایک جماعت کثیر بارہ شخصون کے سند لی ہوئی کہڑے ہوے تو
تین شخص بے سند کے لیئے یہ تسلیم نہین کیا جائیگا کہ سند کی کچہ حاجت
نہ تہی اور چونکہ عطاے معجزہ منجانب اللہ ہے اسلیئے تقرر خلافت بہی منجانب
اللہ ہے لہذا اسکا عقیدہ بہی ضرور موثر برایمان ہے اور یہ قول محض لغو
ہے کہ تقرر خلیفہ رسول باختیار امت تہا بہت معمولی بات ہے کہ مکتب مین
اوستاد کا خلیفہ جو مقرر ہوتا ہے اوسکو طفلان مکتب مقرر نہین کرتے بلکہ
خود اوستاد مقرر کرتا ہے اور اگر باانتظام مدرسہ ہی تو اوستاد کا حاکم اوس
کے نایب کو بہی مقرر کرتا ہے لڑکون کا تو مقرر کیا ہوا سردار ایسا ہی ہوتا
ہے جیسکہ کہیل مین ایک لڑکے کو کوتوال بنا دیتے ہین لیکن اوستاد یا خلیفہ
کے روبرو اوس کوتوال کی ویسی ہی حقیقت ہے جیسے اوس دوسرے لڑکے
کی ہے جسکو چور بنایا گیا تہا وہ کہیل تماشہ کی ایک گہڑی کی کوتوالی ہے
اور انجام کار وہ ہی کہڑ پہ اور وہ ہی جالی ہے پس خلیفہ برحق وہ شخص ہی
کہ جسکو خدا یتعالی نے مقرر کرکے سند عطا فرمائی ہے۔

دوم عصمت وطہارت

عصمت و طہارت صفات مرسلین و انبیا مین سے اعلی درجہ کی صفت ہے اور
چونکہ ہدایت خلق اور تبلیغ رسالت بغیر اس صفت کے غیر ممکن ہے اسلیئے
نیابت رسالت مین بہی عصمت و طہارت ضروری ہے اب جہانتک ہمنے
تحقیقات کی ہے خلفاء ثلثہ سے عصمت و طہارت کو لگاؤ بہی نہین پایا گیا
نہ اہل سنت کو اس امر کا دعوی ہے مگر حضرت علی مرتضے بلکہ باقی آیمہ
علیہم السلام کہ اہلبیت نبی ہین معصوم اور طاہرات ہین اور نص علی بلا خلافت
اس امر مین نازل ہے کہ آیہ تطہیر شاہد عادل موجود ہے آہل سنت
والجماعت کا یہ کہنا کہ خلیفہ کے لیئے ضرورت طہارت و عصمت کی نہین ہے
نہایت درجہ بے وقعت بات ہے اور یہ بات ایسی ہی لغو ہے جیسی کہ معجزہ
کے لیئے اونکا قول ہے۔ بہت موٹی بات ہے کہ بمقابلہ طہارت کوئی شخص
غیر طہارت کو پسند نہین کرتا چہ جائیکہ نبی صلعم ایک شخص طاہر مثل و ہم جنس
اپنی کو چہوڑ کر غیر طاہر اور غیر جنس کو اپنا خلیفہ مقرر کرین ہرگز عقل نجو بز
نہین کر سکتی مکتب کا ملان بہی اوسیکو خلیفہ مقرر کرتا ہے کہ جس مین
مثل اوستاد کے لیاقت علمیت رعب و داب ہو ایسا کبھی نہین ہوسکتا کہ
مثل اپنے لایق و فایق شاگرد کو چہوڑ کر کسی ذلیل یا جاہل لڑکے کو پکڑ کے
خلیفہ کر دے۔

اگر بے معجزے اور بے طہارت خلیفہ مقرر کر دینا جائز ہوتا تو ایسے لوگ
پہر کس کام کے لیئے پیدا کیئے گئے ہین کہ جنہین نہ معجزے اور طہارت دونون صفت
موجود ہین۔ نبوت تو جناب رسالت مآب پر ختم ہو چکی اور خلافت بے
معجزہ اور بے طہارت اشخاص کو ملی تو پہر معجزہ اور طاہر اشخاص کی
پیدائش کس غرض کے لیئے ہوئی اسلیئے ثابت ہے کہ بعد نبی صلعم کے

علی مرتضےٰ اور اون کے بعد گیارہ امام جو اونکی اولاد سے ہین خلیفہ برحق ہین۔

سوم براءت از شرک و کفر

حضرت آدم سے لیکر تا بہ جناب خیر مآب صلعم کوئی مرسل یا نبی جو نایب مرسل ہین ایسی نہین گذرے کہ اونہون نے خدا کی ذات مین کبھی کسی کو شریک کیا ہو روز پیدایش سے تادم مرگ کبھی اصنام کو سجدہ نہین کیا اسلیئے ضرور ہے کہ ہمارے رسول اللہ کے نایب بھی ایسی صفت سے متصف ہون کہ اونہون نے بھی روز پیدایش سے تادم واپسین کبھی شرک نہ کیا ہو بت پرستی کے پاس نہ پھٹکے ہون اب ہمکو مدعیان خلافت کے حال پر نظر کرنا چاہیئے کہ اس صفت سے کون متصف ہے یہ امر بہت صاف ہے کہ خلفاء ثلثہ چالیس چالیس برس کی عمر تک مشرک اور بت پرست رہے پس شعبہ رسالت کہ دولت الٰہی ہے ایسے اجسام غیر طاہرہ مین کہ بتون کو سجدہ کرتے تھے اور مشرک ہوکر اپنے نفس پر ظلم کرتے تھے کبھی نہ بھیجی نہین کیجاتی جیسا کہ قران شریف سے ظاہر ہے کہ جسوقت پروردگار تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے خطاب کیا کہ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا یعنی مین نے تجھہ کو آدمیون پر امام مقرر کیا **قال** تو ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی ومن ذریتی۔ یعنی اور میری اولاد کو بھی اے باری تعالیٰ امام مقرر کریگا تو ارشاد ہوا **قال** فرمایا اسد پروردگار تعالیٰ نے۔ لا ینال عھدی الظالمین یعنی میرا عہد ظالمون کو نہ پہونچیگا۔ یعنی اے ابراہیم تیرے ذریت مین سے جو ظالم ہین اونکو امام مقرر نہین کرسکتا اور یہ بات باجماع فریقین ثابت ہے کہ کفر اور شرک سے بڑھکر کوئی ظلم نہین اسلیئے امامت کے لیے ویسا

شخص در کار ہے کہ کبھی مرتکب ظلم نہوا ہو۔ دیکھئے حضرت علی مرتضی کی نسبت
کہہ سکتے ہین کہ وہ کبھی ظلم کے مرتکب نہین ہوے یوم پیدایش سے
کفر و شرک سے بری رہے اگرچہ بحسب ظاہر قبل از بلوغ سات یا نو
سال کی عمر مین ایمان لاے لیکن بوجہ مشارکت نور محمدی حضرت علیٰ آدم
علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے تھی جیسا کہ حدیث
نور سے اوسوقت مین بھی تہلیل و تقدیس باریتعالی کی کرنا ثابت
ہوا ہے تبلیغ سورہ برات سے حضرت ابو بکر کی معزولی اور حضرت
امیر کی تقرری اسی لیئے تھی کہ بنی صلعم کی حیات مین بھی کوئی کام متعلقہ
رسالت سوائے ہم جنس رسول اللہ کے کوئی شخص انجام نہین دیسکتا تھا۔

چہارم انقیاد دیگر طبقات مخلوقات غیر از انسان

ثابت ہے کہ ملایک اور جن اور حیوانات اور نباتات وغیرہ جمیع طبقات
عالم قابل رسالت جناب رسول خدا صلعم کے ہین لہذا ضرور ہے کہ یہہ
جملہ طبقات نایب رسول اللہ صلعم کے بھی مطیع و منقاد ہوے ہون مگر
تحقیقات سے کوئی تعلق ان جملہ طبقات کا خلفاے ثلثہ سے پایا نہین گیا
اور برخلاف اونکے علی مرتضے اور دیگر ایمہ اہلبیت علیہم السلام سے برابر
تعلق ملائکہ اور جنات و روحانیات و افلاک و عناصر و حیوانات و جمادات
وغیرہ جمیع موجودات کا ویسا ہی پایا گیا جیسا کہ رسول لہذا سے تھا پھر
ہم کسطرح یقین کر سکتے ہین کہ وہ اشخاص بھی خلیفہ برحق ہین کہ جنکا تعلق
مثل رسول اللہ و ایمہ اثنا عشر دیگر طبقات موجودات سے نہین پڑا۔
طبقہ انسانی کا اجماع بمقابلہ اجماع ملائکہ و جنات وغیرہ کے ہرگز قابل

اعتبار نہین کیونکہ انسان بے ایمانی کرسکتا ہی مگر اور طبقات نہین کرسکتے۔

پنجم علم لدنی

علم لدنی اہم صفات رسالت و نبوت سے ہے بغیر اسکے رسول اور نبی نہین ہوسکتا نبوت صرف رسالت کی نیابت ہی خلیفہ برحق اور نبی مین صرف نام کا فرق ہے بغیر حصول علم لدنی کوئی شخص رسول اللہ صلعم کا جانشین نہین ہوسکتا۔ منشی کا نایب منشی ہی ہوگا نداف یا جولاہہ سے کام نہ چلیگا ایسا ہی عالم کا نایب عالم ہی ہوگا نہ کہ جاہل اور یہ بات باجماع اہل سنت ثابت ہے کہ حضرات خلفاے ثلثہ کو علم لدنی سے کچھ بھی حصہ نہین ملا اور کیسے ملتا یہ بات قرار پاچکی ہے کہ رسول خدا صلعم علم کے شہر ہین اور علی مرتضے اوسکے دروازہ ہین جو کوئی علم حاصل کرنا چاہے وہ دروازہ سے داخل ہو یعنی بغیر حضرت علی کے شاگردی کے یہ علم حاصل نہین ہوسکتا تھا اور یہہ داخل عار تھا اور اگر اہل سنت اس امر کو ثابت بھی کرین کہ خلفاے ثلثہ نے حضرت علی کی شاگردی کی اور تلمذ اون کا مان بھی لیا جاوے تو امامت اوستاد پر ہی زیبا ہوگی نہ کہ شاگردون پر لہذا یہ صفت خلافت بھی صرف حضرت علی مین ہی ثابت ہے اور غیر مین نہین۔

ششم علم قران وسنت

علم قران وسنت جیسا کہ حضرت مرتضی علیہ السلام کو حاصل تھا اونکا عشر عشیر بھی کسی کو حاصل نہ تھا بروایات متعددہ ہمنے ثابت کردیا ہو اور یہان تک قرانجید پر عبور ثابت ہوا ہے کہ ایک رکاب سے دوسری رکاب مین پیر رہے پہنچنے تک تلاوت قران ختم کرتے تھے اور عمل بھی قران پر آپکا ایسا ہی

تھا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے ۔ القران مع علی و علی مع القران ۔
اور پھر حضرت نے فرمایا لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض یعنی کہ میری اہلبیت اور
قران ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس
پہونچیں اسمین تمام ائمہ اہلبیت علیہم السلام شامل ہین پس چونکہ حضرت
مرتضی عالم قران و سنت تھی اور منقبت اقتضا کم علی حاصل کر چکے تھے اسی
لیئے رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر اور حضرت عثمان وغیرہ اصحاب
و انصار کو یہ حکم دیا تھا کہ اگر تم میرے بعد قران اور میری اہلبیت کی پیروی
کروگے تو گمراہی مین نہ پڑوگے مگر افسوس ہی کہ حضرات صحابہ نے اہلبیت نبوی
کی مطلق پیروی نہ کی اب اہل انصاف فتوی دین کہ جن لوگون نے اہلبیت
کی پیروی اور تمسک کو ترک کیا وہ گمراہ ہوئے یا راست پر رہے یہان وہ ہی
نقل ہو گئی کہ گئی تھی نماز بخشوانے اور اولٹی روزی گلے پڑی خلافت والا منصب
تو درکنار رہے وہ بیچارے عدم پیروی اہلبیت نبوی کی ملزم قرار پاتی ہین
مگر اہلسنت و جماعت کو اسمین ایک یہ جواب ہی کہ وہ رسول خدا کی موجودگی مین یہ جواب دے
چکے تھے کہ ہم پیروی ہماری اہلبیت کی نہ کرینگے صرف قران پیروی کیلئے
کافی ہے یعنی حسبنا کتاب اللہ کہا تھا جسکا جواب تو موعنی رسول خدا سی سنا
لیکن یہ جواب اور ہی سہی حضرت کو ضایع کرتا ہے ۔

ہفتم افضلیت خلیفہ از امت و محبت خدا و رسول

یہ صفت بھی اصحاب ثلثہ مین نہین پائی گئی اور حضرت علی مرتضی مین بوجہ احسن
پائی گئی اور روایات کثیرہ سے اسکا ثبوت دیا گیا ہی از انجملہ شرف اتحاد نور
طینت و خلقت و تکفل پرورش و اخوت رسول اللہ و فضایل ذاتی درج کی گئی ہین

درج کئے گئے ہین از انجملہ حدیث لمبارزت علی ابن ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ ہے کہ اصحاب ثلثہ کو کیا جملہ صحابہ و تابعین و تمام امت محمدی جسقدر قیامت تک نیک اعمال کرین اون سب سے حضرت علی کی ایک لڑائی خندق کی افضل ہے۔

ایسے ہی یہ یوم خیبر بمقابلہ شیخین منقبت یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ واصل کی دیگر صفات مثل شجاعت وسخاوت وعدل زبانزد عوام ہین اور ہمنے بتشریح تمام ثبوت پیش کیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ ان اوصاف مین آپکا بعد رسول خدا صلعم کوی نظیر نہ تھا بلکہ عشیر عشیر بھی نہ تھا۔

ہشتم احکام ونصوص خلافت

اسکی یہ کیفیت ہے کہ باجماع اہل سنت وجماعت یہ امر ثابت ہے کہ کوئی ایسی قسم کا حکم نسبت خلافت خلفاے ثلثہ کے صادر نہین ہوا بلکہ خلافت حضرت ابوبکر کی بذریعہ اجماع قایم ہوئی اور حضرت عمر کو اونہون نے اپنا ولیعہد کیا اور ہمیشین کوئی حضرت مرتضی مندرجہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ دینوری پوری ہوئی یعنی آپنے حضرت عمر سے فرمایا احلب حلبا لک شطرہ اشدد لہ الیوم برده علیک غدا اور خلافت حضرت عثمان شوری سے مقرر ہوئی اور واقعی شوری ایسے مشورہ سے قایم کیا گیا تھا کہ صریح تدبیر قتل جناب علی مرتضی کی کی گئی تھی غرضکہ ثابت ہے کہ خلافت خلفاء ثلثہ ایسی ہی دلی نص ہین جیسی خلافت آل ابوسفیان وآل مروان اور حضرت علی مرتضی کی خلافت کے بارے مین نصوص واحکام کثیرہ ہمنے اہل سنت سے ثابت کئے ہین اور صریح اور صاف الفاظ مین امامت وخلافت سرداری اور ہادی امت ہونا وصی

رسول ہونا مولائے مومنین ہونا اونکا وارد ہی بلکہ علاوہ احکام متفرقہ کے
چودہ مرتبہ استخلاف اور ولیعہدی آپکی بحکم خدا و رسول عمل مین آنا کتب اہل
سنت مین درج ہے ازانجملہ بمقام غدیر خم بموجب وحی سماوی خلیفہ وجانشین
رسول امد صلعم کے مقرر ہو گئی اور مبارک سلامت کی نوبت بھی پہونچ گئی مگر
کیا کیجئے بعضے طماع ہٹ دھرم مبارکباد دیکر پلٹ گئے اور پھر بوقت وفات نبی صلعم
نے بذریعہ وصایا متعلقہ رسالت و ادائے دین نجہیز لشکر اسامہ و عطائے طیلسان خاص
واسلحہ و دواب و تسلیم انگشتری مہر دار جانشینی اور خلافت حقہ قایم فرمائی اور خلفائے
ثلثہ مین سے کیسکو حضرت کے پاس تک بھی جانا نصیب نہوا یہانتک کہ جنازہ کی
نماز بھی نہ ملی پس جبکہ خلفائے ثلثہ کے بارہ مین نہ کوئی حکم صادر ہوا ہی نہ اوصاف
خلافت اونمین متحقق ہین تو صاف ثابت ہے کہ حضرت مرتضی بعد رسول امد صلعم
بلافصل خلیفہ برحق ہین اور خلافت خلفائے ثلثہ بلا کسی استحقاق کے قایم ہوئی صرف
اوس زمانہ کے آدمیون کو ترکیب سے اپنی طرف رجوع کر لیا اور فرقہ انسانی
کی بھیڑ چال مشہور ہے کتب اہل سنت سے ظاہر ہے کہ جسروز رسول خدا
صلعم نے وفات پائی تو یہ لوگ جانتے تھے کہ رسول خدا صلعم کی وفات کا علی مرتضی
کو سخت صدمہ ہے وہ بغیر نجہیز و تکفین کے گھر سے باہر قدم نہ رکھینگے یہ وقت اون
لوگون نے غنیمت سمجھا اور جسد مطہر جناب رسالت مآب صلعم کو بے غسل و کفن
چھوڑ کر اپنے معاونون کو ساتھ لیکر سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچ گئے اور اول
یہ امر مشہور کر دیا کہ علی مرتضی خلافت کرنا نہین چاہتے ہین چنانچہ خود بشیر بن
سعد انصاری کے بیان سے جو ممد و معاون حضرت ابوبکر کا تھا ظاہر ہو گئی
اسکے بعد انصاری نے کہا کہ منا امیر ومنکم امیر۔ تب حضرت ابوبکر اور اونکے
ہمراہیان نے الائمۃ من القریش پر استدلال کیا اور انصار مین سے جو

اونکے ہمساز بھی گواہ ہوگئے صرف اسقدر کارروائی اوسوقت ہوئی
جسکو اجماع کے نام سے موسوم کرتے ہین۔
اگر اجماع ہوتا تو اوس سے یہ مقصد تھا کہ قابل خلافت کون شخص ہو نہ یہ
کہ خلیفہ انصاری ہونا چاہیے یا قریشی جبکہ یہ امر قرار پا چکا تھا کہ خلیفہ قریش
مین سے اسلیئے ہونا چاہیے کہ نبی صلعم کی قوم ہے تو پھر دیکھنا واجب تھا
کہ قریش مین سے وہ خاص قبیلہ کون ہے کہ جسمین رسول خدا صلعم ہین
اور پھر اوس قبیلہ سے قریب تر رشتہ دار کو دیکھنا چاہیئے تھا مگر یہ کچھ نہین
ہوا اس امر کی گفتگو ہوتی ہے کہ خلیفہ قریشی ہو حضرت ابوبکر نے حاضرین سے
کہا کہ عمر ابن الخطاب اور ابو عبیدہ (جو آپکے ساتھ تشریف لے گئے تھے)
بڑے بزرگ ہین انسے بیعت کر لو انہون نے بجواب اسکے فوراً باشارہ چشم
حضرت صدیق یہ کہکر کہ آپ ہمسے افضل ہین اور قابل خلافت ہین حضرت صدیق
سے بیعت کرلے۔ اوسوقت سوائے اون دو شخصونکے اور کسی نے بیعت نہین
کی صحابہ مین سے جو مومن اور صالحین اور متقی تھے وہ رسول اللہ کے غم مین
از خود رفتہ تھے طماعون اور دنیادارون کی جگہ سقیفہ مین ہونیکی تھی
مگر تاہم سوائے دو شخصون کے کسی نے بیعت نہین کی مگر یہ مشہور کر دیا
گیا کہ فلان شخص کی بیعت خلافت ہوگئی اور جبتک کہ رسول اللہ صلعم دفن ہوئے
اور اوسمین دو دن منقضی ہوئے تھے سب لوگونسے مختلف طور سے بیعت
لے لیگئی تھی جسکو جہاں کا والا دیکھا اوسکو حکومت و امارت کی طمع سے شامل
کر لیا۔ خالد۔ ابو عبیدہ۔ یزیدین۔ ابی سفیان۔ معاویہ وغیرہ کو امارت لشکر
اور حکومت امصار دینی کی عہدہ بیان کر لیئے غرضکہ جسوقت حضرت علی مرتضے
کو دفن رسول اللہ سے فراغت ہوئی ہزارہا آدمیون پر بیعت کی نوبت

پہونچ چکی تھی اسلیئے ایسی اجماع کو کسیطرح جایز نہین کہہ سکتے۔
سعد بن عبادہ وہ انصاری جو رئیس انصار تھا ہنگامہ بیعت مین پامال ہوکر
مرگیا یہ امر بھی غور کے قابل ہے دیہات کے اصحابون جرگہ والونمین مالک
بن نویرہ رضی اللہ عنہ قتل کئے گئے گویا وہ اصحاب کے خونسے خلافت کی
بنیاد کا پتھر جمایا گیا۔
بیعت خلافت مین اسقدر عجلت کہ انتظار دفن رسولؐ نہین کیا گیا محض اسلیئے
کہ بنی ہاشم اور اہلبیت پیغمبر خدا صلعم اور مومنین و صالحین صحابہ فرصت مداخلت
نہ پاسکین لیکن اس عجلت و اضطرابی کی عیب پوشی معتقدان خلفا اسطرح
کرتے ہین کہ حضرت ابوبکر کو خبر پہونچی تھی کہ اعراب یعنی بادیہ نشین اور دیہات
کے لوگ خبر رحلت جناب سرور کائنات سنکر مرتد ہو جانے کا ارادہ
رکھتے ہین۔ یہ روایت بھی اہلسنت کی ایسی لچر ہے جیسے اور موضوعات
لغو ہین کیونکہ حضرت ابوبکر تو رحلت حضرت سے پانچ منٹ کے بعد ہی سقیفہ
مین پہونچ گئے پھر ایسی جلدی کس ذریعہ سے دیہات مین حضرت کی وفات
کی خبر پہونچی اور پھر کسنے دیہات سے تار برقیان حضرت ابوبکر کے
پاس روانہ کین کہ جسنے حال ارتداد اعراب کا معلوم ہوا یہ محض مصنوعی اور
دروغ باتین ہین ماسوائے اسکے آپکو ایسی دلسوزی کی کیا وجہ ابھی تو چند
سال ہوئی تھی کہ جنگ احد مین ابوسفیان سے عفو تقصیرات ہوکر آیا تھا مذہب
پر لوٹ جانا تجویز ہو گیا تھا پھر دوسرون کی ارتداد کی کیا فکر تھی اور پھر آپ
کو اسلام کے ٹھیکہ دار بھی نہ تھے پھر اگر کوئی منحوس خبر بھی سنتے تھے تو
اقرباء و رسول سے اسکی اطلاع کرنی تھی اور اگر بہت ہی زیادہ اسلام کا
خیال تھا تو حضرت علی سے فوراً بیعت کر کے اسکے انتظام مین مصروف

ہو جاتے کیا بغیر خلیفہ بنانے کے حمایت اسلام کفر تھی یہ تو خوب جانتے تھے کہ بار ہا رسول اللہ نے حضرت علی کو سید المومنین اور امام المتقین سید العرب ولی کل مومن و مومنا من بعدی فرمایا ہے جنگ تبوک کو جاتی ہوئی خلیفہ کیا ہے حجت الوداع میں ہم سب کو اونکی پیروی کا حکم دیا ہے غدیر خم میں امامت پر اونکو قایم کر دیا ہے پھر عین وقت وفات اونکو وصی اور خلیفہ کر کے خاتم رسالت یعنی مہر کی انگوٹھی اور ملبوس خاص عطا فرمایا ہے علاوہ اسکے اگر خدانخواستہ کوئی نزاع مرنیدین کا واقعہ بھی ہوتا تو آپ بری الزمہ تھے کیونکہ رسول خدا نے تو اونکو اسامہ کے لشکر میں تعینات کر دیا گو براہ عدول حکمی روانہ نہوئے تھے اور ان سب باتونکو جانے دیجئے یہ ملاحظہ فرمائیے کہ رسول اللہ کی تجہیز و تکفین سے اہلبیت نبوی کو انفراغ غایت درجہ دو تین روز میں ہوا اور اس عرصہ میں اعراب کی کوئی روک تھام نہیں کی گئی بلکہ قریب ایک ماہ کے بعد خالد وغیرہ کو اپنی خلافت کا رعب جمانے کے لیے دیہات کے دورہ کو بھیجا نہ کوئی مرتد ہوا نہ کسی مرید سے لڑائی ہوئی ہاں ایک صحابی مالک بن نویرہ محبت اہلبیت اور طرفداری علی مرتضی کی وجہ سے شہید کئے گئے اور خالد نے اوسی شب میں اونکی زوجہ عفیفہ سے زنا کیا پس صاف ثابت ہے کہ یہ عجلت بیعت فقط اسلیے تھی کہ بنی ہاشم اور مخلصین صحابہ اور اہلبیت پیغمبر تجہیز و تکفین رسول خدا صلعم سے فارغ نہو جائیں اور پھر ایسا وقت ہمکو کیسے ملے۔

اب یہ امر متحقق ہو گیا کہ خلافت خلفائے ثلثہ ناجائز اور بلا استحقاق و بحق تلفی حقدار قایم ہوئے ہیں۔ مگر چونکہ وہ وقت تو باقی نہیں رہا کہ اہل انصاف جمع ہو کر حق کو اسنے مرکز پر قایم کریں اور مدعی ناحق کو خلافت سے

معزول کرین لیکن اسقدر استحقاق اہل انصاف کا اب بھی باقی ہے کہ
جو شخص امام برحق اور رسول اللہ کا جانشین مطلق ثابت ہوا ہے اوسکی
امامت بلا فصل کو اپنے ایمان کا رکن سمجھین اور جن لوگونکی خلافت بلا حکم
خدا و رسول بلا کسی استحقاق کے ثابت ہوئی ہے اونکو ہرگز خلیفہ برحق
نہ سمجھین نہ اونکی بزرگی و صحابیت کا اعتقاد رکھین نہ اونکی روایات و اجتہاد
پر عمل کرین اگرچہ بحسب اقوال علماے اہل سنت حنفاے ثلثہ مجتہد نہ تھے
حضرت ابوبکر و عثمان تو اجتہاد کے نام سے واقف بھی نہ تھے حضرت عمر کا اجتہاد
پنجابی اجتہاد کہلاتا ہے جسمین ابوموسی زید بن ثابت ابن مسعود ابی ابن
کعب شامل ہین اہل سنت کی ائمہ اربعہ نے اسی پنجابی اجتہاد کو مذہب
و اجتہاد فاروقی نامزد کرکے تدوین کیا ہے۔ خود حضرت عمر قابلیت اجتہاد
نہ رکھتے تھے جیساکہ روایات اہل سنت سے ثابت ہے کہ مجنون سی قصاص
اور حاملہ کو رجم کرنیکا حکم دیدیا تھا حضرت علی مرتضے نے روکا جسپر حضرت
عمر نے فرمایا لولا علی لھلک عمر یعنی اگر علی نہوتے تو عمر مارا ہی گیا تھا۔
اب باقی رہا یہ امر کہ اسلاف و اخلاف اہل سنت سے پیروی و تقلید بموجب
ارشاد نبوی قران و اہلبیت پیغمبر کے یا اونکو ترک کرکے ہوا و طمع دنیاوی
سے خود سری اختیار کی۔ ثبوت اس امر کا دشوار نہین ہے بلکہ بہت آسانی
سے ظاہر ہوسکتا ہے۔ اول قران شریف کا یہ حال ہے کہ خود حضرت رسول
خدا فرما چکے تھے القران مع علی و علی مع القران۔
اور دوسری وہ روایت کہ اہل بیت اور قران تا برسیدن حوض کوثر ایک
دوسرے سے جدا نہونگے تو امت پر واجب تھا کہ حضرت علی مرتضے سے
قران سیکھتے اونسے ہی تمسک کرتے اونکے اخذ کئے ہوے مسایل پر عمل

کرتے لیکن برخلاف اسکے یہانتک مخالفت کی کہ حضرت علی کے جمع کئے ہوے
قران کو قبول نہ کیا اور زید بن ثابت سے جمع کروایا اور پھر جب وہ پندرہ
برس کے بعد ناپسند ہوا تو حضرت عثمان نے دوسرے طور پر ترتیب دیا
مگر حضرت علی کے جمع کیا ہوا قران شایع نکیا گیا۔ ایسا ہی عملدرامد کا حال ہے
کہ قران کی صریحی مخالفت کرتے ہین اپنے اختیار سے آیات قرانی کو منسوخ
و کالعدم کرتے ہین مسح رجل اور آیہ متعہ کو کالعدم و منسوخ کرتے ہین
اجتہادی مسایل مین بحکم نبوی تقلید و پیروی علی مرتضی کی واجب تھی مگر
اونکی تقلید کو قصداً ترک کرکے ایسے لوگونکی تقلید کیگئی جو خود معترف
اپنی ناموافقت کے ہین اور طرفہ یہ ہے کہ مناظرہ مین اپنی آپکو مقلد قران و
اہلبیت ظاہر کرتے ہین حالانکہ یہ امر پوشیدہ نہین رہ سکتا تقلید و پیروی
زبانی لپ لپ کو نہین کہتے فقہ اہلسنت کے موجود ہے اور حدیث کی کتابین
بھی تلف نہین ہوئی اُنسے صاف ظاہر ہے کہ اجتہاد مرتضوی سے قصداً
مخالفت کرکے اسلاف و اخلاف نے ابوموسی ابن مسعود زید بن ثابت وغیرہ
کی پنچایتی اجتہاد کو تدوین کیا ہے خود شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفاء
مین مشرح لکھ رہے ہین کہ آیمہ اربعہ نے جو مجتہد منتسب ہین اجتہاد مرتضوی
سے قطع نظر کرکے اجتہاد پنچایتی کو مدون کیا مسئلہ نزاع وراثت زوجہ
قبل از دخول مین شیخ عبدالحق شرح مشکوات مین صاف لکھ رہے ہین
کہ مذہب علی مرتضی اور اونکے شیعون کا یہ ہے کہ ورثہ پائینگی اور مذہب
ابن مسعود کا یہ ہے کہ فقط مہر پائینگی اور چونکہ مذہب ہمارا ابن مسعود
کا مذہب ہے اسلیئے ہم قول ابن مسعود پر عمل کرینگے۔ زیادہ تر
تعجب اس بات پر ہے کہ جب مذہب اہل سنت خلافت مذہب اہلبیت قایم

ہوا ہے تو کیون دروغ گوئی سے دعوی پیروی اہلبیت کا کیا جاتا ہی
بڑے بڑے علماے لفظ الزام رفع کرنے کو ادعا تمسک اہل بیت
کا کرتے ہین چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ مین
لکھتے ہین۔

عبارت تحفہ اثنا عشریہ

باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی ثابت است کہ پیغمبر خدا فرمودہ انی تارک
فیکم الثقلین ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من
الاخر کتاب اللہ وعترتی۔ پس معلوم شد کہ در مقامات دینی واحکام
شرعی ما را پیغمبر خدا حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ پس ہر کہ مخالف
این دو باشد در امور شرعیہ عقیدہ او باطل است وہرگاہ انکار این دو
بزرگ نماید گمراہ وخارج از دین۔ پس حالا در تحقیق باید افتاد کہ از بین
دو فرقہ یعنی شیعہ وسنی کدام یک متمسک باین دو حبل متین است
وکدام یک استخفاف این دو چیز عالیقدر میکند ودرین بحث نیز از کتب
معتبرہ شیعہ منقول تواند بود۔ اما کتاب اللہ پس نزد شیعہ از درجہ
اعتبار ساقط شدہ مثل توریت وانجیل قابل اعتبار نماندہ زیرا کہ تحریف
بسیار دران یافتہ واحکام بسیار منسوخ ازان شدہ پس حالا تردد
ایشان در قرآن مجید محفوظ ودرمیان توریت وانجیل فرقے نماند
اما عترت رسول کہ باجماع اہل لغت عرب شخص اقارب را گویند وایشان نسبت
بعض عترت را انکار میکنند مثل حضرت رقیہ وام کلثوم ببعضے را در عترت
داخل نمی کنند مثل حضرت عباس عم آنحضرت واولاد وے ومثل حضرت
زبیر ابن صفیہ عمہ رسول۔ الخ۔

الحمد للہ کہ یہ اچھا موقع امتحان کا ہاتھہ آیا اور یہ امر مسلمہ اہل تسنن ہوگیا
کہ بعد نبی صلعم فقط قران و اہلبیت قابل تمسک ہین اور رشاہ صاحب
نے جو تحریر فرمایا ہے کہ مارا پیغمبر خدا حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمود
اسمین امت ما بعد ہے مضر نہین ہے بلکہ اصل مخاطب اس حکم کے خلفاء
ثلثہ اور صحابہ ہین ہم لوگ تو اسکے مصداق مین داخل ہوسکتے ہین اسلیئے
نہ فقط اس زمانہ کے لوگون کے قابل تحقیقات ہین بلکہ اون لوگونکے
عقاید کی تحقیقات کرنی چاہیئے کہ جنسے مخاطب ہوکر رسول خدا نے فرمایا
تہا اور جسکی پیروی ہابتک اہل تسنن کر رہے ہین۔
اسکی تحقیقات کی ہم بہی دو جزو قایم کرتے ہین اول قرانمجید کی نسبت غور
کرنا چاہیئے کہ کسنے اوسپر عمل کیا اور کسنے برخلافی کی اور کسنے اوسکی تعظیم
و توقیر فرمائی اور کسنے توہین اور استخلاف کا ارتکاب کیا جہانتک کتب
معتبرہ اہل سنت پر نظر کیجاتی ہے ثابت ہوتا ہے کہ خلفاء ثلثہ نے
بالتخصیص برخلافی اور نافرمانی قران پاک کی کری اول برخلافی یہ ہوئی کہ
اسی روایت مین جسکو شاہ صاحب نے کسی وجہ سے پورا نقل نہین کیا ہے
یہ موجود ہے کہ قران و اہلبیت ایک دوسرے سے جدا نہونگے تا آنکہ
میرے پاس حوض پر وارد ہون اور ایک اور روایت اہلسنت مین
یہ ہے کہ علی قران کے ساتہہ ہے اور قران علی کے ساتہہ ہے مگر خلفاء
و صحابہ نے حضرت علی کے جمع کئے ہوے قران کو عداوتاً قبول نکرکے ایک
شخص غیر معتبر یعنی زید بن ثابت سے جمع کرایا۔ شیعہ ہرگز منکر قران
نہین ہین بلکہ اوسکے تمام احکام کو دل و جان سے مانتے ہین اور عقیدہ
رکہتے ہین کہ اوسکا نہ ماننے والا اوسکے حکمونکا کالعدم و منسوخ کرنے والا

اوسکے توہین واستخفاف کرنیوالا کافر مطلق ہے نقص ترتیب اور کمی
بعض صورتون کی جیسے شیعہ قابل ہین ویسے ہی سنی بھی قابل ہین مشکوات
شریف کی کتاب القران مین روایات کثیرہ دربارہ نہل بعض الفاظ مثل وسطی
والعصر وغیرہ دربارہ کمی سورہ وآیات مروی ہین نقص وترتیب خلافت
تنزیل خود ثابت ہے کہ مدنی سورتین اکثر اول لکھی ہوئی ہین اور مکی بعد مین
یا اول سورہ اقراء نازل ہوئی اور ترتیب مین سب کے بعد پھر شیعون کی
کیا خطا ہے اون کا قران موجود کی نسبت صاف عقیدہ یہ ہے کہ تحریف اور بیشی
اسمین نہین ہے اور نہ یہ ممکن ہے رہا عمل کرنا احکام قرانی پر سو یہ بات بخوبی
ثابت ہے کہ شیعہ کسی حکم الٰہی کی برخلافی نہین کرتے بلکہ اہل تسنن اور خلفاء ثلثہ
کی نسبت کامل طور سے برخلافی احکام قرانی ثابت ہے۔ اول حضرت ابوبکر نے
آیتہ انما ولیکم اللہ الخ۔ اور آیتہ تطہیر اور آیتہ مباہلہ اور آیتہ بلغ ما انزل
اور آیتہ الیوم اکملت لکم۔ کی برخلافی کرکے اپنی خلافت قایم کی اور باقی صحابہ
نے تائید خلافت کی اسکے چندروز بعد آیتہ یوصیکم اللہ وآیتہ وآت ذی
القربی حقہ وآیہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی کی مخالفت صریحی
کرکے مصداق یودون اللہ ورسولہ کی ہوئی۔ اسسے پیشتر جناب رسولخدا
مین قران کی اوس مشہور حکم کی خلافت تھی کہ نبی کی حضور مین بلند آواز
سے مت بولو اور اسپر خلعت گرانمایہ قومو علی۔ بروایت صحیح بخاری عطا ہوا
تھا۔ پھر آیت قصاص سے مخالفت کرکے مالک بن نویرہ کا قصاص خالد سے
نہ لیا پھر آیت تعزیر زنا مندرجہ سورہ نور سے مخالفت کرکے خالد کو بجرم زنا
مجرمہ ساتھ زوجہ مالک کے حد زنا نہ ماری حضرت عمر نے آیتہ متعہ سے برخلافی
کی بلکہ اوسکو باختیار خود منسوخ کردیا آیت وضعہ کی مخالفت کرکے پیرون کا

وہونا اپنی عقل سے تجویز کیا حالانکہ آیۂ تیمم اسکی تائید مین شاہد عادل موجود تہا مخالفت قران کرکے حاملہ کو سنگسار کرنیکا حکم دیا مجنون کو قابل قصاص تجویز کیا حضرت عثمان نے تخت سلطنت پر جلوس فرماتے ہی بمخالفت قران عبداللہ بن عمر سے قصاص ہرمزان کا نہ لیا۔ ثعلبہ بن حاطب کے لیئے قران شریف مین ممانعت زکواۃ لینے کی ہوی تہی اور رسول خدا نے اوس سے باوجود اوسکی منت کش ہونے کے نہ لی تہی اور صاف فرمایا تہا کہ مجھے مخالفت قران کا اختیار نہین ہے مگر حضرت عثمان نے صریح مخالفت حکم الہی کرکے اوس سے زکوۃ لے لی کہانتک ان لوگونکی مخالفت قران کا ذکر کرون جو مجھے مقامات زبانی یاد تہے لکھدیئے اگر بالاستیعاب اسکی تفتیش کیجاوے تو دوسری انوار الہدے اور لکھنی پڑی اب قران شریف کا ہتک حرمت بہی انہین حضرات کی نسبت ثابت ہے کہ حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے نصف ایام گذرنے کے بعد تمام ممالک اسلام سے قران طلب کرکے نہایت توہین کے ساتھ جلادی بروایت معتبرہ اہل سنت ثابت ہے کہ جب امیرالمومنین عائشہ کا قران جلانے کے لیئے خلیفہ ثالث نے طلب کیا تو آپ سخت ناراض ہوئین اور خلیفہ پر تکفیر کا فتوی دیکر مسلمانون کو اونکے قتل کرنیکا حکم ان الفاظ مین دیا۔

اقتلوا نعثلا۔ یعنی اس نعثل کو قتل کرو۔ نعثل نام ایک یہودی کا تہا جو حضرت عثمان سے ہمشکل تہا۔

اہلسنت انہین بزرگوار کی پیروی کو قران کی پیروی سے افضل سمجھ رہے ہین اور مخالفت قران مین اونکی قدم بقدم ہین فاعتبروا یا اولی الابصار۔

پیروی عترت نبی کی یہ کیفیت ہے کہ شاہ صاحب نے جواونکے متمسک اور پیروی کا دعوی کرکے فقط تسلیم رشتہ کو تمسک سمجھ لیا ہے کہ وہ شیعون پر یہہ اعتراض

کرتے ہین کہ حضرت رقیہ اور ام کلثوم کو داخل عترت ہونے سے انکار کرتے ہین اور عباس اور زبیر کو داخل عترت نہین کرتے ۔
یہ امر ذرا اہل انصاف کے غور کرنے کے قابل ہے کہ بانو شاہ صاحب نے دیدہ و دانستہ دھوکہ دیا ہے یا ختم اللہ علیٰ قلوبھم کا مضمون ہے۔ پیروی اہلبیت اسکا نام نہین ہے کہ فقط نبی صلعم کے رشتہ دارونکے نام کی تسبیح پھیرا کرے یا سب کا شجرہ نسب یاد کرلے رسول اللہ صلعم نے اونکی تقلید اور پیروی کرنیکا حکم دیا ہے اور خود شاہ صاحب جس حدیث پر استدلال کر رہے ہین اوسمین صاف یہہ درج ہے کہ مین تمہاری ہدایت کے لیئے اہلبیت یعنی عترت اور قرآنکو چھوڑتا ہون اگر انسے تمسک کروگے تو گمراہی مین نہین پڑوگے تو اب شاہ صاحب کے صدق و کذب کی تحقیقات کے لیئے یہ دیکھنا ضرور ہوا کہ رقیہ ام کلثوم بوقت ارشاد نبوی بقید حیات نہین یا بہت عرصہ پیشتر فوت ہوچکی تھین اور یہ امر ایسا عام مشہور ہے کہ تمام مسلمان جانتے ہین کہ رقیہ اور ام کلثوم حضرت کی وفات سے بہت عرصہ پیشتر فوت ہوچکے ہین پھر اہل انصاف شاہ صاحب کی تحریر پر غور فرمائین کہ کس منشا سے یہ اعتراض کیا گیا علاوہ اسکے جس عترت اور اہلبیت کی پیروی کا حکم ہے اوسکو عام لوگ جانتے ہین کہ عورتوں سے کوئی علاقہ نہین ۔ ایسا ہی حضرت عباس کا حال ہے گو وہ آپکے علاتی چچا ہین لیکن محض عمومیت نبی مستلزم تمسک نہین ہے فضایل ذاتی کا ہونا ضرور ہے ابولہب بھی تو چچا تھا اسلیئے جناب سرور کائنات نے عترت و اہلبیت کا لفظ سوائے فاطمہ اور حسنین علیہ السلام اور کسیکے واسطے نہین فرمایا اور اس موقع پر بھی عترت انہین سے مقصود ہے۔ زبیر ابن العوام پھوپی کا بیٹا ہونیسے داخل اہل بیت نہین ہوسکتا یہ شاہ صاحب کی زیادتی ہے مگر ہمکو عقل سے یہ معلوم

ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے کسی بڑے مقصد کی تخم ریزی کی ہے یعنی خود تو سیونی کے پسر کو شامل اہلبیت قرار دیگئے ہین آیندہ کو ئی اونکا ہم مشرب اس تحریر شاہ صاحب کی جرات پر خضر کو داماد اہلبیت مین داخل کرسکے اور بعید نہین ہے کہ اونکی اتباع اسکی بھی پیروی کرین۔

شیعہ کسی رشتہ دار کے رشتہ سے انکار نہین کرتے حضرت عباس کو حضرت کا علاتی چچا زبیر کو صفیہ کو بیٹا کہتے ہین لیکن کیا اسقدر کہنے سے تعمیل حدیث ثقلین ہوسکتی ہے۔ جبکہ مطلب فقط پیروی اہلبیت سے ہو تو ظاہر ہے کہ عترت نبی مین سب سے اعلی اور افضل قابل تمسک و پیروی بشہادت و اجماع فریقین حضرت علی مرتضے تھے اور اونکی وفات کے بعد امام حسن اور امام حسین تھے حضرت عباس نہ بمقابلہ حضرت مرتضی علم و فضل سے آراستہ تھے نہ اونکے برابر قرابت قریبہ رکھتے تھے نہ کبھی رسول خدا صلعم نے حضرت عباس کو اپنی عترت مین مثل آل عبا کے داخل کیا نہ کبھی اپنا وارث اور وصی قرار دیا۔ دیکھئے بروقت نزول آیت تطہیر حضرت عباس داخل اہلبیت نہین ہین بیچارے زبیر کا تو کیا علاقہ۔ آیتہ مباہلہ مین کہین عباس کا پتہ نہین پھر جنکو خدا اور رسول نے اہلبیت مین داخل نہین کیا ہے اونکے داخل کرنے کی مجاز تو سنی لوگ ہی ہین کہ ہمیشہ اسلاف و اخلاف مخالفت کے عادی رہے ہین اول تو یہ غور کرنا چاہیئے کہ حضرت رسول خدا نے عترتکی پیروی کا حکم کیون دیا کیا سنیونکا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت نے فقط برعایت رشتہ داری ایسا حکم دیدیا۔ اسکی خاص وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ قابل تقلید و تمسک صرف وہ شخص ہوا کرتے ہین جو خود گناہون سے پاک اور معصوم ہون اور جنکی نسبت شائبہ گناہ ہوسکتا ہو وہ قابل تمسک

پیروی کے نہین ہین - اب چونکہ امت تطہیر صرف حضرت علی اور حضرت
فاطمہ اور حسنین کی شان مین نازل ہوی ہے اور عباس اوس زمانہ مین
پورے مشرک اور مثل خلفاے ثلثہ مصداق لاینال عہدی الظالمین۔
کی تھی اسلیئے حدیث متمسک اہل بیت مین عباس داخل نہین ہین - مگر
واے بر حال اہل سنت وجماعت کہ اونہون نے حضرت عباس کی جو پیروی
نہ کی وہ تو تلوار گھماتے پھرتے تھے کہ خلافت میرے بھتیجہ کا حق ہے اور صحابہ
مین سے کسی نے نہ سنا - یہ بات ہم نہایت تشریح کے ساتھ چند بار
ثابت کر چکے ہین کہ تمام طبقہ صحابہ اور اہل تسنن مخالفت حدیث ثقلین
کے ہین ازالۃ المختار مین صاف موجود ہے کہ مذہب اہل سنت کے مجتہد
مستقل ابن مسعود عمر ابن الخطاب زید بن ثابت ابی بن کعب ابو موسی
اشعری ہین اور مجتہد متنسب ابو حنیفہ شافعی احمد و مالک ہین اہلبیت کے
مسایل کو قبول نہین کرتے اونکی روایات کو ضعیف کہتے ہین بدرجہ
مجبوری حضرت علی سے وہ روایات لی ہین کہ جن ابواب فقہ مین اونکے مجتہد
عاجز ہوئے ہین - اہل تشیع کے مجتہد مستقل اول علی مرتضے ہین اونکے
بعد امام حسن اونکے بعد امام حسین اونکے بعد علی ابن الحسین اسیطرح
تا امام آخر الزمان ہین اگر انمین سے کسی زمانہ کے سنیون نے کسی کی پیروی
کی ہو تو نشان دو - مامون خلیفہ عباسی حضرت امام رضا علیہ السلام سے
معتقد تھا اونھنے آپکو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا ایک مرتبہ عید کی نماز پڑھانے
آپ عیدگاہ مین تشریف لے گئے تو تمام سنی اونکے پیچھے نماز پڑھنے سے انکاری
ہوگئے کہ یہ تو اپنے طریقہ پر نماز پڑھاوینگے - سنی کیون نہ انکار کرتے وہ تو امام
فاسق و فاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کے عادی تھے امام معصوم کے پیچھے کسطرح

نماز پڑھتے۔

اب رہا فقط اعزاز یا ہتک حرمت اہل بیت اسمین بھی بحمد اللہ کہ شیعہ قابل اعتراض نہین حتی المقدور جان و دل سے فرمانبردار بلکہ نعلین بردار اہل بیت کے رہے اتبک باوجود گذر جانے پشت ہا پشت کے ساداون کی حرمت کرتے ہین۔ اہل سنت کے اسلاف و اخلاف کی تحقیقات کی گئی تو پیروی تو درکنار حضرت ابوبکر وغیرہ کیطرح پر ایذا پہونچائین مال اونکا غصب کیا رنج اونکو پہونچایا گھراونکا جلانے کو موجود ہوئے کوارادون کو توڑے قربت رسول سے اونکا انکار کیا۔ یہہ تمام روایات ہم اسی رسالہ مین کتب معتبرہ اہل سنت و جماعت سے ثابت کر چکے ہین اور لکھہ چکے ہین کہ ابن قتیبہ دینوری نے کتاب الامامت والسیاست مین لکھا ہے کہ جب حضرت عمر معہ ایک جماعت بمجلس خود قبیلہ عالیہ پر بارادہ گرفتاری علی مرتضے پہونچے تو حرم محترم سے آواز حضرت اور اہل بیت کے رونے اور فریاد کرنیکی آرہی تھی کہ یارسول اللہ ہم کو عمر اور ابوبکر نے کیسا عذاب پہونچا رکھا ہے باین عبارت۔ نادت یا علی صوتہا باکیہ یارسول اللہ ماذا لقینا بعدک الی من ابن الخطاب وابن ابی قحافہ۔ دوسرے موقعہ پر اسی کتاب مین ہے کہ علی مرتضے قبر رسول خدا سے لپٹ کر چیخ مار کر روے کہ اے ابن عم مجھے تیری قوم نے ضعیف کر دیا اور میرے قتل کرنیکا ارادہ رکھتے ہین باین عبارت فلما جاء علی القبر رسول اللہ صلعم یصیح و یبکی دنیادی یا ابن العم ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلونی۔ حضرت عمر نے باعلان فرمایا کہ تم رسول اللہ کے بھای نہین ہو یعنی حضرت علی مرتضے جسوقت مجمع صحابہ مین تشریف

لا یئے تو آپنے فرمایا۔ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ یعنی مین بندہ اللہ کا ہون اور بھائی رسول اللہ کا ہون۔ قال عمر اما عبد اللہ فنعم واما اخا رسول اللہ فلا۔ یعنی عمر نے کہا کہ ہان عبد اللہ تو ہو مگر رسول اللہ کے بھائی نہین ہو حالانکہ بروایات صحیحہ اہل سنت مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے علی مرتضی سے انت اخی فی الدنیا والاخرۃ۔ یعنی اے علی تو دین دنیا مین میرا بھائی ہے دیکھو انکار صریحی اسکو کہتے ہین اس موقع پر اہل انصاف میری یہ التجا ہے کہ براہ کرم شاہ صاحب کی عبارت کو پھر ایک نظر ملاحظہ فرماوین خصوصًا اس فقرہ کو ہر گاہ کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین است اور پھر مجھ داد خواہ کا انصاف کرین۔

یہ حال تو اسلاف اہل سنت کا ہے اخلاف کی سنئے معاویہ حضرت مرتضی سے باغی ہو کر لڑا۔ امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوا یا جب بائیون خلیفہ اور منجملہ شیعون کے بارہ اماموں کے بانچوان امام قایم ہوا پھر اونکے پیچھے امام یزید نے امام حسین کو معہ تمام اونکے اہلبیت و اقربا کی نہایت مظلومی کی حالتین شہید کیا اونکے حرم محترم کو لوٹا جیسے جلاے شتران بے کجاوہ پر سوار کرا کے شہر شہر مشہر کیا طوق و زنجیرون مین قید کیا امام حسین علیہ السلام کے سر بریدہ کی توہین کی۔ مروان وغیرہ اور اوسکی اولاد نے کوئی دقیقہ قتل و غارت و ہتک حرمت خاندان رسالت مین باقی نچھوڑا۔ بنی عباس جنکے پیرو شاہ صاحب ہین اور اہلبیت مین سے فقط اونہین کو حدیث ثقلین کی تعمیل کے لیے پسند کیا ہے جب خلافت پر متسلط ہوئی منصور و واثقی سے لیکر آخری خلیفہ تک سب کے سب دشمن آل رسول رہے لاکھون بنی فاطمہ بیگناہ کا خون کیا جب خدا نی ترکون سے اونکا قلع و قمع کرایا جب سادات کا قتل عالم موقوف ہوا مگر بجاے حملات

ستانے کے حملان لسانی اہل سنت وجماعت کی طرفسے ابتک آل رسول پر ہوتے ہین جلا ہون تک کے مقلدین کو یہ دعوی ہو کہ ہم حق پر ہین اور آل رسول ناحق پر ہین کو ئی کہتا ہو کہ سید آل رسول ہی نہین ہین۔ ہندی جلاہے حبشی غلام دعوی کرتے ہین کہ آل محمد تو ہم ہین کوی تخصیص سادات کی نہین ہر مسلمان آل محمد ہو اور اپنی اپنات دعوی کے لیئے آل فرعون کی نظیر پیش کرتے ہین۔

اب اہل انصاف غور کرین کہ منجملہ ہر دو فرقہ شیعہ وسنی کے قران واہل بیت پیغمبر کی پیروی کسنکی ہی۔ اور ثقلین کی عزت وآبرو کسنے کی ہو اور اب کون کر رہا ہے اور انکا ہتک حرمت کسنے کیا ہو اور کون کر رہے ہین۔

کیون مسلمانو تمہارے تفریق مذاہب کے وقت عترت واہلبیت نبو یمین سے کیسے کیسے لایق وفایق معصوم امام موجود تھے مگر تمہاری آنکھون پر کیون تاریکی کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جیسے امام برحق کو چھوڑ کر ابو حنیفہ وغیرہ کی پیروی تمنے کری اونکے بعد بھی ایک سے ایک اعلی وافضل جہہ امام اہلبیت نبوی مین مبعوث ہوے اور تم اونسے نفرت ہی کرتے رہے اونکو چھوڑ کر غیرونکی پیروی کرنا کسطرح جایز تھا اور پھر اوسپر یہ ظلم کہ جو لوگ اونکے مقلد اور پیروکار ہوے اونکو گمراہ خیال کرتے ہو اور خود جو گمراہی مین پڑے ہوے ہو اس گمراہی کو برحق جانتے ہو۔

اگر سنی لوگ حضرات آیمہ اہلبیت مین کو ئی برای یا سقم ظاہر کرتے تو ہمکو صبر آجاتا اور جبکہ یہ بھی نہین ہے اور پھر بھی اونسے اور اونکے مقلدون سے بغض ہے تو صریح حق اور انصاف سے لڑای ٹھیری تو اسکا جواب بجز اسکے کچھ نہین ہی

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

تمام شد رسالہ انوار الھدی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

نسخہ

دلیل الحسنات

علیٰ

طریقۃ الصلوٰۃ

تصنیف لطیف جناب حکمت مآب حکیم مولوی

شیخ احمد صاحب عثمانی وکیل ریاست جی پور دام اقبالہ

بتاریخ ۲۷ ماہ رجب سنہ ۱۳۰۵ ہجری

مطبوعہ مطبع اثنا عشری

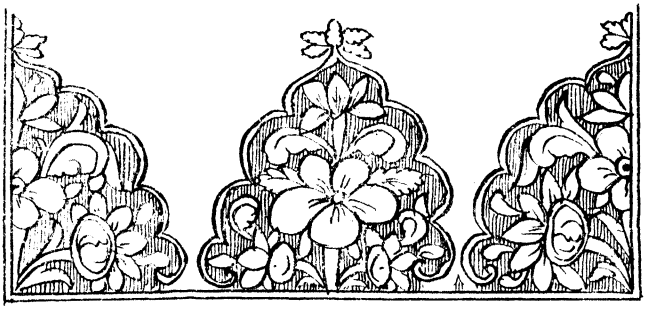
جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد لله والمنة که درین زمان بتائید خالق کائنات نسخه

دلیل الحسنات علی طریقة الصلوٰة

یکے از تصنیفات عالی درجات علامی فہامی جناب مولوی شیخ احمد صاحب
دامت برکاته خلف الصدق عالیجناب مولانا محمد وجیه الدین صاحب
مرحوم عثمانی دیوبندی - بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج

در مطبع اثنا عشری باهتمام سید عابد علی طبع



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ محمد وآلہ اجمعین الی یوم الدین

اما بعد خاکسار ذرۂ بے مقدار شیخ احمد ابن جناب مولانا مولوی محمد وجیہ الدین مرحوم دیوبندی وارد جے پور گذارش کرتا ہے کہ بعد مطبوع اور شایع ہونے رسالۂ انوار الہدیٰ کے بعض احباب مومنین کی تحریرات سے معلوم ہوا کہ بعض مقامات مین باہم حضرات اہلسنت والجماعت وحضرات شیعہ امامیہ ترکیب وارکان نماز مین بحث درپیش ہے اور خصوصاً ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کے بابت زیادہ گفتگو ہے اور طرفہ یہ ہے کہ حضرات اہلسنت صرف شیعون پر ہی معترض ہوتے ہین کہ یہ ہاتھ کھول کر کیون نماز پڑھتے ہین اور اپنے گروہ پر اعتراض نہین کرتے کہ پیروان امام مالک کیون ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ حضرات اہلسنت کو ہاتھ کھولنے باندھنے سے تعصب نہین ہے بلکہ فقط شیعیان اہلبیت پیغمبر سے کاوش ہے جیسا کہ مسئلہ متعۃ النساء مین شیعون پر ہی معترض ہوتے ہین اور مالکون سے نہین بولتے۔ ایسے ہی رفع یدین اور قنوت وغیرہ کی کیفیت ہے کہ سوائے ایک گروہ اہلسنت والجماعت کے کہ جو مقلد امام ابوحنیفہ کے تقریباً جملہ ہر سہ فرقات رفع یدین کرتے ہین

اور قنوت کو نماز فریضہ مین جائز سمجھتے ہین - چونکہ اس بارے مین اکثر عدم واقفیت کیوجہ سے نوبت
بہ نزاع پہونچتی ہے اگر حضرات اہلسنت بوجہ عدم واقفیت حالات اپنے ائمہ اور اکابر کے نماز مین ہاتھ
اٹھولینے کو فقط شیعون کا ہی عمل قرار دیکر معترض ہوتے ہین اگر اونکو معلوم ہوجاوے کہ ہم مین سے
بھی ایک بڑا گروہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتا ہے اور شیعون کیطرح رفع یدین اور قنوت کو جائز رکھتے
ہین اور رسول خدا صلعم اور طبقہ صحابہ اور تابعین کا یہی عمل درآمد تھا تو ضرور ہے کہ پھر وہ کبھی شیعو پر
اعتراض نکرین ایسا ہی بعض حضرات شیعہ بوجہ معلوم نہونے حقیقت حال کے جواب دینے سے
قاصر ہوجاتے ہین - چونکہ اسوقت تک کوئی رسالہ جو ایسے معاملات مین مخصوص ہو میری نظر سے
نہین گذرا اور اکثر اصحاب مومنین کو بھی یہی شکایت ہے اسلئے حقیر نے مناسب سمجھا کہ ایک
رسالہ مختصر ایسا ترتیب دیا جاوے کہ جسمین نماز اور اوسکے ارکان کے متعلق جن جن امور مین باہم
شیعہ وسنی مین اختلاف ہے کتب صحاح اہلسنت والجماعت سے بحث کیجاوے اور سبکو کھلا دیا جاوے
کہ نماز کے جمیع قواعد اور ارکان مین شیعہ پوری متابعت سنت نبوی کرتے ہین ہر رکن اور قاعدہ
شیعون کی نماز کا احادیث مندرجہ صحاح اہلسنت سے ثابت اور متحقق ہوتا ہے اور اہلسنت کا سارا طریق
نماز خلاف سنت نبوی پایا جاتا ہے - اور چونکہ باہم شیعہ وسنی متعدد مسائل متعلقہ نماز مین اختلاف
ہے اسلئے ہر مسئلہ مختلف فیہ کو ایک فصل جداگانہ مین تحریر کیا ہے اور نام اس رسالہ کا **دلیل الحسنات
علی طریقۃ الصلوٰۃ** رکھا گیا ہے اور فہرست اسکی مندرجہ مضامین کی یہ ہے کہ یہ رسالہ
مشتمل ہے بارہ ارکان پر اور ہر رکن مین ایک ایک مسئلہ اختلافی کا بیان لکھا گیا ہے اتفصیل سے
رکن اول طریقہ وضو اور اوس اختلاف کے بیان مین جو باہم شیعہ وسنی مین ہے رکن

دوم مسئلہ جمع بین الصلوتین کے بیان مین رکن سوم قیام فی الصلوۃ کے بیان مین یعنی نماز مین ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہیے یا ہاتھ کھول کر رکن چہارم بعد تکبیر تحریمہ قرأت کے بیان مین کہ آیا الحمد پڑھنی چاہیے یا بطریقہ اہلسنت سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ پڑھی جاوے رکن پنجم ہر تکبیر پر رفع یدین کے بیان مین رکن ششم قنوت کے بیان مین جو نماز فرضیہ مین پڑھا جاوے رکن ہفتم تسابیح رکوع وسجود کے بیان مین رکن ہشتم مکث بین السجدتین کے بیان مین رکن نہم جلسہ یعنی قعدہ بعد سجدتین رکعت اولے وثالثہ مین رکن دہم اس بیان مین کہ دو رکعات اخری نماز سہ گانہ وچہار گانہ مین مختار ہے کہ فقط الحمد پڑھے یا تسابیح پڑھے رکن یازدہم تشہد کے بیان مین رکن دوازدہم سلام اور تکبیر آخری کے بیان مین۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ ہمنے اس رسالہ مین جسقدر احادیث درج کی ہین وہ سبکی سب صحیح بخاری کی احادیث ہین تاکہ کسیکو موقع اعتراض کا نملے۔ اگرچہ صحیح مسلم اور نسائی ترمذی وغیرہ خمسہ باقیہ بھی اہلسنت کے نزدیک اصح الکتب ہین لیکن صحیح بخاری کا صحت مین اونکے نزدیک سب سے اعلی درجہ ہے اور اسکی نسبت

اصح الکتب بعد القرآن مقولہ عام ہے

رکن اول طریقہ وضو اور اوس اختلاف کے بیان مین جو باہم شیعہ وسنی مین واقع ہے واضح ہو کہ جن اعضاء کا وضو مین دھونا واجب ہے یا جنپر فقط مسح کرنا کافی ہے اونکی صاف تشریح قرآن مجید مین درج ہے۔ لیکن نہایت تعجب کا مقام ہے کہ اس بارہ مین بھی باہم شیعہ وسنی کے اختلاف ہے فقہاء اہلسنت وضو مین تین عضو کا دھونا اور ایک عضو کا مسح

کرنا فرض کہتے ہین - وہ اعضا جنکا غسل فرض کہتے ہین - مُنہ - دونو ہاتھ - دونو پیر ہین - اور وہ عضو جسکا مسح کافی ہے - سر ہے شیعہ کہتے ہین کہ دو عضو یعنے منہ اور ہاتھ کا دھونا اور دو عضو یعنے سر اور پیرون کا مسح کرنا فرض ہے - اب ہمکو تحقیق کرنا اس امر کا ضرور ہوا کہ ان دونو فرقون مین سے حق پر کون ہے - وہ آیت قرآنی جسکی رو سے وضو فرض ہوے اور جسمین تشریح اعضاء واجب الغسل اور واجب المسح کے ہوئی ہے یہ ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ اور اسکے صاف اور سیدھے معنی یہ ہین - اے مسلمانو جسوقت تم نماز کو اوٹھو پس دھوڈالو اپنے مونہون کو اور اپنے دونو ہاتھون کو مرافق یعنی کہنیون تک اور مسح کرو اپنے سرون کا اور پیرون کا گٹون یعنی ٹخنون تک اسکے لفظی اور سیدھے معنون سے صاف طور پر تائید قول شیعون کی ہوتی ہے - اور اہلسنت اپنے مدعا براری کے لیئے اسکے معنی مین تو جیہات اور اپنے پیچ لگا کر کہتے ہین کہ حفص نے ارجلکم کے لام کو مفتوح پڑھا ہے اور لام کا فتحہ دلیل عطف بعید کے ہے یعنی بوجہ فتحہ لام کے دونو پیر مُنہ کے معطوف بعید ہو گئے جسکے یہ معنی ہوے کہ بعد ختم ہوجانے تشریح اعضاء واجب الغسل اور نیز بعد شروع اور ختم ہوجانے دوسرے جملہ کے جسمین تفصیل اعضاء واجب المسح کی ہے پیر دھوڈالو گٹون تک - لیکن اسکی کوئی وجہ بیان نہین کرتے کہ اس آیت کے معنی پیدا کرنے مین اسقدر وقت کیون کیجاوے اور صریح اور صاف معنی کیون نہ لیے جاوین جو عموماً قرآن شریف کے معنی لگانے کا دستور ہے - لہذا ہمکو اس پیچدار طریقہ حصول معنی پر چند وجوہ اعتراض ہے - اول یہ کہ قرآن مجید واسطے ہدایت کے نازل ہوا ہے

نہ گمراہ کرنیکو اسی لیئے حکم ہے کہ قرآن کی آیات کے وہی معنی لگائے جاوین جو صریحًا الفاظ سے
پیدا ہون معنی لگانے مین توجیہات لایعنی کی ممانعت ہے پس اگر خداوند کریم کا منشا غسل جلبین
ہوتا تو ضرور تھا کہ اعضاء واجب الغسل کے تحت مین موٴنہ اور ہاتھون کے بعد ارجلکم بیان کیا
جاتا اسمین نہ فصاحت کلام بگڑتے تھی نہ سیاق اور نظم عبارت وحکم مین فرق آتا تھا بلکہ بہت صاف
جملہ ہوجاتا کہ اول تمام اعضاء واجب الغسل کا بیان ہوجاتا اور بعد اوسکے سر کے مسح کا ذکر آجاتا جسمین
کسیکو موقع اعتراض کا نملتا اسکے کیا معنی کہ اول وعضو کا دھونا بیان کیا جاوے اور پھر ایک سر کا
مسح کرنا فرمایا جاوے اور پھر لوٹ کر جیسے کوئی بھولی ہوئی بات کو یاد کرتا ہے پیرون کے دھونے کا
حکم دیا جاوے جیسے کوئی کہے کہ موٴنہ اور ہاتھون کو دھوؤ اور سر پر مسح کروارے بھائی مین بھول گیا
تھا پیرون کو بھی دھوڈالنا۔ سبحان اللہ کیا سیاق عبارت اور فصاحت کلام اسیکو کہتے ہین -
میرے نزدیک ایسے بے ربط کلام کو خدا تعالی کیطرف منسوب کرنا سخت گناہ ہے - جو شخص انصاف
پسند طبیعت رکھتا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اہلسنت کے اسطرح معنی لگانے سے آیت کا سیاق
اور حکم کا انتظام بالکل بگڑ گیا جس تصریح کو ناظم قرآن نے بقید غسل ومسح مرعی رکھا تھا
وہ آپس مین ایسے خلط وملط ہوگئے کہ بے ربطی اور بدنظمی کا الزام اس آیت پر عائد ہوگیا
اور چونکہ قرآن پاک اس الزام سے بالاجماع بری ہے اسلیے ضرور ہوا کہ غلط معنی لگانیوالونکو
ملزم قرار دیا جاوے - دوم یہ امر دیانت اور حزم واحتیاط سے نہایت درجہ بعید ہے کہ فقط ایک
حفص کے قرأت کے اعتبار پر ارجلکم کے لام مفتوح قرار دیکر وجوہکم کا عطف سمجھا جاوے
اور بے سیاقی اور بدنظمی کلام پر نظر نہ کیجاوے جس سے دو جداجدا جملے مخلوط ہوکر بے ربط ہوجاوین

اس آیت مین گویا دو جداگانہ مدات ہین ایک غسل کی مد اور دوسری مسح کی مد اگر ارجلکم غسل اعضا کے مد مین قبل شروع ہوجانے مدتانی مسح کے بیان ہوتا خواہ وجوہکم سے کتنے ہی فاصلے پر ہوتا اوسکو عطف بعید وجوہکم کا مان لیا جاتا لیکن جبکہ دوسری مد مسح اعضا کی شروع ہوگئی اوسکے بعد جس عضو کا بیان ہوگا وہ مسح کی مد مین شامل سمجھا جاوے گا۔ مثلاً کوئی شخص بیان کرے کہ آدمیون مین نیک ہین زید اور حامد اور بد ہین عمرو بکر۔ تو عام لوگ یہ ہی سمجھین گے کہ دو نیک مرد ہین اور دو بد ہین یہ کسی طرح نہین کہہ سکتے کہ بکر کسی قاعدہ سے زید کا عطف بعید ہے اور اسلیئے وہ شامل نیکردون کے ہے۔ سوم یہ امر مسلمہ عام ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے کبھی مخالفت حکم الٰہی کے نہین کی اور احادیث صحیحہ مرویہ اہلسنت سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ہمیشہ موزون پر مسح کیا ہے پس اگر پیرون کا دھونا فرض ہوتا تو رسولخدا صلعم کبھی غسل قدم ترک کرکے مسح علی الخفین نکرتے اگرچہ سردی وغیرہ کا کیسا ہی عذر ہوتا تب بھی ایسی مخالفت نکرتے کیونکہ اسکی بڑی دلیل یہ ہے کہ آپنے کبھی کسی اور عضو واجب الغسل کے عوض اوسپر یا اوسکی پوشش پر مسح نہین کیا ورنہ ممکن تھا کہ سردی مین ہر دو ساعد دھونیکے عوض آستین پر مسح کرلیتے اسکی کیا وجہ ہے کہ فقط پیرون کے ہی غسل کو ترک کرکے موزون پر مسح کیا اور کبھی کسی اور عضو کے غسل کو ترک کیا اگر اسپر ذرا توجہ اور انصاف کے ساتھ غور کرین اور سخن پروری اور تعصب کو دور کرین تو اسی عمل رسول خدا صلعم سے ثابت ہوتا ہے کہ حکم قرآنی پیرون کے مسح کا ہے دھونیکا حکم نہین ہے ورنہ جناب سرور کائنات کبھی عادتاً فرض کو ترک نکرتے۔ چہارم یہ کہ خود خداوند تعالیٰ نے اسکی ملحقہ آیت سے اسکے معنی صاف کردیئے کہ اوسمین پھر کسیکو

گنجایش لب کشائی کی باقی نہین رہی یعنی آیت حکم تیمم سے یہ امر صاف ہوگیا کہ وضو مین کون کون اعضاء واجب الغسل ہین اور کون کون اعضاء واجب المسح ہین تیمم کے حکم مین یہ اصول قایم کیا گیا ہے کہ جن اعضاء کا دھونا وضو مین فرض کیا گیا ہے تیمم مین فقط اونھین اعضاء کا مسح کرنا قایم کیا گیا ہے اور جن اعضاء کا مسح وضو مین فرض کیا گیا ہے اونکو تیمم مین قطعاً ترک کردیا ہے اسلیئے خداوند تعالی کے اصلی منشاء کے دریافت ہوجانے مین اب کوئی دقت باقی نرہی۔ آیت تیمم کو پڑھ کر اوسکے معنی سمجھو کہ فرمایا ہے اللہ تعالی جلشانہ نے فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ یعنی قصد کرو خاک پاک کا پھر مسح کرو اوس سے اپنے مونھون اور ہاتھون کا جبکہ فقط مونہہ اور ہاتھ پر مسح کرنا تیمم مین فرض ہے اور سر پیرون کو ترک کردیا ہے تو صاف ثابت ہوگیا کہ اعضاء واجب الغسل کا مسح تجویز کیا گیا اور اعضاء واجب المسح کو اس اعتبار سے ترک کردیا کہ غسل کا قایم مقام تو مسح ہے مسح کا قایم مقام مسح کیا ہوگا اونھین توجیہات نکالنا اور فضول دلائل کا پیش کرنا بیشک مستلزم اس امر کا ہے کہ اگر خداوند تعالی بھی آکر سمجھا جاوے تو نہ سمجھین —

رکن دوم جمع بین الصلوتین کے بیان مین یعنی دو نمازون متحد الوقت کو ملاکر پڑھنا جیسے ظہر اور عصر کو ایک ساتھ اور مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ پڑھنا اسمین بھی باہم شیعہ واہل سنت کے اختلاف ہے حضرات سنیہ خصوصاً حنفیہ کے نزدیک ملانا دو نمازو نکا قطعی ممنوع اور ناجایز ہے اور شیعونکے نزدیک جایز ہے منع نہین۔ اب ہمکو تحقیق کرنا اس امر کا ہے کہ آیا پیغمبر خدا صلعم نے لوگون کو ایسی دو نمازین ملاکر پڑھنے سے منع کیا ہے یا خود بھی آنحضرت نے دو نمازین

ملاکر پڑھی ہین۔ پس اگر احادیث مندرجہ صحاح اہلسنت سے یہ امر ثابت ہوگیا کہ خود جناب سرکار نے ظہر و عصر اور نیز مغرب و عشا کو ملاکر پڑھا ہے تو صاف ثابت ہوگا کہ اہلسنت مخالف سنت نبوی عمل کرتے ہین اور شیعہ خاص متبع سنت رسول اللہ کے ہین اور منع کرنا جمع بین الصلوتین سے سخت گناہ اور عمل کرنیوالون پر باصرار معترض ہونا قریب بکفر ہے گویا سنت نبوی پر براہ عداوت معترض ہوتے ہین۔ جمع بین الصلوتین کو ناجائز کہنا عام اہلسنت کا عمل نہین ہے بلکہ فقط حضرات حنفیہ ہی مانع ہین اور امام مالک نے ہمیشہ مسجد نبوی مین دو نمازین ملاکر پڑھی ہین اور مقلد اونکے اب بھی برابر پڑھتے ہین اور امام شافعی کے مقلدون مین اختلاف ہے بعضے مطلقاً جائز سمجھتے ہین اور بعضے ضرورتاً اور حنابلہ ضرورتاً جائز سمجھتے ہین اور حنفیہ منفرد ہین حکم ناجوازی مین لیکن عرفات مین ظہر و عصر اور مزدلفہ مین مغرب و عشا اب سے بلا کسی عذر اور حاجت کے حجاج مذہب حنفی ملاکر پڑھتے ہین۔ اگرچہ عرفات اور مزدلفہ کے نمازون کی بابت تمام کتب سیر اور احادیث اہلسنت مین بطریق شہرت اور اعلان کے مذکور ہے لیکن ہم اوس سے علاوہ نمازون کی بابت بحث کرتے ہین اور واسطے ساکت کرنے اپنے مخالفین کے صحیح بخاری سے زیادہ معتبر کتاب نہین پاتے ہین اسلیے ہم ناظرین کو متوجہ کرتے ہین طرف صحیح بخاری کے کہ اوسکی کتاب مواقیت الصلوۃ کے باب وقت المغرب مین جسکو نماز عرفات اور مزدلفہ سے علاقہ نہین ہے اسطرح روایت ہے حدثنا آدم قال حدثنا شعبہ قال حدثنا عمرو بن دینار قال سمعت جابر بن زید عن ابن عباس قال صلی النبی صلعم سبعاً جمیعاً وثمانیاً جمیعاً یعنی جابر بن زید نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا ابن عباس نے کہ نماز پڑھی نبی

صلوٰۃ سات رکعتین ملاکر (مغرب وعشاء) اور آٹھ رکعتین ملاکر (ظہر وعصر کی) شیخ الاسلام
شارح صحیح بخاری نے کتاب مواقیت الصلوٰۃ میں بابت وقت نماز مغرب کے لکھا ہے۔
ومرویست از انس کہ گفت وقت نماز شام مغرب وعشا تا قبر وار عطا نیز بمثل آن روایت
است کذا فی العینی۔ (اس روایت سے ثابت ہوا کہ مغرب اور عشا کا ایک ہی وقت ہے
اور وہ مستدبر شفق اور جبکہ دونوں نمازوں کا ایک ہی وقت ہے تو ملا کر پڑھنا بلا شبہ جائز بلکہ اسوجہ سے
مستحب ہی خیال ہو سکتا ہے کہ بعد نماز مغرب توقف ناجائز نماز عشاء میں نہیں کیا گیا)
وقال عطا یجمع المریض بین المغرب والعشاء وگفت عطا کہ جمع کند مریض میان مغرب
وعشا وباین قائل است احمد واسحٰق۔ وبعض شافعیہ مطلقا (یعنی بغیر قید مرض کے)
وتجویز کردہ آنرا امام مالک در مسجد شریف نبوی۔ ومشہور از شافعی منع است وترجیح دادہ
جواز را نووی۔ وقسطلانی از مہمات آوردہ کہ گفت یا فتم نقل آنرا از شافعی در مختصر مزنی
باین عبارت کہ جمع میان دو نماز در سفر و مطر و مرض جائز است اس عبارت شارح سے معلوم
ہوا کہ منجملہ ائمہ اربعہ کے ایک امام مالک تو بالعموم جمع بین المغرب وعشا و بین الظہر والعصر
جائز قرار دیتے ہیں اور امام شافعی ایک روایت سے مطلقاً اور عموماً اور دوسری روایت سے
ضرورتاً جائز قرار دیتے ہیں اور امام احمد بن حنبل بھی ضرورتاً جائز کہتے ہیں فقط ایک
امام ابو حنیفہ منفرد ہیں کہ وہ جمع بین الصلوٰتین کو ناجائز اور ممنوع فرماتے ہیں شیخ الاسلام
شارح صحیح بخاری حنفی المذہب ہیں انھوں نے بحث تنگی وقت مغرب میں یہ قول ابن منذر کا
کہ نا کہ اوزاعی اور شافعی کہتے ہیں کہ مغرب کا کوئی وقت نہیں ہے سوائے وقت غروب ہونے

آفتاب کے) لکھکر اسکی تردید مین ماثر جواز جمع مغرب وعشا لکھے ہین اوسمین فرماتے ہین

وقت مغرب ممتداست تا عشا چہ اگر تنگ بودے ہر آئنہ فصل گشتے بیان وی وعشا

پس جمع جائز نشدے چنانکہ میان صبح وظہر۔ ذکرہ العسقلانی۔ علاوہ ازین سال حجۃ الوداع

مین بہت لوگون کو دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ جناب رسولخدا صلعم نے دو نمازین ظہر اور عصر کو

عرفہ مین اور مغرب وعشاء کو مزدلفہ مین ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھا اور جو لوگ

اتباع سنت نبوی کرنا چاہتے ہین وہ استحبابًا اون مقامات پر اب بھی بغیر کسی ضرورت

اور عذر کے دو نمازین جمع کرکے پڑھتے ہین۔ عرفہ مین عین بعد زوال آفتاب ظہر اور عصر

کے نماز جمع کرکے رسول خدا صلعم نے پڑھی کہ اہلسنت کے نزدیک وہ وقت عصر کا

ہرگز نہ تھا اور اسی طرح مزدلفہ مین ایسے وقت نماز مغرب اور عشاء ادا فرمائی کہ اہلسنت کے

نزدیک وقت مغرب باقی نرہا تھا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ کسی حاجت اور ضرورت کیوجہ سے

رسول خدا صلعم نے ایسا کیا ہوگا یہ درست نہین اور جواب اسکا یہ ہے جیساکہ صحیح مسلم

اور صحیح بخاری مین حدیث اسامہ سے ظاہر ہوا ہے کہ مزدلفہ مین پہونچنے سے پہلے آنحضرت

صلعم شعب کوہ مین تشریف لیگئے اور قضاء حاجت فرمائی اور وضو کیا اوسوقت مغرب

کی نماز کا وقت ہوگیا تھا اور اسامہ نے عرض بھی کیا تھا کہ نماز مغرب آپ پڑھین گے مگر

آنحضرت نے فرمایا کہ نماز آگے چل کر یعنی مزدلفہ مین پہونچکر پڑھی جاوے گی ایسا ہی حضرتکو

عرفات سے چلنے کی جلدی نہ تھی کہ عین بعد زوال آفتاب نماز عصر ادا فرمائی بلکہ ثابت ہوا ہے

کہ تا غروب آفتاب آپ عرفات مین رہے اسلیئے ممکن تھا کہ آپ عرفات مین نماز عصر اوسکے

وقت پر اور نیز نماز مغرب بھی اوسی جگہ اول وقت پڑھ سکتے تھے لیکن یہ امر تحقیق ہوا ہے
کہ آپ کے جسقدر افعال ضمن حجۃ الوداع مین تھے وہ سب تعلیم امت کے لئے تھے کیونکہ تمام
بلاد اسلام کے لوگ وہان حاضر تھے بلا وساطت غیرے افعال رسول اللہ صلعم کو دیکھتے
تھے جمع کرنا دو نمازون کا فقط اسی لیئے تھا کہ عوام الناس اسکے جواز سے آگاہ ہو جاوین
ثبوت اس امر کا کہ حضرت رسول خدا صلعم غروب آفتاب تک عرفات مین رہے صحیحین سے
حاصل اور مدارج النبوت مین بھی درباب قیام عرفہ مرقوم ہے (وسنت آنست کہ تا غروب
آفتاب بایستند زیرا کہ ایستادن رسول خدا صلعم تا آفتاب غروب کرد) - اور نیز جب آپ شعب سے
قضاے حاجت کرکے نکلے اور وضو کیا اسکی نسبت مدارج مین مندرج ہے کہ (اسامہ
گفت الصلوٰۃ یعنی نماز مغرب خواہی گذارد یا رسول اللہ فرمود دو نماز پیشتر است یعنی مزدلفہ
با نماز عشا گزاردہ خواہد شد بعد اسکے مزدلفہ مین پہونچنے کا حال اس طرح درج ہے و در مزدلفہ
وضوے کامل ساخت و فرمود تا اذان گفتند و اقامت کردند و نماز شام بگذارد پیش از انکہ
بار ہا فرود آمدند و اشتران فرو خوابانیدند و چون بار ہا فرود آوردند باز اقامت گفتند و نماز
خفتن بگذارد و بر اے نماز خفتن بانگ نگفتند و میان فرض مغرب و فرض عشا ہیچ نماز
نگزارد و از نجا معلوم شد کہ جمع میان مغرب و عشا بیک اذان و دو اقامت بودہ چنانکہ
در عرفات بود میان ظہر و عصر و در حدیث بخاری و مسلم از اسامہ بن زید ہمچنین آمدہ
و مذہب ز فر مشافعی و نزد امام ابو حنیفہ و بروایتے از احمد و بسیار از ائمہ بیک اقامت
گذاردن است - اور مدارج النبوت مین جو کچھ یہ حال درج ہے وہ گویا ترجمہ ہے حدیث اسامہ

بن زید کا جو صحیح بخاری کے باب الجمع بین الصلوتین بمزدلفہ مین مروی ہے اسطرح پر
حدثنا عبداللہ بن یوسف قال اخبرنا مالك عن موسی بن عقبة عن کریب
عن اسامة بن زید انہ سمعه یقول دفع رسول اللہ صلعم من عرفة فنزل الشعب
فبال ثم توضاء فلم یسبغ الوضوء فقلت له الصلوٰة فقال الصلوٰة امامك
فجاء المزدلفه فتوضاء فاسبغ ثم اقیمت الصلوٰة فصلی المغرب ثم
اناخ کل انسان بعیره فی منزله ثم اقیمت الصلوٰة فصلی ولم یصل بینهما
یعنی بہ تحقیق کہ کریب نے اسامہ کو کہتے ہوے سنا کہ آئے پیغمبر خدا صلعم عرفہ سے پس
اوترے شتر سے شعب مین اور بول کیا اور بعد اوسکے وضو کیا اور اسباغ نہین کیا
یعنی احتیاط نہ کی کہ تمام مستحبات اور سنن وضو ادا ہون پس کہا مین نے کہ نماز
پڑھنا چاہتے ہین آپ تو فرمایا کہ نماز آگے تیرے ہے (یعنے مزدلفہ مین) پھر آئے مزدلفہ
مین اور وضو کیا اور تکمیل فرمائی وضو کی بعد اوسکے اقامت کہی گئی نماز کی پھر ادا
کی نماز مغرب بعد اوسکے سب لوگون نے اپنے اپنے موضع نزول مین اپنے اپنے
شترون کو بٹھایا اسکے بعد پھر اقامت کہی گئی نماز کی اور نماز عشا پڑھی اور درمیان
ان دونو نمازون کے اور کوئی نماز (نفلی) نہ پڑھی۔ پھر اس باب کے بعد باب ملحقہ
صحیح بخاری مین یہ حدیث درج ہے بطریق آدم عن ابن عمر قال جمع النبی صلعم بین
المغرب والعشا بجمع کل واحدة منهما باقامة ولم یسبح بینهما ولا علی اثر کل واحد
منهما یعنی کہا ابن عمر نے کہ جمع کیا پیغمبر خدا صلعم نے نماز مغرب اور عشا کو مزدلفہ مین

ہر ایک کو ساتھ اقامت کے اور نہ درمیان ان اون کے اور نہ پیچھے
کسی کے اون دونون مین سے کوئی نماز نفل پڑھی اور یہ ترجمہ شیخ الاسلام شارح
صحیح بخاری نے یہ ہی لکھا ہے (کہ نماز نفل نہین پڑھی) اور اسی نام سے اس باب کو موسوم کیا ہے
اور بطریق خالد بن مخلد اسی باب مین ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
ان رسول اللہ صلعم جمع فی حجۃ الوداع المغرب والعشا بالمزدلفہ یعنی روایت
کی ہے ابو ایوب انصاری سے کہ کہا اونھون نے کہ رسول خدا صلعم نے نماز مغرب اور عشا
دونو کو مزدلفہ مین جمع کیا۔ اور اسی طرح ایک باب جداگانہ صحیح بخاری مین دربارہ جمع
کرنے نماز ظہر اور عصر کے ہے عرفہ مین اس عنوان سے باب الجمع بین الصلوتین بعرفۃ
اور اس باب مین روایت کی ہے سالم سے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ طریقہ سنت سے ہے کہ عین
بوقت زوال اور شدت گرمی کے نماز پڑھے اور ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھنا طریقہ مسنون ہے
اس روایت سے ثابت ہوا کہ عین وقت زوال بعد ادا کرنے نماز ظہر کے عصر کی نماز پڑھنا
جائز ہے اور وقت ان دونو نمازون کا ایک ہے کیونکہ رسول خدا صلعم عصر کو قبل از وقت یا
مغرب کو بعد فوت وقت ہرگز نہ پڑھتے اسلیئے کہ کوئی نماز قبل از وقت ادا نہین ہو سکتی نہ
بعد فوت ہو جانے وقت کے داخل ادا ہو سکتی ہے اور دیگر اوقات مین یعنی علاوہ حجۃ الوداع
کے جو رسول خدا صلعم نے ظہر و عصر اور مغرب و عشا کو جمع کیا ہے اوسکی روایات ہم پیشتر
لکھ چکے ہین۔ اس سے ثابت ہوا کہ شیعون کا دو نمازون کو ملا کر پڑھنا نہ معیوب ہے نہ قابل
اعتراض بلکہ ایسا عمل ہے کہ جسکو رسول خدا نے بارہا کیا ہے۔ اسلیئے جو شخص شیعون پر

معترض ہوتا ہے وہ گویا رسول خدا صلعم پر اعتراض کرتا ہے۔

رکن سوم قیام فی الصلوٰۃ کے بیان مین جس سے یہ مطلب ہے کہ نماز مین بحالت قیام ہاتھ باندھکر کھڑا ہونا چاہیے یا ہاتھ کھول کر۔ واضح ہو کہ ارکان نماز چار ہین۔ قیام۔ قعود۔ رکوع۔ سجود۔ قیام کے معنی کھڑے ہونیکے ہین بلا تشریح اس امر کے کہ ناف پر ہاتھ باندکر کھڑا ہو یا سینہ پر یا پس پشت مشکین باندھکر۔ غرض کہ نمازین فرض صرف کھڑا ہو کر قرأت قرآن کرنا ہے اور اسیطرح سیدھے سادھے طور پر کھڑے ہوکر رسول خدا صلعم اور صحابہ نے نماز پڑھی ہے ناف پر ہاتھ باندھنا یا سینہ پر ہاتھ رکھنا ایجاد متاخرین ہے اور اونکا اجتہاد اسطرف گیا ہے کہ خداوند تعالی احکم الحاکمین ہے اوسکے روبرو نہایت عاجزی اور فروتنی سے کھڑا ہونا چاہیئے حالانکہ عاجزی اور فروتنی دل سے متعلق ہے نہ کہ پیٹ پر ہاتھ رکھنے سے اسلیئے نہ خداوند تعالی نے قرآن شریف مین فرمایا ہے کہ نمازین ہاتھ باندھکر کھڑے ہوا کرو نہ رسول خدا صلعم نے خود ہاتھ باندھے ہین نہ دوسرون کو ایسا حکم دیا۔ آثار سلف جسقدر کتب معتبرہ اہل سنت مین ہاتھ باندھنے کے بابت وارد ہین وہ نہایت درجہ مختلف اور ناقابل اعتبار ہین خود اکابر علماے اہلسنت نے اعتراف کیا ہے کہ اسکے برابر اور کسی معاملہ مین اختلاف وضعف روایات واقع نہین ہوا ہے۔ باوجودیکہ معاملہ نماز ایسا مشہوری معاملہ ہے کہ لوگون نے رسول خدا صلعم کو روزانہ پانچ مرتبہ تو ضرور ہی نماز پڑھتے ہوے دیکھا ہوگا لیکن اسپر ایک بھی حدیث ہاتھ باندھنے کے بابت صحیح ثابت نہوئی اور اہلسنت کے تین امام اسمین مختلف الاراء ہو گئے

معلوم ہووے کہ اہل سنت والجماعت کے چار پیشوا ہین - اول امام ابو حنیفہ دوم امام شافعی سوم امام احمد بن حنبل چہارم امام مالک رح - ان مین سے امام ابو حنیفہ نماز مین بحالت قیام ناف پر ہاتھ باندھنا جائز رکھتے ہین اور امام شافعی سینہ پر - اور امام احمد بن حنبل ایک روایت سے مثل ابو حنیفہ اور ایک روایت سے مثل شافعی حکم دیتے ہین یعنی مذبذب بین ذلک ہین - امام مالک شیعون کیطرح قطعی ہاتھ کھول کر نماز مین کھڑے ہونے کا حکم دیتے ہین - ازانجاکہ خداوند تعالی نے قرآن مجید مین فقط نماز مین قیام کا حکم دیا ہے اور کچھ تخصیص ہاتھ باندھنی کی نہین فرمائی اور آثار سلف کا اختلاف ایسا کہ چارون امام اہلسنت باہم مختلف تو ثابت ہوا کہ فقط اجتہاد آئمہ پر عمل کیا جاتا ہے اور چونکہ ہاتھ باندھنے سے عاجزی اور فروتنی کا اظہار مقصود ہے تو بہ نسبت ناف اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کے اگر اپنی مشکین باندھکر انسان نماز پڑھا کرتے تو زیادہ عاجزی و فروتنی ہوتے اور پھر تعجب یہ ہے کہ وہ فروتنی اور عاجزی فقط قیام کی حالت مین ہے منحصر رہتی ہے قعود اور رکوع و سجود مین بالکل مفقود ہوتی ہے اسکے کیا معنی کہ نماز کے ایک جزو مین فروتنی ہو اور دیگر اجزا و ارکان مین سرکشی کیجاوے - اب یہ امر تو تحقق ہے کہ نماز مین فرض قیام ہے بلا خصوصیت کسی وضع کے اور مجتہدین اہلسنت نے جس آثار سلف پر اعتبار کر کے ایک جدا طریق اپنا قیام کے بابت پیدا کیا ہے اوسکی مفصل کیفیت لکھی جاتی ہے شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری کے کتاب الاذان مین مرقوم ہے کہ امام مالک نے توارسال کا حکم دیا یعنے ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کا - اور ابو حنیفہ زیر ناف ہاتھ باندھنے کا حکم کرتے ہین اور شافعی

سینہ پر ہاتھ رکھنے کا اور احمد بن حنبل مشترک ہین شافعی اور ابو حنیفہ مین - اور یہ بھی درج ہے کہ امام ابو حنیفہ کو حجت حدیث سہل بن سعد پر ہے یعنی اس حدیث کی رو سے امام ابو حنیفہ ناف پر ہاتھ باندھنے کا حکم دیتے ہین اور یہ حدیث صحیح بخاری کی کتاب الاذان کے باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلوٰۃ مین اسطرح مروی ہے

حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک عن ابی حازم عن سہل بن سعد قال کان الناس یؤمرون ان یضع الرجل الید الیمنی علی ذراعہ الیسری فی الصلوٰۃ یعنی سہل بن سعد نے کہا ہے کہ آدمی حکم دیئے جاتے تھے کہ مرد اپنا دست راست بازوئے چپ پر نماز مین رکھے - اب اس حدیث کی سند کے نسبت صحیح بخاری مین ہے قال ابو حازم لا اعلمہ الا ینمی ذلک الی النبی صلعم یعنی کہا ابو حازم نے (جو راوی اول ہے اس حدیث کا سہل بن سعد سے) کہ مین اوسکو نہین جانتا مگر یہ کہ وہ نسبت کرتا تھا اس حدیث کو طرف رسول خدا صلعم کے یعنی خود راوی صاحب کو بھی معلوم نہین کہ کہنے والا اس حدیث کا کون شخص تھا - اسمعیل بن ابی اویس نے ینمی ذلک بصیغہ مجہول بیان کیا ہے - یعنی ابو حازم نے یہ کہا کہ مین اس حدیث کو نہین جانتا مگر منسوب کی گئی ہے طرف رسول خدا صلعم کے یہ حدیث اول تو خود مشتبہ ہے اور اصل راوی مجہول ہے طریق عبد اللہ بن مسلمہ سے اور بطریق اسمعیل بن اویس خود روایت ہی مجہول ہے - اور مضمون روایت ایسا مہمل اور مبہم ہے کہ یہ بھی راوی کو معلوم نہین کہ اسطرح پر ہاتھ رکھنے کا حکم

آدمیون کو کس نے دیا - اسپر طرہ یہ ہے کہ یہ بھی نہ کھلا کہ سینہ پر اسطرح ہاتھ رکھے یا شکم پر یا تحت
سرہ یا پشت پر - اب فقط اجتہاد اور رائے ائمہ اربعہ کی باقی رہی جیسا کہ لکھا ہے شیخ الاسلام شرح
صحیح بخاری مین (دونہادن دست بر دست متفق علیہ است میان ائمہ الا امام مالک کہ نزد
وی ارسال است تا جواز وضع - ولیکن نزد امام ابو حنیفہ و بروایتے از امام احمد بن حنبل در زیر
ناف نہند و نزد امام شافعی برابر سینہ و بروایتے از احمد مخیر است خواہ زیر ناف نہند یا برابر سینہ)
اب ہاتھ باندھنے والے اہلسنت کے ائمہ مین تین امام رہے دیگر امام زیر ناف باندھنے کا
حکم دیتے ہین اور دیگر امام سینہ پر یعنے امام احمد بن حنبل مشترک ہین رائے امام ابو حنیفہ
اور شافعی مین - استدلال امام ابو حنیفہ اور اون کے صاحبین کی حدیث ابو حازم تو اوپر
مذکور ہو چکی اب امام شافعی کی حجت کو ملاحظہ فرمایا جاوے کہ شیخ الاسلام مین مذکور ہے)
وحجت شافعی حدیث وائل بن حجر است کہ گفت نماز گذاردم با رسول خدا صلعم پس نہاد
دست راست را بر دست چپ بر سینہ خود - اور ایسی ہی ایک روایت ترمذی نے قبیصہ بن
ہلب سے کی ہے کہ قبیصہ نے اپنے باپ ہلب سے روایت کی ہے کہ اوس نے دیکھا رسول اللہ صلعم
کو کہ رکھتے تھے اپنے ہاتھ کو اپنے سینہ پر شیخ الاسلام مین مندرج ہے کہ (وائل یعنے راوی حدیث
مستدل امام شافعی و ہلب یعنی راوی ترمذی کہ بر سولی آمدہ بودند نزد آنحضرت امتداد
صحبت و قربت ایشان در نماز ثابت نمی شود - وچون ذکر کردہ شد نزد ابراہیم نخعی حدیث وائل
در برداشتن دستہا نزد رکوع گفت ابراہیم اعرابی کہ نگذارد با رسول خدا نماز نیز اگر ہمان روز آیا
وی اعلم باشد - وترمذی باوجود روایت قبیصہ گفتہ امر درین باب واسع است نزد علماء) -

پس یہ امر تو بخوبی ثابت ہو چکا کہ وائل اور رہلب و نواعرابی تھے اور علماء کو اونکے قول و فعل کا اعتبار نہین نہ وہ کبھی خدمت رسول خدا مین رہے ایک مرتبہ قاصد ہو کر آئے تھے اور اوس روز کے سوائے کبھی اونھون نے رسول خدا صلعم کے ساتھ نماز نہین پڑھی - ترمذی کو خود اپنی روایت پر وثوق نرہا اس سے معلوم ہوا کہ یہ ہر دو روایات قابل اعتبار نہین ہین - بلکہ بڑے بڑے اکابر علماے اہلسنت کا یہ اعتراف ہے کہ نماز مین ہاتھ باندھنے کی کوئی حدیث بھی ثابت نہین ہوئی چنانچہ شیخ الاسلام مین قول شیخ ابن الہمام کا اسطرح منقول ہے - (وشیخ ابن الہمام گوید کہ حدیث در ہیچ یکے از ان بخصوص ثابت نشدہ پس حوالہ کردہ شود بر انچہ معہود و معتاد است نہادن آن حال قصد تعظیم در قیام و آن تحت سرہ است) ہمکو کمال تعجب اس امر کا ہے کہ اسبارہ مین ایک یہی حدیث اون اصحاب رسول خدا سے مروی نہین ہے جو ہمیشہ رسول خدا کی خدمت مین حاضر رہکر ہر روز آپ کو نماز پڑھتے ہوے دیکھا کرتے تھے اگر رسول خدا صلعم نماز مین ہاتھ باندھا کرتے تو ضرور تھا کہ بہت سی روایات صحابہ سے ہم پہونچتین نہونا کسی روایت کا آپکے صحابہ سے دلیل کامل اسبات کی ہے کہ زمانہ رسول خدا مین اسکا مطلق وجود نہ تھا اور کچھ بعید نہین ہے کہ زمانہ خلافت بنی مروان مین ایسا رواج ہو گیا ہو اور کسی خلیفہ نے حکماً اسکا اجرا کیا ہے اور مثل دیگر مسائل و رسومات کے یہ ہی عوام مین جاری ہو گئی جیسا کہ روایت ابو حازم عن سہل بن سعد سے مترشح ہوتا ہے کہ ضرور آدمی کسی خلیفہ کے حکم سے ماموریکے گئے تھے کہ وہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھا کرین چنانچہ خود مضمون روایت مین حوالہ حکم رسول خدا کا نہین ہے اور زمانہ مابعد مین حکم دینے والے خلیفہ کا نام مصلحتاً لکھا گیا ہے

اور جو لوگ مرض تعصب مین مبتلا ہو کر اپنے مسائل کی تائید مین موضوعی احادیث بنانے کے
عادی ہو گئے تھے اونھون نے بھی بعض احادیث اس بارہ مین وضع کین اور اون لوگون کا یہ دستور
تھا کہ اگر کسی امامیہ مذہب والے سے مثلاً اونکا مناظرہ ہے تو وہ اپنی موضوعی حدیث کو حضرت
علی مرتضی علیہ السلام سے منسوب کر کے بیان کرینگے تاکہ مخالف کو گنجائش نہ ملی ایسا ہی
اس بارے مین ایک حدیث وضع ہوئی کہ ابو داؤد اور احمد و دار قطنی و بیہقی نے اوسکو روایت
کیا اور حضرت علی مرتضی سے منسوب کی گئی من السنۃ فی الصلوٰۃ وضع الاکف
تحت السرۃ لیکن محدثین نقاد نے اس حدیث کو درجہ اعتبار سے خود گرا دیا شیخ الاسلام
مین ہے ونووی گفتہ کہ اتفاق کردہ اند بر تضعیف این حدیث - اب صاف ظاہر ہو گیا کہ قیام
نماز مین ہاتھ باندھنا نہ سنت رسول اللہ صلعم کی کیونکہ جسقدر احادیث اس بارہ مین بیان
کی گئی ہین کوئی اونمین سے صحیح ثابت نہین ہوئی سبکے سب موضوعی اور شتبہ اور نامعتبر ہین
پس ہاتھ طریق عمل امت کا اور وہ دو طرح پر ہے ایک ہاتھ کھول کر نماز مین کھڑا ہونا - دوسرے ہاتھ
باندھنا اور چونکہ نماز مین محض قیام واجب ہے اور قیام کہتے ہین سیدھا کھڑا ہونیکو ہاتھ کھول کر
پس یہ طریقہ جو لوگ استعمال مین لاتے ہین وہ اپنے فرض سے ادا ہو جاتے ہین - اور جن لوگون نے
اپنی رائے سے خواہ بقصد تعظیم یا بہ باعث حکام وقت یا کسی اور غرض سے بحالت قیام نماز ہاتھ
باندھے خواہ سینہ پر یا زیر ناف اسمین سے بدعت ہے کہ کوئی حدیث اسبارے مین رسول خدا صلعم
سے ثابت نہین ہوئی اور ایک طور پر تو بدعت سے بھی اسکا درجہ بڑھا ہوا ہے یعنی صریحاً مخالفت
ہے فعل رسول اللہ صلعم کے - اگر کوئی شخص یون سمجھے کہ ہاتھ باندھنا فعل تعظیم ہے اسلیے قیام

نماز مین ہاتھ باندھنا اولیٰ ہے تو یہ اوسکی غلطی ہے کیونکہ جس فعل کو دینیات مین رسول خدا صلعم نے نہین کیا یا اوسکا حکم نہین دیا ہے اور اونکے بعد کسینے اپنی راے سے نکال لیا ہے کیسا ہی بظاہر مستحسن معلوم ہو لیکن وہ بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت و گمراہی مین ڈالنے والی ہے۔ اگر اہلسنت و الجماعت ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے پر طعن کرتے ہین تو وہ اپنے عقیدہ کے بموجب سخت گنہگار ہوتے ہین کیونکہ اونکے ائمہ اربعہ مین سے ایک امام مالک نے ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا جائز قرار دیا ہے اور حرمین شریفین مین اونکا مصلے موجود ہے جسپر ہاتھ کھول کر نماز پڑھی جاتی ہے اور بموجب عقائد اہلسنت و الجماعت کے امام مالک کا مذہب برحق ہے۔ پس اگر وہ معترض حرمین شریفین مین پایا جاوے تو ضرور اوسکو تعذیر دیجاویگی۔ ہان سینہ یا ناف پر ہاتھ باندھنے والون پر اگر کوئی معترض ہو تو بیجا نہین ہے کیونکہ نہ خدا نے اسطرح حکم دیا ہے نہ رسول خدا نے کیا ہے نہ کہا ہے۔ اسلیئے بدعت پر معترض ہونا بیجا نہین اور ہاتھ باندھنے والونکو سزا سکے اور کچھ جواب نہین کہ ہم بقصد تعظیم ایسا کرتے ہین ہم کہتے ہین کہ بہ نسبت اسکے دونو ہاتھونکو جوڑ کر کھڑا ہونا زیادہ تر تعظیم اور نیز عاجزی اور فروتنی کا اظہار ہے پھر ہاتھ جوڑ کر کیون نہین کھڑے ہوا کرتے اور اگر اس سے بھی زیادہ اپنی عاجزی کا اظہار منظور ہو تو اپنی مشکین باندھکر کھڑا ہونا چاہیے لیکن بحث یہ ہے کہ ہم لوگونکو دینیات مین اپنی راے کا داخل کرنا جائز نہین ہے جو طریقہ جناب سرور کائنات نے ہمارے لیے مقرر کر دیا ہے اوسیکے پابندی ہمپر واجب ہے اپنی طرف سے دینیات مین جدید امر اختراع کرنا سخت ممنوع ہے جیسا کہ فرمایا ہے شارع علیہ السلام نے کل بدعت ضلالۃ بعض لوگون نے بدعت کو دو قسم سمجھا ہے بدعت سیئہ اور بدعت حسنہ اور کچھ بعید نہین ہے کہ براہ غلط فہمی اس

بدعت کو بدعت حسنہ سمجھکر اپنے دل کو تسلی دین لیکن دراصل کوئی بدعت نیک نہین ہے اور بموجب حدیث متذکرہ صدر ہر قسم کی بدعت گمراہی مین ڈالنے والی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

رکن چہارم درباب قرأت بعد تکبیر تحریمہ جس سے یہ مراد ہے کہ بعد تکبیر تحریمہ کے شروع قرأت سورۂ الحمد سے ہونی چاہیے یا بحسب طریق اہلسنت والجماعت دعاء سبحانک اللّٰھم بحمدک الخ پڑھی جاوے۔ یعنی اسبارے مین طریقہ مسنون کیا ہے واضح ہو کہ مذہب شافعیہ مین نماز فرض اور نفل مین مستحب ہے کہ بعد تکبیر تحریمہ و قبل از قرارت قرآن دعاء انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض اور دعاے سبحانک اللھم الخ پڑھین اور حنفیہ و احمد کے مذہب مین فقط دعاے سبحانک اللھم الخ پر اقتصار کیا گیا ہے۔ کذا فی شیخ الاسلام۔ اور مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ مین بعد تکبیر تحریمہ کے شروع قرارت سورہ الحمد سے کیجاتی ہے۔ اب ہم تحقیق اس امر کی کرتے ہین کہ آیا بروی احادیث صحیحہ مرویہ اہلسنت والجماعت رسول اللہ صلعم کا طریق عمل اسبارہ مین کیا ثابت ہوتا ہے آیا آپ شیعون کے طرح افتتاح نماز و شروع قرارت سورہ الحمد سے کرتے تھے یا اہلسنت والجماعت کے طریق پر ادعیہ متذکرہ صدر سے افتتاح صلوٰۃ شروع قرارت فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری کے ملاحظہ سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم شروع قرارت اور افتتاح نماز سورہ الحمد سے کیا کرتے تھے اور اسی طرح دوسرون کو حکم دیتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری کتاب الاذان کے باب ما یقرع بعد التکبیر مین مروی ہے **حدثنا** حفص بن عمر قال حدثنا شعبہ عن قتادۃ عن انس ان النبی صلعم وابابکر وعمر کانوا یفتحون الصلوٰۃ بالحمد للہ

رب العالمین یعنی حفص بن عمر نے روایت کی شعبہ سے اور اوسنے قتادہ سے اور اوسنے انس ابن مالک سے کہ یہ تحقیق نبی صلعم اور ابوبکر و عمر افتتاح نماز کرتے تھے الحمد للہ رب العالمین سے ۔ مراد اس جگہ افتتاح نماز سے شروع قرارت ہے بعد تکبیر کے ورنہ افتتاح نماز تکبیر سے ہوتا ہے اور موید اسکی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ہے کہ استخراج کیا ہے اوسکو مسلم نے اپنی صحیح مین کہ آنحضرت صلعم افتتاح نماز تکبیر سے کیا کرتے تھے اور افتتاح قرارت الحمد للہ رب العالمین سے ۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس حدیث مین الحمد سے پہلے بسم اللہ کا ذکر نہین ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم جزو ہے سورہ الحمد کا جیسا کہ استدلال کیا ہے امام شافعی نے اسی حدیث مین کہ الحمد للہ رب العالمین سے مراد سورہ الحمد ہے اور وہ شروع ہوتی ہے اپنی پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم سے اور ختم ہوتی ہے ولا الضالین پر اور امام مالک کے نزدیک بسملہ ہر سورہ کے شروع مین نازل ہوئی ہے اسلیے پڑھنا بسملہ کا ہر سورہ کے شروع پر واجب ہے **تنبیہ** حدیث مندرجہ بالا کے مضمون سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ انس بن مالک نے یہ حدیث ایسے زمانہ مین بیان کی ہے کہ لوگون نے بعد تکبیر اور قبل الحمد کچھ دعائین اپنی طرف سے ایجاد کر کے شامل نماز کر لین تھین کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلعم کے ساتھ جو طریق عمل شیخین کا بیان کیا ہے اوس سے یہی مطلب ہے کہ زمانہ جناب سرور خدا صلعم اور زمانہ خلافت حضرت ابوبکر و حضرت عمر مین بعد تکبیر تحریمہ شروع قرارت الحمد سے ہوتی تھی اور حضرت عثمان کی خلافت مین دعاء استفتاح ہوئی ہے ۔ اور یہ بات کچھ بعید از قیاس نہین ہے کیونکہ اکثر معاملات مین تغیر و تبدل خاص حضرت عثمان کے ہی زمانہ مین ہوا ہے اور پھر معاویہ

اورمروان اوراوسکی اولاد کی خلافت ایام مین حکماً اون اُمور کی پابندی کرائی گئی جنکو حضرت عثمان یا حضرت معاویہ وحضرت مروان نے مجدداً برخلاف طریقہ رسولخدا و شیخین کے جاری کیا تھا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ ہاتھ باندھکر نماز پڑھنا بھی انھین بزرگوارون کے اختراعات سے جاری ہوا ہے۔ اگرچہ عبدالرحمن بن عوف نے بوقت شوری حضرت عثمان سے اسبات کا عہد لیا تھا کہ وہ جملہ امور مین تقلید شیخین کی کرتے رہین گے لیکن کتب احادیث وسیر کے دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ انکے زمانہ خلافت مین کھلم کھلا مخالفت افعال رسول اللہ صلعم اور حضرات شیخین کی کی گئی۔ جیساکہ حکم اور مروان کو رسولخدا صلعم نے مدینہ سے نکالا دیا اور حضرات شیخین نے اوس حکم کا اتباع کیا مگر حضرت عثمان نے نبی صلعم کے حکم کو منسوخ کرکے اپنے پاس بلا لیا اور صاحب جاہ وحشمت کردیا۔ یا ثعلبہ بن حاطب سے خلاف حکم خدا اور رسول وخلاف طریقہ شیخین زکوٰۃ لیلی۔ یا قرآن شریف مرتبہ ومجربہ خلافت شیخین کو مطلقاً تلف کرکے اپنی ترتیب کو جاری کیا۔ اور بہت سے امور ہین کہ یہ رسالہ گنجایش اونکی نہین رکھتا۔ باعث ترویج بدعات زمانہ خلافت حضرت عثمان کا یہ ہے کہ زمانہ خلافت بنی اُمیہ مین خدا ورسول کا حکم ٹل جاتا تھا مگر یہ مجال کسیکی نہ تھی کہ حضرت عثمان کے حکم کو ٹال دے۔ مین اسبارہ خاص مین ایک مجلد کتاب لکھ سکتا ہون لیکن اس رسالہ مین ایسے امور کا ذکر کرنا بالکل بے محل ہے اس موقع پر فقط ایک روایت پر اکتفا کرتا ہون کہ اتفاق سے تیسیر القاری شرح صحیح بخاری مین اسوجہ سے میری نظر سے گذری کہ اوسکے حاشیہ پر جو شرح ثانی مسمی بہ شیخ الاسلام لکھی ہوئی ہے اوسکی کتاب الاذان اور اسکی کتاب الحج ایک ہی اوراق مین ہین تیسیر القاری کی

کتاب الحج باب الصلوٰۃ بعینی مین مروی ہے۔ عن عبداللہ ابن مسعود قال صلیت مع النبی صلعم رکعتین ومع ابی بکر رکعتین ومع عمر رکعتین ثم تفرقت بکم الطریق فیالیت حظی من اربع رکعتان متقبلتان یعنی بطریق قبیصہ۔ ابن مسعود سے مروی ہے کہ کہا ابن مسعود نے کہ نماز پڑھی ہمنے ساتھ رسول خدا صلعم کے دو رکعتین اور ساتھ ابوبکر کے دو رکعت اور ساتھ عمر کے دو رکعت بعد اسکے طریق مختلف ہوگیا اور کاش کہ نصیب میرا ان چار رکعتون مین سے جو عثمان نے پڑھین دو رکعت مقبول ہوتین۔ شارح کہتے ہین۔ یعنی کاش عثمان دو رکعت گذاروے چنانکہ آنحضرت ویاران اوگذارده اند۔ ودرین ادا اظہار کراہت فعل عثمان ہست از جہت مخالفت مر آنہا را کہ مقتدا بودند۔ علاوہ حدیث متذکرہ اول کے ایک اور حدیث جس سے بعد تکبیر قراءت قرآن کا حکم پایا گیا ہے صحیح بخاری کے باب وجوب القرأت للامام والمامو مین مروی ہے حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا یحیی قطان عن عبداللہ عمری قال حدثنا سعید بن ابی سعید عن ابیہ عن ابی ھریرہ ان رسول اللہ صلعم دخل المسجد فدخل رجل فصلے وسلم علی النبی صلعم فرد وقال ارجع فصل فانک لم تصل فرجع فصلے کما صلے ثم جاء فسلم علی النبی صلعم فقال ارجع فصل فانک لم تصل ثلثا فقال والذی بعثک بالحق ما احسن غیرہ فعلمنی فقال اذا قمت الی الصلوٰۃ فکبر ثم اقراء ما تیسر معک من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعا ثم ارفع حتی تعتدل قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع وافعل ذلک فی الصلوٰۃ کلھا یعنی روایت ہے ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلعم داخل

ہوے مسجد مین کہ ایک آدمی آیا اور اوسنے نماز پڑھی اور حضرت کو سلام کیا حضرت نے
جواب سلام کا دیکر فرمایا کہ پھر لوٹ جا اور نماز پڑھ کہ تو نے نماز نہین پڑھی ہے پس وہ شخص
لوٹ آیا اور پھر اوسی طرح نماز پڑھی جیسے کہ پہلے پڑھی تھی اور نماز پڑھکر پھر حضرت کے پاس آیا
اور سلام کیا پھر حضرت نے فرمایا کہ لوٹ جا اور پھر نماز پڑھ کہ تو نے نماز نہین پڑھی اور تین مرتبہ
اسی طرح فرمایا پھر تیسری بار وہ شخص بولا کہ یا حضرت مجھے قسم ہے اوسکی کہ جسنے تمکو برحق مبعوث
کیا ہے کہ مجھے اس سے بہتر نماز پڑھنی نہین آتی آپ مجھے تعلیم فرما دیجئے تب حضرت نے فرمایا
کہ جسوقت تو نماز کو کھڑا ہو تو اول تکبیر کہہ بعد اوسکے جو کچھ کہ قرآن مین سے تجھے یاد ہے وہ
پڑھ (یعنے الحمد اور جو اور کوئی سورت یاد ہو) بعد اسکے رکوع کر یہانتک کہ رکوع مین طمانینان
ہو پھر سر اوٹھا یہانتک کہ اعتدال کے ساتھ کھڑا ہو پھر سجدہ کر یہانتک کہ سجدہ مین اطمینان
حاصل ہو پھر سر اوٹھا اور اطمینان کے ساتھ جلسہ کر اور اسی طرح ساری رکعتین نماز کی پوری کر

تنبیہ نسبت رکعتین اخیرئین اور حکم ہے جیسا کہ شیخ الاسلام مین ہے کہ رکعت آخیرئین
مین مختار ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھے یا تسبیح پڑھے بموجب روایت حضرت علی اور ابن مسعود اور
عائشہ کے کہ کہا اونھون نے۔ (کہ قرارت میکردند در اولین و نمی خواندند در آخرئین و در روایتے
تسبیح میکردند در آخرئین۔ و ہم چنین از ابراہیم نخعی و سفیان ثوری مرویست۔ اور شیخ الاسلام
کے دوسرے باب یقرء فی الاخریین بفاتحۃ الکتاب مین مرقوم ہے۔ واز نجا وجوب فاتحہ در
آخرئین لازم نیاید بدلیل روایت ابن منذر از امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ گفت قرارت
کن در اولین و تسبیح کن در آخرئین۔ چونکہ شیعہ امامیہ رکعتین آخرئین مین تسبیح پڑھتے ہین اسلئے

متبع سنت ہین پس جو شخص تسبیح پڑھنے والون پر معترض ہووہ سنت نبوی پر معترض ہوتا ہے
حدیث متذکرہ صدر سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ اہلسنت جو بعد سجدتین بغیر جلسہ کھڑے ہوجاتے
ہین یہ فعل اونکا خلاف سنت ہے اور شیعہ جو سجدتین کے بعد باطمینان جلسہ کرکے اوٹھتے
ہین وہ متبع سنت ہین - اب ہم یہ تحقیق کرنا چاہتے ہین کہ حنفیون نے دعائے استفتاح
نماز کہان سے نکالی ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ ماخذ انکا وہ حدیث ابی ہریرہ کے ہے جسکو بخاری
نے روایت کیا ہے کہ ابو ہریرہ کہتے ہین کہ رسول خدا صلعم بعد تکبیر وقبل شروع قرارت کچھ تھوڑی
دیر تک ساکت رہتے تھے - اسپر امام ابو حنیفہ اور احمد نے گمان کرلیا ہے کہ دعا کرتے
تھے - مگر یہ وہی نقل ہے کہ کسی شخص نے بھیگی ہوئی بلی کو دیکھ کر کہدیا تھا کہ بارش ہورہی ہے
ثبوت اس امر کا کہ اسی حدیث کی بناء پر امام ابو حنیفہ نے دعائے استفتاح نماز کو مستحب قرار دیا ہے
یہ ہے کہ شیخ الاسلام شارح صحیح بخاری نے اس حدیث کی شرح مین یہ لکھا ہے - واین حدیث
دلیل است بر خواندن دعائے استفتاح بخلاف امام مالک کہ گوید مستحب نیست ولیکن امام
ابو حنیفہ واحمد استفتاح در فرض بہ تسبیح وثنا گویند الخ

رکن پنجم رفع یدین کے بیان مین

رفع یدین کے معنی بلند کرنا ہاتھون کا ہے اور
اصطلاح فقہ مین ہر وقت کہنے تکبیر کے دونون ہاتھون کا بلند کرنا ہے - واضح ہو کہ اہلسنت
والجماعت خصوصاً حنفی مذہب مین سوائے تکبیر تحریمہ کے دیگر تکبیرون کے وقت رفع یدین
ناجائز ہے - اور صحاح اہلسنت سے قطعی طور پر ثابت ہوا ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ
افضل التسلیمات ہر تکبیر کہنے کیوقت رفع یدین کرتے تھے اب اہل انصاف غور کرسکتے ہین کہ

ٹھیک طریقہ رسول خدا صلعم پر کون چلتا ہے اور سنت نبوی کا مخالف کون ہے۔ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ بموجب طریقہ رسول خدا صلعم سوائے تکبیر تحریمہ کے دیگر تکبیرون پر بھی رفع یدین کرتے ہین اور اہلسنت والجماعت اسکے خلاف کرتے ہین صحیح بخاری کی کتاب الاذان کے باب رفع الیدین فی تکبیر الاولی مین حدیث مسطورہ ذیل مرقوم ہے حدثنا عبد اللہ بن مسلمہ عن مالک عن ابن شہاب عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلعم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوٰۃ واذا کبر للرکوع واذا رفع راسہ من الرکوع رفعہما کذلک ایضاً وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد وکان لا یفعل ذلک فی السجود یعنی سالم بن عبد اللہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ بہ تحقیق کہ رسول خدا صلعم دونون ہاتھ دوش کے برابر بلند کرتے تھے جبکہ نماز شروع کرتے تھے اور نیز جبکہ تکبیر واسطے رکوع کے کرتے تھے اور جبکہ سر رکوع سے اوٹھاتے تھے دونو ہاتھ اوسیطرح بلند کرتے تھے اور کہتے تھے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد (اور روایت ثانی مین ربنا ولک الحمد شامل نہین ہے) اور آنحضرت سجدون مین ایسے نہین کیا کرتے تھے شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری مین اسی حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ اکثر شافعیہ سجدون کیوقت بھی تکبیر پر رفع یدین کرتے ہین۔ اور اہلسنت مین جو ایک فرقہ اہل حدیث کہلاتا ہے اور وہ فقہاء اربعہ مین سے کسیکی مقلد نہین ہین وہ بھی ہر تکبیر پر رفع یدین کرتے ہین لیکن حنفی اسکو نہایت مکروہ سمجھتے ہین۔ اور حقیر نے جہانتک غور کیا ہے سنت نبوی کے مخالفت کرنے والون مین درجہ اول پر امام ابو حنیفہ پاے جاتے ہین اور اونکے بعد احمد بن حنبل ہین اور اسیطرح فقہاء

اربعہ مین سے اتباع سنت پر کوشش کرنیوالے اول درجہ پر امام مالک ثابت ہوتے ہین
اور اونکے بعد امام شافعی کا درجہ ہے **دوسری حدیث صحیح بخاری باب رفع الیدین**
اذا کبر واذا رکع واذا رفع مین بطریق محمد بن مقاتل عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے قال رایت
رسول اللہ صلعم اذا قام فی الصلوۃ رفع یدیہ حتی یکونا حذو منکبیہ وکان یفعل
ذلک حین یکبر للرکوع ویفعل ذلک اذا رفع راسہ من الرکوع ویقول سمع اللہ
لمن حمدہ ولا یفعل ذلک فی السجود یعنی کہا ہے عبداللہ ابن عمر نے کہ دیکھا مین نے
رسول اللہ صلعم کو کہ جسوقت وہ نماز کو کھڑے ہوتے تو دونو ہاتھ مونڈھون کے برابر بلند کرتے
اور ایسے ہی کرتے تھے جبکہ رکوع کیواسطے تکبیر کرتے اور ایسا ہی جب کرتے کہ رکوع سے سر اونچا
کرتے اور کہتے سمع اللہ لمن حمدہ اور سجدہ مین ایسا نہین کرتے تھے **وصحیح بخاری**
باب ایضاً بطریق اسحق الواسطی عن ابی قلابہ مروی ہے کہ انہ رای مالک بن
الحویرث اذا صلی کبر ورفع یدیہ واذا اراد ان یرکع رفع یدیہ واذا رفع راسہ من
الرکوع رفع یدیہ وحدث ان رسول اللہ صلعم صنع ھکذا یعنی ابی قلابہ نے مالک
بن حویرث صحابی کو دیکھا کہ جب وہ نماز پڑھتے اور تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کا
ارادہ کرتے تب بھی رفع یدین کرتے اور بوقت سر اوٹھانے رکوع سے بھی رفع یدین کرتے
اور حدیث کرتے کہ جناب رسول خدا صلعم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے **وایضاً باب**
رفع الیدین اذا قام من الرکعتین حدثنا عیاش بن الولید قال حدثنا
عبدالاعلی قال حدثنا عبداللہ عمری عن نافع ان ابن عمر کان اذا دخل

فی الصلوۃ کبر ورفع یدیہ واذا رکع رفع یدیہ واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ رفع یدیہ واذا قام من الرکعتین رفع یدیہ۔ ورفع ذلک ابن عمر الی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ورواہ ابن طہمان عن ایوب وموسی بن عقبہ مختصرا۔ ورواہ حماد بن سلمہ بن دینار عن ایوب عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر جب نماز شروع کرتے اور تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے اور جبکہ رکوع کرتے تب بھی رفع یدین کرتے اور جبکہ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو بھی رفع یدین کرتے اور جبکہ دو رکعت پڑھکر کھڑے ہوتے تب بھی رفع یدین کرتے۔ اور سند اس حدیث کی ابن عمر نے طرف جناب رسول خدا صلعم کے کی ہے۔ اور ابن طہمان نے بھی اس حدیث کو ایوب اور موسی بن عقبہ سے مختصر طور پر روایت کی ہے۔ اور نیز حماد بن سلمہ بن دینار نے ایوب سے اور اوسنے نافع سے اور اوسنے ابن عمر سے اور ابن عمر نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے۔ ہم رفع یدین کے بارہ مین جہانتک دیکھتے ہین صحاح اہلسنت مشاہیر صحابہ کی روایات سے مالامال ہین اور نہایت اطمینان کے ساتھ ثابت ہوا ہے کہ جناب سرور کائنات صلعم ہمیشہ تکبیرات پر رفع یدین کرتے تھے اور دوسرونکو اسکے کرنیکا حکم دیتے تھے اور ساتھ ہی اسکے ہمکو نہایت درجہ تعجب اس بات کا ہے کہ ائمہ اربعہ اہلسنت مین سے خاص امام ابوحنیفہ نے کیون ایسے مستند اور معتبر روایات مشاہیر صحابہ سے مخالفت اختیار کی اور ایسے اکثر امور کو کیون اختیار کیا کہ جنکا مطلق وجود بھی مرویات مشاہیر صحابہ مین پایا نہین جاتا جیسے قیام نماز مین ناف پر ہاتھ باندھنا کہ اسکا آثار سلف سے مطلق وجود پایا نہین گیا اسکو اونھون نے اختیار کیا

اور رفع یدین جسکا کرنا رسول خدا کی نسبت مشاہیر صحابہ کی کثیر روایات سے ثابت ہوا ہے ترک
کردیا اسکی وجہ سوائے اسکے اور کچھ نہین ہے کہ انکا زمانہ خلفاے مروانیہ کے زمانہ سے زیادہ تر حق
تھا اور جسقدر تغیرات دین مین واقع ہوئے ہین وہ سب بنی امیہ کے طفیل سے ہوئے اور سلطنت
اونکی چونکہ قریب ایک سو برس کے مسلسل و مستقل طور سے قائم رہے کسیکی مجال نہ تھی کہ اون کے
رسمیات کو ترک کرکے آثار سلف کی تفتیش کرے اور جبکہ اس سو برس کے عرصہ مین علماء کی
کئی کئی پشتین خلفاے بنی امیہ کی تقلید مین گذر گئین تو آخرکار تمامی تغیرات دینی ایسے سمجھے
گئے کہ گویا اسی طرح زمانہ رسول خدا سے ہوتے ہوئے چلے آرہے ہین۔ لیکن جبکہ زمانہ سلطنت
بنی عباس کا آیا اور ہر امر کی نسبت تحقیق و تفتیش شروع ہوئی کہ فلان امر مین ہر زمانہ رسول خدا
کیا عمل درآمد تھا اوسوقت ہر بات کھلنے لگی لیکن چونکہ عمل درآمد زمانہ رسول خدا نہ تو قید کتابت
مین تھا نہ سوائے اہلبیت پیغمبر صلعم کوئی خاندان ایسا تھا کہ اون مین تربیت بنی امیہ نے اثر نہ کیا ہو
اور عمل درآمد زمانہ رسول خدا اونکے سینہ بسینہ چلا آرہا ہو اسلئے بہت باتون مین غیر لوگون سے
عمل درآمد زمانہ رسول خدا معلوم نہو سکا اور چونکہ اہلبیت پیغمبر کیطرف اس زمانہ مین بھی بخوف
خلفاء بنی عباس عوام لوگ رجوع نہوے اور اون سے مسائل دینی اخذ کرنیکی جرأت نہ پائی
اسلئے بہت سے امور مروجہ زمانہ بنی امیہ قائم رہ گئے اور شافعی ابو یوسف وغیرہ متاخرین کی
کوششون کا کوئی نتیجہ کافی برآمد نہوا۔ مگر تاہم بہ نسبت اجتہاد امام ابو حنیفہ کے انھون نے
کسیقدر کامیابی حاصل کی اور جون جون زمانہ بنی امیہ کو بعد ہوتا گیا زمانہ رسول خدا کے آثار
منکشف ہوتے گئے کہ اسوقت تقریباً ہر قسم کی روایات صحاح اہلسنت مین مندرج ہین گو

اون پر عموماً اہلسنت کا عمل نہین ہے - اور یہی وجہ ہے کہ شیعہ اپنے تمامی عقائد کا ثبوت احادیث مندرجہ صحاح اہلسنت سے دیسکتے ہین - اب اگرچہ اکثر مسائل دینی احادیث مندرجہ صحیحین سے خلاف اجتہاد امام ابوحنیفہ کے پائے جاتے ہین اور صحیحین کے مرویات کی صحت اور سند مین امام اہلسنت کو کلام نہین لیکن محض اسوجہ سے کہ جب ہم قدیم سے مقلد امام ابوحنیفہ کے ہین تو پھر اونکی تقلید کیسے چھوڑدین اب تو بہشت مین جائین یا دوزخ مین جسکے نام پر ایکدفعہ بک چکے ہین اوسکی تقلید کیسے چھوڑدین میرے نزدیک امام ابوحنیفہ اپنی مجبوریکو خوب جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ بنی امیہ کی سلطنت کے اثر سے آثار زمانہ رسول خدا کا انکشاف کامل طور سے اس زمانہ مین نہین ہوسکا ہے اسلئے وہ اپنے شاگردون کو حکم دیگئے تھے کہ اگر مرے قول کے برخلاف اصلیت ثابت ہو تو مرے قول کی پابندی نکرنا لیکن شاگردون کو اوستاد کی تقلید کا متروک ہونا پسند نہوا اسلئے امام ابوحنیفہ کے اس وصیت نے کوئی بہتر نتیجہ پیدا نہ کیا کاش امام ابوحنیفہ اس وصیت کو تشریح کے ساتھ کرتے تو اونکے اصحاب سے سرسری بات سمجھکر خاموش نرہتے اور جو جو اعتراضات اونکی کارروائیون پر اونکے ہمعصر علماء نے کئے ہین اسکی بھی نوبت نہ پہونچتی صحیح بخاری مین بتیس ۳۲ مقامات مین امام ابوحنیفہ پر طعن کیے گئے ہین اسی طرح امام شافعی اور اونکے اتباع نے بہت دلیری کے ساتھ اونکے مطاعن کا اظہار کیا لیکن حنفیون نے اوسوقت یہ عمدہ دنیاوی پالیسی اختیار کی کہ اون مطاعن کو سنکر سکوت اختیار کیا - اگر ساکت نہوتے تو جواب شافی دے نہین سکتے تھے اپنے مذہب سے دست بردار ہوجاتے لیکن اوسوقت کا سکوت کام کرگیا - فریق ثانی کیطرف سے مطاعن مین یہانتک غلو کیا گیا کہ امام صاحب اور اونکے اتباع پر تکفیر کے فتوے دیئے گئے اور

ایدھر حنفیون کیجانب سے چارون مذہب کے برحق ہونیکا اعلان کیا گیا جب مخالفون نے اپنے اپنے فرقہ بندی
کی یہ چپلپوسی دیکھی وہ بھی مطاعن سے باز رہے اور ایدھر ابو یوسف وغیرہ اصحاب امام ابو حنیفہ
سلطنت بنی عباس کے قاضی القضات مقرر ہوے اور یہ طریقہ عام جاری ہوگیا کہ کسی ملک
اور شہر اور قصبہ مین قاضی اور مفتی اور امام اور موذن اور معلم سواے حنفی مذہب کے دوسرا
مقرر نہو۔ اسوجہ سے مذہب حنفی تمام ممالک اسلام مین پھیل گیا۔ کافی نظیر اس امر کی ملک
مصر کی تبدیلی مذہب ہے کہ بزمانہ سلاطین فاطمیہ تقریباً تمام ملک مصر کا مذہب شیعہ تھا اور
جب اہلسنت کی عملداری ہوئی اور قاضی مفتی جس مذہب کے مقرر ہوے وہ ہی مذہب ملک
مین رائج ہوا یعنی کبھی سارا ملک حنفی ہوگیا اور کبھی شافعی ہوگیا۔ ابتدائے زمانہ مین جو مذہب
شیعہ کم شایع ہوا اور دیگر مذاہب جو برخلاف اسکے تھے روز افزون ترقی پاتے رہے اسکی یہ ہی
وجہ تو ہے کہ قریب ایکسو سال تک ممالک اسلام مین بنی امیہ کا دخل رہا اور وہ دشمن خاندان
رسول اللہ کے تھے۔ جسکا مذہب شیعہ ثابت ہوا اوسپر طرح طرح کی سختیان پڑین حضرت قنبر
اور حضرت کمیل وغیرہ ایک جماعت کثیر زمانہ معاویہ سے لیکر آخری خلیفہ اموی تک اسی مذہب
تشیع کی بدولت شہید ہوے طبقہ اول مین حضرت ابوذر غفاری اور عمار بن یاسر پر تشدد
ہوے اور بعد خلافت بنی امیہ کے بنی عباس نے پانسو برس تک کوئی دقیقہ ظلم کا نہ رکھا
شیعیان اہلبیت سے اوٹھانہین رکھا انکے بعد ترکون کی سلطنت مین بھی یہ ہی حال رہا
کہ شیعونکی جان کے دشمن رہے اور واسطہ شایع کرنے مذہب اہلسنت وجماعت کے قاضی
ومفتی نواصب مین سے چھانٹ کر مقرر ہوتے رہے سادات کو باشتباہ اس امر کے کہ انکا

مذہب شیعہ نہو عہدۂ قضا نہین ملتا تھا۔ اکثر سادات نے بطمع عہدہ قضا اپنے آپ کو شیخ ظاہر
کیا اور اس حیلہ سے عہدہ قضا حاصل کیا۔ اب اونکو پھر سید ہونا دشوار ہوگیا جیسے قصبہ منگلور
کے حضرات کہ اب غل مچا مچا کر کہہ رہے ہین کہ ہم سید ہین اور ہمارے بزرگون نے بطمع عہدۂ قضا شیخ
ہونا قبول کر لیا تھا اور سیادت کو چھپایا تھا اب ہمکو پھر سید کہو جبکہ شیعون سے زمانہ ایسا
بیزار رہا ہو پھر شیوع اور ترقی کی امید کسطرح ہوسکتی تھی ہان اس مذہب کا قائم رہنا
باوجود اس کثرت حوادث کے بیشک معجزہ اور خرق عادت ہے اور اس مذہب کے برحق ہونیکی
بہت بڑی دلیل ہے اگر کسی دوسرے مذہب پر باوصف اوسکے عروج ہوجانیکے بھی ایسے حوادث
پڑتے جیسے کہ مذہب شیعہ پر اسکے عین ایام صداثت سے پڑے ہین تو مین سچ کہتا ہون کہ وہ مذہب
بیخ و بنیاد سے اوکھڑجاتا اور دنیا مین کوئی اوسکے نام سے بھی آگاہ نہوتا

رکن ششم قنوت نماز فریضہ کے بیان مین قنوت کے معنی دعا مانگنے کے ہین اور
اصطلاح فقہا مین قنوت سے وہ دعا مراد ہے کہ جو نماز کی دوسری رکعت مین بعد ختم قرارت
قرآن قبل از رکوع پڑھی جاتی ہے۔ اہلسنت والجماعت نے مثل رفع یدین وغیرہ اسکو بھی ترک
کردیا ہے۔ اور شیعہ اوسکو فرض سمجھکر ادا کرتے ہین اور کوئی نماز ایسی نہین ہے کہ جسمین قنوت نہ
پڑھتے ہون۔ علاوہ اسکے کہ قرآن پاک مین قنوت پڑھنے کا صاف یہ حکم کہ قوموا للہ قانتین
موجود ہے صحاح اہلسنت والجماعت سے یہ بھی ثابت ہے کہ ہمیشہ جناب سرور کائنات نے
نمازمین قنوت پڑھا ہے اور آپکے بعد صحابہ نے بھی ترک نہین کیا ہے لیکن حضرات اہلسنت
والجماعت باوصف حکم خدا و رسول کے اسکو ترک کرتے ہین اور شیعون پر ناحق معترض ہوتے ہین

ہمارا مقصود اس موقع پر یہ ہے کہ ہم اس امر کی تحقیق کریں کہ آیا احادیث مندرجہ کتب اہلسنت سے قنوت کا کچھ وجود پایا جاتا ہے یا شیعون نے ہی بزعم جہال اسکو اختراع کر لیا ہے پس اگر احادیث صحیحہ اہلسنت سے یہ ثابت ہو جاوے کہ رسول خدا صلعم بھی ہر نماز فریضہ مین قنوت پڑھا کرتے تھے تو پھر کسیکو شیعون پر اعتراض کرنیکا موقع نہ ملیگا۔ چنانچہ تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ جناب سرور کائنات صلعم وقتیہ نمازون کے قنوت مین ہر قسم کے مختلف دعائین پڑھا کرتے تھے جیسے کہ ضعفاء مسلمین کی مخلصی و ارشاد مشرکین کے حق مین یہ دعا مانگتے تھے اور بعد آنحضرت صلعم کے شیعہ فقط ادعیہ ماثورہ ہے قنوت مین پڑھتے ہین مثل اللھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات واللھم اغفرلنا وارحمنا وعافنا واعف عنا الخ واللھم صل علی محمد و آل محمد اب جو ہم کتب معتبرہ حدیث اہلسنت والجماعت کیطرف متوجہ ہوتے ہین تو پایا جاتا ہے کہ صحیحین مین اس قنوت نماز فریضہ کا باب ہی جدا ہے جسکو باب قنوت وتر سے کچھ بھی تعلق نہین قنوت وتر کا باب جدا ہے اور دیگر نمازہاے وقتیہ کے قنوت کا باب جدا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین قنوت وتر سے علیحدہ دیگر نماز فریضہ کے قنوت کا باب ہے اور اوسمین روایت ہے حدثنا معاذ بن فضالہ قال حدثنا ھشام عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن ابی ھریرۃ قال لاقربن صلوۃ النبی صلعم فکان ابو ھریرۃ یقنت فی الرکعۃ الاخرۃ من صلوۃ الظھر والعشا وصلوۃ الصبح بعد ما یقول سمع اللہ لمن حمدہ فیدعوا للمؤمنین ویلعن الکفار یعنی کہا ابو ہریرہ نے کہ قریب تر کرون مین تم سے یعنی دکھلاؤن مین تمکو نماز رسول اللہ صلعم کی (پھر تفسیر کرتا ہے اسکی راوی) کہ ابو ہریرہ قنوت پڑھا کرتے تھے رکعت آخر نماز ظہر اور

نماز عشاء اور نماز صبح مین بعد کہنے سمع اللہ لمن حمدہ کے پس وہ اوس قنوت مین دعا کیا کرتے تھے واسطے مومنین کے اور لعنت کیا کرتے تھے کفار پر۔ اگرچہ اس روایت مین بالتخصیص نماز عصر اور مغرب کا ذکر نہین لیکن قرینہ دلالت اسی امر پر کرتا ہے کہ اون نمازونمین بھی قنوت پڑھا جاتا تھا۔ اور بالتخصیص اونکا نام بیان نکرنیکی یہ وجہ ہے کہ عصر اور ظہر ملاکر پڑھی ہون اور مغرب کو عشا سے ملاکر پڑھا ہوگا اور راوی نے بالتفصیل ذکر نہ کیا یا یہ کہ راوی کے سامنے یہ تین نمازین ہی ابوہریرہ نے پڑھی ہون کیونکہ عصر و مغرب مین نہ پڑھنا قنوت کا بیان نہین کیا گیا ہے۔ دوسری یہ کہ بعض لوگونکو یہ گمان ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم نے کسی ضرورت سے چند روز نماز فجر مین قنوت پڑھا تھا پھر ترک کردیا۔ جسکا ذکر اکثر کتب سیر و تواریخ مین مندرج ہے لیکن اس روایت سے معلوم ہوا کہ جناب سرور کائنات ہمیشہ مستقل طور سے نماز مین قنوت پڑھا کرتے تھے اور جن لوگون کو ترک کردینے کا گمان ہوا ہے وہ غلط ہے قنوت ترک نہین ہوا بلکہ جن قبائل پر مخصوصاً بددعا کرنیکا ذکر کتب سیر مین مندرج ہے بعد رفع ضرورت اون قبایل پر قنوت مین بددعا کیا جانا متروک ہوا تھا۔ اگر قنوت ہی نماز مین برائے چند روز ہوتا تو ابوہریرہ جیسے مشہور صحابی بعد رسول خدا صلعم ہرگز نماز فریضہ مین قنوت نہ پڑھا کرتے۔ علاوہ اثبات قنوت کے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ کفار پر لعنت کرنا واجب ہے اور نماز فریضہ کا ایک جزو ہے مگر واے برحال اونکے جو یہ سمجھتے ہین کہ کفار اور مستحقین لعن پر بھی لعنت کرنا درست نہین ہے

ایضاً صحیح بخاری بطریق ابوالیمان۔ ابوبکر و ابوسلمہ ابناء عبدالرحمن سے روایت نماز رسول خدا صلعم کے لکھے ہے کہ ابوہریرہ نے بتلایا کہ رسول خدا صلعم کسطرح نماز پڑھا کرتے تھے وہ دونو بھائی کہتے ہین کہ بعد بیان کرنے طریقہ نماز کے ابوہریرہ نے بیان کیا کہ رسول خدا

صلعم اسطرح نماز پڑھا کرتے تھے وہ دونو بھائی کہتے ہین کہ بعد بیان کرنے طریقہ نماز کے
ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ رسول خدا صلعم بعد رکوع کے قنوت مین مسلمانون کے حق مین ہر ایک کا
نام لے لیکر دعاے خیر کرتے اور اسیطرح کافرون کے حق مین نام بنام بددعا فرماتے اسطرح
اللھم انج الولید بن الولید۔ وسلمہ بن ھشام وعیاش بن ابی ربیعہ والمستضعفین
من المؤمنین اے خداوند تعالی نجات دے ولید بن ولید (برادر خالد) اور سلمہ بن ہشام (برادر
ابوجہل) اور عیاش بن ابی ربیعہ اور دیگر ضعفاء مؤمنین کو اللھم اشدد وطاءتک علی مضر
خداوندا سخت کر اپنے عذاب کو اوپر قبیلہ مضر کے وجعلھا سنین کسنی یوسف اور اے
خداوندا اونکی سالون کو مثل قحط سالی یوسف علیہ السلام کے کر مروی ہے کہ ببرکت دعاے
آنحضرت صلعم مؤمنین مذکورین نے خلاصی اور نجات پائی اور مشرکین پر سات برس تک ایسا قحط
عظیم پڑا کہ استخوان اور مردار کھانے لگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی روایات سے لوگون کو شبہہ
ہوا ہے کہ بعد رفع ضرورت حضرت نے قنوت ترک کر دیا ہوگا لیکن تحقیق یہ ہے کہ قنوت ترک
نہین ہوا صرف دعائین قنوت کی وقتاً فوقتاً موافق ضرورت اور حاجت کے بدلتے رہے
ہین جیسا کہ شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری مین درج ہے کہ طحاوی نے ابن مسعود سے روایت
کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے مدت ایکماہ تک ہمیشہ ہر نماز فریضہ وقتیہ کے قنوت مین عقب رکوع
ذکوان پر بددعا فرمائی ہے اور دیگر اہل سیر اور محدثین نے بھی اس واقعہ کو لکھا ہے۔ کذا فی
مدارج ومعارج النبوت وروضۃ الاحباب وغیرہ چونکہ پہلی روایت مین تین نمازون ظہر
اور عشا اور فجر مین قنوت ہونا بروایت ابوہریرہ ثابت ہوچکا ہے اور ہم لکھ چکے ہین کہ دیگر نمازون مین

بھی قنوت تھا لیکن راوی سے اوسکا ذکر رہ گیا۔ اب ہمکو ہمارے قول کے موید ایک اور حدیث مرویہ انس
بن مالک مشہور صحابی کی صحیح بخاری مین دستیاب ہوئی **ایضاً صحیح بخاری حدثنا**
عبد اللہ بن ابی الاسود وقال حدثنا اسمعیل ابن علیہ عن خالد الحذاء عن ابی قلابہ
عن انس قال کان القنوت فی المغرب والفجر یعنی انس سے مروی ہے کہ قنوت مغرب اور فجر
مین تھا۔ چونکہ چار نمازونمین قنوت روایات صحیحہ سے ثابت ہوچکا ہے تو پانچوین نماز مین ضرور
قنوت تھا اور جبکہ رسول اللہ صلعم نے تا روز وفات نمازین قنوت پڑھا ہے تو فرض ہونا
اسکا مسلم ہے اور ترک کرنا اسکا ترک فرض ہے اور تا دم واپسین حضرت کا نمازین قنوت
پڑھنا اسطرح ثابت ہے۔ کہ شیخ الاسلام مین ہے کہ عبد الرزاق نے بطریق ابی جعفر
رازی انس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم ہمیشہ نماز فجر مین قنوت پڑھتے تھے اوسدم
تک کہ دنیا سے رحلت فرمائی۔ محدثین اور اہل سیر نے لکھا ہے کہ جب حضرت عمر حبہ شریف
نبوی لیکر اویس قرنی کے پاس پونہچے اور بعد ادا پیغام وسلام اویس قرنی سے طالب
دعائے خیر کے اپنے حق مین ہوے تو اویس نے جواب دیا کہ مین ہر نماز مین دعا کرتا ہون اللھم
اغفر للمؤمنین والمؤمنات الخ پھر تمھارے حق مین تخصیص دعا کی کیا ہے۔ اگر تم مؤمن ہو
تو اس دعا کے شامل ہو۔ اگر نہین ہو تو مستحق دعا نہین ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ بعد رسولخدا
صلعم کے عظماء امت ہر نماز مین قنوت پڑھتے تھے۔ یہ اویس قرنی وہ ہین کہ جو زمانہ رسولخدا
مین زمرۂ اولیاء اللہ مین شامل سمجھے جاتے تھے۔ اگرچہ رسول خدا صلعم سے ملاقات اونکی
نہین ہوئی لیکن عاشق زار رسول خدا کے تھے۔ حضرت عمر جب حبہ شریف نبوی اونکے پاس

لیگئے توجہ نہ لیا لیکن اون سے باخلاق پیش آئے اور دعا کرنے سے بھی گریز کیا۔ زمانہ خلافت
اصحاب ثلثہ مین وہ کسی خلیفہ کے پاس نہین آئے مگر جسوقت جناب امیر المؤمنین علی مرتضے
سلام اللہ علیہ مسند خلافت ظاہری پر جلوہ افروز ہوے اویس قرنی بشوق زیارت امام
برحق و باشتیاق غزا و شہادت خدمت حیدر کرار مین حاضر ہوے اور دشمنان دین سے لڑکر
غزا مین شہید ہوے۔ یہ البتہ ذرا تعجب خیز بات ہے کہ حضرت اویس قرنی سا بزرگ حضرت عمر
کیطرف مطلق توجہ نکرے اور حضرت علی کی خدمت مین نہایت شوق سے حاضر ہو۔ اور نیز
جس زمانہ خلفاء ثلثہ مین کفار نصارا اور مجوس پر جہاد جاری تھا اوس زمانہ مین اونکو شوق غزا
و شہادت پیدا نہوا اور جبکہ حضرت جاہد الکفار والمنافقین معاویہ بن ابی سفیان سے برسر
غزا و جہاد ہوے اوسوقت سے کمال اشتیاق سے خواجہ اویس نے اپنے وطن مالوفہ کو ترک
کرکے ملازمت جناب حیدر کرار اختیار کی و خلعت فاخرہ شہادت سے مخلع ہوے

رکن ہفتم تسابیح رکوع و سجود کے بیان مین اگرچہ ان تسابیح مین باہم شیعہ
و سنی زیادہ اختلاف نہین اہلسنت فقط سبحان ربی العظیم تو رکوع مین اور سبحان
ربی الاعلی سجدہ مین تین تین بار پڑھتے ہین اور شیعہ بھی انھین تسابیح کو باضافہ لفظ وبحمدہ
و بشمول بعض ادعیہ ماثورہ پڑھتے ہین اور مابین سجدتین دعاے طلب مغفرت بھی پڑھتے ہین
جسکو اہلسنت نے قطعاً ترک کردیا ہے۔ اہلسنت کے فقہاء اسبارہ مین مختلف ہین امام مالک
اور امام شافعی مستحب سمجھتے ہین رکوع و سجود مین پڑھنا ہر دعاے ماثورہ کا اور ابو حنیفہ اور
احمد فقط تسبیح متذکرہ بالا کا ہی پڑھنا جائز کہتے ہین۔ چنانچہ شیخ الاسلام شارح صحیح بخاری

نے اسی باب کے اندر لکھا ہے کہ نزد شافعی و مالک در نماز فریضہ ہر چہ خواہد بخواند از ادعیہ ماثورہ
ونزد ابو حنیفہ و احمد سنت است کہ سہ بار سبحان ربی العظیم در رکوع و سبحان ربی الاعلی در سجدہ
بخواند اب ہم متوجہ ہوتے ہین اس امر کی تحقیقات کیطرف کہ احادیث صحیحہ مرویہ صحیح بخاری مین
رسول خدا صلعم کی نسبت رکوع و سجود مین کیا پڑھنا ثابت ہوتا ہے آیا امام ابو حنیفہ کے قول
کی تائید ہوتی ہے یا شیعہ امامیہ اور امام مالک شافعی کے طریق کی سند ہوتی ہے چنانچہ
واضح ہو کہ آنحضرت صلعم بھی حسبطرح شیعہ پڑھتے ہین تسبیح معہ تحمید پڑھا کرتے تھے اور استغفار
بھی کرتے تھے - دیکھو صحیح بخاری کے باب ذکر تسابیح رکوع و سجود مین کہ مروی ہے وعن
عائشۃ قالت کان النبی صلعم یکثر ان یقول فی رکوعہ و سجودہ سبحانک اللّٰھم - وربنا
وبحمدک - واللھم اغفرلی یعنی حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی صلعم اکثر رکوع و سجود
مین کہا کرتے تھے - سبحانک اللّٰھم (یہ تسبیح ہے اور ہم معنی ہے سبحان ربی العظیم و اعلی کے
اور ربنا و بحمدک (یہ تحمید ہے اور ہم معنی ہے وبحمدہ کے جو شیعہ کہتے ہین) اور اللّٰھم اغفرلی
(یہ ادعیہ ماثورہ مین سے ہے) کہ شیعون کے نزدیک سجدہ و بین سجدہ اسکو پڑھتے ہین کوئی
حجت نہین اور علی العموم شیعہ بین السجدتین اس دعا کو پڑھتے ہین - صحیح بخاری مین یہ بھی
مروی ہے کہ آنحضرت صلعم تسابیح متذکرہ بالا کو بامتثال فرمان الٰہی پڑھا کرتے تھے کہ قرآن
شریف مین وارد ہے فسبح بحمد ربک واستغفرہ یعنی پس تسبیح کر ساتھ حمد رب اپنے کے
یعنی یاد کر پاکیزگی رب اپنے کو ساتھ حمد اوسکی کے یعنی تسبیح اور تحمید دونونکو ملا کر کہہ اور اوسی
طلب آمرزش کر - اب معلوم ہوا کہ سبحان ربی العظیم و بحمدہ پڑھنا فرض ہے اور اگر بحمدہ اسکے

سا تھ شامل نہ کیا جاوے تو فرض ترک ہوتا ہے اور جو کوئی اسکے ترک پر اصرار کرے وہ قطعی
کافر ہو جاتا ہے - ایسا ہی طلب مغفرت بھی ان تسابیح مین شامل کرنا فرض ہے - اور تارک اوسکا
مثل تارک تحمید کے ہے - اب حضرات حنفیہ کا محض سبحان ربی العظیم واعلی پڑھنا اور تحمید کو
اوس سے سجدا کرنا ضرور ترک فرض ہے اور جب ترک فرض ہے تو نماز کا اداہونا معلوم - اور پھر
سخن پروری سے اپنے قول پر مصر ہونا ظاہر ہے کہ ترک فریضہ پر اصرار کرنیوالا اشرعاً کیسا گنہگار
شمار کیا جاتا ہے - یہان خطاے اجتہادی کا حیلہ بھی کارگر نہین ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

رکن ہشتم مکث مابین السجدتین کے بیان مین مذہب اہلسنت و الجماعت

مین خصوصاً حضرات حنفیہ مین مکث بین السجدتین یعنی دونو سجدون کے درمیانمین
توقف کرنا ضرور نہین بلکہ وہ کوئی دعا اس موقع پر پڑھتے ہین بلکہ ایک سجدہ کے بعد فوراً
بلا توقف دوسرا سجدہ ایسی طرح کرتے ہین کہ سجدہ اول کے بعد پورا سر بھی زمین سے اونچا
نہین کرتے جلسہ کرنا اور پڑھنا تو درکنار رہا - اور مذہب شیعہ امامیہ مین سجدہ اول کے
بعد جلسہ کرنا اور استغفار پڑھنا لازمی امر ہے اور شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری کے باب
المکث بین السجدتین مین لکھا ہے (ومستحب است نزد امام احمد بن حنبل کہ بگوید میان
دو سجدہ رب اغفرلی وتکرار کند آنرا چند بار) اور مذہب شیعہ مین مابین السجدتین پڑھتے ہین
استغفر اللہ ربی من کل ذنب جو ہم معنی دعاے مجوزہ امام احمد بن حنبل کے ہے غرضکہ
جہانتک تحقیق کی نظر سے دیکھا جاتا ہے تو منجملہ ائمہ اربعہ اہل سنت کے فقط ایک امام
ابو حنیفہ مخالف مذہب اہلبیت رسول صلعم مین منفرد ہین دیگر ائمہ کسی نہ کسی مسئلہ مین

اہل بیت نبوی کے موافق ہوے ہین مگر امام ابو حنیفہ صاحب ہر مسئلہ مین مختلف ہین اور
معلوم ہوتا ہے کہ دیدہ و دانستہ اختلاف کیا ہے اور زیادہ حیرت یہ ہے کہ اسبات کو عام و
خاص سب جانتے ہین کہ مذہب امامیہ کی تدوین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے
زمانے مین ہوے اور امام ابو حنیفہ کو حضرت صادق علیہ السلام کی شاگردی کا بھی دعوے
ہے تو ظاہر ہے کہ دیگر ائمہ اہلسنت وجماعت نادانستگی کیحالت مین بعض مسائل مین مذہب
امامیہ سے متفق الرای ہو گئے ہین اور امام ابو حنیفہ بوجہ شاگردی اکثر مسائل مذہب امامیہ
سے واقف تھے اسلیئے انھون نے قصداً اون مسائل سے اختلاف کیا ہے چنانچہ مذہب
حنفیہ کا ایک اصولی قاعدہ اسوقت تک یہ مروج ہے کہ اگر کسی روایت مین باہم اہلسنت
اختلاف ہو اور ایک صورت اختلافی موافق قول اہل تشیع کے واقع نہوئی ہو اور دوسرے
مخالف اوسکے اور استناد دونو کے برابر ہون صحت اور اعتبار مین تو حنفیون کو لازم ہے
کہ اوس روایت کو قبول کرین جو مخالف ہو مذہب شیعہ کے اور اوسکو ترک کردین جو مذہب شیعہ
کے موافق ہو۔ اور طرفہ یہ ہے کہ یہ مخالفت اہل سنت نے جدید پیدا نہین کی ہے بلکہ دوازدہ امام
علیہم السلام کے زمانہ مین بھی بعینہ یہ ہی مخالفت تھی۔ شواہد النبوۃ جامی مین لکھا ہے
کہ حضرت قنبر اور حضرت کمیل کو زمانۂ معویہ مین اس جرم پر حجاج نے شہید کیا کہ انھون نے
اوسکے کہنے سے مذہب علی ابن ابی طالب ترک نہ کیا۔ مامون رشید عباسی نے جس سال
حضرت امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تو عید کی نماز پڑھانے کو عیدگاہ مین آپکو
بھیجا اور جسوقت آپ عیدگاہ مین پونہچے تو ہر ایک قصاب و نداف بھی باکراہ تمام آپکے پیچھے

نماز پڑھنے سے انکاری ہوگیا کہ یہ تو اپنے طریق کی نماز پڑھاوین گے ہم انکے پیچھے نماز نہین
پڑھتے حنفی یا شافعی مذہب کا ایک جاہل اور ملحد اور فاسق و فاجر رذیل قوم کا آدمی بھی اگر
نماز پڑھانے کو کھڑا ہوجاتا تو عوام الناس بہ خوشی سے اوسکے پیچھے نماز پڑھتے اور کوئی نہ
ہوتا لیکن امام رضا علیہ السلام چونکہ جگر گوشۂ رسول مختار اور غایت درجہ کے عالم اور فاضل
اور زاہد اور عابد تھے جنکی بزرگی مین اہل خلاف کو بھی کلام نہین اونکے پیچھے نماز پڑھنے سے شہر
کے عوام اور خواص انکاری ہوگئے اور کیون انکار نکرتے اسلئے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے
انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی پس جبکہ
مدار ہدایت اونکے تمسک پر اور مدار ضلالت اونکے ترک تمسک پر قرار پاچکا ہے تو ظاہر ہے
کہ فضل ایزدی جسکے شامل حال ہے اور ہدایت پانا اوسکے مقدر مین ہے وہ ضرور قرآن پاک
اور عترت صاحب لولاک کی پیروی کریگا اور گم گشتگان بادیہ ضلالت کی خود بخود ایسی
عقل ماری جاویگی کہ امام رضا علیہ السلام جیسے پیش نماز کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکاری
ہون سبحان اللہ اوس روز روح پاک جناب سرور کائنات اپنی امت کے افعال سے کیا راضی
ہوئی ہوگی کہ جب اونکے جگر گوشہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکاری ہوگئے اور ہر قسم کے فساق
و فجار کے پیچھے نمازین پڑھی ہونگی۔ کیا خوب تعمیل وصیت رسول خدا کی کیجاتی ہے وسیعلموا
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون و ایضاً صحیح بخاری کے اسی باب یعنی مکث
بین السجدتین مین مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم جسقدر توقف رکوع اور سجود مین کرتے تھے
اوسیقدر دونو سجدون کے درمیان مین وقفہ کرتے تھے وہو ہذا حدثنا محمد بن عبد اللہ حلیم

قال حدثنا ابو احمد محمد بن عبد اللہ الزبیری قال حدثنا مسعر عن الحکم عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن البراء قال کان سجود النبی صلعم ورکوعہ وقعودہ بین السجدتین قریبا من السواء یعنی براء بن عاذب نے کہا ہے کہ آنحضرت صلعم کے سجدات اور رکوع اور قعود بین السجدتین مین عرصہ قریب قریب برابر کے ہوتا تھا۔ یعنی جسقدر عرصہ مین آپ ایک سجدہ اور رکوع کو بجالاتے اوسیقدر عرصہ تک آپ مابین دو سجدون کے قعود فرماتے

وایضاً صحیح بخاری کے اسی باب مین دوسری حدیث بطریق سلیمان بن حرب عن ثابت مروی ہے کہ ثابت نے کہا کہ انس بن مالک نے ہمسے طریقہ نماز رسول خدا صلعم کا بیان کیا کہ جسطرح وہ پڑھا کرتے تھے اور انس بن مالک بعد رکوع اسقدر عرصہ تک کھڑے ہوتے اور درمیان دو سجدون کے اتنی دیر تک قعود فرماتے کہ لوگون کو گمان ہوتا کہ یہ ارکان نماز مین سے کوئی رکن بھول گئے ہین کہ جسکو یاد کر رہے ہین۔ مگر واہی برحال اون لوگون کے کہ ایک قعدہ مین دو سجدے کرتے ہین اور پھر دعوی اتباع سنت رسول اللہ صلعم کا کرتے ہین صحیح بخاری کی نسبت عوام اہلسنت والجماعت کا اجماع واتفاق ہے کہ وہ بعد قرآن اصح الکتب ہے اور روایات اوسکی سب صحیح ہین مگر امام ابو حنیفہ کا اجتہاد بالکل مخالف احادیث صحیحہ کے ہے اور اونکے مقلد دیدہ ودانستہ حکم خدا ورسول کی مخالفت اونکے

مقابلہ مین جائز اور درست جانتے ہین

ترک تہم جلسہ یعنی قعدہ بعد سجدتین کے بیان مین واضح ہو کہ

اہلسنت والجماعت سجدتین رکعت اول وثالث کے بعد جلسہ وقعدہ نہین کرتے رکعت

ثانی و رابع میں تو بضرورت تشہد قعدہ کرتے ہیں اور باقی دو رکعت وتر یہ میں سجدہ سے ہے
اوٹھ کر بغیر جلسہ کئے کھڑے ہوجاتے ہیں اور حضرات حنفیہ اس امر میں زیادہ تر مخصوص
ہیں۔ اور شیعہ امامیہ ان رکعات وتر یہ میں بعد سجدتین جلسہ کرتے ہیں اور بعد جلسہ زمین پر
ہاتھ ٹیک کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک سے یہ ہی طریقہ درست ہے جو شیعہ
کرتے ہیں مگر حضرات حنفیہ یہانتک مخالفت کرتے ہیں سجدون کے بعد زمین پر ہاتھ بھی نہ ٹکے
اب ہم تحقیق کرنا چاہتے ہیں کہ بروی احادیث صحیحہ مرویہ اہلسنت حضرات حنفیہ کا طریقہ موافق
طریقہ رسول خدا صلعم ثابت ہوتا ہے یا حضرت کے طریقہ سے انکا طریقہ مخالف پایا جاتا ہے
اور شیعہ متبع سنت نبوی ثابت ہوتے ہیں چنانچہ صحاح اہلسنت والجماعت سے یہ امر ثابت
ہوا کہ رسول خدا صلعم بھی ان رکعات وتر یہ یعنی اول و سوم میں بعد سجدون کے جلسہ کرتے
تھے اور بعد جلسہ زمین پر ہاتھ ٹیک کر کھڑے ہوا کرتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں مروی
ہے حدثنا محمد بن الصباح قال حدثنا هشیم قال اخبرنا خالد الخذاء
عن ابی قلابہ قال اخبرنا مالک بن الحویرث اللیثی انہ رای النبی صلعم یصلی
فاذا کان فی وتر من صلوتہ لم ینھض حتی یستوی قاعدا یعنی ابی قلابہ نے کہا
کہ مجھے مالک بن حویرث لیثی سے خبر پونہچی ہے کہ اونہنے آنحضرت صلعم کو نماز پڑھتے ہوئے
دیکھا پس جسوقت کہ آپ پہلی اور تیسری رکعت تمام کرتے تو نہ کھڑے ہوتے تھے جبتک برابر
نہ بیٹھ جاتے تھے۔ دوسری ایک اور روایت اسی ابی قلابہ کی بحوالہ مالک بن الحویرث بطریق
ایوب اسی باب صحیح بخاری میں مروی ہے کہ ایوب سے ابو قلابہ نے روایت کی کہ ہمارے مسجد

ہین مالک بن حویرث آئے اور ہمکو علاوہ نماز وقتیہ کے نماز رسول خدا کی طریق پر پڑھ کر بتلائی
ایوب کہتے ہین کہ مین نے ابو قلابہ سے سوال کیا کہ رسول خدا صلعم کی نماز کیونکر تھی تو کہا کہ ہمارے
اس شیخ یعنی عمر بن سلمہ کی نماز کی مانند تھی۔ ایوب کہتے ہین کہ یہ شیخ عمر بن سلمہ ہر انتقال پر
تکبیر کہتا تھا اور جسوقت سر اوٹھاتا تھا سجدہ ثانی سے جلسہ کرتا تھا اور اعتماد کرتا تھا زمین پر
پھر کھڑا ہوتا تھا۔ **حدثنا** معلی بن اسد قال حدثنا وھیب عن ایوب عن ابی قلابۃ
قال جاءنا مالک بن الحویرث فصلی بنا فی مسجدنا ھذا فقال انی لاصلی بکم
وما اریدالصلوۃ لکنی اریدان اریکم کیف رایت النبی صلعم یصلی قال ایوب
فقلت لابی قلابۃ فکیف کانت صلوتہ قال مثل صلوۃ شیخنا ھذا یعنی عمر
بن سلمہ قال ایوب وکان ذلک الشیخ یتم التکبیر واذا رفع راسہ عن السجدۃ
الثانیۃ جلس واعتمد علی الارض ثم قام حاصل مطلب اس حدیث کا اوپر مرقوم
ہوچکا۔ اور نیز ایک اور حدیث رکن چہارم مین بطریق محمد بشار عن ابی ہریرہ لکھی گئی ہے جسمین
رسول خدا صلعم نے یہ حکم دیا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن
جالسا الخ یعنی بعد سجدون کے اطمینان کے ساتھ جلسہ کرنا چاہیئے۔ پس یہ امر بخوبی
منکشف ہوگیا کہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ اس فعل مین بھی متبع سنت رسول اللہ صلعم کے
ہین اور اہلسنت والجماعت خصوصاً مقلدان حضرت ابو حنیفہ صریحی مخالفت کرتے ہین
وہذا ما قیل ع ہر عکس نہند نام زنگی کافور

رکن دہم در بیان قرات رکعات اخرئین واضح ہو کہ مذہب امامیہ مین

مختار ہے کہ رکعات اخرئین مین صرف سورۂ فاتحہ پڑھے یا بجاے فاتحہ کے تسبیح
پڑھے لیکن تسابیح کا پڑھنا مستحب سمجھا گیا ہے۔ اور اہلسنت مین سوائے سورہ فاتحہ کے
تسابیح وغیرہ پڑھنا ناجائز سمجھتے ہین حالانکہ شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری مین بروایت
علی وابن مسعود وعائشہ لکھا ہے وبروایت علی وابن مسعود وعائشہ کہ قرات میکردند
در اولین ونمی خواندند در آخرئین و در روایتے تسبیح میکردند در آخرئین وہم چنین از ابراہیم
نخعی وابن مسعود وسفیان ثوری مرویست اور اسی شرح کے باب یقرا فی الآخرئین
بفاتحۃ الکتاب مین مرقوم ہے۔ وازینجا وجوب فاتحہ در اخرئین لازم نیاید بدلیل روایت
ابن منذر از امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کہ گفت قرارت کن در اولین وتسبیح کن در آخرین
مین سچ کہتا ہون کہ اگر یہ روایت حضرت علی سے نہوتی تو اہلسنت والجماعت ضرور الحمد کے
جگہ تسبیح پڑھا کرتے لیکن چونکہ درمیان حضرت علی علیہ السلام کا آگیا اور اہلسنت کو
بمخالفت حدیث ثقلین انکی تقلید وتمسک سے بچنا لازم آیا اسلئے اہلسنت تسابیح پڑھنا جائز قرار دیتے ہین

رکن یازدہم تشہد کے بیان مین باہم علمائے اہلسنت والجماعت تشہد اول مین
اختلاف ہے بعض واجب جانتے ہین مثل امام ابو حنیفہ اور احمد بن حنبل کے اور جمہور واجب
نہین جانتے جنمین امام مالک اور شافعی وغیرہ ہین مگر تشہد ثانی کے واجب ہونے کی کثر
قایل ہین جلسہ اولی مین فقط تشہد ہے اور جلسہ ثانی مین تشہد اور سلام دونو واجب ہین
اور بغیر تشہد اور سلام نماز نہین ہوتی اور علاوہ تشہد اور سلام کے یہ بھی اختیار ہے کہ ادعیہ
ماثورہ مین سے جو دعا چاہے پڑھے بعد تشہد اور قبل سلام۔ اور امام شافعی اور مالک کے

نزدیک کچھ ادعیہ ماثورہ پر انحصار نہین ہر قسم کی دعا دینی یا دنیوی پڑھ سکتا ہے کذا فی شیخ
الاسلام - واضح ہو کہ اہلسنت مین جسقدر روایات کا اختلاف تشہد کی بابت ہوا ہے اوتنا
اختلاف کسی امر مین نہین ہے چونتیس صحابیون سے چوبیس تشہد مروی ہین اور سب
مختلف الالفاظ اور مختلف المعنی ہین - ازانجملہ تین تشہد زیادہ تر مشہور ہین ایک
تشہد عبداللہ ابن مسعود کا جو مسمی بہ التحیات للہ والصلوٰۃ ہے اسکو امام ابوحنیفہ
نے پسند کیا - اس اعتبار پر کہ صحاح ستہ مین بلا اختلاف الفاظ مروی ہوا دوسرا تشہد
حضرت عبداللہ ابن عباس کا ہے جسکو امام شافعی نے اسلئے منظور کیا کہ اوسکے اکثر
کلمات مطابق آیات قرآنی ہین - اور تیسرا تشہد حضرت عمر ابن الخطاب کا ہے اوسکو امام
مالک نے اسوجہ سے اختیار کیا کہ راوی اوسکا کہتا ہے کہ حضرت عمر نے برسر منبر یہ تشہد بیان
کیا اور اوسپر کوئی معترض نہوا باقی اکیس تشہد جو دیگر صحابہ سے مروی ہین کتب احادیث
مین مندرج ہین - اب جاننا چاہیئے کہ تشہد کے معنی گواہی دینے کے ہین اور اصطلاح فقہ
و اسلام مین مراد ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ سے
شرع اہلسنت مین کوئی پتہ التحیات کا نہین لگتا کہ اسکا پڑھنا نماز مین واجب ہو بلکہ
صرف تشہد اور سلام واجب ہین - اور تشہد کی جگہ جسطرح التحیات مروج ہوئی وہ
ایک عجیب لطیفہ ہے جو صحیح بخاری مین درج ہے یعنی ابن مسعود روایت کرتے ہین کہ جب
ہم رسول خدا کے پیچھے نماز پڑھتے تو وقت دعا کے کہتے السلام علی اللہ والسلام علی
جبرئیل و میکائیل والسلام علی فلان و فلان جب رسول خدا صلعم نے یہ ہماری

دعا سنتی تو فرمایا کہ خدا وند تعالیٰ محتاج سلام نہیں ہے وہ خود سلام ہے اوسپر سلام کیوں بھیجتے ہو
خدا سے تعالیٰ کیواسطے تحیات ہے جیسے یہ التحیات کل مگر تعجب یہ ہے کہ یہ التحیات بضمن دعا مقرر
ہوئی اور دعا کا موقع بعد تشہد اور قبل از سلام ہے نہ کہ تشہد پر مقدم کر دیجاوے جیسا کہ حضرات
حنفیہ تشہد اور سلام دونوں سے مقدم التحیات پڑھتے ہیں حالانکہ مروی احادیث صحیحہ تشہد کا
دعا پر مقدم ہونا ثابت ہے چنانچہ صحیح بخاری کے باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشہد
ولیس بواجب سے ہی ظاہر ہے کہ تشہد کے بعد دعا کا پڑھنا اختیاری امر ہے واجب نہیں ہے
اور جبکہ التحیات اول صلوٰۃ بعد قعدہ وجوب اسکا بھی ثابت ہوگیا۔ اور نیز اس باب میں ابن
مسعود سے روایت کی گئی ہے کہ یہ دعا مخصوصہ نہ تھی ہم باختیار خود جو دعا چاہتے وہ پڑھتے
چنانچہ ایکروز ہم اوصاف ثنا کے ساتھ پڑھنے لگے کہ السلام علی اللہ من عبادہ تو حضرت نے فرمایا
کہ خدا پر سلام نہ بھیجو وہ خود سلام ہے خدا سے تعالیٰ کے لئے تحیت اور صلوٰۃ کہنی چاہئے علاوہ
ازیں رسول خدا صلعم کی نسبت دعا بعد تشہد میں کبھی التحیات پڑھنا ثابت نہیں ہوا حالانکہ
اور بہت سی مختلف دعائیں انکی نسبت پڑھنا ثابت ہوئی ہیں اور جن لوگوں کو آپنے اس موقع پر
پڑھنے کی دعائیں تعلیم کی ہیں اونمیں سے بھی کوئی التحیات نہیں چنانچہ صحیح بخاری کے باب
الدعاء قبل السلام میں آنحضرت کی نسبت چند مختلف دعائیں پڑھنا مروی ہیں اور جو دعا
آپنے حضرت ابوبکر کو تعلیم فرمائی وہ بھی اسی باب میں اسطرح مروی ہے قتیبہ بن سعید سے
عن عبد اللہ بن نمر وعاصم عن ابوبکر الصدیق انہ قال لرسول اللہ صلعم علمنی دعاء
ادعو بہ فی صلوتی قال قل اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب

الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندک انک انت الغفور الرحیم ثبوت اس امر کا کہ اہلسنت
مین مشروعیت فقط تشہد کے ہی یہ ہے کہ تمام ابواب فقہ اور حدیث مین کسی جگہ التحیات کا باب
نہین فقط داخل دعاے اختیاری ہے اور جہان کہین بحث وجوب وعدم وجوب کے ہے وہان
صرف تشہد کا ذکر کیا گیا ہے - اسلیے بمقابلہ تشہد کے التحیات کو مقدم رکھنا بلاشبہ بدعت
اور خلاف سنت ہے - اور الحمد للہ کہ شیعہ اس بدعت سے بری ہین اور متبع سنت نبوی
ہین سلام اللہ وصلوتہ علیہ

رکن دوازدہم سلام اور تکبیر آخری کے بیان مین اس رکن مین اس امر کی
تحقیقات کیجاتی ہے کہ بعد تشہد اور سلام معمولی نماز کے جو اہلسنت چپ وراست ہر دو جانب
سلام کہتے ہین درست ہے یا فقط ایک ہی سلام جائز ہے اور یہ کہ یہ آخری سلام کیا چیز ہے
اور نماز کا اتمام اسی پر ہوجاتا ہے یا افتتاح کیطرح اختتام بھی تکبیر سے ہوگا - واضح ہو کہ امام
ابو حنیفہ منفرد ہین اس امر مین کہ دو سلام دونو جانب کے جایز ہین خواہ امام ہو یا مقتدی اور
اونکے نزدیک یہ سلام داخل نماز نہین ہے بلکہ یہ سلام حضار جماعت نماز پر کیا جاتا ہے کہ وہ
آدمی ہون یا ملائکہ ہون یا جن - اور امام بھی جو دونو جانب سلام کرتا ہے وہ اپنے مقتدیون کو
کرتا ہے اور انہین ہی شامل سمجھتا ہے ملائکہ اور جنات موجودہ وقت کو - اور مقتدی پر لازم
کہ اگر امام پیش رو اوسکے ہو تو دونو جانب سلام کرتے ہین امام پر سلام کرنے کی نیت کرے -
امام مالک کے نزدیک نماز مین فقط ایک سلام واجب ہے - اور دوسرا سلام جو کیا جاتا ہے
اوس سے مقصود یہ ہو کہ مقتدی امام کے سلام کا رد کرے اور پہلا سلام جو داخل نماز اور واجب ہے

وہ مقتدی کو بھی کہنا چاہئے اور دوسرا سلام جو جواب سلام امام کا ہے آہستگی اور خفی آواز سے
کہے چنانچہ شیخ الاسلام نے شرح صحیح بخاری میں قول امام مالک کا ترجمہ اس طرح کیا ہے
قول امام مالک کہ گفتہ سلام گوید مقتدی بعد از انکہ سلام گوید از نماز جانب راست و نزدیک
واجب در نماز ہمین یک سلام است کہ بآواز گوید آنرا و دیگر سلام جواب است مر سلام امام را کہ
آہستہ گوید۔ اور صحیح بخاری میں ایک بہت بڑی طویل حدیث باب من لم یرد السلام
علی الامام واکتفا بتسلیم الصلوٰۃ میں مروی ہے۔ مضمون اس باب کا یہ ہے (یہ باب
اور اسکے بیان میں ہے جو نہ ٹوٹا دے سلام کو امام پر اور اکتفا کرے فقط نماز کے ایک سلام پر)
یہ امر تو فقط اس باب کے عنوان سے بھی ثابت ہو گیا کہ نماز میں ایک ہی سلام ہے جیسا کہ
شیعہ کرتے ہیں اور دوسرا سلام خارج از نماز جواب امام کے سلام کا ہے۔ مگر براہ ناواقفی اور
کم توجہی اہلسنت نے دونوں سلاموں کو ایک اخذ کر دیا کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تو دونو سلام
شامل نماز ہو گئے۔ اور جو حدیث اس باب میں بخاری نے لکھی ہے وہ دلالت صریح اس بات پر
کرتی ہے کہ زمانہ رسول خدا صلعم میں فقط ایک سلام ختم نماز پر پڑھا جاتا تھا اور دوسرا سلام جو
بر و سلام امام بعد میں لوگوں نے جدید نکالا ہے حضرت کے زمانہ میں مطلق نہ تھا بلکہ جس طرح
امام نماز میں ایک سلام کہنا ایسے ہی مقتدی بھی بہ تقلید امام ایک ہی سلام کہتا جیسا کہ مروی
ہے باب مذکورہ میں **حدثنا** عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا معمر عن الزہری
قال اخبرنی محمود بن الربیع وزعم انہ عقل رسول اللہ صلعم وعقل مجۃ مجہا من
دلو کانت فی دارھم۔ قال سمعت عتبان بن مالک الانصاری ثم احد بنی سالم

قال کنت اصلی بقومی بنی سالم فاتیت النبی صلعم فقلت انی انکرت بصری
وان السیول تحول بینی وبین مسجد قومی فلودوت انک جئت فصلیت فی
بیتی مکانا اتخذہ مسجدا فقال افعل انشاء اللہ تعالی - فغدا علی رسول اللہ صلعم
وابوبکر معہ بعد ما اشتد النہار فاستاذن النبی صلعم فاذنت لہ فلم
یجلس حتی قال این تحب ان اصلی من بیتک فاشار الیہ من المکان الذی
احب ان یصلی فیہ فقام وصففنا خلفہ ثم سلم وسلمنا حین سلم صلی طلب

اس حدیث کا یہ ہے کہ معمر نے زہری سے روایت کی ہے کہ کہا زہری نے کہ مجھے خبر دی محمود بن الربیع
نے اور مزعوم زہری ہے کہ محمود کو رسول خدا صلعم یاد ہیں اور وجہ یاد داشت یہ ہے کہ
رسول خدا صلعم نے تبرکا تھوڑا پانی اوسکے مونہہ میں ڈالا تھا جو اوسکے گھر میں ڈول کے
اندر تھا محمود نے کہا کہ عتبان بن مالک انصاری کو جو بعد میں بنی سالم کا ایک شخص تھا
یہ کہتے ہوے سنا کہ میں قوم بنی سالم میں نماز پڑھایا کرتا تھا ایک روز میں رسول خدا صلعم
کے پاس گیا اور عرض کی کہ میں اپنی بصارت درست نہیں پاتا ہوں اور میرے مکان اور
مسجد قوم کے درمیان میں پانی کی سیل حائل ہیں امیدوار ہوں کہ آپ میرے گھر تشریف
لاکر اوسجگہ نماز پڑھیں جسکو میں اپنی نمازگاہ مقرر کروں پس فرمایا حضرت صلعم نے کہ انشاء
اللہ تعالی میں ایسا کرونگا دوسرے دن جبکہ گرمی دن کی سخت ہوگئی تھی تو رسول خدا صلعم
میرے مکان پر تشریف لائے اور ابوبکر اونکے ساتھ تھے - تب حضرت نے گھر میں آنے کی
دستوری چاہی میں نے اجازت دی پس آپ بیٹھے بھی نہیں اور فرمایا بتلا تو کونسی جگہ کو

دوست رکھتا ہے کہ تیرے گھر میں اوسجگہ نماز پڑھوں پس عتبان نے اشارہ سے نشان اوسجگہ کا دیا جہاں نماز پڑھوانا چاہتا تھا پھر حضرت نماز کو کھڑے ہوئے اور وہ کہتا ہے کہ ہمنے اونکے پیچھے نماز پڑھنے کو صف باندھی بعدہ حضرت نے سلام کہا اور ہمنے بھی سلام کہا اوسیوقت جبکہ حضرت نے سلام کہا۔ امام بخاری نے اس حدیث کو اسی دلیل سے اس باب میں درج کیا ہے کہ مقتدیوں نے سوا سلام عمومی کے دوسرا سلام واسطے رد سلام حضرت کے نہیں کہا اور شارح صحیح بخاری یعنی شیخ الاسلام نے بھی اس موقع پر لکھا ہے۔ ظاہر است در عدم رد سلام از مقتدیان زیرا کہ سلام رد بعد سلام اصل باشد نہ در وقت آن۔ اسلئے ثابت ہوا کہ درحقیقت نماز میں ایکہی سلام ہے خواہ امام ہو یا مقتدی ہو اور جانب راست و چپ سلام کرنا فعل جدید اور بدعت ہے۔ اب باقی رہا یہ امر کہ آیا نماز کا اختتام اسی سلام پر ہو جاتا ہے جیسا کہ اہلسنت والجماعت کرتے ہیں یا بعد سلام کے تکبیر پر ختم نماز ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم تکبیر کہہ کر نماز ختم کرتے تھے یا نہیں۔ اگر آنحضرت صلعم تکبیر پر نماز ختم کرتے تھے تو متبع سنت شیعہ ہیں جو تکبیر پر نماز ختم کرتے ہیں یا اہلسنت جو طریقہ رسول خدا صلعم کو ترک کرتے ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری کے دیکھنے سے واضح ہے کہ آنحضرت صلعم نماز کو تکبیر پر ختم کیا کرتے تھے چنانچہ مروی ہے **حدثنا** علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفیان بن جھصہ قال حدثنا عمرو قال اخبرنا ابو معبد عن ابن عباس قال کنت اعرف انقضاء صلوٰۃ النبی صلعم بالتکبیر و قال علی حدثنا سفیان عن عمرو قال کان ابو معبد احد ق الموالی ابن عباس و قال علی اسمہ نافذ یعنی حدیث کی

علی بن عبداللہ نے اور اوس نے سفیان بن جہنہ سے اور اوس نے عمرو سے اور کہا عمرو نے کہ خبر دی مجھکو ابو معبد نے ابن عباس نے کہ ہم انقضاء نماز رسول خدا صلعم کو تکبیر سے پہچانا کرتے تھے اور علی نے یہ بھی کہا کہ مجھسے سفیان نے بحوالہ عمرو بیان کیا کہ ابو معبد ابن عباس کے سب موالیان مین بہت ہی صادق القول تھے اور علی نے اونکا نام نافذ بیان کیا ہے - اور نیز دیگر روایات مندرجہ صحیح بخاری سے بھی پایا جاتا ہے کہ فقط سلام ہر آنحضرتؐ کے نماز ختم نہوتی تھی جیسیا کہ روایت حضرت ام سلمہ سے ظاہر ہوا کہ عورات مقتدیات قبل ختم نماز فقط آنحضرت کے سلام نماز کہنے پر اوٹھ کر اپنے گھرون کو چلے جایا کرتی تھین -

الحمد للہ والمنۃ کہ تمامی مسائل نماز مروجہ شیعیان اہلبیت مطابق سنت رسول اللہ صلعم ثابت ہوئی اور حضرات اہلسنت وجماعت کے تمام ارکان اور طریقے موضوعی اور جدید اور بدعت پائے گئے اور طرہ یہ کہ اونھین کی کتب صحیحہ احادیث سے اونکا طریق عمل خلاف طریقہ رسول خدا صلعم ثابت ہوا اور شیعون کا طریق عمل بموجب اونکی صحاح کے عین مطابق سنت پایا گیا - اب حضرات اہلسنت جو شیعون کے اعمال پر براہ تعصب طعن کیا کرتے ہین ذرا دل مین شرمائین اور خدا سے ڈرین وانہ شدید العقاب -

تمت

بندہ الرسالہ فی التاریخ اربعہ وعشرین شہر ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۹ ہجری نبوی صلعم



قطعہ تاریخ من تصنیف شاعر ذی کمال مورخ نازک خیال جناب منشی
سید باقر علی صاحب متخلص بہ ہنر لکھنوی نقل نویس عدالت حجیہ

نامی زمانہ من فضیل وکلاء — آن مولوی شیخ احمد نیک اساس
تالیف نمود این دلیل الحسنات — با احسن فکر بدز بیرون قیاس
ہاتف فرمود از ہنر تاریخش — تحصیل مآل موجب شکر و سپاس

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ من تصنیف شاعر باکمال تاریخگوی بمثال جناب منشی صادق حسین صاحب متخلص بہ صادق

درحقیقت یہہ رسالہ ہے صداقت بیشتل — منصفانہ ہین رقم جسمین کہ احوال صلوات
اونکی تصنیف سے ہی یہہ بہی رسالہ نایاب — شیخ احمد ہین جو عالم مہ پڑے نیک صفات
جنکی تصنیف سے انوار ہدے سی مشہور — چہوڑکر مذہب سنی ہین جو ہر گیر نجات
دفعتاً پنجتن پاک کا دامن پکڑا — یکقلم چہوڑ گئے ہر سہ خلفاے اصحاب
مصرع طبع ہاگر کے سر اہل خلاف — شاہد و ہادی شیعہ ہی دلیل الحسنات

۱۳۰۹

قطعہ تاریخ من تصنیف سید سجاد علی صاحب متخلص بہ سجاد شاگرد جناب
مستطاب یکتاے زمان شاعر بلند فکر شیرین بیان صاحب دیوان مشہور نزدیک و دور
منشی سید باقر علی صاحب متخلص بہ ہنر لکھنوی مدظلہ العالی

طبع گردید دلیل الحسنات — مندرج گشت مضامین چیدہ
گفت ہاتف بنویس اے سجاد — مسال تاریخ فروغ دیدہ

۱۳۰۹

تقریظ

یہ رسالہ نافعہ وعجالہ رابعہ جسکو عالم جلیل محقق نبیل حبر علام سبحر طلام فرد فرید وحید الدہر فرید العصر ماہر بیبر متکام بے نظیر متمسک باہل عصمت وتطہیر موفق مؤید من اللہ الصمد جناب مولوی شیخ احمد صاحب مدظلہ نے تحریر کیا حقیر کی نظر سے گذرا واقعی یہ رسالہ کمال وتبحر مصنف ممدوح پر دلالت کرتا ہے اور واسطے مخالفین کے سیف صارم وبرہان قاطع ہے حق تعالی مصنف رسالہ اور ناظرین کو اجر جزیل وثواب جمیل عنایت فرماوے واللہ الموفق والمعین وعلیہ نتوکل وبہ نستعین

وانا الاقل الاذل سبط حسین بن السید رمضان علی

النقوی